به عون صانع بیکین مکان وفضل خلاق زمین و زمان
جو حقیقت و عرفان اصول دین مذہب حقہ اثنا عشری کا پورا بیان کتاب لاجواب ہدایت وارشاد ذخائر سے ہے
اثارة البصائر وکشف عن الاسرار
مصنفہ عالم المعی فاضل لوذعی جناب شفاءالدولہ ذکاءالملک حکیم سید فضل علیخان بہادر مد … بتصحیح جناب سید صفدر علی
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں ہزار اخرنبی چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة على رسوله محمد وآله المعصومين اما بعد
کہتا ہے امیدوار رحمت پروردگار غنی افضل علی الرضوی معروف بشفاء الدولہ ابن المرحوم سید اکبر علی
الفیض آبادی عاملہما اللہ بالطفہ الخفی والجلی کہ مجھے سن طفولیت سے شوق تحصیل علوم عربیہ وصحبت
علما تھا اور مین نے فن طب مین بہت اوقات صرف کی اسلیے کہ اسمین مشہور و مرجع ہوگیا تھا اور میرے
رسائل متعددہ متعلق اُس فن سے زبان عربی و فارسی مین تھے اب مین اس زمانہ مین ہون کہ اکثر علما بھی نہین اور
مدارس علوم دینیہ کا بھی ہند مین خاتمہ ہوا اور نہ قدر علماے دین ہے نہ رغبت کسیکو رؤسا سے طرف اشاعت
علوم دینیہ کے ہے جس سے اُمید ہو کہ آیندہ پھر اہل علم پیدا ہونگے بلکہ مظنونا ایسا ہے کہ روز بروز علوم دینیہ مفقود ہوتے
جائینگے اور جو امور کہ اُسکی ضد ہین وہ ترقی پذیر ہونگے جس سے بڑا نقصان یہ بھی عائد ہوگا کیونکہ زمانہ ظہور حجت خدا کے
اور نہ رہینگے جانشینان کی قوت کا ہے کتب جو علمانے لکھین وہ بکار آمد نہین کیونکہ اکثر زبان عربی یا فارسی مین ہین کم استعداد
اُس سے منتفع نہین ہوسکتے اسلیے مین نے چاہا کہ ایک رسالہ مختصر اصول دین مین بطور مذہب اثنا عشری
کہ جو مختار مولف رسالہ ہے اسطرح لکھے کہ تکمیل عقائد حقہ کو معین ہو لیکن جاہل مین وقت استطاعت یہ ہے کہ علاوہ اُن حوادثات مانع
جو استدبار دنیا سے معمول و اکثر ہو پہنچتے ہین اور یہ پہنچے پس پھر وہ ہون جس سے عقل و حواس گم کردہ ہون اور اس

فقدان ولد کا بدل نہین رکھتا جس سے دل کو بہلاؤن بے کھٹکا ست بسر اوقات میری اسطرح ہے کہ شب کو
فرقت مین فغان دن کو غم و زاری ہے * رات دن ہے وہ مرا خواب یہ بیداری ہے * اس جہت سے جو میرا ارادہ تھا
وہ ہو نہین سکتا علاوہ اسکے اگر زیادہ زور علوم عقلیہ سے دیا جائے تو پھر مشکل ہو جائیگا اور نفع عام فائدہ کے قابل
نہ رہیگا اور جو اصلی غرض ہے کہ کم بضاعت فائدہ مند ہون وہ جاتی رہیگی اسلیے بہ عایت نفع عام تسہیل مطالب کیطرف
توجہ کی جاتی ہے اگر کہین خطا واقع ہو تو ناظرین با تمکین میرے اصل حال پر اختلال پر نظر تاسف کر کے اُسے عفو فرماوین
اور صحیح کر دین کہ کتاب مذہبی مین غلطی نہ رہنے پائے در پے طعن و تشنیع میرے نہون کہ مین اب زور نمائی کو نہین لکھتا
بلکہ امر خیر کے لیے حرکت مذبوحی کرتا ہون اور خدا سے اُمیدوار ہون کہ اسکا فائدہ اپنی عباد کو یہ پہونچائے کہ وہ
دین حق مین کامل ہو کر اُسکی عبادت و پرستش موافق اُسکی ہدایت کے کرین جس سے وہ راضی ہو اور اہل یقین مستوجب
ثواب ہون اور مجھے اسکے عوض مین خلعت دائے عفو و رحمت عطا فرمائے وھو اکرم من سئل عنہ اور اس کتاب کو
مرتب کرتا ہون اوپر ایک مقدمہ اور پانچ باب اور ایک خاتمہ کے اور چونکہ یہ کتاب مشتمل اوپر ایسے دلائل کے ہے جو سبب
زیادتی بصیرت اور باعث انکشاف انواع مصالح و حکمت الٰہی اور کاشف غموضات علوم دینیہ ہین لہذا نام اسکا
انارۃ البصائر و کشف السرائر رکھا گیا مقدمہ مشتمل ہے اوپر دو مطلب اور ایک تنبیہ کے مطلب اوّل بیچ
بیان مذاہب مختلفہ اسلامیہ کے چونکہ یہ کتاب بیان اصول دین مین ہے لہذا چاہا مین نے کہ قبل اسکے کہ دلائل مذہب
حق مین خوض و فکر کر کے لکھا جائے کچھ حال فرق و ادیان اختلاف اعتقادات کا جس سے طوائف مختلفہ طبقہ اسلام
مین پیدا ہوے لکھون اور اس سے دو فائدے ہین ایک یہ کہ جب مذاہب باطلہ سے ناظر آگاہ ہو چکے گا تو حق اُسکی
نظر مین خوب جلوہ دیگا دوسرے یہ کہ جیسا اطبا سموم کو لکھ دیتے ہین تا عالم اُس سے احتیاط کرے استعمال مین
نہ لائے اسیطرح جب اطلاع مذاہب باطلہ سے ہو جائیگی طالب حق اُس سے احتراز کریگا اور قبل مقصود تحقیق لفظ دین کی
ضرور ہی پس جاننا چاہیے کہ لفظ دین بکسر دال و سکون یاء تحتانی و نون مختلف معانی مین مستعمل ہے چنانچہ ایک
معنی اسکے طاعت ہین جیسا حق تعالی فرماتا ہے یدینون دین الحق ای یطیعون ولہ الدین واصبا اور ایک معنی اسکے
جزا ہین جیسا کہ قرآن مین ہے مالک یوم الدین ای یوم الجزاء ایک معنی حکم ہین جیسا کہ فرمایا ہے لا تاخذکم بھما رافۃ فی
دین اللہ ای حکم اللہ اسیطرح بعض معانی لغوی سے عادت ہے سیرت ہے حساب ہے قہر ہے اور معانی اصطلاحی شرعی اسکے خاص معنی
شرع ہے یعنی بجائے لفظ شرع بولا جاتا ہے اور کبھی معنی توحید مستعمل ہوتا ہے اور کبھی بنابر اصطلاح شرعی کے کہا جاتا ہے
کہ دین اُسکا نام ہے کہ جسے خدا نے وضع کیا ہو اور جاری کیا ہو واسطے بندگان ذی عقول کے ساتھ اختیار
کرنی انکی اس موضوع کو تاکہ صلاح فی الحال اور فلاح فی المآل حاصل ہو اور یہ مشتمل عقائد و اعمال دونون کو ہے
اور اسلیے ہر ملت نبی کو دین کہتے ہین لیکن اب مخصوص دین سے مراد اسلام ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ

ان الدین عند اللہ الاسلام کیونکہ یہ طریقہ شرعاً ناسخ ادیان سابقہ ہے اور اصول دین سے وہ مسائل مراد ہین جو مفید
علم و یقین ہون اور فروع دین سے وہ مراد ہین جو مفید عمل ہون تو اوّل کے جاننے مین ہر مکلف کو ضرور ہے
کہ دلیل کے ساتھ جانے تاکہ مفید یقین کاملہ کو ہو اور دوسرے مین یہ ضرور نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ علوم ضروریہ
منحصر تین علم مین ہین ایک خود شناسی دوسرے خداشناسی تیسرے فرمان خداشناسی ہے اور اصول دین مین
انہین شناختونکو جاننا چاہیے کہ حکما اُسے حکمت الٰہی کہتے ہین اور اہل معرفت اُسے معرفت کہتے ہین کیونکہ
توحید و عدل علم خداشناسی مین داخل ہے اور نبوت و امامت فرمان خداشناسی مین داخل ہے اسلیے کہ فرمان خدا کو
شرع سے پہچان سکتے ہین اور شرع کا جاننا محتاج ہے اُسکا جو شرع کو لایا اور جو اُسکے بعد اُسکا حافظ اور مبیّن ہے اور
لانے والا نبی ہے اور حافظ اور مبیّن اُسکا امام علیہ السلام ہین اور علم معاد داخل ہے علم خودشناسی مین کہ اُسے اپنی بازگشت
معلوم ہوتی ہے اور جب تک انہین نہ جانے اور اُسکے موافق عمل نہ کرے رستگاری اور نجات آخرتی ممکن نہین ہے اور
یہ باتفاق علما و عقلا ثابت ہے اور کمال محل تاسف ہے جو اسمین غفلت کرے اور درپے تحقیق اور تحصیل حق نہو کیونکہ
اسمین اختلافات بہت ہوے اور ظاہر ہے کہ سب حق نہونگے اب جاننا چاہیے کہ بنی نوع انسان کا حال دین و
عقائد مین بہت مختلف ہے اور یہ اختلاف اس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ شاید حصر اُسکا دشوار ہے اور چونکہ عقل فی الجملہ سب
مخلوق کو عطا فرمائی اسلیے یہ ممکن نہین ہے کہ کوئی فرد انسان کہ مرتبۂ صبی و مجنون مین نہو کوئی طریقہ حق یا باطل
پر نہو لیکن جو فرق کہ مشہور ہین بہ بیان خاص اُنکی طرف اشارہ کیا جاتا ہے مثلاً جو فرقہ کہ اُنہون نے کتب سماویہ پر
جو انبیا پر نازل ہوئی ہین اور مشہور ہین اعتماد کرکے عقائد و اعمال کو اختیار کیا انہین اہل دیانات کہتے ہین
اور وہ بظاہر چار فرقے بزرگ ہین اوّل یہود دوم نصاریٰ سوم مجوس چہارم اہل اسلام اور جنہون نے
اپنی عقل و راے پر بھروسا کرکے اختیار عقائد کیا انہین اہل اہوا و آرا کہتے ہین مثل فلاسفہ و دہریہ و صابیہ و
بت پرستان و براہمہ اور ان دونون قسمون مین بھی بہت فرقے پیدا ہوے ہین کہ اُسکا حصر بھی دشوار ہے لیکن جو اہل دیانات
ہین کہ پابند کتاب مشہور ہین یہ ہے کہ مجوس مین ستر فرقے ہوے ہین اور یہود مین اکہتر فرقے مختلف ہوے
ہین اور نصاریٰ مین بہتر فرقے تک اختلاف ہوا ہے بالجملہ یہ بیان اجمالی اختلاف ادیان و فرق کا تمہید کے
لیے ہے والا نہ ہمکو اہل دیانات ثلثہ کے فرق سے مطلب ہے کیونکہ وہ سب ادیان منسوخہ پر ہین جس سے ہمکو کچھ
مطلب باقی نہین اور نہ اہل آرا سے بحث ہے کیونکہ وہ کس شمار مین ہین جب دین بموافق خواہش اپنے و بحیثیت
راے ناقص انسانی وضع کیا گیا من جانب خداوند آسمان و زمین کہ عالم و حکیم ہے اُسکی وضع نہوئی ہو تو ہمکو اور
جسے خدا عقل و توفیق دے متوجہ ہونا اُسکے طرف بیکار ہے بلکہ اصل غرض ہماری اس جگہ بیان فرق اسلام اور انکے
اختلافات کا ہے تو مشہور یہ ہے کہ بوقوع اختلافات طبقہ اسلام بھی تہتّر فرقۂ مشہور تک متفرق ہے کہ باعتبار ارشاد جناب

نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اُنمین سے حق پر ہی جیسا کہ فرمایا ہی آنحضرت نے کہ لا یزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق الی یوم القیمۃ اس سے صاف واضح ہی کہ ایک فرقہ حق پر ہی فقط باقی بہتر فرقے سب بر سر باطل ہین لیکن ضبط قواعد اختلاف کا طبقہ اسلام مین جسپر تمام مناطِ اختلاف موقوف و مبتنی ہی اور اُسے بعض نے لکھا ہی وہ چار چیزین ہین پہلی اُن چارون سے صفات و توحید ہین اور مندرج ہوتے ہین اُسمین صفات ذاتی وصفات فعل اور یہ کہ کیا خدا پر واجب ہی اور کیا جائز ہی اور کیا ممتنع ہی اور اِسمین خلاف ہوا ہی درمیان اشعریہ اور کرامیہ ومجسمہ ومعتزلہ کے جیسا کہ بیان مذاہب فرق مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی دوسرے اُنسے قدر وعدل ہی اور مندرج ہوتے ہین اُسمین مسائل قضا وقدر وجبر وکسب و ارادہ خیر وشر ومقدور ومعلوم اور اسمین خلاف واقع ہی درمیان فرق قدریہ ونجاریہ وجبریہ واشعریہ وکرامیہ مین تیسرے اُن چارون مابہ الاختلاف سے وعدہ ووعید و اسماء احکام ہین اور مندرج ہوتے ہین اُسمین مسائل ایمان وتوبہ ووعد ووعید وارجاء وتکفیر وتضلیل اور انمین اختلاف واقع ہوا ہی درمیان فرقہ مرجیہ ووعیدیہ ومعتزلہ واشعریہ وکرامیہ کے چوتھے اُن مابہ الاختلاف سے سمع وعقل ورسالت وامامت ہی اور مندرج ہوتے ہین اسمین مسائل تحسین وتقبیح واصلاح وصلح ولطف وعصمت کا نبوت کے لئے ضروری ہونا اور شرائط امامت سے ایک جماعت کے نزدیک نص کا ہونا اور دوسری جماعت کے نزدیک اجماع کا ہونا اور منتقل ہونے مین امامت کے نص کی ضرورت پیش ہیکلے اور کیفیت اثبات امامت باجماع پیش دیگرے اور اِسمین خلاف واقع ہی درمیان فرقہ شیعہ وخوارج ومعتزلہ وکرامیہ واشعریہ کے بالجملہ اصول فرقہ ہاے اسلامیہ چار ہین اول قدریہ دوم صفاتیہ تیسرے خوارج چوتھے شیعہ اور انہین مین ترکیب ہوئے بعض کے ساتھ بعض کے اور اُن سے شاخین پیدا ہو کر نوبت تہتر فرقہ تک نوبت پہونچی اور جاننا چاہیئے کہ سبب اوّلی وقوع شبہات مین کہ جس سے آرا و مذاہب متفرق ہوئے متابعت خطوات شیطانی تھے اُسکے شبہات اولیہ مین اور وہ استقلال شیطان کا رائے مین بمقابل نص اور اختیار کرنا اُسکا خواہش نفس کو بیچ معارضہ حکم آلہی کے اور استکبار اُسکا اپنے مادہ خلقت سے کہ نار تھی اوپر مادہ خلقت آدم کے کہ خاک ہی اور یہ سب ملکر منشعب طرف شبہات ہفتگانہ کے ہوئے یہانتک کہ یہ آدمیون کے ذہنون مین متمکن ہوئے اور اُس ملعون نے انہین زینت دی یہانتک کہ ہر ایک کو میلان واستقلال طرف رائے کے پیدا ہوا جس سے مذاہب متعددہ پیدا ہوئے اور ہر طبقہ مین یہ موثر رہا اور اب تک ہی اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من شر الشیطان الرجیم اور وہ شبہات جو کتب سماویہ سابقہ مین مفصل مذکور ہین اور علما نے نقل کیا ہی یہ ہین کہ جب حق تعالی نے امر بسجود فرمایا اور شیطان نے اُسے قبول نہ کیا جس سے مردود ہوا تو اُسنے ملائکہ سے بشکل مناظرہ یہ کہا کہ مین تسلیم کرتا ہون کہ جناب قدس آلہی میرا اور جمیع مخلوقات کا پروردگار اور عالم قادر ہی اور اُسکی قدرت

ومشیت سے کوئی سوال نہین کرسکتا کیونکہ جب وہ ارادہ کسی شی کا فرماتا ہی اور کہتا ہی کہ ہو جائے وہ شی اُسی وقت
موجود ہو جاتی ہی لیکن اُسکے حکمت کی طرف سات سوال متوجہ ہوتے ہین ملائکہ نے کہا وہ کیا ہین جب بیان
کیا اُس ملعون نے کہ پہلا سوال یہ ہی کہ قبل میرے پیدا کرنے کے وہ جانتا تھا کہ مجھسے کیا صادر ہو گا پس مجھے
پہلے کیون خلق کیا اور میرے پیدا کرنے مین کیا حکمت تھی دوسرے یہ کہ جب موافق اپنے ارادے و
مشیت کے مجھے خلق کرچکا تو مجھے تکلیف معرفۃ وطاعۃ کیون دی اور تکلیف دینے مین کیا حکمت تھی حالانکہ
نہ وہ کسی کی طاعت سے منتفع ہوتا ہی اور نہ کسی کی معصیت سے متضرر ہوتا ہی تیسرے یہ کہ جب مجھے خلق
کرچکا اور تکلیف دے چکا تو مین نے التزام تکلیف بطاعت ومعرفت کیا یعنے پہچانا اُسے اور طاعت کی اُسکی اور
جب مین یہ کرچکا تو پھر طاعت آدم کی اور سجدہ کرنے کے لئے اُسکی کیون تکلیف مجھے دی اور اس تکلیف خاص
مین کیا فائدہ تھا حالانکہ اس سے میری معرفت وطاعت کچھ زیادہ نہوتی تھی چوتھے یہ کہ جب پیدا کرکے تکلیف
مطلق اور تکلیف خاص دے چکا اور مین نے سجدہ نہ کیا آدم کے واسطے تو کیون مجھے ملعون کیا اور بہشت سے
نکالا اسمین کیا حکمت تھی حالانکہ مین کسی قبیح کا مرتکب نہین ہوا تھا اسقدر مین نے کہا تھا کہ مین تیرے سوا
کسی کو سجدہ نکرونگا پانچوین یہ کہ جب مجھے خلق کرچکا اور تکلیف عام وخاص دے چکا اور مین نے اطاعت کی
تو بعد ملعون ومطرود کرنے کی پھر مجھے جنت مین دوبارہ آدم تک کیون جانے دیا یہان تک کہ مین نے آدم کو
وسوسے سے دہوکھا دیا اور اُسنے جس درخت کے پاس جانے کو منع فرمایا تھا اُسکا ثمر کھالیا اور پھر آدم کو بھی میرے
ساتھ بہشت سے نکال دیا اسمین کیا حکمت تھی حالانکہ اگر مجھے پھر دخول بہشت سے منع فرماتا تو آدم میری شر سے
محفوظ ومستریح ہوکر ہمیشہ بہشت مین براحت زندگانی کرتا چھٹے یہ کہ جب مجھے مخلوق فرماکر تکلیف عام وخاص دیچکا
اور ملعون کرچکا اور پھر داخل جنت فرماچکا اور مجھمین اور آدم مین خصومت اور دشمنی ظاہر ہوچکی پھر مجھے اُسکی اولاد پر
کیون مسلط دیا یہان تک کہ مجھے قدرت دی کہ اُنمین مین دیکھون اور وہ مجھے نہ دیکھین میرا وسوسہ اُنمین موثر ہو
اور اُنکی طاقت وقوت واستطاعت مجھپر موثر نہ ہو اسمین کیا حکمت تھی حالانکہ اگر اُنہین فطرت پر مبعوث طاعت
فرماتا تو اُنکے مناسب تھا اور لائق حکمت الٰہی ہوتا ساتوین یہ کہ مین نے سب کچھ تسلیم کیا کہ مجھے پیدا کیا اور
تکلیف عام وخاص دی اور جب طاعت مین نے نہ کی تو مجھے ملعون ومطرود کیا اور جب مین نے ارادہ بہشت
مین جانیکا کیا تو مجھے تمکین دی راہ دی کہ مین داخل بہشت ہوا اور پھر جب وہان جاکر آدم کو بہکایا تو مجھے بیٹا اور
اولاد آدم پر مسلط کیا یہان تک کہ جب مین نے مہلت طلب کی تو قیامت تک مجھے مہلت دی اسمین کیا حکمت تھی
حالانکہ اگر مجھے اُسی وقت مار ڈالتا تو تمام عالم میری شر سے راحت پاتا اور پھر دنیا مین شر باقی نرہتا آیا عالم کا
نظام خیر پر باقی رہنا اُسکے ممتزج ساتھ شر کے ہوکر رہنے سے بہتر نہین ہی کہا اُس ملعون نے ملائکہ سے کہ یہ سات

حجتیں میری ہیں جسمین مین نے ادعا کیا ہی ہر مسئلہ مین شارح انجیل نے لکھا ہی کہ جب کلام اُسکا تمام ہوا تو حق تعالی نے وحی نازل فرمائی ملائکہ پر کہ اُس ملعون سے کہو کہ جو تو نے قول اوّل مین اپنے تسلیم کیا ہی کہ مین تیرا پروردگار اور تمام عالم کا ہون تو فی الواقع تو اس تسلیم مین سچا اور مخلص نہین ہی کیونکہ اگر فی الواقع تو اسکی تصدیق کرتا کہ مین پروردگار عالم ہون تو بمقابل میرے حکم کے لم اور وجہ نہ پوچھتا کیونکہ مین وہ آلہ ہون کہ میرے سوا کوئی معبود بحق و لائق پرستش نہین ہی جو کچھ مین کرون لائق نہین ہی میری مخلوقات کو کہ اُسمین مجھ سے سوال کرین اور مخلوق البتہ میری اس مرتبہ مین ہین کہ مین اُنسے پوچھون فقط یہان سے جاننا چاہیئے کہ شبہ شیطان وہ ہی کہ جسمین تمام خلق قدیم وحادیث انبیا علیہم السلام کے ساتھ اسیکے موافق جدل کرتے آئے ہین جیسا کہ قرآن مین حق تعالی نقل فرماتا ہی ابشر یھدوننا آیا آدمی جو مثل ہمارے ہی وہی ہمکو ہدایت کریگا جیسا شیطان نے کہا تھا اسجد لمن خلقت طینا یعنے آیا مین اُسکے لئے سجدہ کرون جسے مٹی سے بنایا تھا اور فرمایا حق تعالی نے وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءهم الهدى الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا یعنے نہین منع کیا آدمیونکو ایمان لانے سے جبکہ پیغمبران ہدایت کنندہ اُنپر نازل ہوے مگر یہ کہ کہا اُنہون نے کہ آیا خدا نے آدمی پیام لانے والا بھیجا ہی حاصل یہ ہی کہ مانع ایمان سے کچھ اور نہین تھا مگر یہ منع جیسا کہ جب شیطان سے فرمایا کہ ما منعك ان تسجد اذ امرتك قال انا خير منه یعنے کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے منع کیا بعد اسکے کہ مین حکم فرما چکا کہ سجدہ کر جواب مین اُسنے عرض کیا کہ مین اُس سے بہتر ہون پس اس سے واضح ہوتا ہی کہ متقدم و متاخر اُسمین ایک طریقہ پر ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی کذلك قال الذين من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم فما كانوا ليؤمنوا بما كذبوا به من قبل پس لعین اوّل نے جب حاکم کیا عقل کو اُسپر جسپر عقلون کو حکم کرنا نہین چاہیئے تو لازم آئی اُس سے یہ بات کہ حکم خالق کو خلق مین اور حکم خلق کو خالق مین جاری کیا اور پہلا غلو ہی اور دوسرا تقصیر ہی پس ظاہر ہوے سبب اوّلی سے مذاہب حلولیہ و تناسخیہ و مشبہہ و غلات کیونکہ وہ بھی غلو کرتے ہین کسی شخص مین شخاص سے اور موصوف کرتے ہین اُسے ساتھ صفات جلال کے اور شبہ ثانیہ سے مذاہب قدریہ و جبریہ و مجسمہ پیدا ہوے کیونکہ انہون نے حق تعالی کے وصف مین تقصیر کی یعنے خالق کو بصفات مخلوقین موصوف کیا اور معتزلہ نے تشبیہ افعال خالق کے ساتھ افعال مخلوقین کی اور حلولیے نے صفات خالق کو مشابہ بصفات مخلوقین کیا اور قدریہ نے ہر چیز مین علت طلب کی اور یہ فعل شیطان تھا کہ اُسنے بھی پہلے اپنے خلق کی علت پوچھی اور دوسرے سوال مین حکمت تکلیف سے سوال کیا اور تیسرے سوال مین فایدہ تکلیف سجدہ آدم کو پوچھا تھا اور اسی سے مذہب خوارج پیدا ہوا کیونکہ کچھ فرق نہین ہی اس بات مین جو خوارج نے کہا کہ حکم نہین ہی مگر خدا کے واسطے یعنے جو کچھ قران مین ہی اُسکی اطاعت کرینگے

اور آدمیونکی حکومت نہ مانینگے اور اس قول مین جو شیطان نے کہا تھا کہ مین سجدہ نکرونگا مگر تیرے لئے کیا
سجدہ اُس بشر کے لئے کرون جسے مٹی سے پیدا کیا ہی کیونکہ اُسنے بھی بسبب آدم کے انسان ہونے کے سجدے سے انکار کیا
اور انہون نے بھی اطاعت امام سے اُنکے بشر ہونے کے راہ سے انکار کیا اسیلئے فرمایا ہی پیغمبر خدا نے کہ لتسلکن سبل
الامم قبلکم حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة حتی لو دخلوا جحر ضب لدخلتموہ یعنے ہر آئینہ اتتہاے انبیا سابق
کی راہ پر تم بھی چلوگے قدم باقدم اور جیسا کہ تیر کا پر کمانسے نکلتا ہی ایک دوسرے کے مشابہ یہان تک کہ اگر
ریچھ کے مانند مین داخل ہوے ہونگے تو تم بھی اسی مین جاؤگے واضح ہو کہ یہ کلام بلاغت نظام دلالت کرتا ہی
اس امر پر کہ حضرت نے بعد ملاحظہ فرمانے حال منافقین امت کے یہ خبر دی تھی اُن گمراہیونسے اور خرابیونسے
جو بعد آنحضرت کے اس امت مین بوقوع اختلافات ہوئین اور ریچھ کے ماند مین جانا کنایہ ہی مہلکہ او ضلالت مین
واقع ہونے سے فقط اور سبب سکا یہ ہی کہ جو شبہات زمانہ پیغمبر خدا مین پیدا ہوے وہ سب ماخوذ شبہات ابلیسیہ
تھے دلیل اسکی یہ ہی کہ منافقین راضی نہوتے تھے اُس حکم و نہی سے جو پیغمبر فرماتے تھے اور جس چیز سے ممنوع ہوتے تھے
اُسکی وجہ پوچھتے تھے اور باطل کے ساتھ مجادلہ باہمی کرتے تھے نص کے مقابل مین اپنی عقل ناقص پر اعتماد
کرتے تھے چنانچہ قصہ تمیمی کا مشہور ہی کہ اُسنے سامنے پیغمبر کے کہا کہ عدل کرو ای محمد پس تحقیق کہ تم عدل نہین کرتے
یہان تک کہ حضرت نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ اگر مین عدل نہین کرتا تو پھر کون شخص عدل کریگا باوجود اسکے
اُس ملعون نے پھر اعادہ کیا اور کہا ھذہ قسمة ما ارید بہا وجہ اللہ اب ظاہر ہی اس سے کہ جو بے ادب پیغمبر کے
ارشاد کو رد کرتا ہی اور بمقابل نص جلی کے اختیار کرتا ہی حکم عقل ناقص کا یا جیسا احد کی لڑائی کے دن منافقین نے
کہا تھا کہ ھل لنا من الامر من شیء اور قول اُنکا لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا اور قول اُنکا لو کانوا عندنا
ما ماتوا وما قتلوا پس ظاہر ہی کہ یہ سب تصریح ہی ساتھ قدر کے اسی طرح بعض مشرکین کا قول کہ لو شاء اللہ ما عبدنا من
دونہ من شیء اور بعض کا کہنا کہ انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ پس یہ سب جبر کی تصریح ہی اور یہ احوال مخالفین صحبت بمین و
سلامتی ظاہری نبی مین تھا کہ اعتراضات پیغمبر کے حرکات و سکنات پر کرتے تھے جس سے شبہات پیدا ہوتے تھے
اب دیکھنا چاہئے اُن اختلافات کو جو زمان مرض نبی مین قریب وفات واقع ہوے جس سے رخنہ عظیم بیچ اسلام کے
واقع ہوا چنانچہ محمد بن اسمعیل بخاری نے کہ جد بزرگوار اُنکے یہودی المذہب تھے اپنی مسند مین عبد اللہ بن عباس سے
روایت کی ہی اور یہ عبارت اُنکی ہی لما اشتد بالنبی مرضہ الذی مات فیہ قال ائتونی بدوات و
قرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی ابدا قال عمر ان رسول اللہ قد اغلب علیہ الوجع و
فی لفظ الاحادیث ان الرجل لیہجر فقال رسول اللہ قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع ماحاصل معنے اسکے یہ ہین کہ جب
پیغمبر خدا کو زیادتی مرض کی ہوئی تو مجمع اصحاب مین فرمایا کہ دوات و قلم میرے پاس لاؤ کہ مین تمہارے واسطے

القذة بالضم ریش السہم ج القذذ

ایسی کتاب لکھدون کہ بعد میرے کبھی گمراہ نہوگے اُس وقت حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ پیغمبر خدا پر اسوقت
مرض بہت غالب ہی یعنے صحت عقل نہین ہی اور اکثر روایات مین یہ لفظ ہی کہ ان الرجل لیہجر یعنے اسوقت یہ مرد کلام
بلاشعور جیسے ہذیان کہتے ہین کرتا ہی جب یہ کلام تمام ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ اُٹھو میرے پاس سے کہ میرے پاس
کسیکو نزاع کرنا جائز نہین ہی اور ابن عباس نے کہا تمام ترین خرابی وہ ہوے کہ جب ہمارے اور پیغمبر کے بیچ مین
عمر نے دخل دیا اور حضرت نے اپنے مرض مین تخلیہ چاہا تھا کہ فرمایا تھا جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا
یعنے سبکو چاہیئے کہ لشکر اسامہ کے ساتھ باہر جائین ورنہ خدا لعنت کرے اُسکو جو اسامہ کے ساتھ نہ جاے پس
اُسوقت بھی اختلاف ہوا کہ ایک قوم نے کہا کہ ہمکو امتثال قول نبی واجب ہی اور اسامہ مدینہ سے باہر جاچکا اور
دونو اعرابیون نے کہا کہ اسوقت پیغمبر کو بیماری سخت بہت ہی ہمارا دل نہین مانتا کہ جدا ہون و فی الحقیقت یہ ہی
کہ دونو اس قول مین جھوٹے تھے بلکہ فوج اسامہ سے خاص اسلئے رہ گئی تھی کہ تا خلافت جسکے لئے آپس مین زمان
حیات نبی سے عہد کر رکھا تھا ہمارے اختیار مین آئے اور وہ خوب سمجھ گئے تھے کہ حضرت کا اسوقت اسامہ کو امیر کر
اور اُسکے ساتھ باہر جانیکو حکم کرنا محض اسلئے ہی کہ تا مدینہ خالی ہوجاے اور کوئی نزاع کرنیوالا مدینہ مین علی بن
ابیطالب کے ساتھ امر خلافت مین باقی نرہ جاے جب خوب اسے سمجھے تو باوجود اسکے کہ مدینہ سے باہر
جاچکے تھے لیکن پھر چلے آے اور عجب اتفاق ہوا کہ جسوقت یہ دونو صاحب داخل مدینہ ہوئے تو پیغمبر پر غشی
مین تھے جب افاقہ ہوا تو فرمایا لفظ نبی یہ ہی کہ طرق المدینۃ طارق فی ہذہ الساعۃ علیہ لعنۃ اللہ و سیکون ہلاک امتی علی یدیہ
چونکہ طارق اُسے کہتے ہین کہ جو شب کو مسافر گھر آئے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ پھرانا بھی پوشیدگی کے ساتھ تھا
لیکن حضرت نے بکمال علم نبوت فرمایا کہ اسی وقت ایک شخص مدینہ مین پھر کر آیا ہی کہ لعنت خدا اُسپر ہو اور
عنقریب ہی کہ ہلاکت میری امت کی اُسکے ہاتھ پر ہوگی اسی طرح بعد انتقال جناب سالتمآب حضرت کے
دفن مین اختلاف ہوا چنانچہ اخبار عامہ و خاصہ مین لکھا ہی کہ حضرت عمر ابن الخطاب کہتے تھے کہ جو کوئی یہ کہے گا
کہ نبی نے انتقال کیا تو اُسے اپنی تلوار سے مارونگا بلکہ حضرت آسمان پر تشریف لیگئے ہین جیسا کہ عیسی بن مریم
آسمان پر گئے ہین یہان تک کہ بعض صحاب نے کہا کہ جو عبادت محمد کرتے تھے اُنکے لئے خرابی ہی کہ محمد نے انتقال
فرمایا اور جو عبادت خداے محمد کی کرتے تھے انہین کچھ کام نہین ہی کیونکہ خداے محمد زندہ ہی کبھی مرتا نہین
اور اس آیہ کو پڑھا کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اُسوقت قوم نے منحرف ہوکر
ان صحابی کے قول پر رجوع کی اور جو صاحب تلوار سے قتل کرنیکو کہتے تھے وہ کہنے لگے کہ گویا مین نے یہ آیہ سنا ہی
نتھا اس جگہ سے بہت تعجب ہوتا ہی کہ یہ روایت فریقین کی ہی درصورت صدق خلیفہ ثانی کو کیا معلوم نتھا
کہ جمیع انبیا مرگئے اور موت عام ہر ذی روح کی ہی ہم احادیث نبی کو دیکھتے ہین و کتاب اسکو بھلاتے ہین بیان

موت سے ڈرا ہوا اور سمجھتا ہے موت سے اور خوب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے بہت تصریح کے ساتھ
انبیا کا مرنا اور اپنے انتقال کا وعدہ مکرر بیان فرمایا ہے کہاں رہتے تھے اور کس کان سے سنتے تھے کہاں تھے
اُسوقت کہ جب یہ آیۂ تسکین خاطر نبی کو تعزیت فرزند میں حضرت کے نازل ہوا انک میت وانہم میتون
اس وعدہ کے بعد پھر کس طرح انکار موت ہوا اس سے زیادہ نص الٰہی اور کیا ہوگی اگر یہ حکایت صحیح ہے تو جیسا صحبت
نبی میں کتاب اللہ کا لحاظ نہ ہوا ویسا ہی عجب نہیں کہ محبت دنیا میں بمقابل خلافت حب جاہ وصایائے
نبی اور نص خلافت علی بن ابیطالب کو بھی بھول گئے ہونگے بڑا تعجب یہ ہے کہ ایسے شخص کی امامت پر اجماع امت
کیونکر ہوا خدا جانے یہ مجتمعین کیسے صحابہ ہونگے اسی طرح اختلاف موضع دفن نبی میں ہوا اہل مکہ جو مہاجرین
تھے وہ کہتے تھے کہ نبی کی نعش کو مکہ میں لیجا کر دفن کرنا چاہئیے کہ وہ موطن خاص ہے اور اہل مدینہ کا ارادہ تھا
کہ نہیں مدینہ دار ہجرت ہے یہاں دفن ہونا چاہئیے ایک جماعت کہتی تھی کہ نہیں بیت المقدس بہتر ہے کہ وہ
مدفن انبیا ہے اور وہیں سے معراج حضرت کی آسمان کیطرف واقع ہوئی جب یہ اختلاف بڑھا تو فرمایا جناب علی بن
ابیطالب نے کہ حق تعالیٰ نے روح نبی کو اپنے اشرف بقاع میں قبض فرمایا ہے اُسی جگہ دفن ہونا بہتر ہے اُسوقت
موافق ارشاد حضرت سب راضی ہوئے اس سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ زمان مرض نبی میں یہ اشخاص ملازم
خدمت نبی نہ تھے ورنہ موضع دفن کو زبانی حضرت کے ضرور سنتے خدا جانے کس فکر میں اور کہاں رہتے تھے
بعد اسکے وہ خلاف عظیم کہ جسنے امت کو بعد نبی قیامت تک ہلاکت میں ڈالا اور خواص و عوام کو مبتلائے بلا کیا
امر خلافت میں واقع ہوا کہ بہت تصریح سے مشہور ہے اور کتب اسلامیہ میں مسطور ہے اور خاص زمان جناب علی بن
ابیطالب میں دو فرقہ ظاہر ہوئے ایک فرقہ خوارج مثل اشعث بن قیس اور مسعود ابن فدک تمیمی و زید بن حصین طائی
وغیرہم دوسرے غلات جنہوں نے حضرت کے حق میں غلو کیا مثل عبداللہ بن سبا ساتھ ایک جماعت کے اور
فرقتین سے بدعت و ضلالت ظاہر ہوئی جیسا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا یہلک فیک اثنان محب غال و مبغض
قال و بعد اسکے یہ اختلاف منقسم طرف دو قسمونکے ہوا ایک اختلاف امامت میں اور دوسرے اختلاف اصول میں
اختلاف امامت کی دو صورتیں ہوئیں ایک یہ کہ امامت ثابت ہوتی ہے ساتھ نص و تعیین کے جیسا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ نے علی ابن ابیطالب کو منصوص بخلافت و معین فرمایا بلفظ من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ اور دوسرے
کہ امامت ثابت ہوتی ہے ساتھ اتفاق و اختیار امت کے جیسا اہل سنت امامت خلیفۂ اول کے لئے کہتے ہیں
کہ باتفاق صحابہ ہوئے پس جو لوگ اسکے قائل ہوئے ہیں کہ امامت میں شرط اتفاق و اختیار ہے وہ اسکے قائل
ہوئے ہیں کہ جو شخص کہ اُسپر اتفاق کرے امت یا ایک جماعت معتبرہ امت سے خواہ مطلقاً یا بشرط اسکے کہ قرشی
موافق ایک مذہب قوم کے یا ہاشمی ہو موافق ایک مذہب کے ساتھ اور شرائط کی جو آئندہ مذکور ہونگے امام

پس جو شخص قایل امامت باتفاق ہوا مطلقاً اُسنے امامت معویہ اور اسکے اولاد کی خلافت کا بھی اقرار کیا اور جنہنے ثبوت امامت مین نص کو ضروری جانا انمین بھی اختلاف بعد علی بن ابیطالب کے بہت ہوا چنانچہ بعض انمین وہ ہین جو کہتے ہین کہ علیؑ ابن ابیطالب نے اپنے فرزند محمدؐ ابن حنفیہ کے لئے نص امامت کی فرمائی تھی اور یہ فرقہ کیسانیہ ہی بعد اُسکے انمین بھی اختلاف ہوا پس بعض اُنمیں وہ ہین کہ جو کہتے ہین کہ محمدؑ بن حنفیہ مرے نہین بلکہ پھر رجعت کرینگے اور زمین کو پر از عدل کرینگے اور بعض انکے وہ ہین کہ جو کہتے ہین کہ وہ مرگئے اور بعد انکے امامت انکے بیٹے ابو ہاشم کی طرف منتقل ہوئی اور اسمین بھی اختلاف ہوا ایک فرقہ کہتا ہی کہ امامت باقی رہی انکے بعد ایک وصی سے دوسرے وصی مین اور دوسرا کہتا ہی کہ نہین امامت انکے بعد منتقل انکے غیر مین ہوئی پھر اس غیر مین بھی اختلاف ہوا کہ وہ کون ہی چنانچہ بعض کہتے ہین کہ وہ بنان بن سمعان ہدی ہی اور بعض کہتے ہین کہ وہ علیؑ ابن عبد اللہ ابن عباس ہی اور بعض کہتے ہین کہ وہ عبد اللہ بن حرب کندی ہی اور بعض کہتے ہین کہ وہ عبد اللہ بن معویہ بن عبد اللہ بن جعفر ابن ابیطالب ہی اور یہ سب فرق کہتے ہین کہ دین اسکا نام ہی کہ کسی شخص کی طاعت کیجیے فقط لیکن جو اسکے قایل نہین کہ علی ابن ابیطالبؑ نے نص خلافت محمد ابن حنفیہ کے لئے فرمائی وہ کہتے ہین کہ نص خلافت آنحضرتؐ نے واسطے امام حسن اور امام حسین کی فرمائی اور یہ فرقہ کہتا ہی کہ لا امامۃ فی الاخوین الا الحسن والحسینؑ بعد اُسکے انمین بھی اختلاف ہوا بعض اُس سے وہ ہین کہ جنہون نے سلسلۂ امامت کو اولاد امام حسن مین جاری کیا باین ترتیب کہ بعد حضرت کے انکے بیٹے حسن امام ہین انکے بعد انکے بیٹے عبد اللہ پھر انکے بیٹے محمدؐ پھر انکے بھائی ابراہیم اور یہ دونو بھائی زمان خلافت منصور دوانقی لعنہ اللہ مین تھے اور انہون نے خروج کیا ہی اور قتل کیا ہی انکو جو اسکے قایل تھے کہ امام محمدؐ ابن حنفیہ رجعت کرینگے اور بعض اس سے وہ ہین کہ جنہون نے سلسلہ امامت کو اولاد امام حسین مین جاری کیا اسطرح کہ بعد حضرت کے امامت امام زین العابدینؑ کے قائل ہوے بعد اسکے انمین بھی اختلاف ہوا چنانچہ زیدیہ قایل ہوے کہ زید شہید بعد آنحضرت کے امام ہین اور انکا یہ مذہب ہی کہ جو فاطمی کہ خروج کرے وقتیکہ وہ عالم اور زاہد اور بہادر اور سخی ہو وہ امام واجب الاتباع ہوگا اور تجویز کیا انہون نے رجوع کرنا امامت کا اولاد امام حسن مین بعد اُسکے بعض وہ ہین جو ٹھہر گئے امامت زید پر اور قایل رجعت ہوے اور بعض اُنمیں وہ ہین جنہون نے امامت کو جاری کیا اور کہا کہ جسکا جی چاہے ہو وہ امام ہی جس زمانے مین کہ ہو لیکن امامیہ پس وہ قایل ہوئے کہ بعد امام زین العابدینؑ کے امام محمد باقر علیہ السلام بسبب نص کرنے اپنے والد بزرگوار کے امام ہین اور بعد انکے امام جعفر محمد الصادق امام ہین لیکن بعد اسکے پھر اختلاف کیا اولاد مین آنحضرت کے کہ منصوص علیہ کون ہی کیونکہ حضرت کی پانچ اولاد ہین محمد و اسمعیل و عبد اللہ و علی و امام موسیٰ کاظمؑ پس بعض انکے قایل امامت محمد ہین اور وہ فرقہ عماریہ ہی اور بعض قایل اسمعیل ہین اور انہون نے انکار کیا اُسکے کہ

اسمٰعیل مر گئے اور یہ فرقہ مبارکیہ ہے اور انہین سے بعض وہ ہین کہ جنہون نے اسمٰعیل پر توقف کیا اور انہین کی رجعت
کے قائل ہوے اور بعض انکے وہ ہین جنہون نے امامت کو انکی اولاد مین جاری کیا فقط بعضے آج تک اولاد
یہ اسمٰعیلیہ ہین اور ہندوستان مین اب تک اس فرقہ کے اکثر اشخاص شہر بمبئی مین موجود ہین اور بعض وہ ہین جو امامت
عبداللہ افطح کے قائل ہوے ہین اور اسکے قائل ہین کہ وہ مر گئے اور رجعت کرینگے اور انہون نے اختصار انپر
کیا ہے امامت مین اسلیے کہ وہ کہتے ہین کہ انکی امامت بنص ہے اور انکے بعد کوئی انکی اولاد نہین ہے اور بعض وہ ہین
جنہون نے امامت موسیٰ کاظم کا اقرار کیا ہے اسلیے کہ انکے والد بزرگوار نے انکے لیے نص کی تھی بعد اسکے انمین
اختلاف ہوا بعض وہ ہین جنہون نے آنحضرت پر اقتصار کیا اور انکی رجعت کے قائل ہین اسلیے کہ انکے نزدیک انتقال
نہین فرمایا اور بعض انمین وہ ہین کہ جنہون نے آنحضرت کی موت مین توقف کیا ہے اقرار انکار کچھ نہین کرتے وہ فرقہ
ممطوریہ ہین اور بعض وہ ہین کہ تعیین قطع موت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بعد انکے صاحبزادے علی رضا امام ہوے
اور یہ فرقہ قطعیہ ہے بعد اسکے انمین بھی اختلاف ہوا انکی نسل مین جو بعد حضرت کے ہوے چنانچہ اثنا عشریہ جاری
کرتے ہین امامت کو اسطرح کہ بعد امام رضا کے انکے صاحبزادے امام محمد تقی امام ہوے بعد انکے امام علی نقی امام
ہوے بعد انکے امام حسن عسکری امام ہین بعد انکے صاحبزادے انکے مہدی ہادی علیہ السلام امام ہین اور زندہ ہین
رجعت فرماوینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور فرقہ غیر امامیہ اثنا عشریہ امامت کو تا امام حسن عسکری علیہ السلام پہونچا کر
جعفر کذاب کی امامت کے قائل ہوتے ہین جو بھائی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے تھے یہ حاصل اختلاف کا ہے
جو امامت مین ہوا لیکن اختلاف اصول مین پس یہ آخر زمان صحابہ مین واقع ہوا اور اسکی ابتدا یہ ہے کہ معبد جہنی
اور غیلان دمشقی و یونس اسواری قائل تقدیر ہوے اور اضافت خیر و شر سے منسوب بہ مقدر انکار کیا اور انہین کے
طریقہ پر واصل بن عطا غزال نے جنبہ داری کی اور اسکا شاگرد حسن بصری تھا اور اسکی شاگردی عمرو بن عبید نے
کی یہان تک کہ مسائل قدر مین زیادتی کی اور فرقہ وعیدیہ خوارج سے اور مرجیہ فرقہ جبریہ و قدریہ سے انکی تابع ہین
زمان حیات حسن بصری مین شروع ہوئین اور اعتزال کیا واصل نے ان فرق سے اور اپنے استاد سے ساتھ قائل ہونے
اس امر کے کہ ایک منزلہ بین المنزلتین ہے یعنے درمیان مومن کافر ایک مرتبہ تیسرا بھی ہے جیسا کہ بیان ہوا تھا بعد اسکے
پس نام رکھا گیا واصل اور اسکے اصحاب ساتھ معتزلہ کے اور شاگردی کی اسکی زید بن علی نے جیسا کہ کہا گیا ہے
اور مسائل اصول کو اس سے حاصل کیا اسلیے کل زیدیہ معتزلہ ہین بعد اسکے مشائخ معتزلہ نے کتب علم فلاسفہ کا جو
عہد عباسیون مین ترجمہ ہوئین تھین مطالعہ کیا اور انکے مناہج کو مناہج کلام مین مخلوط کیا اور ایک فن کو فنون علم سے
جدا کر کے نام اسکا علم کلام رکھا اور یہ تسمیہ یا اسلیے ہوا کہ ظاہر ترین مسئلہ اس سے کہ جسمین کلام کیا اور مقابلہ
کیا انہون نے وہ کلام تھا من قبیل تسمیۃ النوع باسمہا اور یا اسلیے کہ انہون نے واسطے مقابلہ کرنے فلاسفہ کے

یہ نام رکھا تھا کیونکہ اُنہون نے بھی ایک فن کا فنون علم سے منطق نام رکھا تھا اِنہون نے کلام نام رکھا کہ
منطق وکلام مترادف ہین فقط آگاہ ہو کر اب جو وہ اختلافات مذاہب سے فراغت ہوئی اب مین بیان انسے فرقون کا
بیان شروع کرتا ہون جیسا کہ او سپر وعدہ کر آیا ہون پس پہلے کہتا ہون کہ بزرگترین فرقہ اسلامیہ سے فرقہ معتزلہ ہے
اور انہین اہل عدل وتوحید کہتے ہین اور پہلا فرقہ انسے اصحاب واصل بن عطا ہین جسنے مجلس حسن بصری سے اعتزال
کیا اور سبب اعتزال یہ ہے کہ ایک وقت ایک شخص حسن پاس آیا اور کہا کہ اے امام دین ایک جماعت ہمارے زمانہ مین
ظاہر ہوئی ہے کہ جو صاحب کبیرہ کو کافر جانتے ہین اور مراد اسکی اس جماعت سے فرقہ وعیدیہ تھا جو خوارج سے ہے
اور دوسری جماعت وہ ہے کہ وہ اہل کبائر کو امیدوار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ایمان کے ساتھ معصیت ضرر
نہین کرتی جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت فایدہ نہین بخشتی پس تو کیا حکم کرتا ہے کہ ہم موافق اُسکے اعتقاد کرین اس
بات کو سنکر حسن بصری فکر مین گیا اور قبل اِسکے کہ جواب دے واصل نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ صاحب کبیرہ مومن
مطلق ہے نہ کافر مطلق ہے بعد اُسکے اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ستون پاس مسجد کے ستونوں کے کھڑا ہو کر جماعت اصحاب
حسن سے تقریر کرنے لگا جو حسن بصری کے آگے جواب دیا تھا اس بات سے کہ مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر ہے اور
ثابت ہوتی ہے واسطے اُسکے ایک منزلۃ درمیان دو منزلتون کے کیونکہ مومن ایک مدح کا نام ہے اور فاسق ایسا نام ہے
کہ مستحق استحقاق مدح کا نہین رکھتا پس مومن ہوگا اور اسیطرح کافر بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اقرار شہادتین کا ہے
اور اعمال خیر اُس سے سرزد ہوتے ہین پس اگر یہ شخص بلا توبہ مریگا تو ہمیشہ آتش جہنم مین رہیگا کیونکہ آخرت مین
نہین ہین مگر دو فرقے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر لیکن بہ نسبت کفار کے عذاب مین اُسکے تخفیف ہوگی
اور مقام اسکا اوپر مقام کفار کے ہوگا جب تقریر اِسکی تمام ہوئی تو اُسکے استاد نے کہا کہ واصل نے مجھسے اعتزال
کیا اسلیئے وہ اور اُسکے اصحاب معتزلہ نام رکھے گئے یہانسے متتبع خبیر پر بخوبی واضح ہو گا کہ حقیقت پیدا ہونے کی اس
مذہب کے اتنی ہے کہ ایک شخص آیا اُسنے اُستاد سے سوال کیا ایک شاگرد اُسکا اُٹھ کھڑا ہوا خیالی ایک جواب دیکر
اُستاد سے علیحدہ ہو گیا لوگ اُسکے شریک ہو گئے ایک مذہب ہو گیا کچھ رجوع طرف نصوص کتاب اللہ کے یا طرف
کسی حجت خدا کے اور ارشاد معصوم کے نہین ہوئے اور ملقب بقدریہ بھی ہوتے ہین کیونکہ وہ افعال عباد کو خواہ
شر ہون خواہ خیر منسوب طرف قدرت عباد کے کرتے ہین کہا ہے انہون نے کہ جو شخص قائل بقدر اسطرح ہو کہ نیک و
بد سب خدا کی طرف سے ہے تو بہ نسبت ہمارے اولی ہے کہ قدریہ کہلاے کیونکہ نسبت قدر کے قدریہ کی طرف منسوب
ہونے مین نفی کرنیوالے سے قدر کی اولی ہے اور واضح رہے کہ اخبار اہلبیت علیہ السلام مین اطلاق اسم قدریہ کبھی معتزلہ
پر ہوتا ہے اور کبھی اشاعرہ پر اور وجہ مناسبت دونوں کی طرف ظاہر ہے کیونکہ معتزلہ نے خیر وشر کی نسبت طرف قدرت
عباد کے کی اور اشاعرہ نے دونو کو منسوب طرف قدرت خدا کے کیا اور جو حدیث مین وارد ہے کہ القدریۃ مجوس

هٰذہ الامۃ یعنے قدریہ اس امت کے مجوس ہین اسکا انطباق معتزلہ پر خوب ہوتا ہی کیونکہ انہون نے بھی دو خالق ثابت کئے جیسا کہ مجوس نے کیا تھا اور خود معتزلہ نے اپنے تئین ملقب کیا ہی ساتھ اصحاب عدل و توحید کے بسبب قائل ہونے اُنکے ساتھ وجوب اصلح اور نفیِ صفات قدیمہ کے اور کہا ہی اُنہون نے کہ قدیم ہونا اخص وصف خدائے تعالیٰ ہی کوئی ذات و صفت اُسمین شریک نہین ہوتی اور اُنہون نے صفات زائدہ علی الذات کی نفی کی ہی اور یہ کہ کلام خدا محدث ہی مرکب ہی حروف و اصوات سے اور خدائے تعالیٰ آخرت مین بھی آنکھ کی بینائی سے نہ دیکھا جائیگا اور حسن و قبح افعال کا عقلی ہی اور واجب ہی خدا پر رعایت کرنا حکمت و مصلحت کا اپنے افعال مین اور واجب ضرور ہی کہ مطیع و تائب کو ثواب دے اور صاحب کبیرہ کو معذب کرے بعد اسکے کہ ان امور مذکورہ مین سب اتفاق کر چکے پھر بھی بیس فرقے انمین ہوئے کہ ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہی اور یہ قول سب کا مطابق واقع ہی اور کافی ہی ثبوت بطلان مذہب کو زبان اہل مذہب سے سب کا کافر ہونا فرقۂ ثانیہ واصلیہ ہی کہ وہ اصحاب ابی حذیفہ واصل بن عطا ہین اور انکا اعتزال چار مسئلہ مین دائر ہی پہلے اُنکی نفی صفات ہی فاضل شہرستانی سے منقول ہی کہ کہا اُسنے کہ شروع کیا اصحاب مذکور نے اس مسئلہ مین بعد اسکے کہ مطالعہ کتب فلاسفہ کر چکے اور نظر اُنکی منتہی ہوئی طرف اس بات کے کہ صفات الٰہیہ کو رد کیا طرف دو صفتون کے فقط یعنے خدا کا عالم و قادر ہونا بعد اسکے حکم کیا اُنہون نے کہ یہ دو صفتین صفات ذاتیہ مین اعتباری ہین واسطے ذات قدیمہ کے جیسا کہ جبائی نے کہا ہی یا ذات مین حلول کئے ہین جیسا کہ کہا ہی ابو ہاشم نے اور دوسرا یہ قول ہی انکا کہ افعال عباد مستند طرف قدرت عباد کے ہین اور اضافت شر کی طرف خدائے تعالیٰ کے ممتنع ہی اور تیسرے قائل ہونا انکا ساتھ منزلت بین المنزلتین کی ہی جیسا کہ بیان فرقۂ معتزلہ مین تصریح مذکور ہوا اور چوتھے خاطی گردانتا انکا دو فریق سے کہ عثمان اور قاتل عثمان ہی ایک فریق کو اور تجویز کرنا انکا کہ شاید عثمان نہ مومن ہونہ کافر اور ہمیشہ آتش جہنم مین رہے اور اسی طرح علی ابن ابیطالب اور ساتھ تابعین اُنکے اور حکم کرنا انکا کہ علیؑ اور طلحہ و زبیر بعد واقعۂ جمل کے اگر ایک برگ سبز کی گواہی دین تو قبول نہ کی جائیگی جیسا کہ گواہی اُن جورو خاوند کی جنہون نے آپسمین لعان کیا ہی قبول نہین ہوتی کیونکہ ایک انمین سے بالضرور فاسق ہوتا ہی اب صاحب عقل سلیم پر پوشیدہ نہ رہیگا حال ان اہل مذہب کا بھی کہ کسقدر امور خیالیہ و قیاسیہ غیر صالحہ ہین اور کسقدر بعید کتاب و سنت اور اخبار نبی سے ہی اوّل یہ کہ حق تعالیٰ نے اپنے صفات کو قرآن مین بالفاظ و معانی متعددہ بیان فرمایا یہ اختصار کرنے والے کتاب و سنت کے کون ہین دوسرے اسناد افعال طرف قدرت عباد کے جب ہوئی تو ایک خالق قدرت عباد بھی ہوئی تیسرے منزلت بین المنزلتین کو دیکھ آئے یا قرآن مین سے ثابت کیا چوتھے وہ علی ابن ابیطالب کہ جسکے لئے نبی نے اول سے اہتمام پرورش کیا اپنے دوش پر سن طفلی سے

پالا اپنے منھ سے اُنکے منھ مین لقمے کھلائے ہمیشہ اپنے ساتھ سلاتے تھے کاندھی پر ڈالکر کوچہ و بازار مین پھرتے تھے
جوانی مین بامر الٰہی اپنی بیٹی اُنکے نکاح مین دی اُنکی شان مین لحمک لحمی و دمک دمی و نفسک نفسی مکرر فرمایا
باوجود برادری و قرابت بتعیین امرِ الٰہی برادری ایمانی اُنکے ساتھ کی یوم خندق کے ایک ایک ضرب کو اُنکے ہاتھ کی
افضل عبادت ثقلین سے بتایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ مخصوص انکی شان مین فرمایا جلسۂ غدیر خم مین من کنت مولاہ فھذا
علی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ کس تصریح کے ساتھ سبکو سنایا علاوہ اسکے مکرر آیات قرآنی
کے سبب نزول کو ارشاد فرمایا کہ یہ آیہ یہ آیہ شان علی ابن ابیطالب مین ہے پھر عجب ایسے بزرگ کے نسبت تجویز خلو و
تکذیب شہادت کی ہوئی تو کیونکر خیال کیا جائے کہ مجوز اسکا حق پر ہوگا اور پھر کون طبقہ اسلام مین لائق
دخول بہشت و مقبول الشہادت تصور کیا جا سکتا ہے تیسرے فرقہ ہذیلیہ ہے اصحاب ابی ہذیل حمدان علاف
شیخ معتزلہ و مقرر کرنیوالا اُنکے طریقہ کا ہے اسنے علم اعتزال عثمان بن خالد طویل سے کہ اُسنے واصل سے لیا تھا
حاصل کیا اور وہ اپنے اصحاب سے دس قواعد مین منفرد ہوا پہلے یہ کہ مقدورات الٰہی بھی فانی ہوتے
ہین اور یہ قریب ہے مذہب جہم سے کہ اُسکا مذہب ہے کہ بہشت و دوزخ بھی ناپید و فانی ہو جائینگے اور یہ اہل مذہب
قائل ہوئے ہین ساتھ اس بات کے کہ اہل بہشت و اہل جہنم کے حرکات ضروری ہین کیونکہ اُنکے حرکات بھی
مخلوق خدا ہین اور اگر اہل بہشت کے مخلوق ہوتے تو مکلف ہوتے اور تکلیف آخرت مین نہین ہے دوسرے
یہ کہ جو لوگ آخرت مین مخلد ہین یعنی ہمیشہ رہنے والے ہین خواہ بہشت کے خواہ جہنم کے اُنکے حرکات منقطع ہو جائینگے
اور سکون دائمی کی طرف منتقل ہونگے اور اس سکون کے ساتھ لذات مجتمع ہونگے اہل بہشت کے لئے اور آلام مجتمع ہونگے
اہل جہنم کے لئے اور ابو ہذیل نے جو یہ اختیار کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسنے مسئلہ حدوث عالم مین اسکا التزام کیا ہے کہ جو حوادث کہ
اُنکے لئے اول نہین ہے اور جو حوادث کہ اُنکے لئے آخر نہین ہے انمین فرق نہین ہے اسی لئے کہا اُسنے کہ مین قائل نہین ہوتا ساتھ
حرکات اُنکے کہ جنکے لئے آخر نہین ہے بلکہ یہ ساکن محض ہو جائینگے اور توہم کیا اُسنے کہ جو کچھ حرکت سے اس حادث کو لازم آتا ہے وہ
سکون سے لازم نہین آتا اور اسیلئے معتزلہ نے ابا ہذیل کا نام جہمی الآخرۃ رکھا ہے اور بعض نے نام اسکا قدری
الاولیٰ و جہمی الآخرۃ رکھا ہے عاقل کو پوشیدہ نہ رہے کہ بنیاد ان مذاہب سخیفہ کے کیا کیا خرافات ہین کہین کتاب و
سنت سے کام نہین ہے تیسرے قائل ہونا اُسکا اس بات کو کہ باریتعالیٰ عالم ہے ساتھ علم کے کہ وہ اُسکی ذات ہے
اور قادر ہے ساتھ قدرت کے کہ وہ قدرت ذات اُسکی ہے اور زندہ ہے ساتھ حیات کے جو ذات اُسکی ہے فاضل شہرستانی سے
منقول ہے کہ ابو ہذیل نے اقتباس کیا ہے اس رائے مین فلاسفہ سے جو اعتقاد رکھتے ہین اس بات کا کہ ذات
اُسکی احد ہے جمیع الصفات ہے اصلاً تعدد اسمین نہین ہے بلکہ جمیع صفات رجوع کرتے ہین طرف سلبون کے اور
اضافتون کے چوتھے قول اسکا کہ باریتعالیٰ مرید ہے ساتھ ارادہ کے جو حادث ہے لیکن حدوث فی محل نہین ہے

اور یہ تشنیع کیا ہی اُسنے صلاۃ کا کہ پہلے اُسنے پیدا حدث کیا تھا پانچوین قول اُسکا یہ کہ بعض کلام خدا تعالی کا محل
نہین جیسا قول کن ہی کیونکہ اُس سے سب کچھ پیدا کیا محل اُس سے پیدا ہوا اور بعض کلام محل مین ہی جیسا کہ
امر و نہی و خبر و استخبار چھٹے وہ قائل ہی کہ ارادہ مراد کے غیر ہوتا ہی اسلئے کہ ارادہ باریتعالی کا عبارت ہی اُسکے ایک
شی کو پیدا کرنے سے و خلق کرنا کسی چیز کا مغائر اس چیز کے ہوتا ہی بلکہ خلق کرنا نزدیک انکے نام ہی اُس کلمہ کا جو
محل مین نہو یعنے کلمہ کن ساتوین وہ اسکا قائل ہی کہ جو چیز کہ غائب ہو جاے اُسکے ثبوت کو خبر متواتر حجت نہین
گو کہ پہنچتی ہی کہ جب بیس خبرین ایک طرح کی پہونچین اور اُس مین رواۃ اہل بہشت سے ایک یا زیادہ
ہون اور یہ بھی کہا ہی اُسنے کہ زمین اولیاء اللہ سے خالی نہین رہ سکتی اور وہ معصوم ہوتے ہین جھوٹ نہین بولتے
مرتکب کسی قسم کی معصیت کے نہین ہوتے پس انکا قول حجت ہی نہ تواتر آٹھوین قول انکا آجال و ارزاق
مین یہ ہی کہ اگر انسان مار ڈالا جاے تو اُسیوقت خود بخود مر جاے زیادتی اور کمی عمر مین جائز نہین ہی اور روزی کے
بارہ مین اُسکی یہ راے ہی کہ جو کچھ کھا لیا وہ اُسکی روزی ہی اور جو اُسپر حرام کی گئی وہ اُسکی روزی نہین ہی یعنے
ماسوا اُسکے کھانے پر نہین ہی نوین وہ قائل ہی کہ قبل ورود سمع فکر معرفت مین جناب باریتعالی کے چاہیے یعنے
واجب ہی کہ پہچانے خدا تعالی کو ساتھ دلیل کے بدون اُسکے کچھ سنکر دل مین خطور کرے اُسوقت متوجہ طرف
تحصیل معرفت کے ہو اور اگر معرفت مین قصور کریگا تو مستوجب عقوبت ابدی کا ہوگا اور کہا ہی اُسنے کہ طاعات
الٰہی مین یہ قصد ضرور نہین کہ کہا جائے ہم اسلئے کرتے ہین کہ تا خدا سے قریب ہون کیونکہ قصد تقرب اول کا جو معرفت
الٰہی کے حاصل کرنیکو ہی اسلئے نہین ہوتا کیونکہ ہنوز معرفت الٰہی حاصل نہین کی اس شخص نے جسکی تقرب کا
ارادہ کرے اور یہ فعل عبادت ہی اور یہ قول بھی ظاہر ہی جیسا ہی ظاہر ہی کیونکہ معرفت کے مدارج مین ایک معرفت فی الجملہ ہی
کہ مثلاً موجد اول کا پہچانتا اور ایک ساتھ کمال کے معرفت کا حاصل کرنا یعنے کس کس صفت سے اُسے متصف جانین
اور کس کس سے منزہ جانین و یہ مرتبہ یقینی بعد معرفت فی الجملہ کے ہی اور معرفت فی الجملہ تقرب کی نیت کو
کافی ہی علاوہ اسکے طاعات افعال ہین و ہر فعل کے لئے غایت ضرور ہی تو اگر تقرب الی اللہ غایت طاعت نہو
تو اُس سے بہتر کیا چیز ہی جسے غایت طاعت گردانین اور اُسکا ارادہ کرین دسوین قول اُسکا استطاعت
مین یہ ہی کہ وہ ایک عرض ہی اعراض سے کہ سلامتی و صحت کی غیر ہی اور افعال قلوب و افعال جوارح مین فرق کیا
پس کہا ہی اُسنے کہ جب قدرت و استطاعت افعال قلوب کے وقت فعل معدوم ہو جاے اُسوقت افعال
قلوب کا وجود صحیح نہین ہو سکتا اور افعال جوارح مین یہ بات جائز ہی اور وہ قائل ہی اس بات کا کہ قدرت و استطاعت
فعل سے مقدم ہوتے ہین پس بسبب اُسکے فاعل حال اول مین کہ مستطیع و قادر ہی فعل کرتا ہی اگرچہ وجود و ظہور
اُسکا حال ثانیہ مین کہ بعد عدم قدرت ہی ہوتا ہی پس وہ حال کہ جسمین اُسنے کیا تھا جو حالت کہ جو فعل ہی اور وہ باب

اور اک و علم کے اُسکی رائے ہی کہ یہ دو نو حادث ہوتے ہین غیر مین جب اُسے کوئی سناے یا بتاے حق تعالی
اُسے پیدا کرتا ہی افعال عباد سے نہین ہی فقط اور واضح رہے کہ سب مضامین خیالیہ اور پیدا کردہ اپنے ذہن کے
ہین علوم حقیقیہ سے کہ حق تعالی نے اپنے نبی اور ائمہ علیہم السلام کو دیا نہین ہین فقط چوتھے فرقہ اسلام سے
نظامیہ ہین کہ وہ اصحاب ابراہیم بن سیار نظام ہین کہ وہ شیاطین فرقہ قدریہ سے تھا اُسنے مطالعہ کتب فلاسفہ
زیادہ کیا اور اُنکے کلام کو معتزلہ کے کلام سے مخلوط کیا بعد اُسکے تیرہ مسئلہ مین منفرد ہوا بعض اُس سے یہ ہی
کہ خدا قادر نہین ہی کہ دنیا مین بندون کے ساتھ وہ کام کرے جسمین اُنکی نیکی دنیا کی نہو اور اسی طرح قادر نہین ہی
کہ آخرت مین زیادہ کرے یا کم کردے ثواب و عقاب کو اہل بہشت اہل دوزخ کے اور یہ توہم کیا ہی اُسنے بطریقہ
کمال تنزیہ جناب باری تعالی کی شرور و قبائح سے یہ ہی کہ قدرت خدا کا شرور سے سلب کیا جاے یعنے خدا
فعل قبیح کے کرنے پر قادر ہی نہین ہی وہ کیا خوب تنزیہ ہی کہ جس سے خدا کی قدرت ہی باقی نہین رہتی پانی سے
بھاگے اور پرنالہ کے نیچے ٹھہرے قباحت سے پاک ہونے کے لئے ایسی چیز پیدا کی کہ جس سے عظیم ترین نقص و
قباحت یعنے عاجز ہونا خدا کا لازم آگیا اور بعض انہین مسائل سے یہ ہی کہ خدا کو جو مرید کہتے ہین اُس سے مراد
یہ نہین ہی کہ حق تعالی فی الحقیقت موصوف باین صفت ہوتا ہی بلکہ جب اپنے افعال مین وصف کیا جاتا ہی تو مراد اُس سے
یہ ہوتی ہی کہ خالق اور پیدا کرنیوالا انکا ہی موافق اُسکے کہ جانتا ہی اُسنے اور جب وصف کیا جاتا ہی ساتھ اُسکے کہ وہ مرید
افعال عباد ہی تو مراد یہ ہوتی ہی کہ اُسنے ساتھ اُس فعل کے حکم فرمایا ہی اور واقع ہی کہ کعبی نے اسی مذہب کو نظامیہ سے
لیا ہی اور بعض انہین سے یہ ہی کہ وہ کہتے ہین کہ انسان نام روح کا ہی بدن نہین ہی بلکہ آلہ روح ہی کہ جس سے
روح کام لیتی ہی اور واقع مین نظام نے اس مذہب کو فلاسفہ سے لیا ہی مگر یہ کہ اُسکا میلان طرف حکماے طبیعین کے ہی
کیونکہ وہ تعریف روح مین کہتے ہین کہ روح جسم لطیف ہی کہ ساری ہی بدن مین جیسا گلاب و تیل سرایت
کرتا ہی اور بعض اُنکے اقوال سے یہ ہی کہ اعراض مثل الوان و طعوم و روایح وغیرہ اجسام ہین پس کبھی وہ کہتے ہین
کہ اعراض اجسام ہین کبھی حکم کرتے ہین کہ اجسام اعراض ہین اور بعض اُنکے اقوال سے یہ ہی کہ جوہر مولف ہوتا ہی
اعراض مجتمعہ سے اور علم مثل جہل مرکب ہی اور ایمان مثل کفر ہی تمام ماہیت مین اپنی اور یہ قول انہون نے مقالہ فلاسفہ سے
لیا ہی جہان کہین کہ حکم کیا ہی انہون نے کہ حقیقت دونو کی کیا ہی کہ حاصل ہونا صورت کا بیچ قوت عاقلہ کے اور
امتیاز درمیان انکے امر خارجی سے ہوتا ہی اور امر خارجی کیا ہی مطابق ہونا اُس صورت کا ساتھ متعلق اُسکے
اور نہ مطابق ہونا اُسکا اور بعض اُنکے اقوال سے یہ ہی کہ حق تعالی نے ایکبار جملہ مخلوقات کو اپنے مثل معادن اور
نبات اور حیوان اور انسان وغیرہ جس طرح اب ہین اسی طرح پیدا کیا کچھ خلقت آدم کی خلقت اولاد آدم پر مقدم نہین ہی
بلکہ پوشیدہ کیا ہی بعض کو بعض مین اور تقدم و تاخر اس پوشیدگی اور کمون مین ہی اور یہ قول انکا واقع مین ماخوذ ہی

کلام فلاسفہ سے جو قائل ہیں ساتھ خلیط و کمون و بروز کے اور مخالفت انکی کتاب و سنت سے ظاہر ہے اور
بعض انہیں سے یہ ہے کہ نظم قرآن معجز نہیں ہے بلکہ اسکا خبر دینا باخبار گذشتہ و آئندہ معجز ہے حق تعالی نے عرب کو اہتمام
معارضہ سے اسکے مصروف فرمایا اور اگر انکو چھوڑ دیتا کہ اس اہتمام میں متوجہ ہوتے تو ممکن تھا کہ مثل قرآن
بلکہ اس سے فصیح تر کہہ لیتے اور انہیں کے اقوال سے ہے کہ خبر متواتر کہ جسکے رواۃ کے عدد کا احصا ممکن نہ ہو محتمل کذب
ہے اور اجماع و قیاس کوئی چیز انہیں سے حجت نہیں ہے و بعض انکے اقوال سے یہ ہے کہ طفرہ کے قائل ہو گئے ہیں
اسلیے کہ وہ موافق فلاسفہ کی نفی جزء لا یتجزی میں کرتے ہیں جبکہ الزام دیا گیا انہیں اس دلیل سے کہ مورچہ
پتھر پر جب چلے ایک طرف سے دوسری طرف تک تو اسنے قطع کیا اسے جسکی انتہا نہ تھی پھر کیونکر صحیح ہو کہ جسکی انتہا ہے
وہ اسے قطع کرے جسکی انتہا نہیں تو اسکے جواب میں کہا انہوں نے کہ ہاں جسکی انتہا ہے وہ اسے جسکی انتہا نہیں قطع
کرتی ہے بعض کو مشی اور بعض کو بطفرہ اس سے تسلیم کرنا طفرہ کا ثابت ہوا اور بعض انہیں سے یہ ہے کہ وہ میلان
کر گئے ہیں طرف اس امر کے کہ امامت کے لیے نص کا ہونا واجب ہے اور نص نبی کی علی ابن ابیطالب کے لیے امامت
ثابت ہے لیکن اس خلیفہ ثانی نے پوشیدہ کیا اور اسمین وہ بہت محق ہیں اور بعض انہیں کے مقالات سے
یہ ہے کہ اگر کوئی چوری ایسے مال کی کرے کہ جسکی نصاب لائق زکوۃ نہو مثلاً ننّو درم یا نو ۹۹ نو درم یا چار اونٹ
چرائے یا کسی سے بغصب و تعدی چھین لے تو اسے فاسق نہ کہینگے پانچوین اسواریہ ہیں یہ اصحاب
اسواری ہیں جنہوں نے نظامیہ کی موافقت کی ہے انکے مذاہب میں اور زیادہ کیا ہے انکے مختار پر یہ کہ حق تعالی
قادر نہیں ہے اوپر اسکے جسکے عدم کی خبر دی ہے یا اسے علم اسکے عدم کا ہے اور مخلوقات سے انسان اسپر قادر ہے کیونکہ
قدرت بندہ کی دونوں ضدوں کے لیے یعنے وجود و عدم کو صلاحیت رکھتی ہے اب جب قادر ایک ہوا تو دوسرے
پر بھی قادر ہوگا پس تعلق علم کا یا خبر دینے کا حق تعالی کے ساتھ ایک طرف کی مقدوریت طرف آخر سے اسکے
واسطے انسان کی مانع نہیں ہو سکتے اور یہ بات بھی جیسی ہے ظاہر کس مسئلہ وحدت و تعدد جہات سے کیا بات
پیدا کرتے ہیں غرض یہ کوئی دین خدا کا طریقہ نہیں ہے خیالات محض ہیں اور کچھ حقیقت نہیں ہے فقط چھٹے
جعفریہ فرقہ ہے اور اصحاب جعفر بن مبشر ہیں موافق مذہب اسکافیہ ہیں فقط اسقدر زیادہ کیا ہے کہ متابعت
مبشر کی ضرور ہے اور فساق امت زنادقہ و مجوس سے بدتر ہیں اور اجماع امت حد شرب پر خطا ہے کیونکہ معتبر
حد میں نص ہے اور چرانے والا ایک دانہ کا فاسق ہے ایمان سے بے بہرہ ہے ساتوین فرقہ بشریہ ہے اور وہ اصحاب
بشر بن معتمر ہے کہ افاضل علمائے معتزلہ سے تھا اور وہ وہ شخص ہے کہ جسنے قول ساتھ تولید کے احداث کیا کہا ہے
انہوں نے کہ اعراض الوان و طعوم و روایح وغیرہ سے مثل ادراکات کے سمع و رویت میں واقع ہوتے ہیں اور پیدا
ہوتے ہیں جسم میں فعل غیر سے جیسا کہ جب اسباب اسکے اسکے فعل سے ہوں اور کہا ہے انہوں نے کہ قدرت و استطاعت

سلامتی بنیہ وجوارح کا اُنھون نے نام ہے اور کہا ہے انہون نے کہ خدا قادر ہے اس بات پر کہ بچے پر عذاب کرے لیکن
اگر کرے تو ظالم ہوگا مگر حق مین خدا کے یہ لفظ کہنا اچھا نہین بلکہ واجب ہے کہا جاے کہ اگر عذاب کرے تو یقینی
وہ لڑکا بالغ اور عاقل اور گنہگار مستحق عقاب ہوگا لیکن اس بات مین یقینی تناقض ہے کیونکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ خدا
قادر ہے کہ ظلم کرے لیکن اگر ظلم کرے تو عادل جب بھی ہوگا اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ اتیان قبیح کے ساتھ پھر بھی
عدل باقی رہیگا یہ وقوع غلطیون مین نتیجہ اِن خم سریون کا ہے جو بسبب عدم رجوع کے طرف معادن علم حقیقی کے
پیدا ہوتے ہین فقط آٹھوین فرقہ ضراریہ ہین اور وہ ابو موسی عیسی بن صبیح ضرار ہے یہ لقب اُسکا باب افتعال سے
ہے جو ماخوذ ہے زیادت سے یہ شخص شاگرد ہے بشر کا علم اُس سے لیا ہے اور اپنے تئین زاہد بنایا تھا یہان تک کہ
نام اُسکا مشہور ہوگیا کہ فلان شخص معتزلہ مین راہب ہے کہا اُسنے کہ خدا قادر ہے اسپر کہ جھوٹ بولے اور ظلم کرے
لیکن اگر ایسا کرے تو کاذب و ظالم ہوگا معاذ اللہ اس بے ادبی اور بدفکری سے تعالی عن ذلک علوا کبیرا
اور اُسکے مقولات سے ہے کہ انسان قرآن کے مثل کہنے پر بلکہ اُس سے بہتر نظم و بلاغت مین کہنے پر قادر ہے اور
کہا ہے اُس نے کہ جو شخص بادشاہ سے مخالطہ کرے وہ کافر ہے نہ وہ کسی کا وارث ہوسکتا ہے نہ اُسکا کوئی وارث
بن سکتا ہے اور اسی طرح جو کوئی قائل ہو ساتھ خلق اعمال اور رویۃ کے وہ بھی کافر ہے نوین فرقہ ہشامیہ ہین
وہ اصحاب ہشام بن عمر غوطے ہین کہ یہ شخص تمام معتزلین سے زیادہ مبالغہ کرتا تھا مسئلہ قدر مین کہا ہے اُنہون
نے کہ وکیل کا نام خدا پر اطلاق کرنا جائز نہین ہے گو قرآن مین وارد ہوا ہے کیونکہ یہ اسم مستدعی موکل ہے اور
حماقت یہ ہے کہ صاحب مذہب ہوگئے لیکن نہین جانا کہ لفظ وکیل اسماء خدا سے بمعنی حفیظ ہے جیسا کہ حق تعالی
فرماتا ہے وما انت علیہم بوکیل ای حفیظ اور کہا ہے اُنہون نے یہ بھی جائز نہین ہے کہ کوئی کہے خدا نے دلون مین
الفت پیدا کی ہے حالانکہ یہ بھی مخالف قرآن ہے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف
بینہم اور کہا ہے اُنہون نے کہ اعراض دلالت نہین کرتے اس بات پر کہ خالق اُنکا حق تعالی ہے اور نہ اُسکی
صلاحیت رکھتے ہین کہ مدعی رسالت کے صدق دعوے پر دلالت کرسکین بلکہ اجسام دلالت کرسکتے ہین
و بنا بر اسکے لازم آتا ہے اُنکو کہ دریا کا پھاڑنا اور عصا کو اژدہا کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا دلیل صدق نبوت اُس شخص کی
نہو جسکے ہاتھ پر یہ خرق عادت جاری ہوا ہو اور کہا ہے اُنہون نے کہ قران مین حلال و حرام پر کچھ دلالت نہین کرتا اور
امامت ساتھ اختلاف کے منعقد نہین ہوتی بلکہ ضرور ہے کہ کل کا اتفاق ہوا ہو اُس جگہ پر کہا ہے شارح مواقف نے
کہ مقصود اُنکے اس امر سے طعن ہے امامت ابی بکر پر کیونکہ بیعت اُنکی باتفاق جمیع صحابہ نہین ہوئی بلکہ ہر طرف ایک
طائفہ خلاف پر رہ گیا اور کہا ہے اُنہون نے کہ بہشت دوزخ ابھی تک پیدا نہین کئے گئے کیونکہ ابھی اُنکے پیدا
کرنیکا کچھ فائدہ نہین ہے اور کہا ہے اُنہون نے کہ عثمان کا کسی نے محاصرہ کیا نہ وہ قتل ہوئے اس خبر متواتر کی

مخالفت کو بھی دیکھنا چاہیے اور کہا ہے اُنہوں نے کہ جو کوئی آخر نماز میں اپنی افساد کرے ساتھ حرکت کے کہ
اول نماز کو بشرائط افتتاح کر چکا ہو تو اسکے اول صلوٰۃ معصیت ہو منہی عنہا ہو اور یہ خلاف اجماع و تیمیہ الیہ کی
کہ وہ اصحاب صالحی ہیں اور بعض مذاہب سے اُنکے یہ ہے کہ وہ قیام علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر مردہ کے لئے
تجویز کرتے ہیں ورنہ بنا بر اس تجویز کے لازم آتا ہے اُنپر کہ جائز ہے انسان ساتھ متصف ہونے ان صفات کے مردہ
ہیوں اور باری تعالیٰ زندہ ہو اور اسی طرح انہوں نے تجویز کیا ہے کہ جوہر تمام اعراض سے خالی ہو سکتا ہے یہ
ہفوات لائق غور ہیں کس قدر بعید کتاب و سنت و عقل سے ہیں اور بعض اُسکے ساتھ اہل مذہب ہیں دسویں
فرقہ حابطیہ ہے اور وہ اصحاب احمد بن حابط ہیں اتباع اسکے منسوب طرف اسکے باپ کے ہوئے کہ وہ اصحاب نظام
ہے یہ اہل مذہب کہتے ہیں کہ عالم کے لئے دو خدا ہیں ایک قدیم کہ وہ اللہ ہے دوسرا حادث کہ وہ مسیح ہے اور مسیح
وہی وہ شخص ہے کہ جو آخرت میں آدمیوں سے حساب لیگا اور دلیل اُسپر وہ قول خدا لاتے ہیں وَجَاءَ رَبُّكَ
وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا اور وہی وہ ہے جو روز قیامت ابر کے سایہ میں آویگا اور یہی معنے ہیں قول نبی کے جو فرمایا ہے
اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اور یہی وہ رب ہے جسکی صفت میں وارد ہے لیضع الجبار قدمہ فی النار اور مسیح اسلئے
اُسکا نام ہوا ہے کہ اُسنے اجسام کو مسح کیا ہے یعنی پیدا کیا ہے مجھے بہت حیرت ہے کہ اہل سیر نے اُس فرقہ کو اہل اسلام سے
کیوں شمار کیا ہے چنانچہ آمدی نے بھی کہا ہے کہ یہ کفار مشرک ہیں مگر یہ کہ دو وجہ معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ انہوں نے
تاویل آیہ قرانی اور حدیث نبوی اپنے مطالب کے موافق کی ہے تو گویا صحت اُنکے مذہب کی موافق قرآن و حدیث
ثابت ہو چکی پھر مسلمان کیوں نہ کہیں دوسرے اصل فرقہ میں بلکہ یہ شائع ہے جب [illegible] اُنکا اتفاق ہو
بلکہ شاگرد نے اُستاد پر ترقی کی ہے اِنْ ہُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا گیارہویں فرقہ حربیہ ہے کہ وہ اصحاب فضل
حربی ہیں اور مذہب اُنکا مذہب حابطیہ ہے مگر انہوں نے تناسخ کو زیادہ کیا ہے اور یہ کہ ہر حیوان مکلف ہے اسلئے
کہ حق تعالیٰ نے جملہ حیوانات کو ذی عقل و بالغ ایک گھر میں سوا اس دنیا کے گھر کے پیدا کیا اور اُنمیں معرفت و
علم کو خلق فرمایا اور تکمیل نعمات کی بعد اُسکے اُنکو مبتلا کر کے مکلف بشکر نعمت کیا چنانچہ بعض نے سب میں اطاعت
کی انہیں دار نعیم میں جہاں اُنکی ابتدا ہوئی تھی رکھا اور بعض نے سب میں نافرمانی کی اُنہیں دار نعیم سے نکال کر
دار عذاب میں کہ وہ آگ ہے رکھا اور بعض نے بعض اوامر میں اطاعت اور بعض میں نافرمانی کی پس اُنکو دار نعیم سے
نکال کر اس دار دنیا میں بھیجا اور یہ اجساد کثیفہ صور مختلفہ میں اُنہیں پہنائے مثل انسان کی صورت کے یا اور
حیوان کی صورت کے اور پھر مبتلا کیا اُنکو اقسام و انواع کے خوف و ضرر و مکارہ و آلام و لذات میں موافق
اُنکے مقادیر معاصی کے پس جو حیوان کہ اُنکے گناہ کم اور طاعت زیادہ ہے صورت اُنکی اچھی اور آلام اُنکے کم ہوئے اور
جنکے گناہ زیادہ اور طاعت کم تھی صورت اُنکی بد اور آلام اُنکے زیادہ ہوئے اور ہمیشہ اسی طرح حیوان ایک صورت سے

دوسری صورت مین رہیگا جب تک گناہ باقی رہینگے اور ظاہر ہی کہ یہ مذہب عین تناسخ ہی اور ہندوستان کے
اکثر ہنود کا یہ مذہب ہی لیکن اہل اسلام مین نہین معلوم ہوتا کہ ماخذ اسکا کیا ہی کتاب اقدس یا اخبار نبی مین اسکی تصریح
کہان صاحب مذہب نے پائی ہی علاوہ اسکے بڑی خرابی اس مذہب کے رو سے یہ پیدا ہوتی ہی کہ آلام انبیا کے
دنیا مین اورونکی بنسبت بہت زیادہ ہین خصوصاً محمد و آل محمد علیہم السلام کہ ہمیشہ مبتلائے آلام رہے پس انبیا پر
اس مذہب کے چاہئے کہ معاصی انبیا کے سب سے زیادہ ہون اور خدا سب سے زیادہ گنہگار ونکو ظلم کرنا ہو والعیاذ
حاکم کرے یہ حال ہوتا ہی امور مذہبیہ مین اعتماد کرنے سے عقل ناقص پر بات لا نکلتی اسلئے نفسی طرفہ عین
ابدا افان نفسی ها لکتا بارہوین فرقہ معمریہ ہین کہ وہ اصحاب معمر بن عباد سلمی ہین کہا ہی انھون نے کہ حق تعالی نے
فقط اجسام کو پیدا کیا ہی اور اعراض کو اجسام اختراع کر لیتے ہین اور یہ یا طبعی اختراع ہی جیسا کہ نار احراق کو
آفتاب حرارت کو پیدا کرتا ہی یا اختیاری جیسا کہ حیوان الوان کو پیدا کرتے ہین کہا گیا ہی کہ بڑے تعجب کی بات
یہ ہی کہ معمر کے نزدیک حدوث و فنا اجسام کا اعراض سے ہی پھر کیونکر اسکا قائل ہی کہ اعراض مخترع فعل اجسام
سے ہین اور کہا ہی انھون نے کہ خدا اسوصف بقدم سے نہین ہو سکتا اسلئے کہ قدیم ہونا دلالت کرتا ہی اوپر تقادم
زمانی کے اور خدا زمانی نہین ہی اور کہا ہی انھون نے کہ خدا کو علم اپنے نفس کا نہین ہی ورنہ عالم و معلوم ایک
ہو جائین اور یہ ممتنع ہی اور کہا ہی انھون نے کہ انسان مین بجز ارادہ کے اور کچھ فعل نہین ہی خواہ یہ بطور مباشرت
ہو یا بطور تعلیم ہو بنابر اسکے کہ یہ طائفہ موافق مذہب فلاسفہ ہی حقیقت انسان مین تیرہوین فرقہ ثمامیہ ہی
کہ وہ ثمامہ بن اشرس نمیری ہی کہا ہی اُسنے کہ افعال متولدہ کا کوئی فاعل نہین اسلئے کہ اسناد طرف فاعل
سبب کے ممکن نہین ہی کیونکہ یہ مستلزم ہی کہ اسناد فعل کی طرف مردہ کے ہو جبکہ تیر کو کسی کی طرف مارے
اور قبل اسکے کہ تیر اُس تک پہونچے یہ شخص مرجائے اور اسی طرح خدا کی طرف بھی اسناد نہین ہو سکتے کیونکہ
افعال متولدہ حسن و قبیح دونو ہوتے ہین اور اسناد قبیح کی طرف خدا کے جائز نہین اور کہا ہی اُسنے کہ یہود و
نصاری و مجوس و زنادقہ روز قیامت کو خاک ہو جائینگے نہ بہشت مین جائینگے نہ دوزخ مین اور اسی طرح
اطفال و بہائم کا بھی حال ہی اور کہا ہی انھون نے کہ جو کفار سے اپنے خالق کو نہ جانتا ہو وہ معذور ہی اور
معارف سب ضروری ہین اور انسان مین ارادہ کے سوا کوئی فعل نہین ہی اور سوا اسکے جتنے افعال ہین
وہ سب حادث بلا محدث ہین اور کہا ہی اُسنے کہ یہ عالم خدا کا فعل طبیعی ہی کچھ ارادہ سے نہین ہوا جیسا کہ
فلاسفہ کہتے ہین کہ باری علت موجبہ ہوا ایجاب کیا ہی کسقدر دین خدا سے غفلت ان مذاہب کی ظاہر ہی
کہ محتاج بیان نہین ہی چودھوین فرقہ خیاطیہ ہی کہ وہ اصحاب ابی الحسین بن ابی عمرو خیاط ہین کہا ہی اُسنے
کہ افعال منسوب طرف بندونکے ہین اور وہ معدوم کو شی نام رکھتے ہین یعنے معدوم ثابت و متقرر حال عدم مین

ہوتا ہے اور یہ بھی معدوم کو جوہر و عرض نام رکھتے ہین اور کہا ہے انہون نے کہ ارادہ اللہ کے معنے خدا مین
یہ ہین کہ وہ نہ اکراہ کیا گیا ہے نہ خود کارہ ہے اور معنے ارادہ خدا کے افعال نفس مین اپنے خالق کے ہین یعنے اسکا
خالق ہونا اور افعال عباد مین ارادہ خدا حکم خدا ہے اور سمیع و بصیر ہونے کے معنے خدا مین اسکا عالم ہونا ہے
ساتھ متعلقات سمع و بصر کے پندرہوین فرقہ جاحظیہ ہے کہ وہ عمرو بن بحر جاحظ ہے یہ شخص فضلا و بلغاے تھا
زمان خلافت معتصم و متوکل مین لعنۃ اللہ علیہما اسنے کتب فلاسفہ کا بہت مطالعہ کیا اور انکے مقالات کو
عبارت بلیغہ لطیفہ مین ترجمہ کر کے بہت رواج دیا اسکے اصحاب کے مقولات سے ہے کہ معارف کل انکے
ضروری ہین اور یہ کہ انعدام جواہر کا ممتنع ہے بلکہ جواہر متبدل ہوتے ہین اور اعراض اپنے حال پر باقی رہتے
ہین جیسا کہ ہیولی مین کہا گیا ہے اور کہتے ہین کہ آگ اپنے اہل کو خود جاذب کرتی ہے نہ یہ کہ خدا اسمین التا ہے
اور کہا ہے کہ خیر و شر فعل بندہ ونکا ہے اور قرآن ایک جسد کا نام ہے جو کبھی مرد ہو جاتا ہے اور کبھی عورت ہو جاتا ہے
سبحان اللہ کیا خوب علم ہے اور کیا اچھا مذہب ہے جسے مخالفت صریح کتاب اللہ سے ہے کما لا یخفے سولہوین
فرقہ کعبیہ ہے اور وہ ابو القاسم بن محمد کعبی ہے کہ معتزلہ بغداد سے تھا خیاط کا شاگرد ہے کہا ہے اس فرقہ نے کہ فعل خدا
بغیر ارادہ واقع ہوتا ہے جب کہا جائے کہ خدا مرید اپنے افعال کا ہے تو معنی اسکے یہ ہین کہ خالق ہے اور جب کہا جاے
کہ مرید ہے اپنے افعال غیر کا تو مراد یہ ہے کہ اسکا حکم کرنیوالا ہے سترہوین فرقہ جبائیہ ہے وہ ابو علی محمد بن عبد الوہاب
جبائی معتزلہ بصرہ ہے کہا ہے انکے اصحاب نے کہ ارادہ خدا حادث ہوتا ہے لا فی محل اور اللہ تعالی مرید ساتھ اس
ارادہ کے اور موصوف اسکے ساتھ ہوتا ہے اور حق تعالی متکلم ہے ساتھ کلام کے جو مرکب ہے حروف و اصوات سے
کہ خلق کرتا ہے انکو جسم مین کسیکے اور متکلم اس کلام سے وہ ہے جو اسکا خالق اور فاعل ہے یعنے خدا نہ وہ کہ جسکے
ساتھ یہ کلام قائم ہے یا حلول کئے ہے کیونکہ وہ لیاقت فاعل و خالق کلام ہونے کی نہین رکھتا اور یہ کہ خدا
آخرت مین نہین دکھائی دیگا اور یہ کہ بندہ اپنے فعل کا خود خالق ہے اور مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر
اور اگر بلا توبہ مریگا تو مخلد فی النار رہیگا اور کچھ کرامات اولیا کے لئے نہین ہے اور جو چیز کہ اصلح ہو اسکی رعایت
خدا پر واجب ہے اور انبیا علیہم السلام سب معصوم ہین اور ابو علی نے اس سب مین ابو ہاشم کی مخالفت
کی ہے اور پھر جدا ہوا ہے اس سے ساتھ اس قول کے کہ اللہ تعالی عالم بذاتہ ہے یہ نہین ہے کہ صفت علم اسکی ہو
ہو یا کوئی حالت اسکے عالم ہونے کی سبب ہو اور خدا کا سمیع و بصیر ہونا اس معنی سے ہے کہ وہ ایسا زندہ ہے
جسکے ساتھ کوئی آفت نہین ہے اور ایلام کو عوض کے لئے تجویز کرتا ہے اٹھارھوین فرقہ بہشمیہ ہین منسوب ہے
ابو ہاشم اپنے باپ سے اس بات مین کہ اسکے نزدیک استحقاق مذمت و عقاب کا بدون صدور معصیت ممکن ہے
حال آنکہ یہ مخالف اجماع و حکمت ہے اور یہ کہ توبہ ایک کبیرہ سے صحیح نہین ہو سکتی جب دوسرے پر اصرار کرے

باوجود اس علم کے کہ یہ قبیح ہو اوسے یہ لازم آتا ہی کہ اسلام کافر صلاح نہ کرسکے ساتھ تصور سے گناہ کے جبکہ وہ اُسپر اصرار کرے اور نہ توبہ ساتھ عدم قدرت کے پس نہ صحیح ہو گی توبہ کاذب کی کذب سے جبکہ وہ گنگ ہو جائے اور نہ توبہ زانی کی زنا سے جبکہ آلہ تناسل اسکا کٹ جائے اور یہ کہ علم واحد ساتھ دو معلوم کے بتفصیل متعلق نہیں ہوتا اور یہ کہ خدا کے لئے بہت سے احوال ہین کہ وہ معلوم ہین نہ مجہول ہین نہ قدیم ہین نہ حادث ہین آمدی نے کہا ہی کہ یہ تناقض ہی کیونکہ شیحہ حادث ہی اسکے معنی نہین ہین مگر یہ کہ یہ قدیم نہین ہی اور یہ خبر مجہول ہی اسکے معنی یہ ہین کہ معلوم نہین ہی حادث بھی ہو اور قدیم بھی ہو مجہول بھی او معلوم بھی ہو یہ کیونکر جمع ہو سکتا ہی

دوسرے فرقہ بزرگ اسلام سے فرقہ شیعہ ہی اور وہ ایسا فرقہ ہی جنہون نے یہ اعتقاد کیا ہی کہ بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ امام بحق علی بن ابیطالب ہین اور امامت اُنکی بسبب نص نبی کے ہی کہ آنحضرت نے اُنکو امام معین فرمایا تھا خواہ بنص جلی یا بنص خفی اور امامت اُنسے اور اُنکے سلسلہ اولاد سے باہر نہین جا سکتی اور اگر نکلی ہی تو یا بسبب ظلم غیر کے اُنپر یا اُنکی بیعت کرنے سے یا اُنکی اولاد کے بیعت کرانے سے اور یہ بائیس ۲۲ فرقہ ہین اور اصول اُنکے تین ہین غلاۃ و زیدیہ اور امامیہ غلاۃ اٹھارہ فرقہ ہین پہلا فرقہ انہین سے سبائیہ ہین کہ منسوب ہین طرف عبد اللہ بن سبا کے کہا ہی اُسنے واسطے علی بن ابیطالب کے انت الالٰہ حقًا یعنے تو برحق خدا ہی پس حضرت نے اُسکی نفی فرمائی اور کہا گیا ہی کہ وہ یہودی تھا پھر اسلام لایا اور حال یہودیت مین یوشع بن نون اور موسیٰ بن عمران کے حق مین بھی یہی کہتا تھا جو حق علی بن ابیطالب مین بعد اسلام اختیار کرنے کے کہا اور کہا گیا ہی کہ وہ اول اُس شخص کا ہی جسنے قول ساتھ وجود امامت علی ابن ابیطالب کے ظاہر کیا اور اُسی سے اصناف فرقہ غلات پیدا ہوئے کہا ہی ابن سبا نے کہ علی ابن ابیطالب نے انتقال اس عالم سے نہین فرمایا اور نہ قتل ہوے بلکہ ابن ملجم ملعون نے ایک شیطان کو جو بشکل صورت علی ابن ابیطالب ہوا تھا قتل کیا تھا اور علی ابن ابیطالب ابرمین ہین رعد آواز ہی اُنکی اور برق روشنی ہی اُنکی اور بعد اسکے وہ زمین پر نازل ہونگے اور پر کرینگے عدل و داد سے اور یہ اتباع عبد اللہ بن سبا جب واز رعد کی سنتے ہین تو کہتے ہین کہ علیک السلام یا امیر المؤمنین یہ ترجمہ تاریخ اہل سنت اور اُنکا بیان ہی والا واقع مین یہ ہی کہ جسنے وجوب امامت علی ابن ابیطالب کو پہلے ظاہر کیا خدا ہی کہ اپنے نبی کی زبان سے کہوایا اور نبی ہین جنہون نے کہا اور بعد آنحضرت کے اصحاب کبار رسول سلمان و مقداد و ابی ذر ہین اور پھر وہ اصحاب ہین جنہون نے اتفاق کر کے خلافت ظاہری پر بٹھایا عبد اللہ بن سبا کس شمار مین تھا کہ وہ وجوب امامت کو کہتا اور کوئی سنتا انت الالٰہ حقًا البتہ پہلا اُسکا قول ہوگا اور روایت معتبر مین یہ وارد ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے عبد اللہ بن سبا کو بسبب اُسکے انت الالٰہ کہنے کے پہلے اُسے امر توبہ فرمایا اور پھر قید کیا بعد اُسکے اُسے آگ مین جلا دیا بالجملہ بنا بر اس روایت کے اُسکا

زندہ رہنا بعد جناب امیر علیہ السلام ثابت نہین ہوتا دوسرے اِنسے فرقہ کاملیہ ہو اور یہ اصحاب ابوکامل
ہین جو قائل ہوا تکفیر صحابہ کا اسلئے کہ انہون نے علی ابن ابیطالبؑ کی بیعت ترک کی اور علی ابن ابیطالبؑ
کی بھی تکفیر کرتے ہین اسلئے کہ طلب حق کو ترک کیا اسقدر اس فرقہ کی بیعقلی ظاہر ہو کہ لائق بیان نہین حق کا طلب
کرنا نہین معلوم انکے نزدیک منحصر تا اور سمجھتے ہین ہو فقط جو نہین کیا والا کیا نہ کیا مسجد مین آئے اصحاب مہاجرین
و انصار کو مخاطب کر کے اپنا استحقاق خلافت کے لئے بیان کیا ترغیب اعانت حق کے لئے قرآن کو لیکر
گھر دن پر ایک ایک کے مگر تر گئے استعانت حق کی لئے جب کوئی شریک نہوا تو کیا کرتے مجبور ہوئے پھر نبی نے
جب تک کہ شرائط جہاد نہین ہوئے ترویج کلمۂ دین مین تنہا کب لڑائی کی اور انبیائے سابق مین کس نے
بجز افہام و تفہیم و تعلیم حجت کی تلوار پکڑی طلب حق اسیکا نام ہو کہ انسان یہ ظاہر کر دے کہ یہ حق ہمارا
ہو پھر یہ کب نہین کیا اور حق کے طلب کرنے مین کب کمی کی جو یہ فرقہ بے عقل تکفیر کرین اور انکے مقولات سے
ہو کہ ارواح مین تناسخ مرنے کے وقت ہوتا ہو اور امامت ایک نور ہو کہ منتقل ہوتی ہو ایک شخص سے طرف
دوسرے کے اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ یہ نور کسی مین امامت ہوکے رہا اور کسی مین نبوت ہو جاتا ہو تیسرے
فرقہ بنانیہ ہو کہا ہو بنیان بن سمعان تمیمی نہدی یمنی نے کہ خدا بصورت انسان ہو اور سب ہلاک ہو جائینگے
مگر ذات خدا اور روح اللہ نے علی ابن ابیطالب مین حلول کیا ہو بعد انکے انکے صاحبزادے محمد ابن حنفیہ مین
انکے بعد انکے بیٹے ابو ہاشم مین اور بعد انکے جو انکے بیٹے مسمی بہ بنیان ہین انمین حلول کیا ہو یہ خرافات و بیہودہ
سرائیان لائق سننے کے بھی نہین ہین چوتھے فرقہ مغیریہ ہو کہا ہو مغیرہ بن سعید عجلی نے کہ خدا ایک نور کی
صورت ہو مگر مرد کی صورت ہو سر پر اسکے تاج ہو اور دل اسکا منبع حکمت ہو جب چاہتا ہو کہ خلق کرے کسی
مخلوق کو تو اسم اعظم کے ساتھ کلام کرتا ہو اور وہ اسم اعظم اڑتا ہو پھر وہ تاج ہو کر اسکے سر پر آ رہتا ہو اور یہ معنی
ہین قول خدا کے سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی ان اہل مذہب کو کیا کہون سوا اسکے کہ
پیغمبر تو شب معراج عرش پر تشریف لیگئے تھے بعد خلق فرمانے آسمان و زمین و اہل آسمان و زمین کے اس جہت سے
اس کیفیت خلق کے ملاحظہ کی نوبت نہ آئی لیکن یہ مذہب والے قبل خلق اور ارشاد لفظ کن موجود تھے اس جہت سے
انکو تماشائے خلق کی نوبت آگئی اور اسی سبب سے انہون نے بعد مشاہدہ معنی قرآن کے مقرر کئے کہ یہی
بات ہے تتمہ مسئلۂ خلق مذکورہ سے موافق ان اہل مذہب کے یہ ہو کہ بعد خلق حق تعالی نے اپنے کف پر اعمال
عباد کو لکھا بعد لکھنے کے گناہون سے غضبناک ہوا اور جب خدا کو غصہ آیا تو اسنے عرق کیا جیسا وقت
شدت حرارت خشم پسینا اور سب کو آجاتا ہو اسی طرح خدا کو بھی پسینا آیا اس پسینہ سے دو دریا خلق کئے
ایک ایسا کہ پانی اسکا تلخ اور رنگ اسکا سیاہ تھا اور دوسرا شیرین اور نورانی بعد اسکے دریائے نورانی مین

بلند ہوکر دیکھا اپنا سایہ دکھائی دیا اُسے اُس دریا سے نکالا اور اُس سے آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا اور آنکھیں اپنے سایہ کو فنا کر دیا تاکہ شریک باقی نرہے اور فرمایا کہ شایستہ نہیں ہی کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا شریک رہے پھر دونو دریاؤن سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا دریائے سیاہ سے کفار کو اور نورانی سے مومنین کو بعد اسکے بھیجا محمد کو وقتیکہ سب سایہ مین کھڑے تھے اور امانت کو عرض کیا اور وہ امانت ممانعت علی ابن ابیطالب کی امامت سے ہی اوپر آسمان و زمین کے پس انہون نے انکار کیا اور ڈرے اور اُٹھا لیا اُسی انسان نے کہ مراد اُس سے ابابکر ہی با مر عمر بن الخطاب جبکہ وہ ضامن ہوا کہ ابابکر کی اعانت کریگا اس خلافت مین بشرط اسکے کہ بعد اپنے وہ اس عہدہ کو سپرد عمر بن الخطاب کرے اور کہتے ہین کہ یہ آیہ قرآن مین کمثل الشیطان حق ابی بکر و عمر مین نازل ہوا ہی اور یہ اہل مذہب کہتے ہین کہ امام منتظر وہ ذکریا بن محمد علی بن الحسین بن علی ہی اور وہ حق ہی اور مقیم ہی جبل حاجزیر اور رہیگا یہان تک کہ خدا کی طرف سے مامور کیا جاوے ساتھ خروج کے پانچوین فرقہ جناحیہ ہی کہا ہی عبداللہ بن جعفر نے کہ جو ذوالجناحین مشہور تھا کہ ارواح مین تناسخ ہوتا ہی اور روح پہلے آدم مین تھی پھر شیث مین آئی پھر انبیا مین پھر اور ائمہ علیہم السلام مین آئی یہان تک کہ منتہی ہوئی طرف علی ابن ابیطالب و انکی بیٹون اور اولادون مین عبداللہ تک اور وہ عبداللہ زندہ ہی ایک پہاڑ مین اصفہان کے پہاڑون سے رہتا ہی اور عنقریب وہ خروج کریگا اور اہل اس مذہب کے شاید قیامت سے انکار کرتے تھے اور جمیع محرمات الٰہی کو حلال جانتے تھے یہ سب نقل کلام شہرستانی ہی ان مذہب والون کو دیکھا نہین جا را جانے سے چھٹے فرقہ منصوریہ ہین وہ ابومنصور عجلی کے تابع ہین کہ اسنے جناب امام محمد باقر تک اقرار امامت کیا بعد اسکے خدا ہوا اور خود اپنے لئے مدعی امامت کا ہوا اور اس مذہب والے کہتے ہین کہ امامت امام محمد باقر کے لئے تھی اور بعد انکے منتقل ہوئی ابی منصور کی طرف اور بزعم اس طایفہ کے منصور آسمان پر گیا اور خدا نے اپنے ہاتھ سے اسکے سر کو مسح فرمایا اور کہا کہ اے میرے بیٹے تو جا اور میری طرف سے تبلیغ کر بعد اسکے اُسے زمین پر اُتارا اور قرآن مین جو وارد ہی کہ خدا نے فرمایا وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ تو مراد کسف مذکور سے منصور ہی نہ یہ کہ اور امامیہ جو کہتے ہین کہ کسف علی ابن ابیطالب ہین اور یہ اہل طائفہ کہتے ہین کہ پیغمبر منقطع نہونگے اور بہشت نام ایک مرد کا ہی جسکے ساتھ محبت کرنے کو ہمین حکم کیا ہی اور وہ امام ہی اور دوزخ بھی نام ہی ایک مرد کا جسکے ساتھ ہمکو دشمنی رکھنے کا حکم دیا ہی اور وہ ضد امام ہی مثل ابی بکر و عمر اور اسی طرح سب فرائض و محرمات بھی نام ہین فرائض وہ اشخاص ہین جنسے ہم مامور دوستی کرنے کے ہین اور محرمات وہ مرد ہین جنسے بیزاری کرنی چاہئے اور مقصود انکا اس سے یہ ہی کہ جو شخص انہین سے ظفریاب ہوجاوے اُس سے تکلیف

وخطاب اُٹھ جائے کیونکہ وہ جنت تک پہنچ گیا ساتوین فرقہ خطابیہ ہے اور وہ ابو خطاب اسدی ہے امام جعفر
صادقؑ تک یہ شخص مطیع رہا جب اسکا غلو آنحضرت کے حق مین معلوم ہوا تو حضرت نے اُس سے بیزاری
فرمائی جب یہ جدا ہوا تو خود مدعی امامت ہوا اسکے اصحاب کہتے ہین کہ ائمہ سب انبیا ہین اور ابوالخطاب
بھی نبی ہے اور زعم کرتے ہین کہ جملہ انبیا نے آدمیون پر واجب کیا ہے کہ ابوالخطاب کی اطاعت کرین بلکہ اس
طائفہ نے اور بھی زیادتی کی اور کہا کہ ائمہ سب خدا ہین اور حسنین علیہم السلام فرزندان خدا ہین اور امام
جعفر صادقؑ بھی خدا ہین لیکن ابوالخطاب اُنسے افضل ہے اور علی ابن ابیطالب سے بھی افضل ہے اور یہ فرقہ
جھوٹی گواہی اپنے موافقین کے لئے اپنے مخالفین پر حلال جانتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ امام بعد قتل ہونے
ابوالخطاب کے معمر ہے اور بعد عبادت ابوالخطاب معمر کی عبادت کرتے تھے اور انکا مقولہ ہے کہ بہشت نعیم
او نعیم جنت نعیم دنیا ہے اور نار نام ہے آلام دنیا کا اور دنیا کبھی فانی نہو گی اور محرمات کو انھون نے مباح کیا
اور فرائض کو انہون نے ترک کیا اور ایک جماعت اُنمے کہتے ہین کہ ہر مومن پر وحی نازل ہوتی ہے اور اسمین
استدلال کرتے ہین قول حق سبحانہ تعالیٰ سے وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ اور اذن اسکے
معنی کہتے ہین وحی اللہ اور انہین سے بعض وہ شخص ہے جو جبرئیل ومیکائیل سے بہتر ہے اور وہ کبھی نہین
مرتے بلکہ جب نہایت کو پہونچتے ہین تو شامل ملائکہ ہو جاتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ امام بعد ابی الخطاب کے
عمر ابن بنیان عجلی ہے مگر یہ مرتے ہین جو بعد کا اقرار کیا فقط آٹھوین فرقہ غرابیہ ہے یہ فرقہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علی ابن ابیطالب کے ساتھ بہت مشابہ تھے جیسا کہ غراب ساتھ غراب کے اور ذباب ساتھ ذباب کے
مشابہ ہوتے ہین چونکہ مشابہت کی تمثیل مین لفظ غراب لائے اسی لئے منسوب بغراب ہو گئے بالجملہ نتیجہ شدت
مشابہت اُس فرقہ کے نزدیک یہ ہے کہ خدا نے جبرئیل کو واسطے تبلیغ رسالت کے علی ابن ابیطالب پاس
بھیجا تھا لیکن غلطی سے حامل وحی بسبب مشابہت کے محمد پاس تبلیغ کر گئے پس واقع مین یہ فرقہ جبرئیل کی
طرف لغو و غلطی کی نسبت کرتے ہین نوین فرقہ ذمیہ ہے یہ فرقہ ملقب ساتھ اس اسم کے اسلئے ہوا کہ یہ مذمت
کرتے ہین پیغمبر خدا کی اسلئے کہ کہتے ہین کہ علی خدا تھے انہون نے محمد کو بھیجا تھا اسلئے کہ دعوت کرین خلائق
کو انکے عبادت کی طرف انہون نے دعوت اپنے طرف کی اور ایک طائفہ اُنمے اسکا قائل ہے کہ محمد وعلی دونو خدا
ہین لیکن اختلاف تقدیم وتاخیر مین ہے بعض انکے احکام الہیت مین تقدیم علی ابن ابیطالب کو دیتے ہین
بعض پیغمبر خدا کو اور ایک طائفہ اُنمین کہتا ہے کہ اصحاب عبا پانچون بزرگوار یعنے پیغمبر خدا و علی ابن ابیطالب
اور حسنین اور جناب سیدہ یہ سب خدا ہین اور شئ واحد ہین اور روح انمین برابر ہے کسی کو کسی پر ترجیح نہین ہے
اور جناب سیدہ کو فاطمہ نہین کہتے کہتا ہے تا نیث کا عیب خدا مین نہ آنے پائے کیا کیا ہفوات بیہودہ ان

فرقون کے ہین اور انہون نے تکذیب اہلبیت علیہم السلام کی کی ہو اور کیا ظلم کیا ہو خدا لعنت کرے
اِن سب پر دسوین فرقہ ہشامیہ ہین اِنسے اور وہ اصحاب ہین دو نو ہشامون کے یعنے ہشام ابن الحکم
اور ہشام ابن سالم جوالیقی کے اتفاق کیا ہو انہون نے اسپر کہ خدا صاحب جسم ہو بعد اُسکے اختلاف
کیا ہو چنانچہ ابن الحکم نے کہا ہو کہ خدا طویل ہو عریض ہو عمیق ہو متساوی ہو طول و عرض و عمق اُسکا اور وہ
ایک قطعہ سفید صافی ہو کہ ہر طرف سے روشن ہو اور اُسکے لئے رنگ ہو اور ذائقہ ہو اور بو ہو اور نبض ہو
اور کہتے ہین کہ خدا کھڑا ہوتا ہو بیٹھتا ہو چلتا ہو ساکن ہوتا ہو اور اُسکے لئے مشابہت ہو اجسام مین وہ
اگر یہ نہو تی تو کوئی چیز اُسپر دلالت نہ کرتی اور وہ جانتا ہو اُس چیز کو جو زمین کے نیچے ہو بسبب اُس شعاع
کے جو اُس سے جدا ہو کر معلومات تک پہونچتے ہو اور وہ سات بالشت کا ہو اپنے بالشت سے عرش سے
مماس ہو بے تفاوت اور کہا ہو انہون نے کہ خدا جانتا ہو تمام چیزون کو ایسے علم سے کہ نہ وہ قدیم ہو نہ حادث ہو
اسلئے کہ وہ صفت ہو اور صفت موصوف نہین ہوتی اور اُسکا کلام اُسکی صفت ہو نہ مخلوق ہو نہ اُس سے غیر
ہو اور اعراض دلالت خدا پر نہین کرتی بلکہ اجسام اُسپر دلالت کرتے ہین اسلئے کہ تو نے جانا ہو کہ خدا مشابہ
اجسام ہو اور ائمہ علیہم السلام کا مرتبہ انبیا سے کم ہو اسلئے کہ نبی پر وحی آتی ہو پس وہ خدا سے قریب زیادہ ہین بخلاف
امام کے کہ اُنپر وحی نہین آتی پس واجب ہو کہ معصوم ہون اور ہشام ابن سالم نے کہا ہو کہ خدا بصورت انسان
ہو اُسکے ہاتھ پاؤن آنکھ ناک کان منھ سب کچھ ہو حواس خمسہ ہین مثل سودا بھی اُسمین ہو نصف اعلی اُسکا
مجوف ہو نصف اسفل اُسکا مُصمت ہو لیکن خون و گوشت کا نہین ہو یہ وہ ترجمہ ہو جو فاضل نعمانی نے
کلام فاضل شہرستانی سے کیا ہو اور کہا ہو کہ اِن دونو شخصون کے بارے مین اہلبیت علیہم السلام سے
جو وارد ہو اُس سے اُنکی بلندی مرتبہ اور توحید حقیقی ثابت ہوتی ہو ہان ہمارے اخبار خاصہ مین بھی کہین کہین
جیسا شہرستانی نے لکھا ہو بہ نسبت اُنکے منقول ہوا ہو لیکن اُسکے تاویل علما نے اس طرح کی ہو کہ
کسیکو حمل تقیہ پر کیا ہو اور کسی چیز کو کہا ہو کہ یہ قبل اُنکے مستبصر ہونے کے حال تھا کیونکہ یہ حال اُنکا پہلے
تھا جب تک یہ مخالفین مین تھے اور بعد اُسکے مستبصر ہو گئے گیارہوین اُنمین فرقہ زراریہ ہو کہ وہ صحاب
زرارہ ابن اعین ہو کہا ہو انہون نے کہ صفات خدا کے حادث ہین اور قبل حدوث صفات حیات زندگی
پس بنا بر انکے نہ خدا حی تھا نہ عالم تھا نہ قادر تھا نہ سمیع تھا نہ بصیر تھا اور فاضل نعمانی نے لکھا ہو کہ جیسا
شہرستانی نے ہشامین کی نسبت نقل غلط کی ہو ویسے ہی زرارہ کی طرف ہو ورنہ وہ بزرگ شخص مذہب
شیعہ مین ہو اور ہم اُسکے اقوال و اعتقاد کو شہرستانی وغیرہ سے زیادہ جانتے ہین غالبا اهل البیت بما
فی البیت بارہوین فرقہ یونسیہ ہو وہ یونس ابن عبد الرحمن قمی ہو کہا ہو اُسنے کہ خدا عرش پر ہو اور فرشتے

اُسے اُٹھائے ہین اور وہ ملائکہ سے زیادہ قوی ہے گو وہ اُٹھائے ہین مانند کرسی کے تو وہ شخص اُسے اُٹھائے ہین
اور وہ دونو سے زیادہ قوی ہو اور فاضل نعمانی نے اس نقل کی بھی تکذیب کی ہو بہ نسبت یونس کے
تیرہوان فرقہ شیطانیہ ہو کہ وہ محمد بن نعمان ہو جو شیطان طاق کر کے ملقب ہو کہا ہو اُسنے کہ خدا نور ہو
لیکن جسمانی نہین ہو اور ساتھ اسکے صورت انسان پر ہو جب اشیا پیدا ہو چکتے ہین اُسوقت خدا عالم
ہوتا ہو اور یہ بھی ترجمہ عبارت شہرستانی ہو فاضل نعمانی نے اسے بھی افترا کہا ہو اور لکھا ہو اور یہ کہ شیعون
کے اصطلاح مین مومن طاق تھا اور امام علیہ السلام نے مدح و تعریف اسکی کی ہو شہرستانی کو شمار مذاہب
کی تکمیل کے لئے اس باطل عقیدہ کی [illegible] چودھوین فرقہ راوندیہ وہ تابعین امام ہین
کہا ہو انہون نے کہ بعد علی کے [illegible] محمد بن حنفیہ کی طرف آئی بعد انکے عبد اللہ جو انکے
بیٹے تھے انکے بعد علی ابن عبد اللہ ابن عباس کی طرف منتقل ہوئی بعد انکے انکی اولاد مین منصور تک امامت
رہی بعد اسکے خدا نے ابی مسلم مین حلول کیا اور وہ قتل نہین کیا گیا اور اس طائفہ نے بھی محارم کو حلال
کر لیا اور فرائض کو ترک کیا اور بعض انکے وہ ہین جنھون نے مسح مین ادعائے الٰہیت کیا ہو خدا پناہ مین
رکھے ہر گمراہی سے پندرھوان فرقہ مفوضہ ہو اور یہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ نے فقط مخلوقات کا پیدا کرنا
اپنے اختیار سے تفویض کیا ہو پیغمبر کو کام نہین و بعض انمین سے کہتے ہین پیدا کرنا خلائق کا علی ابن ابیطالب
کے سپرد فرمایا ہو چنانچہ ایک شیعہ و سنی مین مجادلہ ہوا اس امر مین کہ افضل بعد نبی کون ہو شیعہ کہتا تھا
کہ علی افضل ہین اور سنی کہتا تھا کہ ابی بکر افضل آخر انہین یہ قرار پایا کہ گھر سے باہر چلو جو پہلے راہ مین ملے
اُس سے یہ قصہ بیان کرو اور جو محاکمہ وہ کرے اُسپر راضی ہو دونو شخص گھر سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک
شخص آتا ہو ان دونو نے اپنے اپنے دعوے کو بیان کیا اُس شخص نے کہا کہ اگر علی ابو بکر و عمر کو پیدا نہ کرتے
تو یہ فساد کاہیکو ہوتا اُسوقت ان دونو کو ثابت ہوا کہ یہ شخص غلات و مفوضہ سے ہو سولھوین فرقہ بدائیہ
ہو اس فرقہ نے تجویز کیا ہو کہ خدا پر بدا جائز ہو اور وہ یہ ہو کہ حق تعالیٰ نے ایک امر کا ارادہ فرمایا بعد اسکے
ظاہر ہوا اُسپر وہ امر جو پہلے ظاہر نہ تھا اور لازم آتا ہو اس سے یہ کہ خدا انجام امور کا عالم نہ تھا یہ قول شہرستانی
ہو اور واقع مین اُسنے تکمیل عدد مذاہب کو یہ موافق اپنے لکھا ہو اور فی الحقیقۃ مذہب صحیح یہ ہو کہ بدا کا قائل
ہونا ضروریات دین سے ہو لیکن اس معنی سے کہ جو شہرستانی نے لکھے ہین بلکہ معنی صحیح اُسکے جو مستفاد
اخبار صادقین سے ہوتے ہین اور جاننا اُسکا ضروری یہ ہین کہ بدا ظہور ہو ایک چیز کا واسطے مخلوقات کے
جو چیز اسکے اُنپر ظاہر نہ تھی نہ یہ کہ خدا پر ظاہر نہ تھی بلکہ خدا پر ہمیشہ سے ظاہر تھی اور نسخ ایک فرد ہو افراد
بداء سے اور دلالت صریح کرتا ہو اسپر آیہ وافی ہدایہ یَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ اور اخبار

ائمہ ہدی علیہم السلام اُسپر صاف دلالت کرتے ہین چنانچہ منقول ہی کہ فرمایا معصوم نے کہ ما عبد اللّٰہ بشیئ مثل البداء اور فرمایا ہی کہ ان اللّٰہ تعالیٰ لم یبعث نبیا حتی اقر اللّٰہ بالبداء فقط ستروین فرقہ نصیریہ و اسحاقیہ ہی کہا ہی انہون نے کہ خدا نے علی ابن ابیطالب و اُنکی اولاد مین حلول فرمایا ہی اور دلیل اُسپر یہ ہی کہ روحانی کا ظہور جسد جسمانی مین اُس چیز سے ہی کہ کوئی انکار نہین کر سکتا جیسا کہ جانب خیر مین ثابت ہی کہ جبرئیل بصورت انسان تشریف لاتے تھے اور جانب شر مین شیطان بصورت انسان مکرر ظاہر ہوا ہی پس چونکہ علی اور اُنکی اولاد اوروں سے افضل ہین اور ہمیشہ مؤید بتائیدات متعلق بباطن اسرار رہا اسلئے کہا ہمنے کہ حق تعالیٰ نے ظہور فرمایا اُنکی صورت پر اور گویائی کو ظاہر کیا اُنکی زبان پر اور قوت کو اُنکے ہاتھون پر اور اسی جگہ سے ہمنے ہر امام کو خدا کہا آیا نہین دیکھا تو نے کہ نبی نے مشرکین کو مارا اور علی نے منافقین کو قتل کیا پس تحقیق کہ نبی حکم ظاہر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ متولی پوشیدہ و باطن کا ہی حق تعالیٰ ہر حماقت اور شر سے محفوظ رکھے اس عقیدۂ فاسد کے مقابل مین کیا کہا جائے اور حماقت اس سے کیا زیادہ ہوگی کہ یہ جنکے خدا ہونیکی تصدیق کرتے ہین وہی اُنکے اس قول کی تکذیب کرتے ہین فقط اٹھارہوین فرقہ اسماعیلیہ ہی اُنکے سات لقب ہین جس سے نام رکھے جاتے ہین ایک اُس سے باطنیہ ہی اسلئے کہ یہ قائل ہین کہ معتبر باطن قرآن ہی نہ ظاہر اسکا جو معلوم ہی لغت سے اور متمسک اُسکے ظاہر کا معذب ہی ساتھ مشقت و اکتساب کے اور باطن اُسکا مؤدی ہی طرف ترک عمل کے جو موافق ظاہر ضرور ہی اور یہ طائفہ اس مذہب مین متمسک ہین ساتھ قول خدا کے فضرب بینہم بسور له باب باطنه فیه الرحمة وظاهره من قبله العذاب اور اس قول کو انہون نے منصوص سے لیا ہی اور بھی یہ طائفہ قرامطیہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہی اسلئے کہ جسنے اس مذہب کی طرف لوگونکی دعوت کی وہ حمدان قرمط نامے تھا اور یہ ایک قریہ ہی دیہات واسط سے اور خرمیتہ بھی نام اس فرقہ کا ہی اسلئے کہ انہون نے محرمات و محارم کو مباح کر لیا ہی اور یہ فرقہ ملقب بہ سبعیہ بھی ہوتا ہی اسلئے کہ انہون نے زعم کیا ہی کہ منجملہ انبیا کے سات شخص نے شریعت مین کلام کیا ہی آدمؑ اور نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ و مہدی ساتوین صاحب شریعت ہین اور ہر دو صاحبان شریعت کے بیچ مین سات ائمہ ہوتے آئے ہین جو متمم شریعت اول ہوتے ہین اور ہر عصر مین ضرور ہی کہ وجود ان سات کا پایا جائے تاکہ امت انسے اقتدا کرے اور ساتھ اُنکے ایمان لائے اور ہدایت پائے اور یہ مرتبون مین متفاوت ہوتے ہین ایک امام ہی کہ جو خدا کی طرف سے علم کو لیتا ہی اور خلق کو پہونچاتا ہی اور وہ دین خدا مین غایۃ الاولیٰ ہی اور دوسرا حجۃ ہی کہ جو امام سے علم لیتا ہی اور خلق کو پہونچاتا ہی اور تیسرا وہ شخص ہی کہ جو حجۃ سے علم کو حاصل کرتا ہی اور اسے ذو مصۃ حجۃ کہتے ہین اسلئے کہ وہ امتصاص علم کا حجۃ سے کرتا ہی پس یہ تین مرتبے ہوئے اسکے بعد ابواب ہین اور انہین داعات بھی کہتے ہین

پس داعی اکبر جو چھٹا ہو اُسکے کہ جو درجات مومنین کو بلند کرتا ہو اور ایک ماذون اُسکے مرتبہ مین کم ہو جو عہود طالبین
اہل ظاہر سے لیتا ہو اور ذمہ امام مین اُنہین داخل کرتا ہو اور دروازہ علم و معرفت کو اُنپر کھولتا ہو اور یہ پانچوان
ہو اُنہین سے اور ایک مکلب ہو کہ مرتبہ اُسکا دین مین بزرگ ہو لیکن دعوت کرنیکا وہ ماذون نہین ہو بلکہ وہ
احتجاج لوگون پر کرتا ہو اور ترغیب کرتا ہو کہ داعی کے پاس رجوع کرین مثل کلب شکاری کے کہ پھنسا کر لیجاتا
ہو یہان تک کہ جب حجت وارد کی کسی اہل ظاہر پر اور اُسکے مذہب اول کو توڑا اور اُسنے اول سے روگردانی
کی اور طالب حق ہوا تو اُس مکلب نے ماذون تک پہونچایا تاکہ وہ عہود کو اُس سے لے آمدی نے کہا ہو کہ
ایسے شخص کو مکلب اِسلئے کہا ہو کہ اُسکے مثل مثل کلب جارح ہو کہ صید کو قید کر رکھتا ہو واسطے کلب شکاری کے
موافق ارشاد حق سبحانہ تعالی کے وما علمتم من الجوارح مکلبین اور وہ چھٹا اُن ساتون سے جنکا بیان ہو رہا ہو
اور ایک مومن ہو کہ اُسنے داعی کے تبعیت کی ہو اور وہ وہ شخص ہو کہ عہد کو لیا ہو اور ایمان لایا ہو اور عہد سے
ایقان کیا ہو اور ذمہ امام اور اُسکے فوج سے ہو اور یہ ساتوان ہو کہا ہو انہون نے کہ یہ جو مذکور ہوا مثل آسمان و
زمین و دریا و ایام اسبوع و کواکب سیارہ کے ہو کیونکہ یہ بھی سب سات سات ہین و بعض القاب سے اُنکے
بابکیہ ہین اسلئے کہ ایک طائفہ اُنسے بابک حرمی کے اطاعت خروج مین بمقام آذربایجان کر چکا ہو اور محمرہ بھی
اُنہین کہتے ہین اسلئے کہ سرخ پوشاک ایام بابک مین پہنتے تھے اور ملقب باسمعیلیہ بھی ہین اسلئے کہ اسمعیل بن امام جعفر
صادق کی امامت کا اثبات کرتے ہین اور وہ اکبر اولاد آنحضرت کی ہو اور بعض وجہ مین اِس تسمیہ کے کہا ہو کہ جو
زعیم کنندہ اول انکا منسوب طرف محمد بن اسمعیل کے ہو اسلئے اسمعیلیہ اُنہین کہا گیا ہو اور اصل دعوی انکا ابطال
شرایع ہو یہ ہو کہ عبادیہ اور وہ طائفہ مجوس ہین انہون نے جب غلبہ اسلام ہوا تو یہ ارادہ کیا کہ تاویل شریعت
ایسی وجوہ سے کیجیے کہ اُنکی اسلاف کے قواعد کے موافق ہو جائے اور اِسی طرح ہوا کہ وہ سب مجتمع ہوے اور مذاکرہ
کیا کہ سیرت سلاطین سابقہ کی اُنکے کیا تھی اور کہا انہون نے کہ اب ہمکو ممکن نہین ہو کہ مسلمانون کو بذریعہ
تیغ زنی دفع کر سکین کیونکہ وہ بہت جابجا غالب ہو گئے ہین لیکن اب ہم حیلہ سازی یہ کرتے ہین کہ تاویل
اُنکے شریعت کی اِس طرح کرین کہ ہمارے قواعد کے موافق ہو جاے اور بسبب اُس تاویل کے جو جو ضعفائے
اسلام ہین اُنہین بھی اِس درجہ مین لائین تاکہ انتشار اُنکی سبب اضطراب کلام و اختلاف کا اہل اسلام مین ہو
اور راس رئیس اِسی شیوہ مین حمدان قرمط ہوا پھر تاویل شرایع شرع کی مثل اسکے کہ کہا انہون نے کہ وضو عبارت
ہو موالات امام سے اور تیمم کیا ہو کہ ماذون سے لینا وقت غیبت امام کے جو حجت خدا ہو اور نماز عبارت ہو نبی سے
بدلیل قول خدا ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر اور احتلام نام ہو افشاء راز امام کا اُس شخص کے سامنے جو اُسکا اہل
نہو بدون قصد ارادہ اور غسل کہتے ہین تجدید عہد کو اور نزدیک امام بعض شخص کے پاک کرنیکا پہچانتے ہین

جو ضرور ہی اُس صاحب نفس پر دین سے اور کعبہ نبی کا نام ہی اور باب علی ابن ابیطالب ہین اور صفا پیغمبر ہین
اور مروہ علی ابن ابیطالب ہین اور میقات و تلبیہ دعا کا قبول ہونا ہی اور سات طواف بیت اللہ کی محبت ائمہ
ہفتگانہ ہی اور بہشت راحت ابدان کا نام ہی تکالیف سے اور نار مشقت ابدان ہی بمزاولۂ تکالیف اور اسی طرح
خرافات مذہبیہ اُنکے ہین اور اُنکے مذہب سے ہی کہ خدا نہ موجود ہی نہ معدوم ہی نہ عالم ہی نہ جاہل نہ قادر ہی نہ عاجز ہی
اور اسی طرح جمیع صفات مین کہتے ہین دلیل اسکی اُنکے نزدیک یہ ہی کہ اثبات حقیقی صفات کا مقتضی مشارکت ہی
درمیان خالق و موجودات کے اور وہ تشبیہ ہی اور نفی مطلق مقتضی مشارکت درمیان خالق و معدومات
کے ہی اور وہ تعطل ہی بلکہ خدا واہب ہی اِن صفات کا اور رب ہی مضادات کا اور کلام کو اُنھون نے اپنے
کلام فلاسفہ مین ملا دیا ہی پس جس طرح وہ مسئلہ تولید عالم کا بیان کرتے ہین اسی طرح اس طائفہ نے بھی کہا ہی کہ خدا نے
بلا مادہ فقط بذریعہ اپنے حکم کے عقل تام کو پیدا کیا اور بتوسط اُسکے ایک نفس کا ابداع فرمایا کہ جو تام نہ تھا پس
نفس مشتاق ہوا طرف عقل تام کے استفاضہ کے لئے اُس سے اِس جہت سے محتاج ہوا طرف حرکت کے
جہت نقصان سے طرف جہت کمال کے اور چونکہ بدون اپنے آلہ کے نہین تمام ہو سکتے پیدا ہوئے اجرام
فلکیہ اور وہ متحرک ہوئے بحرکات دوریہ تب ہیں اسی نفس کے پس پیدا ہوئے بتوسط طبائع بسائط عنصریہ
اور حادث ہوئے بتوسط اِن بسائط کے معادن و نباتات انواع حیوانات اور اِن حیوانات مین فضل انسان
ہی بسبب مستعد ہونے اُسکے واسطے فیضان انوار قدسیہ کے اور متصل ہونے اُسکے ساتھ عالم علوی کے اور
چونکہ عالم علوی مشتمل ہی اوپر عقل کامل کلی کے اور نفس ناطقہ کی جسکی کلیّۃ ثابت ہوتی ہی اُسکے مصدر کائنات ہونے
سے واجب ہوا یہ کہ ہووے عالم سفلی مین عقل کامل کہ وہ وسیلہ نجات کا ہو اور وہ رسول ناطق ہی اور
اسی طرح نفس ناقص ہو کہ جسکی نسبت طرف ناطق کے طریقہ نجات کے پہونچانے مین نسبت عقل اولی کے
ہو طرف عقل کامل کے رجوع کرنے مین ایجاد کائنات کی اور وہ امام ہی کہ جو وصی ناطق ہی اور جیسا کہ آسمان
کا متحرک ہونا عقل و نفس کی تحریک سے ہی اسی طرح متحرک ہونا نفوس کا نجات کی طرف بتحریک ناطق
و وصی ہوتا ہی اور اسی طرح ہر عصر و زمان مین یہ ضرور ہی ہر آمدی نے کہا ہی کہ یہ جو کچھ بیان ہوا وہ مذہب
اُنکے قدما کا ہی اور جب حسن بن محمد صباح ظاہر ہوا اُسنے اُسنے تجدید دعوت کی اوپر اس بات کے کہ حجت
نصیحہ امام سے علم کو لیکر خلائق کو پہونچاتا ہی جس سے زمانہ کا خالی رہنا جائز نہین ہی اور اُسنے عوام کو منع کیا
کہ خوض علم مین نکرین اور خواص کو منع کیا کہ کتب متقدمہ کو نہ دیکھین تا کہ اپنے فضایح مذہبی پر مطلع نہون پس
ہمیشہ یہ قوم امور شرعیہ سے استہزا و مسخر کرتی رہی اور قلعے بنا کے اُسمین متفق ہو کر قلعہ گیر رہے اور شوکتین
اُنکی اُلٹی زیادہ ہوئین کہ جس سے بادشاہون کو خوف فساد رہا کیا اور دبے رہے اُنکی جماعت سے پس

انھون نے تکالیف شرعیہ کو گرا دیا اور محرمات کو مباح کیا اور مثل حیوانات یا اہل زمان جاہلیت کے ہو گئے
لعنہم اللہ تعالیٰ اور دوسرے اس طبقہ شیعہ سے زیدیہ ہے اور وہ منسوب ہین طرف زید ابن علی ابن حسین
کے اور وہ تین فرقہ ہین پہلا فرقہ اُنمین سے جارودیہ ہے اور وہ اصحاب ابی جارود ہین اور یہ وہ شخص ہے جسکا نام جناب
امام محمد باقرؑ نے سرحوب رکھا تھا اور تفسیر فرمائی تھی اسکی کہ یہ نام ایک شیطان کا تھا جسنے دریا کو ساکن
کر دیا تھا یہ فرقہ قائل ہے کہ پیغمبر خدا نے امامت امیر المومنینؑ کے لئے نص فرمائی تھی لیکن امیر المومنینؑ کو وصف
کہتے ہین اسم اور کہتے ہین کہ صحابہ نے کفر کیا بسبب مخالفت نبی کے اور اقتدا و علی کے ترک سے بعد پیغمبر خدا کے
اور امامت بعد حسنین علیہم السلام کے بطریق شوریٰ انکی اولاد مین ہے پس جو شخص کہ اولاد حسنینؑ سے خروج
کرے تلوار کے ساتھ اور وہ عالم ہو بہادر ہو وہ امام ہے اور امام منتظر مین اختلاف کیا ہے بعض اُنکے کہتے ہین کہ
منتظر محمد بن عبد اللہ حسن بن حسن بن علی ہین جو مدینہ مین زمان سلطنت منصور ملعون مین مقتول ہوئے اور گمان
کرتے ہین کہ وہ قتل نہین ہوا اور ایک طائفہ اُنمین سے کہتا ہے کہ وہ محمد بن قاسم بن علی ابن الحسین صاحب طالقان
ہے جو زمان سلطنت معتصم مین قید کر کے اُس پاس بھیجے گئے اور اُسنے انکو اپنے گھر مین قید کیا یہان تک
وہ اُسی مین مر گئے اور یہ طائفہ انکی موت سے بھی انکار کرتا ہے اور ایک طائفہ اُنمین سے کہتا ہے کہ منتظر یحییٰ بن عمر
صاحب کوفہ احبار زید بن علی سے ہے کہ اُسنے دعوت کی تھی اور خلق کثیر اُس پاس جمع ہوئی تھی زمان مستعین باللہ
مین مارا گیا اور اُسکے بھی قتل سے انکار کیا ہے دوسرے اُنمین سے فرقہ سلیمانیہ ہے کہ وہ سلیمان ابن جریر کے ہین
اس طائفہ نے کہا امامت مشورہ سے فیما بین الخلق منعقد ہوتی ہے اور انعقاد نہین ہوتا مگر جبکہ دو شخص اچھے
مسلمانون سے اتفاق کر جائین اور امامت مفضول کی ساتھ وجود افضل کے صحیح ہے جبکہ اتفاق ہو جائے
اور ابوبکر و عمر دو نو امام ہین اگرچہ امت نے خطا کی کہ باوجود وجود ہونے علی ابن ابیطالب کے بیعت کر لی
لیکن یہ خطا منتہی بدرجہ فسق نہین ہو سکتی اور عثمان و طلحہ و زبیر و عائشہ کی تکفیر کرتے ہین تیسرے اُنمے
تبریہ ہین کہ یہ اصحاب تبر قرمی ہین انھون نے فرقہ سلمانیہ سے اتفاق کیا ہے مگر یہ کہ عثمان کی تکفیر مین توقف
کرتے ہین اور اکثر انکے مقلد ہین رجوع کرتے ہین اصول مین طرف مذہب اعتزال کے اور فروع مین طرف
مذہب ابو حنیفہ کے مگر چند مسائل مین خلاف ہے فقط تیسرے طبقہ شیعہ سے فرقہ امامیہ ہین جو قائل ہین
کہ پیغمبر نے امامت کی نص جلی واسطے علی ابن ابیطالبؑ کے فرمائی اور صحابہ کو جنھون نے اس نص کے
خلاف کیا برا جانتے ہین اور سلسلہ امامت از علی ابن ابیطالب تا امام جعفر صادقؑ اور بعد اُنکے اولاد مین اُنکے
جو معصوم ہین تا صاحب العصر پہونچاتے ہین اور مولف ان اوراق کا بھی اسی مذہب سے ہے تیسرا فرقہ
فرقہ ہائے بزرگ اہل اسلام سے خوارج ہین اور وہ سات فرقہ ہین اول محکمہ ہین اور وہ وہ ہین جنھون نے

جنھون

خروج کیا امیر المومنین علی ابن ابیطالب ؑ پر جس زمانہ مین کہ ابو موسی اشعری اور عمرو عاص جنگ صفین
مین تحکیم واسطے تعیین خلیفہ کے مقرر ہوے اور وہ لوگ اس تحکیم پر راضی نہوئے اور تکفیر کی حضرت کی اور وہ
بارہ ہزار آدمی تھا کہ سب اہل صوم وصلوۃ تھے یہ وہی ہین جنکی شان مین پیغمبر نے فرمایا ہی اپنے اصحاب سے خطاب
کرکے نماز تمہاری انکی نماز کے آگے حقیر ہوگی اور روزہ تمہارا انکے روزہ کے آگے ظاہر مین حقیر ہوگا لیکن
ایمان انکا چنبر گردن تک انکے نہ پہونچے گا بالجملہ یہ طائفہ کہتا ہی کہ جوکوئی منصوب ہوجاے خواہ قریش سے ہے
یا غیر سے اور درمیان آدمیون کے عدالت کرے وہ امام ہی اور اگر وہ سیرت امام کو بدل دے اور جور کرے
تو اسکا معزول کرنا واجب ہی یا قتل کرنا اسکا ضرور ہی اور اسی طرح نصب امام کو واجب نہین جانتے بلکہ
خالی رہنا عالم کا امام سے تجویز کرتے ہین اور علی ؑ و عثمان کو اور اکثر صحابہ کو اور اسی طرح مرتکب کبیرہ کو کافر جانتے ہین
دوسرے انمین بیہسیہ ہین وہ اصحاب بیہس بن ہیصم بن جابر ہین کہا ہی انہون نے کہ ایمان کیا ہی
اقرار ہی اور علم ہی ساتھ خدا کے اور ساتھ اسکے جو پیغمبر خدا لائے پس جو شخص واقع ایسی حالت مین ہوجاے
کہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ یہ شی حلال ہی یا حرام تو وہ کافر ہی جب تک کہ نہ جان لے اسکے حکم کو کیونکہ تفحص اسپر
واجب ہی اور بعض نے انکے کہا ہی کہ تکفیر نہ کیجاے گی یہان تک کہ رجوع کیا جاے حال اسکا امام پاس پس
حد شرع وہ اسپر جاری کرے اور جو گناہ کہ اسمین حد نہین ہی وہ مغفور ہی اور کہا ہی انہون نے کہ حرام
نہین ہی مگر جو کچھ خدا نے اپنی کتاب مین فرمایا ہی قُل لا اجد فیما اوحی الی محرما الخ اور کہا ہی انہون نے
کہ جب تکفیر امام کی کیجاے تو رعیت بھی کافر ہوجاتی ہی خواہ وہ رعیت حاضر ہو یا غائب ہو اور اطفال طوائف
حکم انکے ہین اور بعض نے کہا ہی کہ نشہ شراب حلال سے لائق مواخذہ صاحب نشہ نہین ہی تیسرے
انمین فرقہ ازارقہ ہین وہ نافع بن ازرق ہی اس طائفہ کا مقولہ ہی کہ علی ابن ابیطالب ؑ وقت تحکیم کافر ہوگئے اور
وہ وہ شخص ہین جنکی شان مین خدا نے فرمایا ہی ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ
علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام اور ابن ملجم ملعون کو کہتے ہین کہ وہ قتل علی ابن ابیطالب مین حق پر تھا اور وہ وہ شخص ہی
کہ جسکے لئے حق تعالی نے قرآن مین نازل فرمایا ہی کہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ
اور انکا کذب اس دعوے مین ایسا ہی جو بزبان خدا و نبی اور اقرار جماعۃ فرق مسلمین ثابت ہی کہ لعنہم اللہ لعنا
وبیلا اور کہا ہی انہون نے کہ عثمان و طلحہ و زبیر و عائشہ و عبد اللہ ابن عباس اور سب مسلمان انکے ساتھ
کے کافر تھے اور حکم کیا ہی انہون نے کہ یہ سب ہمیشہ آگ مین رہینگے اور جو جو قتال سے انکار کرکے بیٹھ رہے
وہ سب کافر تھے اگرچہ انکے دین مین تھے اور کہا ہی انہون نے کہ تقیہ قول وعمل دونو مین حرام ہی اور قتل
کرنا اولاد و عورات مخالفین کا جائز ہی اور زانی محصن کو رجم نہین ہوسکتی کیونکہ قرآن مین مذکور نہین ہی اور

عورت جب قذف کرے کسی مرد کو تو اُسپر حد جاری نہو گی کیونکہ مذکور قرآن مین صیغۂ الذین ہی جو
مردون کے لیے ہی اور تجویز کیا ہی اُنھون نے نبی کا کافر ہونا اگرچہ بعد نبوت کیون نہو اور کہا ہی کہ مرتکب کبیرہ کافر ہی
چوتھے نجدات ہین اور وہ اصحاب نجدہ بن عامر نخعی ہین اور تین فرقہ ہین اور پھر اُنسے کئی فرقہ ہوئے تین
پہلا فرقہ اُنسے عاذریہ ہی جنھون نے آدمیون کو معذور رکھا ہی جہالت فروع مین اور سبب اسکا یہ ہی کہ نجدہ نے
اپنے بیٹے کو لعنہ اللہ ساتھ ایک لشکر کے اہل قطیف پر بھیجا اس فوج نے بحکم اپنے امیر کے اُس قوم کو قتل کیا اور
اُنکی عورات کو اسیر کیا اور قبل قسمت اُنکو اپنے نکاح مین لائے اور مال غنیمت کو کھایا جب وہ پھر کر اپنے باپ پاس
آیا اور جو کچھ کیا تھا اُس سے بیان کیا تو اُسنے کہا کہ یہ تمکو کیونکر جائز ہوا تو اُن سب نے کہا کہ ہمکو معلوم نہ تھا کہ
یہ ہمکو جائز نہین ہی اُسوقت اُسنے اُنکو بسبب جاہل مسئلہ ہونے کے معذور رکھا اُسوقت اُسکے اصحاب مین اختلاف
ہوا پس ایک طائفہ نے متابعت اُسکی کی اور کہا سب نے کہ آدمیون کو حاجت طرف امام کے نہین ہی بلکہ واجب
یہ ہی کہ آپسمین براستی و انصاف معاملہ کرین اور جائز ہی واسطے اُنکے کہ جب چاہین اور دیکھین کہ کام بدون
امام نہین چلتا تو کسیکو نصب کرلین اور انھون نے ازارقہ کی مخالفت کی ہی مگر تکفیر کے مسئلہ مین موافق
ہین اور بعض اُنمین سے صفریہ ہین یہ اصحاب زیاد بن صفر ہین یہ مخالفت کرتے ہین ازارقہ کی مسئلۂ تکفیر مین بہ نسبت
اُنکے جو لڑائی مین نہین گئے اسلیے کہ وہ اُنکے دین مین موافق تھے اور اسی طرح مسئلہ رجم مین بھی مخالفت کرتے
ہین کہ ساقط نہین کرتے اور تقیہ تجویز کرتے ہین قول مین نہ فعل مین اور کہتے ہین کہ وہ معصیت کہ موجب حد
ہی نہین نام رکھا جاتا صاحب اُسکا مگر ساتھ اُسکے مثل اسلیے کہ چور کو چور کہتے ہین کافر نہین کہتے اور جسمین کہ حد نہین
ہی بسبب اُسکے عظمت کے مثل ترک صلوٰۃ و صوم کے اُسکے صاحب کو کافر کہتے ہین اور بعض اُنکی اباضیہ ہین
وہ اصحاب عبداللہ بن اباض ہین کہا ہی اُسنے کہ ہمارے مخالف اہل قبلہ سے کفار ہین مشرک نہین ہین اُنکی عورات
سے نکاح اور تقسیم اُنکے مال غنیمت کی حلال ہی لیکن یہ مال فقط آلات حرب اور گھوڑا لڑائی مین لینا جائز ہی اور
مال نہین اور گھر اُنکے دار اسلام ہین مگر لشکر گاہ اُنکے بادشاہ کی اس حکم سے خارج ہی اور وہ قائل ہین اسلیے کہ جب
مخالف مذہب گواہی اُنپر دے تو وہ قبول کیجاے گی اور کہتے ہین کہ مرتکب کبیرہ موحد ہی مومن نہین ہی بنا بر
اسکے کہ اعمال داخل ایمان ہین اور فعل عبد مخلوق خدا ہین اور مرتکب کبیرہ کافر ہی بکفران نعمت نہ بکفر ملت اور
توقف کیا ہی انھون نے نفاق مین کہ آیا وہ شرک ہی یا نہین اور انھون نے تکفیر کی ہی علی ابن ابیطالب کی و
اکثر صحابہ کی اور یہ چار فرقہ ہوئے ہین پہلا اُنمین حفصیہ ہی کہ وہ اصحاب ابو حفص بن ابی المقدام ہین انھون نے
اباضیہ پر زیادہ کیا ہی یہ کہ درمیان ایمان و شرک کے معرفت حق تعالی کی ہی کیونکہ وہ ایک خصلت متوسط ہی
ان دونون مین پس جو شخص کہ خدا کو پہچانے اور کفر کرے اُسکی سوا جو جنت و نار یا رسالت رسول سے یا مرتکب

کبیرہ ہو وہ کافر ہے مشرک نہین ہے دوسرے فرقہ یزیدیہ ہے کہ یہ اصحاب یزید بن انیسہ ہین انھون نے اباضیہ
پر زیادہ کیا یہ کہ کہا کہ ایک نبی عجم سے عنقریب مبعوث ہوگا ساتھ کتاب کے کہ وہ آسمان پہ لکھی جاتی ہے اور سب پر
ایکبار نازل ہوگی اور شریعت محمدؐ متروک ہوجائے گی اور ملت صابیہ ترقی پائے گی جو قرآن مین مذکور ہے
اور کہا ہے انھون نے کہ ہر گناہ شرک ہے چاہے کبیرہ ہو چاہے صغیرہ ہو خدا جانے اس اعتقاد کے ساتھ اپنے تئین
یہ اہل مذہب کیا جانتے ہین تیسرے حارثیہ ہین یہ اصحاب ابی حارث اباضی ہین انھون نے اباضیہ کی
مخالفت کی ہے مسئلہ قدر مین یعنے افعال عباد مخلوق خدا ہین اور مسئلہ استطاعت مین کہ قبل فعل ہوتی ہے
چوتھے فرقہ عجاردہ سے گمان کیا ہے انھون نے کہ بندہ جب موافق امر الٰہی کے بجالائے اگرچہ ارادہ و قصد
اسکا بجالانے سے ہی فعل کے یہ نہو کہ مین خدا کے واسطے کرتا ہون لیکن یہ طاعت ہے اور عجاردہ وہ اصحاب
عبدالرحمن بن عجرد ہین اور وہ آخر ہے ساتوین فرقہ کا خوارج سے زیادہ کیا ہے انھون نے نجدات پر بعد اسکے کہ
موافقت کی ہے اُنکے مذہب سے اس بات کو کہ لڑکے سے بیزاری اور دوری واجب ہے جب تک وہ دعوت
کیا جاے باسلام بعد بالغ ہونے کے اور دعوت کرنا اسکا طرف اسلام کے بعد بلوغ واجب ہے اور یہ دس
فرقے ہین پہلے میمونیہ ہے اور وہ میمون بن عمران ہے یہ اہل مذہب کہتے ہین کہ افعال عباد منسوب طرف
قدرت عباد کے ہین اور استطاعت قبل فعل ہوتی ہے اور حق تعالیٰ ارادہ خیر کا کرتا ہے شر کا نہین کرتا اور نہ
ارادہ معاصی کرتا ہے جیساکہ مذہب معتزلہ کا ہے اور کہا ہے انھون نے کہ اطفال کفار کے بہشت مین رہتے ہین
اور انھین سے مروی ہے کہ نکاح بیٹیون کا بیٹیون کے ساتھ اور بیٹون کا بیٹیون کے ساتھ جائز ہے اور تجویز
کیا ہے انھون نے کہ نکاح کرنا پوتی کے ساتھ اور نواسی کے ساتھ اور بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی
کے ساتھ جائز ہے اور اُنسے نقل کی گئی ہے کہ حضرت یوسف کے سورے سے منکر ہین بلکہ یہ ایک داستان ہے
اور جائز نہین ہے کہ قصہ عشق قرآن سے ہو دوسرے فرق عجاردہ سے خمریہ ہین وہ اصحاب حمزہ ابن ادرک ہین
انھون نے میمونیہ کی موافقت کی ہے مگر یہ کہتے ہین کہ اطفال کفار جہنم مین رہتے ہین تیسرے اُنسے
شعیبیہ ہین وہ شعیب بن محمد ہے اور یہ فرقہ مثل میمونیہ ہے اپنی بدعتون مین سوائے مسئلہ قدر کے چوتھے
فرقہ حازمیہ ہے کہ وہ حازم بن عاصم ہے انھون نے موافقت کی ہے فرقہ شعیبیہ کی اور اُنسے حکایت کی گئی ہے کہ یہ
لوگ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کے بارے مین توقف کرتے ہین اور جس طرح اور بیزاری کی تصریح
کرتے ہین یہ نہین کرتے اور سوا حضرت کے اور سب سے بیزاری تصریح کرتے ہین پانچوین اُنسے فرقہ
خلفیہ ہے وہ اصحاب خلف خارجی ہین اور یہ خوارج کرمان ہین انھون نے اضافت قدر کی خیر و شر مین
طرف خدا کے کی ہے اور حکم کیا ہے کہ اطفال مشرکین جہنم مین رہتے ہین اگرچہ اُنسے عمل بد اور شرک نہین ہوا چھٹے

اُنمین سے اطرافیہ ہین اور وہ اوپر مذہب حمزہ کے ہین رئیس انکا ایک شخص سجستانی تھا جسکا نام غالب تھا لیکن انھون نے اہل اطراف کو معذور کیا اُن مسائل شرعیہ مین جنھین نہین پہچانتے جس وقت بجا لائے اُس فعل کو جسکا لزوم بطریق عقل جانتے ہون اور اصول مین موافقت اہل سنۃ کی ہی ساتوین اُنمین سے معلومیہ ہین یہ بھی مثل حازمیہ ہین مگر انکے نزدیک مومن وہ شخص ہی جو خدا کو ساتھ جمیع صفات و اسماء کے پہچانے اور جو اس طرح نہ جانے وہ مومن نہین ہی اور کہتے ہین کہ فعل بندون کا خدا کا مخلوق نہین ہی آٹھوین اُنمین سے مجہولیہ ہین مذہب انکا بھی مثل مذہب حازمیہ ہی مگر یہ قائل ہین کہ جو خدا کو ساتھ بعض صفات کے اور بعض اسما کے بھی پہچانے وہ عارف ہی اور افعال عباد کو مخلوق عباد کہتے ہین نوین اُنمین سے صلتیہ ہے کہ وہ عثمان بن صلت ہی اُسکے اصحاب بھی مثل عجاردہ ہین لیکن کہتے ہین کہ جو اسلام قبول کرے اور ہمارا ہمسایہ اختیار کرے اُس سے ہم دوستی کرینگے اور اُسکے اطفال سے بیزاری کرینگے یہان تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچین اور دعوت کئے جائین طرف اسلام کے اور قبول کرین دعوت کو مسلمان ہون دسوین فرقہ عجاردہ سے ثعالبہ ہے اور وہ ثعلب بن عامر کے اصحاب ہین قائل ہین ساتھ ولایت اطفال کے خواہ وہ چھوٹے ہون یا بڑے ہون یہان تک کہ بعد بالغ ہونے کے انکار کرنا حق سے انکا ظاہر ہو اور اُنسے منقول ہی کہ جب لونڈی غلام مالدار ہو جائین تو اُنسے زکوٰۃ لیجائے اور جب فقیر ہو جائین تو انھین دی جائے اور یہ فرقہ ثعالبہ چار فرقے کی طرف متفرق ہوا ہی پہلے اُنمین سے اخنسیہ ہین کہ وہ اصحاب اخنس بن قیس ہین یہ مثل ثعالبہ ہین مگر ممتاز ہوے ہین اُنسے اس طرح کہ انھون نے توقف کیا اُس شخص کے بارے مین جو اہل قبلہ سے دار تقیہ مین رہے پس نہ اُسکے ایمان اور نہ کفر کا حکم کرتے ہین اور انھین سے منقول ہی کہ نکاح عورات مسلمہ کا اُنکی قوم کے مشرکین کے ساتھ جائز ہی دوسرے معبدیہ ہین یہ اصحاب معبد بن عبد الرحمن ہین انھون نے فرقہ اخنسیہ کی مسائل تزویج مسلمات مین مشرکین قوم کے ساتھ مخالفت کی ہی اور اسی طرح انھون نے ثعالبہ کی مخالفت کی زکوٰۃ کے لینے مین اور دینے مین لونڈی غلامون کو تیسرے شیبانیہ ہین وہ شیبان بن سلمہ ہی اُسکے اصحاب جبر اور نفی قدرت حادثہ کے قائل ہین چوتھے مکرمیہ ہین وہ مکرم عجلی کے اصحاب ہین یہ کہتے ہین کہ تارک صلوٰۃ کا فر ہی نہ بسبب ترک صلوٰۃ کے بلکہ اُسکے خدا کی طرف سے جاہل ہونے سے ہی کیونکہ جو کوئی جانے گا کہ خدا اُسکے پوشیدہ و آشکار پر مطلع ہی اور طاعت و معصیت پر جزا و سزا دینے والا ہی اُس سے متصور نہین ہو سکتا کہ اقدام ترک نماز پر کرے اور اسی طرح حال جمیع کبائر کا ہی کہ مرتکب اُسکا کافر ہی بسبب جہل کے اور اس بیان سے فرقہاے مذکورہ اُنیس ہوتے ہین چوتھا فرقہ فرقہاے بزرگ اسلام سے مرجیہ ہی اور یہ اہل مذہب ملقب ساتھ اس لقب کے ہوئے ہین کہ وہ نیت سے اعمال

عمل ہوتے ہین کیونکہ وہ عمل کو رتبہ مین نیت سے موخر کرتے ہین یا اس واسطے کہ وہ کہتے ہین کہ ایمان کے
ساتھ معصیت ضرر نہین پہونچاتی جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت فائدہ نہین بخشتی پس رجا و امید دیتے ہین
سبکو اور اُنکے پانچ فرقہ ہین پہلا اُنمین یونسیہ ہین وہ اصحاب یونس نخری ہین کہا ہے اُنھون نے کہ ایمان کیا ہے
معرفت ساتھ خدا کے اور خضوع و محبت دل سے ہونی پس جو شخص کہ اُسمین یہ صفات مجتمع ہون وہ مومن ہے
اور اس حالت کے ساتھ ترک طاعات اور ارتکاب معاصی کچھ ضرر نہین پہونچا سکتی اور نہ اُسکے ساتھ معاف
ہوتے ہین اور شیطان عارف خدا کے ساتھ تھا کافر اسیے ہوا کہ اُسنے استکبار کیا اور ترک خضوع کیا خدا کے
واسطے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے آیۃ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ دوسرے عبیدیہ ہین وہ اصحاب
عبید مکتب ہین اُنھون نے یونسیہ پر زیادہ کیا ہے کہ خدا کا علم ہمیشہ غیر ذات تھا اور اسی طرح اور صفات اسکے
بھی غیر ذات ہین اور خدا صورت انسان پر ہے کیونکہ حدیث مین وارد ہے کہ خدا نے آدم کو اوپر صورت رحمان
کے پیدا کیا تیسرے غسانیہ ہین کہ یہ اصحاب غسان کوفی ہین یہ قائل اسکے ہین کہ ایمان معرفت ہے ساتھ خدا
و رسول کے اور جو کچھ کہ ان دونون کے حکم سے پہونچی اور یہ معرفت مجملاً کافی ہے تفصیل ضرور نہین ہے اور یہ کہ ایمان
زیادہ ہوتا ہے اور ناقص نہین ہوتا اور مثال معرفت اجمالی یہ ہے کہ کہے تو کہ خدا نے حج کو فرض کیا ہے مگر ہم نہین جانتے
کہ کعبہ کدھر ہے شاید وہ مکہ کے سوا ہو اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث کیا لیکن نہین جانتے کہ یہ وہ ہے
جو مدینہ مین تھے یا اور کوئی اور خنزیر کو خدا نے حرام کیا لیکن ہم نہین جانتے کہ وہ یہ شاۃ ہے یا اور کوئی پس قائل
ان مقالات کا مومن ہے اور مقصود اُنکا اس بیان سے یہ ہے کہ یہ امور داخل حقیقت ایمان نہین ہین ورنہ کوئی شبہ
نہین ہے کہ کوئی عاقل اسمین شک نہین کرتا اور غسان حکایت کرتا تھا ان امور مذہبیہ کو اپنی مسند سے جو
ابو حنیفہ سے اُسے پہونچا تھا اور بعد اُسکے مرجیہ سے اُسنے پایا تھا اور فرقہ معتزلہ اول مین جسکو مخالف اپنے
قدم مین پاتے تھے اُسے ملقب بمرجیہ کرتے تھے چوتھے اُنکے فرقہ ثوبانیہ ہے یہ اصحاب ثوبان مرجی ہین کہا ہے
اُنھون نے کہ ایمان معرفت اقرار ہے ساتھ خدا کے اور رسول کے اور ساتھ ہر چیز کے جسکا کرنا عقل کے نزدیک
جائز نہو اور جو چیز کہ عقل اُسکے کرنیکو تجویز کرے اُسکا اعتقاد داخل ایمان نہین ہے اور عمل سب ایمان ہے اور یہ اسکے
قائل ہین کہ روز قیامت اگر ایک گنہگار کو بخشینگے تو جتنے اُسکے مثل ہین سب بخشے جائینگے اور اگر ایک بھی نکالا
نکالا جائیگا تو اُسکے امثال سب نکالے جائینگے پانچوین فرقہ التومنیہ ہے یہ اصحاب ابی معاذ التومنی ہین
کہتے ہین کہ ایمان معرفت اور تصدیق و محبت اخلاص و اقرار ساتھ اُسکے جو پیغمبر نے فرمایا ہے اور ترک اس
سب کا یا بعض کا اسکے کفر ہے اور بعض اسکا نہ ایمان ہے نہ بعض ایمان ہے اور اگر کوئی شخص کسی پیغمبر کو قتل کرے
یا طمانچہ مارے تو وہ کافر ہوگا لیکن نہ اسلئے کہ قتل کیا یا مارا بلکہ اسلئے کہ یہ دلیل ہے تکذیب نبی کی اور بغض فرقہ ہے

پانچوین کبار فرقہ اسلام سے نجاریہ ہین یہ اصحاب محمد بن الحسن نجاری ہین یہ موافق ہین اہل سنت سے بیچ خلق افعال کے اور یہ کہ استطاعت فعل کے ساتھہ ہی ہوتی ہی اور بندہ اپنے فعل کا کسب کرتا ہی اور موافقت معتزلہ کرتے ہین بیچ نفی صفات وجودیہ کے اور حدوث کلام مین و نفی رویت مین بذریعہ آنکھ کے اور اُنکے تین فرقہ ہین پہلا برغوثیہ ہی یہ کہتے ہین کہ کلام خدا جب پڑہا جاتا ہی تو عرض ہی اور جب لکھا جاتا ہی تو وہ جسم ہی دوسرا زعفرانیہ ہی یہ کہتے ہین کہ کلام خدا خدا کے غیر ہی اور غیر خدا سب مخلوق ہین اور جو کلام خدا کو مخلوق کہے وہ کافر ہی تیسرا فرقہ مستدرکہ ہی انھون نے استدراک کیا ہی اوپر زعفرانیہ کے اور کہا ہی کہ کلام خدا مخلوق مطلق ہی لیکن بیچ موافقت سنتہ واردہ کی ہی کیونکہ وارد یہ ہی کہ کلام خدا مخلوق نہین ہی اور اجماع اسکے اوپر منعقد ہوا ہی اور حمل کیا ہی ہمنے اُنکے قول کا جو سنتہ مین وارد ہی کہ کلام خدا مخلوق نہین اس بات پر کہ اس ترتیب و نظم پر حروف و صوات کے مخلوق نہین ہی بلکہ وہ مخلوق اوپر غیر ان حروف کے ہی یہ حکایت اُنسے مشہور ہی اور کہتے ہین وہ کہ اقوال ہمارے مخالفین کے سب جھوٹ ہین یہان تک کہ کلمہ لا الہ الا اللہ بھی انکا سچ نہین ہی **چھٹا فرقہ اسلام کے بزرگ فرقون سے جبریہ کا ہی** اور جبر کیا ہی اسناد فعل عباد کی طرف خدا کے اور جبریہ دو قسم ہین ایک وہ کہ جبر محض کے قائل نہین بلکہ متوسط ہین درمیان جبر و تفویض کے اس طرح کہ قدرت ثبوت ہوتی ہی بندہ مین جس سے وہ کسب کرتا ہی تو قدرت کاسب ہی موثر فعل مین نہین اور یہ مسلک اشعریہ اور نجاریہ کا ہی اور دوسری قسم وہ ہین جو جبر محض کے قائل ہین مثل اصحاب جہم بن صفوان ترمذی کہ انھون نے کہا ہی کہ بندہ مین کوئی قدرت نہین ہی نہ کاسب نہ موثر بلکہ وہ بمنزلہ جمادات کے ہی جو اُس سے افعال صادر ہوتے ہین کوئی اُس سے نہین بلکہ بایجاد موجد حقیقی ہین اور کہا ہی انھون نے کہ خدا کسی چیز کو قبل وقوع اسکے نہین جانتا اور علم اُسکا حادث ہی لیکن محل مین نہین ہی اور خدا متصف نہین ہوتا اُس سے جس سے اُسکے غیر متصف ہوتے ہین مثل علم و حیات کے اسلئے کہ اُس سے مشابہت خالق بمخلوق لازم آتی ہی اور بہشت و دوزخ بعد داخل ہونے اہل اُنکے کے بیچ فانی و ناپید ہو جائینگے یہان تک کہ کوئی موجود سوائے خدا کے باقی نرہیگا **ساتوین فرق اسلام سے فرقہ مشبہہ ہے** جنھون نے حق تعالیٰ کو مخلوقات سے مشابہ کیا اور مثل حادثات گردانا اور اسیلئے یہ فرقہ باوجود اختلاف مذاہب طریقہ تشبیہ ایک گردانا گیا کیونکہ بعض اُنکے مشبہہ غلاۃ شیعہ ہین مثل سبائیہ و بنانیہ وغیرہ کے جو قائل ہوے ہین کہ خدا جسم ہی اور حرکت و انتقال و حلول اجسام اُسپر جائز ہی اور بعض اُنکے مشبہہ حشویہ ہین جنھون نے کہا ہی کہ خدا جسم ہی لیکن نہ مانند اجسام کے اور مرکب ہی گوشت و لہو سے لیکن نہ مثل اور گوشتون کے اور خونون کے اور اُسکے لئے اعضا و جوارح ہین اور جائز ہی اُسپر کہ عباد مخلصین کے ساتھہ اپنے جو اُسکی دنیا مین زیارت کرتے ہین اور وہ اُنھین دیکھتا ہی ملامسہ و مصافحہ اور معانقہ کرے حتی کہ

بعض سے اُنکے منقول ہے کہ اُسنے کہا کہ ریش و فرج کے سوال سے مجھے معاف رکھو اور سوا اِسکے جس چیز سے
چاہو خدا کی مجھ سے پوچھو اور بعض اُنکے مشبّہ کرامیہ ہین کہ یہ اصحاب ابی عبد اللہ محمد بن کرام ہین اور اقوال
اِنکے تشبیہ مین مختلف و متعدد ہین لیکن کوئی لائق توجہ نہین ہے بعض گمان کرنے والے اُنکے کہتے ہین کہ خدا عرش
کی جہت اعلیٰ پر مماس ہے صفحۂ علیا کو اُسکی اور اُسپر حرکت و نزول جائز ہے اور اختلاف کیا ہے کہ آیا عرش پر سب جگہ ہے
یا نہین بلکہ وہ بعض عرش پر ہے اور کہا ہے بعض نے اُنکے کہ وہ عرش پر نہین ہے بلکہ عرش سے محاذی ہے اور پھر
مختلف ہوے ہین بعض کہتے ہین کہ بُعد متناہی ہے اور بعض کہتے ہین کہ بُعد غیر متناہی ہے اور بعض اُنکے جسم کے
قائل ہو کر پھر مختلف ہوے ہین چنانچہ ایک طائفہ کہتا ہے کہ جسم ہر جہت مین متناہی ہے اور بعض کہتے ہین فقط جہت
تحت مین متناہی ہے اور دیگر جہات مین غیر متناہی ہے اور کہا ہے اُنھون نے کہ حوادث اُسمین حلول کرتے ہین اور
گمان کیا ہے کہ قادر اُنھین حوادث پر ہوتا ہے جو اُسمین حلول کر جائین اور جو ذات مین اُسکے حلول نکر چکے ہون
اُنپر قادر نہین ہوتا اور وہی تجویز کرتے ہین کہ ایک عصر مین دو امام ہو سکتے ہین جیسا علی ابن ابیطالب اور معاویہ
کا حال ہے فرق یہ ہے کہ امامت علی بن ابیطالب کی سُنّت کے موافق ہے اور امامت معاویہ کی ایسی نہین ہے مگر طاعت
اُسکی اُسکی رعیت پر واجب ہے اور کہا ہے اُنھون نے کہ ایمان کیا ہے قول کا نام ہے جو عالم ذر مین انسان نے لفظ
بلیٰ کہا ہے بمقام اُس خطاب کے جو حق تعالیٰ نے فرمایا تھا الست بربکم اور وہ سب مین برابر ہے سوا مرتدون
کے اور ایمان منافق کا باوجود اُسکے کفر کے ایمان پیغمبرین کے برابر ہے کیونکہ نبی اور غیر نبی اُسمین دونو برابر ہین اور کلمتین شہادتین ایمان
نہین ہین مگر بعد مرتد ہونے کے یہ ترتیب فرق اسلامیہ وہ ہے جسے عضدی نے اور سید شریف وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور فاضل
نعمانی نے اُسے نقل کیا ہے اور فاضل مذکور نے لکھا ہے کہ سید شریف اور عضدی نے لکھا ہے لیکن فرقہ ناجیہ جو مستثنیٰ ہے اور
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ نے اُسے فرقہ ناجیہ نام رکھا ہے وہ وہ فرقہ ہے کہ جو ہمارے اور ہمارے اصحاب کے طریقہ پر ہے
یعنے اشاعرہ کے اور سلاف محدثین و اہل سُنت و جماعت کے طور و مذہب پر ہو اور فاضل نعمانی نے
اِس نقل پر کئی امر وارد کئے ہین اوّل یہ کہ دونو شخصون نے اکثر فرق شیعہ کو جو بڑے بڑے فرقہ تھے چھوڑ
دیا ہے اور جو فرقے شاذ تھے اُنکا ذکر کیا ہے پس وہ فرق جو ذکر شریف و عضدی سے چھوٹ گئے ہین پہلے
فرقہ ناؤسیہ ہے کہ یہ اصحاب ہین ایک شخص کے اُسے ناؤس کہتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ایک قریہ کا نام ہے کہ
وہان والے ناؤسیہ کہلاتے ہین وہ کہتے ہین کہ جناب صادقؑ زندہ ہین اب تک انتقال نہین فرمایا اور زندہ
رہینگے یہان تک کہ ظاہر ہونگے اور حکم اُنکا ظاہر ہوگا اور وہ قائم مہدی ہین اور ابو حامد زوزنی نے حکایت
کی ہے کہ ناؤسیہ کے گمان مین یہ بات ہے کہ علی ابن ابیطالبؑ نے انتقال فرمایا ہے اور روز قیامت زمین پھٹے گی اور
حضرت ظاہر ہو کر زمین کو پُر از عدل فرمائینگے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے قیامت صغریٰ ہوگی نہ جو مانہ بعث

تھی اور رجعت اہل بیت علیہم السلام ... ہوا ... کو ... پہنچنے کی اور زمین کو علی ابن ابیطالب
پر از عدل کرنے ... کیا جا ... تو سب ... زندہ ہو جائینگے اور وہ روز ظہور بدل حق تعالیٰ کا ہی
اور دوسرے انھیں فرق سے فطحیہ ہین انتقال امامت جناب امام جعفر صادق کے قائل ہوئے بیٹا
... عبداللہ افطح جو فرزند ان ... تھے ... کے ... اور ... کے بھائی اسمعیل مرحوم کے تھے لیکن ان باتون
ایک ... اور جناب صادق مین ... زیادہ ... حسن کوئی نہین ہوا بالجملہ ... نقل کرتا ہو کہ امامت
نہین ہوتی مگر فرزند اکبر کو مگر بقبول انھون نے ناقص کی ہے کیونکہ ان کے بیان مین یہ بھی ہے ان الامامة
لا یکون الا فی الولد الاکبر الا ان یکون بہ عاھۃ اور عبداللہ کے پاؤن چپٹے اور عرض مین زیادہ تھے
بالجملہ خلقت ناقص تھی اور امام کو چاہیے کہ خلقاً اور خُلقاً اکمل ناس ہو اگر کوئی کہے کہ یعقوب کا نابینا ہونا
اور اسی طرح شعیب کا اور پیغمبر خدا کے دندان مبارک کا ٹوٹنا یوم احد بھی تو نقص ہی تو اسکا جواب یہ ہو کہ یہ
امور بعد خلقت کامل وارد ہوئے جبکہ عمر زیادہ کی یا کوئی صدمہ خارجی کے پہنچنے سے ہوئی وقت تین
اصلی نقصان نہ تھا اور عیب نہین ہو جیسا کہ بعض ائمہ کے دندان مبارک بھی بسبب سن شیخوخت جس مین
دانتون کا ٹوٹنا بھی ہموار ہوا ہی تیسرے ان فرقون سے واقفیہ ہین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے جناب امام
موسی ابن جعفر کی امامت پر توقف کیا ہی اور موت سے اُن حضرت کی انکار کیا ہی اور کہا کہ وہ زندہ ہین
اور یہ خواص شیعہ اُن حضرت کے تھے کہ یہ اشخاص حضرت کی طرف سے متفرق مقامات مین وکلا تھے صدقات
و خمس کو شیعون سے لیتے تھے بعض قم مین تھے بعض بغداد مین تھے بعد حضرت کے انھین طمع زیادہ ہوئی
اس جہت سے جب خبر شہادت حضرت کی سُنی تو اُس سے انکار کیا اور کہا کہ زندہ ہین اور مال کو خدمت مین
جناب امام رضا کے نہ بھیجا لیکن بعض شیعہ کہ اُس وقت جناب امام رضا کی امامت پر مطلع ہو گئے پھر انھون نے جملہ
ائمہ کی امامت کا اقرار کیا اور اسی سے معصوم نے فرمایا ہی کہ زیارت امام رضا نکرے گا مگر شیعہ خالص
اور شیخ جلیل نعمانی نے لکھا ہی کہ بعض نے کتب معتبرہ مین لکھا ہی کہ بعض واقفیہ سے وہ ہین جنھون نے امام
محمد باقر پر توقف کیا ہی اور بعض نے جناب امام جعفر صادق پر توقف کیا ہی اور بعض اخبار اسپر دلالت کرتے ہین
دوسرا اعتراض جو عضدی اور شریعت پر اس تعین عدد انحصار مین فرقہ ناجیہ کے وارد ہوتا ہی یہ ہی کہ اُنھون نے فرقہ
ناجیہ ایک فرقہ اشاعرہ کو کہا کہ وہ سب منسوب ہین طرف علی ابن اسمعیل اشعری کے جو منتسب ہی طرف ابی موسی
اشعری کے حالانکہ یہ چار فرقے ہین حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی و علاوہ ان فرق اربعہ کے دوسرے اکثر
مسائل اصول و فروع مین مخالف ہین پس کس طرح ہو سکتا ہی کہ یہ چار فرقے باوجود اختلاف عقائد اور ایک فرقہ
ہو جائین حالانکہ انھین تھے بیشتر اس سے حمزیہ اور شعبیہ کو دو فرقہ لکھا ہی اور روئے حساب کے باوجود اسکے کہ

وہ دونو متفق ہین فقط ایک مسئلہ مین اختلاف کیا ہی تیسرا اعتراض جو اِس قول پر عائد ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ جو
انھون نے جزم و یقین کیا ہی کہ فرقۂ ناجیہ اشاعرہ ہین اِسے ہم نہین جانتے کہ کہان سے لیا ہی آیا اِس قول سے
لیا ہی کہ نیکی اور بدی سب خدا کی طرف سے ہی بندہ کو کچھ اپنے افعال و اقوال مین اختیار نہین ہی جو کچھ اُس سے
صادر ہوتا ہی وہ اُسمین مجبور ہی یا اِس سے یقین حاصل ہوا کہ اُنکے مذہب مین تعدد قدما صحیح ہی اور وہ یہ کہ صفات
کو زائد بر ذاتِ خدائے قدیم جانتے ہین حالانکہ حق تعالیٰ نے تثلیث کے قائل ہونے سے قرآن مین منع فرمایا ہی
حیث قال ولا تتخذوا الھین اثنین انما ھو الہ واحد الم اور شہرستانی کے بیان سے ایک جگہ ثابت ہی کہ اُسنے کہا کہ
اقانیم سے صفات مثل وجود و حیات و علم یا باپ و بیٹا اور روح القدس مراد ہی اور دوسری جگہ پھر شہرستانی
نے کہا ہی کہ مراد روح القدس سے اقنوم حیات ہی اور جب صفت وجود و حیات یا علم کا قدیم جاننا امت ہائے سابق
کے لئے جائز نہین جانتے تو اِس امت والون کے لئے بھی اِس اعتقاد پر وہی قباحت لازم آئیگی ہان شاید اشاعرہ
اسکے معنے یہ سمجھے ہین کہ نہی دو خدا جاننے سے ہوئی ہی نہ سات آٹھ قدیم کے ماننے سے اسلئے انھون نے
صفات کو زائد علی الذات گردان کر مرتبۂ قدیم مین سات قدیم اور خدائے قدیم کے شریک کر دئے اور جب کلام
یہان تک پہونچا تو مضائقہ نہین ہی کہ کچھ اشارہ کیا جائے طرف بعض اُن چیزون کے جو اُنکے اوپر وارد ہوتی
ہین اعتقاد شان خلق اعمال مین پس کہا ہی فاضل نعمانی نے کہ اصحاب مالک اور اصحاب شافعی اور اصحاب احمد بن
حنبل اور جو اُنسے موافق ہین یہ سب اعتقاد مجبرہ پر ہین سبکے سب متفق ہین اِس بات پر کہ جو کچھ اِس عالم مین ہی حرکات
سکنات و مکروہات و محبوبات و مستحسنات و مستکرہات وغیرہ سے یہ سب افعال خدا سے بندون پر ہی اور ذکر کیا ہی
انھون نے کہ حق تعالیٰ نے مقہور و ممنوع اختیار سے بندون کو کیا ہی مگر وہ مراد سے اور لاحق ہوتے ہین
اُنسے وہ شخص جو کہتے ہین کہ خدا اعمال کو خلق کرتا ہی اور بندہ اُسے کسب کرتا ہی اسلئے کہ کسب عمل اُنکے نزدیک
موجب اور موجد عمل نہین ہی بلکہ موجب و موجد خدا ہی صدور اُنکا خدا سے ہی بندہ کاسب ہی سوا اسکے کہ مشابہت
مشرکین اِس مذہب سے لازم آتی ہی اور خرابی یہ ہی کہ اگر اُنسے پوچھا جائے کہ آیا بندہ ترک پر اِس کسب کے قادر ہی
یا نہین تو اگر کہین کہ ہان تو اختیار کا قائل ہونا ظاہر ہی اور اگر کہین نہین تو مساواۃ مجبرہ کے ساتھ ضرور ہوئی
کیونکہ وہ بھی تصریح کرتے ہین کہ بندے مجبور و مقہور ہین اور جو یہ کہتے ہین کہ بندے مجبور ہین اُنسے پوچھا جائے کہ اِس بات
کے کیا معنے ہین کیونکہ جبر کے یہ معنے ہین کہ بندہ مختار ہو اور کوئی دوسرا زبردستی اُس کام کو جسے وہ اپنے اختیار سے
نکرتا کرا دے اور اِسکے خلاف کو اُسے منع کرے اور تم اپنے گمان مین یہ سمجھتے ہو کہ بندہ کبھی مختار نہ تھا اور حقیقت مین
کوئی فعل اُسکا نہین ہی تو جب مختار ہونا اُسکا ثابت نہوا تو مجبور ہونا کس طرح ممکن ہوگا اور اِس مذہب کے ساتھ
اصحاب احمد بن حنبل نے زیادہ کیا ہی کہ خدا ایک جسم مستقر ہی اوپر عرش کے اور استقرار اُسپر ساتھ اعضائے انسانی کے ہی

اور بعضون نے اُنکے کہا ہے کہ خدا ایک جوان کی صورت مین زمین پر نازل ہوتا ہے اور اسمین اخبار کثیرہ انھون نے
روایت کئے ہین جو عقلاً و نقلاً جھوٹ ہین اور فاضل شہرستانی وغیرہ علمائے اہل سنت نے اس بے حقیقت
بات کی نسبت طرف بعض فرقہ شیعہ کے جو اُنسے مشابہ ہین کی ہے اور نہین لکھا کہ اہل اُسکے اصحاب حنبلی ہین اور
واجب تھا کہ بیان فرقے مذاہب مین کہ بطور تاریخ ہے امر واقعی لکھا جائے اور اگر الزام و تہجین شیعہ اس سے مراد ہے
کہ ایسی خبر کو اُنکی طرف منسوب کرین تو ہم ایسے شخصون کو جو خدا کی جسمیت کے قائل ہون لعنت کرتے ہین
اور اُنسے بیزار ہین جیسا اور مذاہب باطلہ والون سے دوری کرتے ہین اور تمنے نہ تکفیر اصحاب حنبل کی اس
مذہب سخیف مین نہ اُنسے دوری کی بلکہ فرقہ ناجیہ مین کہ تمہارے زعم مین وہ فرقہ اشاعرہ ہے داخل رکھا اور جیسے
انکی یہ بات کہ عالم مین کوئی فاعل سوائے خدا کے نہین ہے سب کی نظر مین یقینی بے حقیقت و باطل معلوم ہوتی
ہے کہ اگر یہ امر سچ ہو تو لازم آتا ہے کہ خدا نے پیغمبران کو خود اپنے نفس پر ارسال کیا اور کتابون کو اپنے اوپر نازل
کیا اور جتنے وعدے اور وعید کہ بطور تہدید اوپر زبان ملائکہ اور انبیا کے صادر ہوے سبکو لازم آتا ہے کہ اُسے
خدا نے اپنے نفس سے وعدہ کیا اور اسی طرح اپنے نفس سے تہدید و وعید کی اور کوئی اسکی طرف نہین کیا اور جب
بنا بر تمہارے زعم کے جائز ہوا کہ خدا بندون کو گمراہ کرتا ہے اور فساد کرنے پر مجبور کرتا ہے اور اظہار معجزات
سے جھوٹون کی تصدیق کی تو پھر کیونکر اُنکے واسطے ممکن ہوگا کہ اپنے نبی کی نبوت یا اور انبیا کی نبوت کا
اثبات کرسکین اور کہان سے صحت شریعت نبی کو پہچان سکتے ہین اور اسی امر کے لازم آنے سے صاحب کشاف
نے کہا ہے کہ لیکن مجبرہ پس ہمارے شیوخ نے انکی تکفیر کی ہے اور قاضی القضاۃ نے شیخ ابو علی سے حکایت کی ہے
کہ مجبرہ کافر ہین اور جو شک کرے انکے کفر مین وہ کافر ہے بھلا اس بات کے ساتھ اب بھی گمان کر سکتے ہین کہ
صاحب کشاف اور شیخ ابی علی اہل جنت اور اہل سنت و جماعت سے ہین حال آنکہ ہر ایک اُن مین سے دوسرے
کی تکفیر کرتا ہے لیکن ہان شاید اُس طرف سے جواب ہوگا کہ یہ ہمارے یہان پرانی بات ہے صحابہ رسول مین بھی
ایسا ہوا ہے کہ بعض نے بعض کی تکفیر کی لڑائیان آپس مین ہوئین پھر ہم اُن سبکو حق پر جانتے ہین اور
اعتقاد اہل بہشت سے ہونیکا سب کی نسبت رکھتے ہین اسی طرح اگر صاحب کشاف و شیخ ابی علی نے بھی
تکفیر کی تو کیا نقصان ہوا جس نے کافر کہا وہ بھی اور جسے کافر کہا وہ بھی دونو یقینی بہشتی ہونگے آخر کفر بھی تو
ایک فعل ہے پھر جب افعال سب منسوب طرف خالق کے ہین اور انسان مجبور ہے تو کافر کا کیا قصور ہے فقط اور زیادہ
تعجب کی بات اس فرقہ کی یہ ہے کہ انھون نے تصریح کی ہے کہ خدا کے علم و حکمت مین جائز ہے کہ انبیا و مرسلین و ملائکہ
مقربین کو جمع کرے اور ہمیشہ انھین آگ مین رکھے اور کفار و ملاحدہ و منافقین و شیطان لعین کو مع اُسکے لشکر کے
ایک جگہ جمع کرکے بہشت و نعیم مین ہمیشہ رکھے اور کہا ہے انھون نے کہ یہ انصاف و عدل ہے خدا کا ظلم نہین ہے اور

یہ بنا اُنکی اُسی مذہب و قاعدۂ فاسد پر ہے کہ افعال عباد فعل و تاثیر خدا سے سرزد ہوتے ہین اور بندے بری ہین اُن افعال سے اِس طرح کہ جو کچھ برائی اُنسے سرزد ہو وہ اُسپر ملامت نہین کئے جاسکتے اور جب یہ حال ہوا تو پیغمبرون پر واجب ہوا کہ جنھون نے اُنکی بات نہ مانی اُسے معذور رکھین اور اِس سے بھی زیادہ لائق تعجب کے یہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر ہم اِسکے قائل ہون کہ افعال عباد انھین سے ہین تو بندے خدا کے شریک ہو جائینگے کیونکہ خدا بھی خالق اور عباد بھی خالق ہوئے پس مقتضائے تعظیم الٰہی یہ ہے کہ افعال مخلوقات کے بھی مخلوق خدا کے ہون بندون کی طرف نسبت خلاف تعظیم ہے یہ تعظیم لائق غور ہے کہ جس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا سے وہ فعل صادر ہو جو کہ بندگان ذلیل و بدکار سے قبیح ترین افعال سرزد ہوتے ہین واقع مین یہ ہے کہ کچھ قدر خدا کی نہ کی جو حق قدر تھا اُسکی ذات پاک کے واسطے حال آنکہ اگر شرکت اس طرح ہوتی ہے تو اب بھی لازم ہے کیونکہ جب خلق افعال مین شرکت تھی اب اختیار کسب افعال مین شرکت ہے کہ خدا بھی مختار فعل ہے اور بندے بھی مختار کسب فعل ہین یا تو عبد و معبود اب اختیار مین شریک ہونگے اور عجیب عقائد سے اُنکے جو ذکر کیا ہے اُنھون نے یہ ہے کہ جب ہم یہ اعتقاد کرین کہ بندے قادر ہین اِس بات پر کہ باختیار اپنے کچھ کر سکین تو یہ دلیل اِسکی ہوگی کہ خدا عاجز ہے جبکہ وہ ایسی چیز کو واقع کرین جسے خدا نہین چاہتا مثلاً گناہ کرین اور عجز کو بہ نسبت خدا اعتقاد کرنا نہین چاہئے ولیکن وہ یہ نہین جانتے کہ مالک کو عجز نہین لاحق ہوتا جبکہ بندہ کو وہ مختار خلق فرما دے برابر ہے کہ وہ بندہ چاہے وہ کام کرے جو موافق رضائے مالک ہے یا وہ عمل مین لائے جو خلاف رضائے مولا ہو لیکن جب چاہے تو اُس بندہ کو مقہور کرے یا مار ڈالے تو اُس وقت مین اِس مالک کو کون عاجز تصور کر سکتا ہے بلکہ بندہ اگر موافق رضائے مولی کریگا تو اُسے اچھا بندہ کہینگے اور وہ متوقع احسانات مالک آیندہ کو ہوگا اور اگر خلاف رضائے مالک عمل مین لائیگا تو اُسے بُرا کہینگے اور وہ مستحق عقوبت تصور کیا جائیگا زیادہ اِسکے لئے یہ مثال کافی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ نے ایک غلام کو کچھ ملک انتظام کے لئے سپرد کیا اور اسباب تمکین اُسکے ہمراہ کئے اور کہدیا کہ اتنے دنکے لئے تجھے حکومت دی جاتی ہے لیکن اگر تو انصاف پروری کریگا ساتھ رعایا کے تو بعد اِسکے بصنوف انعام و اکرام معزز کرینگے اور اگر طریقۂ ظلم کو ساتھ رعایا کے جاری کریگا تو بعد اِسکے تجھے سزائے عمل بد دی جائیگی اُس غلام نے خلاف مرضی مالک ظلم و تعدی رعایا پر بعد حصول اختیار جاری کی تو آیا یہ امر موجب عجز سلطان ہے اگر وہ صبر کرے اُس مدت تک انتقام کرنے مین جہان تک کے لئے اُسے سپرد کیا تھا پھر اگر وہ بادشاہ اِس امر سے عاجز نہین تصور کیا جاتا تو کیا وجہ ہے کہ بادشاہ حقیقی کو ایسا کیون نہین جانتے جس نے اپنے بندون کو اِس دار دنیا مین چند وقت کے لئے اُنکے ذاتی افعال کے واسطے با اختیار پیدا کیا اور اسباب تمکین دئے اور بذریعہ کتاب و نبی انھین آگاہ کر دیا کہ اگر اچھا کروگے یعنے موافق اوامر الٰہی بجا لاؤگے اور اِس اختیار کو طاعت خدا مین صرف کروگے تو روز قیامت

بہتر ہوگا اور اگر اس اختیار کو نافرمانی مین صرف کروگے تو مستوجب عقوبت ہوگے پھر اگر بعد اسکے بندے
اس اختیار کو نافرمانی مین صرف کرین تو اسے دلیل عجز سلطان حقیقی کیون گردانا جائے بلکہ وہ قادر و صاحب قہر
و جبروت ہی سزا موافق وعید کے وقت پر ہوگی اور یہان بجبر انھین معاصی سے اسلیئے باز نہ رکھا کہ تا انکے اختیار مین
فرق نہ آئے اور اختیار اسلیئے دیا کہ بذریعہ اسکے امتحان سعادت و شقاوت ہوجائے سب دیکھ کر آگاہ و گواہ
ہون کہ فلان ایسا تھا اور فلان ایسا تھا تا کہ وقت اجرائے احکام عدل حقیقی حجت تمام ہوکر مثاب و معاقب
ہون اور ابطال کو اس قول کے جو بہت وضوح سے دلیل کافی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب اعتراف کرتے ہین کہ نبی صادق
ہین اور کتاب سند کو بھی کہتے ہین کہ ثابت ہے اور جب اعتراف کر چکے تو چاہیئے کہ جو قول انکا مخالف کتاب و سنت
ہو وہ کاذب ہو اور باطل ہو اور بالضرور کتاب سند سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ کفار و ظالمین خدا کے سامنے
عذر کرینگے کہ ہمنے اپنے نفوس پر ظلم کیا یہ نہ کہینگے کہ خداوندا تو نے ہمسے معصیت کرائی اور ظلم کیا اور انکا اعتراف
امور روز قیامت بہت وضوح سے ہوگا چنانچہ حق تعالی کتاب مبین مین اس اقرار مجرمین کو جو روز قیامت کرینگے
فرماتا ہے کہ بعض انکے یہ عرض کرینگے کہ خداوندا تو ہمکو پھر دنیا مین پھیر دے کہ ہم وہان جاکر اب اچھے کام کرین
خلاف اسکے جو پہلے کرتے تھے یہ نہین کہینگے کہ تو عمل کر غیر اسکے جو کرتا تھا جس سے معلوم ہو کہ افعال عباد جبرا یا اختیارا
خدا ہین اور فرمایا ہے کہ جب گنہگار داخل جہنم کیئے جائینگے تو کہینگے ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون
یہ نہ کہینگے کہ فان عدت اور فرمایا ہے کہ بعض انکے کہینگے رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت یہ نہین کہینگے
لعلک تعمل صالحا اور فرمایا ہے کہ ان تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ یہ نہین کہا کہ فرطت فی جنبی اور
جب بندون کا دخل کچھ نہین ہے جو کرتا ہے وہ خدا کرتا ہے تو پھر تحسر و اقرار تفریط انکے طرف سے کیون ہوا اور پھر
اہل ندامت کیون نادم ہون گے اور رونے والے کیون روینگے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ قران سے ثابت ہے
کہ شیطان نے اعتراف کیا گنہگارون کے لیئے کہ اسی نے انھین گمراہ کیا اور خدا نے گواہی بھی دی پھر کیا باوجود
کہ بعد اعتراف بھی شیطان کو منزہ کرتے ہین اور خدا کی گواہی کو قبول نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اچھا برا کام
سب خدا نے اپنے بندون سے کرایا اب اسکی سند کہ شیطان کا اعتراف کہان ثابت ہوتا ہے دیکھو قرآن مین حق تعالی
فرماتا ہے ان اللہ وعدکم وعد الحق فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم
لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم اب اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان نے دعوت کی اور بندگان نے اسے قبول کیا
اور خدا کی گواہی کہ شیطان نے عمل بد کرایا یہ بخوبی واضح ہوتا ہے اس سے جو قرآن مین فرمایا کہ الشیطان
سول لہم واملی لہم لیکن اس طایفہ نے اس گواہی کو رد کیا اور تنزیہ شیطان کرکے کہا کہ خدا نے گمراہ کیا
حال آنکہ خدا کے منزہ ہونے پر افعال بندگان سے دلالت کرتا ہے دلالت صریح کرکے قول خدا ربنا انا

اطعنا سادتنا وکبرائنا فاضلونا السبیل ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا پس ثابت ہوا کہ
جنکا یہ قول نقل فرمایا ہے اگر روز قیامت کو یہ پاتے کہ جس نے انہیں گمراہ کیا وہ خدا ہے تو کبھی اعتراف گناہ اپنے
نفس کی طرف نہ کرتے اور نہ نسبت گمرہی کی طرف اپنے سادات وکبراکے منسوب کرتے اور اس سے زیادہ
واضح تر یہ ہے کہ حق تعالیٰ قول مجرمین کو فرماتا ہے کہ کہینگے ربنا ارنا اللذین ضلانا من الجن والانس نجعلہما تحت
اقدامنا لیکونا من الاسفلین پس اگر گمراہ کرنے والا خدا ہوتا تو یہ قول انکا کیونکر ہوتا اور اسی طرح کیونکر کہتے وہ کہ
ما اضلنا الا المجرمون پس یہ مقالات واعذار مجرمین روز قیامت دلیل صریح ہیں کہ باری تعالیٰ منزہ ہے اس سے
کہ بندون سے عمل بد کرائے اور اگر خدا کا فعل ہوتا تو وہ صاف کہتے کہ تو نے ہمسے معصیت کرائی اب
کیون ہمکو معذب کرتا ہے ہمارا کیا قصور تھا علاوہ اسکے یہ بھی معلوم ہوتا ہے قرآن سے کہ بعض مکابرہ کرینگے
اور انکار کرینگے معصیت سے یہان تک کہ کہینگے واللہ ربنا ما کنا مشرکین اُسوقت حق تعالیٰ فرمائیگا کہ انظر
کیف کذبوا علی انفسھم پس جس شخص نے یہ جرات کی اگر اُسے معلوم ہوتا کہ یہ فعل اسنے کیا ہے تو یہ کیون کہتا بلکہ معذ
قدرت عذر صاف کہتا کہ خداوندا تو نے کیا ہمنے کچھ نہین کیا اور حق تعالیٰ کا جواب انظر کیف کذبوا
علی انفسھم تعجب پر دلالت کرتا ہے یعنے کیونکر انہون نے انکار کیا مشرک ہونے سے تو اگر خدا ہی فاعل فعل شرک
ہوتا تو تعجب کیون کرتا اور وہ تعجب تو اپنے نفس سے ہوتا پس آیا احکم الحاکمین و اعدل العادلین ایسا ہے
کہ خود ایک کام کو کرے اور پھر اُس سے تعجب کرے اور دوسرے کی طرف اُسے منسوب کرے تعالی عن ذلک
علوا کبیرا روایت کی گئی ہے کہ ایک روز ابو حنیفہ نے راہ مین امام موسی کاظم کو دیکھا کہ اُسوقت سن شریف حضرت کا
بہت چھوٹا تھا مکتب مین پڑھتے تھے ابو حنیفہ نے بطور امتحان پوچھا کہ معصیت وگناہ کسکی طرف سے ہے حضرت نے
فرمایا کہ یا ابا حنیفہ بیٹھ جا کہ مین تجھسے بیان کرون یہ سنکر ابو حنیفہ حضرت کے پاس بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا
کہ صدور معصیت تین طرح ممکن ہے یا بندے کی طرف سے ہو یا خدا کی طرف سے ہو یا دونو کی طرف سے پس
اگر خدا کی طرف سے ہو تو حق تعالیٰ کے عدل و انصاف سے بہت دور ہے کہ بندہ ضعیف پر اپنے ظلم کرے اور جو
اُس سے سرزد نہین ہوا اُسپر اُسے ماخوذ کرے اور اگر دونو سے ہو تو بندہ شریک خدا ہوگا اور قوی اولی ہے ساتھ
اسکے کہ بندۂ ضعیف کا اپنی انصاف کرے اور اگر بندہ سے سرزد ہوتا ہے تو اُسپر حکم واقع ہوا ہے نہی اُسکی طرف
متوجہ ہوئی ہے ثواب و عقاب کا حق اُسکے واسطے ہے بہشت و دوزخ اُسکے واسطے واجب ہوئے ہین یہ سنکر
ابو حنیفہ نے سکوت کیا اور مقام مدح مین یہ آیا پڑھا ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم اور اُٹھ گیا اب اس سے
کسقدر صاف ابطال و تکذیب اس مذہب کی ظاہر ہوتی ہے پس اگر کوئی کہے کہ اشاعرہ نے اسکی کب تصریح کی ہے
جو تم اس نسبت کو انکی طرف کرتے ہو تو اُسکا جواب یہ ہے کہ علمائے محققین نے انکے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے چنانچہ

عبارت رازی کی جو کتاب اربعین مین اُسکے ہے لکھی جاتی ہے المسئلۃ الرابعۃ والعشرون فی بیان ان اللہ تعالی مرید لجمیع الکائنات ومذہب المعتزلہ ان الارادۃ توافق الامر فکلما امر اللہ تعالی بہ فقد ارادہ وکلما نہی عنہ فقد کرہہٗ ومذہبنا ان الارادۃ توافق العلم فکلما علم وقوعہ فہو مراد الوقوع وکلما علم عدمہ فہو مراد العدم فعلی ہذا ایمان ابی جہل لعنہ اللہ مامور بہ وغیر مراد وکفرہ منہی عنہ وھو مراد اور بنابر اسکے لازم آتا ہے کہ ابوجہل پیغمبر پر غالب آتا کیونکہ وہ کہتا کہ تمہارا خدا مجھسے اسلام کو نہین چاہتا اور تم چاہتے ہو اور تمہارے پروردگار کے ارادہ کے موافق واقع کرنا واجب تر ہے اس سے کہ تمہارے ارادہ کے موافق کیا جاوے تو حضرت کی حجت منقطع ہو جاتی اور جب حضرت کی حجت منقطع ہوتی تو جس نے حضرت کو بھیجا اُسکی بھی حجت منقطع ہوتی اور اسی طرح فاضل غزالی کہ اُس طایفہ کا اعلم واورع وازہد ہے کتاب احیاء العلوم مین کہتا ہے ولا یجری فی الملک والملکوت طرفۃ عین ولا فلتۃ خاطر الا بقضاء اللہ تعالی وقدرہ وبارادتہ ومشیتہ منہ الخیر والشر والنفع والضر والاسلام والکفر والعرفان والنکر والفوز والخسران والغوایۃ والرشد والطاعۃ والعصیان والشرک والایمان اور اسی طرح کتاب منہاج العابدین مین جو آخر کتاب اُسکی مصنفات سے ہے تصریح کی ہے اب ملاحظہ فرمائیے کہ کیونکر اس طائفہ کا یہ مذہب نہین ہے اور کون سی بات چھوٹ گئی کہ منسوب طرف خدا کے نہین ہے کفر شر ضرر نکر غوایہ عصیان شرک سب خدا کی طرف سے ہوا پھر بندہ کا کیا قصور ہے اور اب ثواب وعقاب قیامت عدالت حقیقی کس لئے اور کا ہے سے متعلق ہوگی بہت بڑی قوی دلیل اُنکی یہ ہے کہ اگرچہ خدا سب کچھ کرتا ہے لیکن کوئی اُس سے پوچھ نہین سکتا جیسا قرآن مین فرمایا ہے کہ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون لیکن اسی دلیل سے اُنکے مذہب کا بطلان ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جو کچھ اِس سے نکلتا ہے منتہی امر کی یہ ہے کہ کسیکی طاقت نہین ہے کہ فعل خدا کو اس سے پوچھے کہ کیون کیا لیکن یہ بھی تو اُس سے پیدا ہے کہ وہ افعال عباد کو پوچھتا ہے تو اگر کوئی فعل باختیار بندہ نہین ہے خدا ہی کرتا ہے تو چاہئے تھا کہ دو نو برابر ہوتے دو قسمین نہین واقع مین اسی آیہ سے بخوبی ثابت ہوا کہ دو قسمین افعال کی ہین ایک وہ کہ باختیار خدا ہین ایک وہ کہ باختیار بندہ ہین جو افعال باختیار خدا ہین اُنمین بندہ کی مجال نہین کہ خدا سے سوال کر سکے اور اسی طرح خدا بھی اُسسے نہ پوچھیگا اور جو باختیار بندہ فعل سرزد ہوتا ہے اُس سے خدا سوال فرمائیگا اور بمقابل طاعت ومعصیت ثواب عقاب کریگا اور اسی کے موافق ہے وہ روایت کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے پوچھا معنی قدر کو حضرت نے فرمایا کہ جہان تک بندہ لائق ملامت ہو سکتا ہے وہ اُسکا فعل ہے اور جسمین لائق ملامت نہین ہے وہ خدا کا فعل ہے خدا فرمائیگا بندے کو کہ تو نے معصیت ونافرمانی کیون کی پس یہ فعل بندہ کا ہے یہ نہ فرمائیگا کہ تو بیمار کیون ہوا تو قصیر القامت کیون ہوا طویل القامت کیون ہوا تو گورا کیون ہوا تو کالا کیون ہوا اسلئے کہ وہ فعل خدا کا خدا اپنے فعل کو کیونکر پوچھے اب اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ امر بین الامرین ہے کچھ باختیار خدا افعال ہین اور کچھ

باختیار عباد ہین نہ یہ کہ جیسا یہ طائفہ سمجھا ہے کہ جملہ افعال منسوب طرف خدا کے ہین یہ سب کچھ نسبت اصحاب مالک اور اصحاب شافعی اور اصحاب احمد بن حنبل اور اُنکے موافقین مذہب کے مسئلہ جبر مین تھا اب کچھ بیان حنابلہ کیا جاتا ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ فرقہ اشاعرہ مین جو بزعم اُنکے فرقہ ناجیہ ہے کیسے کیسے ہین پس جاننا چاہیے کہ اسمعیل ہروی نے کتاب الاعتقادات مین لکھا ہے کہ اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کے واسطے اعضا و جوارح مثل انسان کے ہین اور اُسے قرآن سے ثابت کرتے ہین کیونکہ خدا نے جہان عیوب اصنام کو ذکر فرمایا ہے وہان کہا ہے اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ الخ اور خدا نے حکایت ابراہیم خلیل کو جب اُنھون نے اپنی قوم پر حجت واقع کی فرمایا ہے کہ کہا هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اور اپنے باپ سے ابراہیم نے کہا کہ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا اور کہا اپنی قوم سے کہ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ اور اپنی قوم سے کہا فَاسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ اور گوسالہ پرستی کے عیب مین فرمایا خدا نے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا اور فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا پس جب یہ عیوب اصنام مین ہوئی بسبب نہونے اس صفات کے تو جانا گیا کہ اُسنے اپنے تئین ممدوح ساتھ اِن صفات کے فرمایا اور یہ سب حقائق ہین خدا مین اب پوشیدہ نرہے کہ اس بیان و مذہب مین کیا کفر و زندقہ ہے اور کسقدر معنی قرآن کو خراب کیا ہے جسکو ادنی عقل سلیم ہے وہ جان سکتا ہے کہ خدا کی مراد آیت سے ظاہر ایہ ہے کہ وہ کفار جنھون نے اصنام و گوسالہ کو اپنا پروردگار قرار دیا تھا اُنسے پوچھا کہ جسے اپنا رب کہتے ہو آیا کسی طرح کی بھی اُنمین قدرت ہے یہان تک کہ جنکو تمنے اپنا خالق اور معبود قرار دیا ہے وہ میرے مخلوقات کے برابر بھی قدرت رکھتے ہین کہ اُس سے دفع ضرر اپنے نفس سے کرین و رفع اپنی ذات کو آنکھ کان ہاتھ پاؤن سے پہونچا سکتے ہین اور جب اُنکے یہ اعضا بنائے ہوے مثل اعضا بندگان کے میرے نہین ہین تو کب لائق اسکے ہین کہ وہ پروردگار قرار دیے جائین اور مقام ربوبیت مین شمار کیے جائین نہ یہ کہ جو اعضا اُنمین عاجز تھے وہ خدا مین مثل اُسکی مخلوقات کے کامل ہونا ضرور ہے کیا سورۂ توحید بھی اس طائفہ نے نہین پڑھا جس سے جانتے کہ اُسکا مثل کوئی نہین اور اگر خدا کے بھی ہاتھ پاؤن آنکھ ناک کان مثل انسان کے ہوئے تو پھر بہت سے مخلوقات اُسکے اُس سے مشابہ ہونگے اور لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کہان صادق آئیگا اور پھر تشبیہ خالق ساتھ مخلوق کے اور کسکا نام ہے اور انھین کے مضحکات سے ہے کہ خدا کا نام عین مسمی ہے اور جو کہے کہ اسم غیر مسمی کے وہ ملحد ہے مین بہت حیران ہون کہ مسمی کو صاحب اعضا و جوارح جانتے ہین اور اِن اعضا کو حقیقت خدا کی کہتے ہین پھر اگر اسم و مسمی واحد ہے تو چاہیے کہ لفظ اللہ کو جو اسم ذات ہے مع اعضا و جوارح دکھادین ہم تو نہین دیکھتے

اور اگر الف لام ہ کو اعضا کہین تو تین حرف ہین فقط تشدید سے لام مکرر ہوکر چار ہونگے اس صورت
مین بھی تو ابھی بہت کمی ہے اگر الف اور ایک لام کی دو آنکھین ہون تو ایک لام اور ہائے ہوز کے دو کان ہونگے
اور اعضائے وجہ کہان ہین اور اور اعضائے جسد جس سے خدا نے اشارہ بعیب اصنام فرمایا اور اپنے تئین
اُس سے ممدوح کیا اپنے قول سے ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم اید یبطشون بہا کہان ہین اور جب ایک
اعضائے وجہ کے بھی موافق اسم نہوا تو عین جسمی بنا برانکے کیونکر ہوا با وصف ان باتون کے پھر کیونکر دعوی
کرتے ہین کہ ہم فرقہ ناجیہ ہین اور اس طائفہ نے روایت کی ہے مسلم و بخاری مین پیغمبر سے کہ حضرت نے فرمایا
اذا لاجمعنا علی یوم القیمة وماکانت تعبد ثم یاتینا ربنا بعد ذلك فیقول من تنظرون فیقولون ننتظر ربنا
فیقول انا ربکم فیقولون حتی ننظر الیك فیتجلی لہم یضحك قال فینطلق بہم ویتبعونہ ویعطی کل انسان منہم منافق
او مومن نورا ثم یتبعونہ وعلی جسر جہنم کلالیب وحسك یاخذ من شاء الله ثم یطفی نور المنافقین ثم ینجو
المومنون اب اس حدیث کو دیکھنا چاہئے کہ اس سے کیا کیا کچھ خدا پر لازم نہین آتا جسمیت تو ظاہر ہے لیکن ضحک
جو عوارض خاص انسانی سے ہے وہ بھی ہوا اور پھر ساتھ ساتھ بندون کے راہ چلنا اس طرح کہ آگے خدا اور
اسکے پیچھے اسکے بندے چلینگے یہ بھی ہوگیا اب مشابہت عراض وجوارح مین نہین ہوئی اور فاضل نعمانی نے
اور ایک خرافات انکی لکھی ہے بحوالہ انکی روایات کے کہ اس طائفہ نے باسانید کثیرہ لکھا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا
روز قیامت کو آئینگی اور زیر عرش کھڑی ہوکر شکایت کرینگی اُسکی کہ جس نے انکے فرزندون کو قتل کیا اور ظلم کیا
اُسوقت خلائق بہت مضطرب ہونگی تو حق تعالی فرمائیگا اے فاطمہ بخشو اور درگذر کرو اُسے جس نے تمہارے
فرزند کو قتل کیا اور ظلم کیا جیسا کہ مینے نمرود کو عفو کیا جبکہ وہ آسمان کی طرف بلند ہوکر آیا اور مجھے تیر سے مارا
اور وہ تیر میری ساق پر لگا اور زخمی کیا اور آج تک وہ زخم اچھا نہین ہوا بعد اسکے اپنی ساق کو کھولے گا
تو جناب سیدہ دیکھینگی کہ پٹی بندہی ہے اُس زخم پر خدا کے اُسوقت کہینگی کہ اے پروردگار جب تونے نمرود کو
بخشا جس نے تیرے ساتھ ایسا کام کیا تو مینے بھی اپنے فرزند کے قاتل کو بخشا اُسوقت سب داخل بہشت
ہونگے فقط اب محل غور ہے کہ کیا خوب مذہب ہے اور کیا اچھے اہل مذہب ہین جو اس روایت کو مانتے ہین اور تھا
جا انکی کتابون مین عقائد کی نقل کرتے ہین بوجہ یکشف عن ساق جو کتاب تنزیل مین وارد ہے کیا اچھا شان نزول اسکا
اس روایت سے ثابت ہوا ہے کہ جس سے خدا کی جسمیت بالکل وجہ ثابت ہوئی اور مشابہت انسان کے اعضا سے
ظاہر ہوئی اتنا فرق ہے کہ آدمی اپنے زخم کو تدبیر و دوا سے اچھا کر لیتے ہین خدا ایکا اتنا بھی قادر نہین کہ اپنے زخم
ساق کو جو مخلوق سے پہونچا اچھا کر لیتا ہمین اب بہت اندیشہ پیدا ہوا ہے کہ نمرود گدہ پر سوار ہوکر خدا کو زخمی
کرتا یا ہمارے زمانے مین بفضل اہل ولایت انگلستان مین غبارہ کے ساتھ اڑنیکا طریقہ شایع ہوا ہے اور کیا عجب ہے

کہ رفتہ رفتہ مثل ریل کے یہ بھی جاری ہو جائے تو اُسوقت کوئی دوسرا نمرود ایسا غالب آجائے کہ توپ
مار دے تو قصہ تمام ہو جائیگا کیونکہ آلاتِ حربی کا دست مخلوق سے خدا مین موثر ہونا بذریعۂ اِس روایت
کے ثابت ہو چکا پھر جب تیر نے اپنا کام کیا تو توپ اپنا کام کریگی اُسوقت اِس دنیا اور آخرت کا کیا حال
ہوگا اور پھر خدا ہم کیسے بنائینگے علاوہ اسکے اب تک تو قرآن سے یہ امر ثابت تھا کہ روز قیامت روز جزا
و سزائے اعمال ہی ہر ظالم کو اُسکا اندیشہ چاہئیے تھا اور ہر مظلوم کو بامید اُس روز کے اپنی داد پانے کا
یقین تھا پھر جب پیغمبر کی بیٹی کی فریاد نہ سنی گئی تو اور کون مظلوم مثل فرزند رسول دنیا مین ہی کہ اُسکے لئے
کچھ انصاف خدا ظاہر ہوا اور جب نمرود اور سب بہشت مین گئے تو ارسال رسل و انزال کتب سب بیکار ہو گئے جتنے
آیات قرآنی دلالت کرتے ہین تعذیب کفار و ظلمہ پر اور انکے مخلد فی النار ہونے پر یہ سب لائق طرح کرنے کے
ہوئے اور پھر پابندی کسی دین کی و شریعت کی ضرور نہین ہی جو جی چاہے وہ کرین جیسا دعائے ربوبیت
او رخدا کا زخمی کرنا او قتل کرنا فرزند رسول کا بھی لائق عفو انکے خدا کے آگے ہوا اور اِسکے بعد بھی بہشت
مین داخل ہوئے تو پھر کون گناہ ایسا ہی جسکے باعث سے معذب ہونگے اور کیا عجب ہی کہ بذریعۂ اسی روایت
کے یزید و ہمراہیان نے اُسکے بکمال بے دردی جرأت قتل فرزند رسول پر کی لیکن اِس روایت سے تخصیص
اس بات کی نہین نکلتی جسکا دعویٰ ہی کہ فرق اسلام مین فرقۂ اشاعرہ فرقۂ ناجیہ ہی بلکہ عموم کا ثبوت ہی یعنی
کل انسان ناجی ہین خواہ کافر ہون یا منافق یا مومن مطیع ہو یا عاصی اُسمین فرقۂ اشاعرہ کی بھی نجات
نکل آئی لیکن جو ایسی نجات ہی تو کیا خوبی ہی میرا دل اُس بہشت سے ناراض ہی جسمین نمرود و یزید ہین
پھر اُسمین رہکر کیا خوشی ہوگی انکا ساتھ انھین کا خدا کرے جو ایسی بخشش کے اور اس روایت کے
قائل ہون اور روایت کی ہی محمد بن عمر الرازی نے اور اِس طرح کہا ہی کہ اس طائفہ نے روایت کی ہی کہ حق تعالی
ہر شب جمعہ کو ملاقات اہل بہشت کے لئے کتیب کافوری پر سوار ہوکر آتا ہی اِسسے دیکھئے جسمیت بھی
ثابت احتیاج طرف مرکب کے بھی ظاہر محتاج مکان بھی خدا کو کیا مجسم بھی بنایا اور پھر فرقہ سب ناجی ہی
اور روایت کی ہی حمیدی نے بیچ جمع بین الصحیحین کے متعدد طریقون سے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آتش جہنم سیر و تسلی
نہوگی یہانتک کہ حق تعالی اپنا پاؤن اُسمین نہ رکھے جب خود حق تعالی اپنے پاؤن کو اُسمین رکھیگا اُسوقت وہ
کہیگی کہ بس بس تیرے عزت کی قسم اور اب بھر جائیگی اور بعض اُسکے بعض سے علیحدہ ہوکر گوشہ بگوشہ کھینچینگے
اب دیکھئے اِس خرافات کو خدا کو بھی جہنم مین لیگئے تعالی عن ذلک علوا کبیرا اور روایت کی ہی رازی نے
پیغمبر خدا سے کہ جب خدا خلق کرنے سے فارغ ہوا تو پیٹھ کے اوپر لیٹا جیسے محاورہ اُردو مین چت لیٹنا
کہتے ہین بعد اسکے ایک پاؤن اپنا اٹھا کر دوسرے پر رکھ لیا پھر کہا کہ کسیکو سزاوار نہین ہی کہ ایسا کرے یعنے جو

وضع خاص خدا کی تھی اُس طرح بنائے رازی کی اس خرافات سرائے کو دیکھنا چاہئیے کہ پابندی مذہب
مین عقل و علم دونو کو کیسا گم کر دیا اور اُنکے خرافات مذہب سے ہی جو ابن مقاتل نے کتاب الاسماء مین لکھا ہی
کہ پیغمبر خدا سے کسی نے پوچھا کہ ذات خدا کس سے ہی یعنے مادۂ خلق ذات خدا کیا ہی تو حضرت نے فرمایا کہ نہ آسمان
کے پانی سے نہ زمین کے پانی سے بلکہ اُسنے ایک گھوڑا پیدا کیا اُسے دوڑایا جب اُسے پسینا آیا تو اُس عرق
سے اُسنے اپنی ذات کو پیدا کیا اور اللہ ہر شب کو آسمان دنیا پر آتا ہی اور خدا کی آنکھیں دُکھنے کو آئیں تو فرشتے
خبر پوچھنے کو آئے اور ہمسند خدا کے منھ کا لعاب ہی اور اُسکے سر پر بال بہت پیچیدا ہین اب لائق ملاحظہ ہی کہ اس اعتقاد
کو بہ نسبت جناب باری تعالی کے جو طائفہ کرے اُسے کیا کہینگے مجسمہ بھی مشبہہ بھی سب کچھ ہوا پھر انھین فرقہ ناجیہ
کس طرح جانین کیسی تکذیب خدا و رسول کی اس سے صریح لازم آتی ہی اسی طرح جمع بین الصحیحین مین مسند ابی ہریرہ سے
منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ روز قیامت پہلے خلائق مضطر ہو کر حضرت آدم کی خدمت مین بامید شفاعت
جائینگے وہ حضرت عذر فرماینگے بعد اُسکے حضرت نوح کی خدمت مین جا کر طلب شفاعت کرینگے وہ حضرت
بھی اپنی معذوری بیان کرینگے بعد اُسکے حضرت ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرینگے کہ آپ خدا کے
نبی ہین اور اہل زمین سے ملقب بلفظ خلیل اللہ ہین آپ ہماری سب کی شفاعت کیجئے وہ حضرت کہینگے
کہ خدا مجھسے ایسا خفا ہی کہ نہ اس سے پہلے نہ اسکے بعد کسی سے غضبناک ہوا ہی مین تین بار جھوٹ بولا تھا مجھسے
کیا ہو سکتا ہی میرے غیر کے پاس جاؤ اب دیکھئے اس سے کہ کیا کیا خوش اعتقادی بہ نسبت خدا اور انبیا کے ہی
اپنی اعتقاد کے ساتھ یقین نجات ہی اسی طرح پیغمبر خدا کے ساتھ عقیدہ کا حال ہی کہ شیخین کو نبی سے تقوی
و پرہیزگاری مین بہتر جانتے ہین چنانچہ غزالی نے کتاب احیاء العلوم مین لکھا ہی کہ ایک دن پیغمبر خدا بیٹھے تھے
اور کچھ گانے بجانے والیان سامنے حضرت کے گاتی بجاتی تھین کہ عمر ابن الخطاب آئے اور حضرت سے اجازت
آنے کی طلب کی حضرت نے اُن لڑکیون سے فرمایا کہ چپ ہو رہو پھر عمر آئے اور جو کام تھا وہ کر کے جب
چلے گئے تو حضرت نے اُنسے فرمایا کہ گانا بجانا پھر شروع کرو اُسوقت اُنھون نے پوچھا کہ اے پیغمبر خدا یہ کون
شخص ہی کہ جسکے آنے سے آپ نے ہمین روکا اور جانے کے بعد پھر حکم فرمایا کہ گاؤ حضرت نے فرمایا کہ یہ ایسا
شخص ہی جو باطل کو نہین سنتا اب اس سے صاف ظاہر ہی کہ پیغمبر کو باطل سے پرہیز نہ تھا اور عمر ابن الخطاب
کی احتیاط زیادہ تھی سبحان اللہ صاحب شریعت جسپر خدا نے کتاب کو نازل کیا اور اُسنے غنا کو حرام کیا
اور حق و باطل کو جدا کیا اُسکے ارشاد سے ظاہر ہوا کہ حق کیا ہی اور باطل کیا ہی وہ ایسا ہو کہ باطل کو سُنے
میرے نزدیک تو بنابر اس روایت کے جتنا گانے والیون کو تعجب ہوا اور پیغمبر سے پوچھا کہ یہ کون ہی غزالی کو
اس روایت کے نقل کے وقت اتنا بھی تعجب نہوا اور نہ سمجھے کہ اس ترجیح مین مرجوح کون ہو جائیگا اور کسکے

مرجوح ہونے سے کیا لازم آئیگا پھر جب عمر ابن الخطاب رشد و ہادی پیغمبر سے ہوئے تو اُنھین چھوڑ کر اُنھین
پیغمبر کرنا اسکا نقص ہے اِس بیہودہ سر لئے کو مین کیا کرون اور اِسکے ساتھ پھر ناجی ہونے کا کس طرح یقین ہم
پہونچاؤن اِسی طرح جمع بین الصحیحین مین حدیث سادس متفق علیہ مسند حذیفہ بن الیمان سے منقول ہے کہ کہا اُسنے کہ مین
پیغمبر کے ساتھ تھا کہ ایک درخت پاس پہونچے حذیفہ کہتا ہے کہ وہان پیغمبر خدا کھڑے ہوے او کھڑے کھڑے
پیشاب کیا اور مجھسے کہا کہ قریب آ مین اُسی حالت مین پاس گیا یہان تک کہ پیچھے آنحضرت کے کھڑا ہوا پھر حضرت
نے وضو کیا او موزون پر مسح کیا اب اِس قوم کے حالات قابل دیکھنے کے ہین کہ اپنی کتابون مین لکھتے
ہین کہ پیغمبر نے تمام خلائق کو علم و ادب سکھایا عموماً خصوصاً آداب بول و غائط کے بتائے اور جمیع امور
دنیا کو اور دین کو باحسن وجہ تعلیم کیا اُسی سے کوئے مسلمان کھڑے ہو کر پیشاب نہین کرتا اور وقت پیشاب
و دفع غائط کے کوئے کسی کے پاس نہین رہتا یہ پیغمبر سے کیسا عقیدہ ہے جنکے لئے تصدیق و تصحیح کی جاتی ہے
کہ کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور پیشاب کے وقت حذیفہ کو بلا کر اپنے پاس کھڑا کیا کہ وہ مطلع ہو اِس
حال مین جیسے دنی شخص کی نسبت اعتقاد نکرنا چاہئے وہ نبی کے لئے کتابون مین لکھا جاتا ہے اور اگر
حذیفہ کی روایت سے اعتقاد بہم پہونچا تو روایت اِسی حذیفہ بن یمان کی جیسے علمائے شیعہ فضیلت نہم ربیع الاول
مین کرتے ہین اُسپر بھی اعتقاد کیا جائے فقط اور اُسی کتاب مین حدیث متفق علیہ مسند عائشہ سے منقول ہے
کہ زوجہ نبی کہتی ہین کہ ابابکر اُنکے پاس اُسوقت آئے کہ دو لڑکیان اُن پاس دف بجا کر ناچتی گاتی تھین اور پیغمبر خدا
چادر اوڑھے لیٹے تھے جب یہ حال ابوبکر نے دیکھا تو اُنھین جو گاتی تھین سختی منع کیا اُسوقت پیغمبر نے منھ
کھولا اور کہا کہ ابابکر اِن دونو کو چھوڑ دے کہ یہ ایام عید ہین اور ایام مستی کے ہین سبحان اللہ ابابکر کی وہ
دینداری اور پیغمبر خدا کی یہ بے پروائی کہ بی بی کی خوشی کے لئے ناخوشی خدا کا کچھ لحاظ نہ کیا اِس تسامح
کی نسبت نبی کی طرف کچھ بات ہی نہین ہے اُنکے ذہن مین فقط تفضل ابابکر پر نظر ہے اِسی عقیدہ کے ساتھ
امید شفاعت جناب رسالتمآب اور نجات روز قیامت ہے حقیقت یہ ہے کہ خرافات مذاہب کو کہان تک
ذکر کرون کہ محل شرم ہے لیکن مجبور ہون کہ اول دعوی فرقہ ناجیہ کا منحصر اشاعرہ مین ہوا تو وجوہ مبطلہ کا اُسکے
ذکر ضروری ہوا دوم یہ کہ ہر شے جب تک اُسکی ضد مذکور نہو اور نہ پہچانی جائے غرض نہین ہوتی لہٰذا یہ مضحکات و خرافات
بھی لکھنے پڑے کہ طالب بصیرت دیکھکر پہچانے کہ کس کس مذہب مین فرقہ ہائے اسلام کے کیا کیا امور ہین ایک
حکایت یوحنائے یہودی کی جو مشہور ہے اور فاضل نعمانی نے بھی اُسے لکھا ہے نقل کرتا ہون کہ وہ ایسے شخص کا کلام ہے
جسے کسی سے کام نہ تھا اور اُسکے دیکھنے سے بہت امور واضح ہوتے ہین چنانچہ ذکر کیا ہے اُسنے کہ جب مینے اختلافات
مذاہب و ادیان کو کتابون مین دیکھا اور اختلافات اُن صحابہ کا جنکے نام پیغمبر کے ساتھ خطبون مین پڑھے جاتے تھے

کتابون مین پڑھتے تو مجھپر بہت دشوار ہوا کہ مین کس دین مین ہون اُسے بدلون اور دین حق کو اختیار کرون اسی غم و فکر مین مین شہر بغداد کو کہ اُسمین مجمع علمائے مسلمین کا تھا روانہ ہوا کہ تا پہلے علمائے مذہب اسلام سے مناظرہ کرون بعد اُسکے جسکی حقیقت ثابت ہو اُسکے طور پر طریقہ اسلام کو اختیار کرون غرض مین اُس جگہ پہونچا کہ جہان علمائے مذاہب اربعہ جمع تھے تو مینے کہا کہ مین ایک شخص رومی ہون خدا نے مجھے ہدایت واسطے اختیار کرنے مذہب اسلام کی فرمائی ہے اس جہت سے مسلمان ہوا ہون اور تمھارے پاس آیا ہون کہ معالم دین اور شرایع اسلام کو تم سے اخذ کرون اُسوقت اُنکے بڑے عالم جو حنفی تھے اُنھون نے کہا کہ اے یوحنا مذاہب اسلام چار ہین ایک کو تو پہلے اختیار کر بعد اُسکے جو کہتا ہو وہ کہہ یوحنا نے کہا کہ مینے مخالف مذاہب کو دیکھا تو اب مین جانتا ہون کہ حق ایک ہوگا تو میرے لئے تم سب جو جانتے ہو کہ حق ہے اور تمھارے پیغمبر اُس طریقہ پر تھے اختیار کرو عالم مذہب حنفی نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ وہ حق جسپر نبی تھے کون تھا بلکہ ہم یہ جانتے ہین کہ طریقہ نبی اِن فرق اسلامیہ سے خارج نہین ہے اور ہر ایک چارون سے کہتا ہے کہ ہم حق پر ہین اور باقی سب باطل پر ہین لیکن ممکن ہے کہ وہی باطل پر ہو اور دوسرا حق پر ہو بالجملہ مذہب ابی حنیفہ جملہ مذاہب سے مناسب ہے اور از روئے قیاس کے حق ہے اور سنت پر اطبق ہے اور آدمیون کے نزدیک عزت اُسکی زیادہ ہے کہ اکثر امت بلکہ سلاطین کا بھی مختار یہ مذہب ہے پس تجھے چاہئے کہ اُسے اختیار کرکے نجات حاصل کر یوحنا کہتا ہے کہ جب کلام تمام ہوا تو امام مذہب شافعی چلایا اور یوحنا کہتا ہے کہ میرے گمان مین یہ ہے کہ شافعی اور حنفی کے درمیان مین کچھ منازعات ہونگے بالجملہ اُسنے عالم حنفی سے کہا کہ چپ رہ اگر تو نے قسم کھائی تو جھوٹا ہے تو اور بات بنائی ہے تو نے تو کہان اور تمیز کرنا مذاہب مین اور مجتہدین کی ترجیح کہان وائے تجھپر تیری مان تیرے ماتم مین بیٹھے آیا تجھے وقوف ہے اور سمجھ سکتا ہے جو کچھ ابو حنیفہ نے کہا ہے اور اپنی رائے سے قیاس کیا ہے پہلا عیب کا نام صاحب الرائے ہے اُس سے ممکن ہے کہ نص کے مقابلہ مین اجتہاد کرے اور دین خدا مین استحسان کرے اور اُس استحسان پر عمل کرے یہان تک کہ اُسکی رائے اُسے کتنی حماقت مین ڈالے بیچ اِس امر کے کہ کہے کہ ایک شخص نے نکاح شرعی کیا جبکہ وہ ہندوستان مین تھا ایک زن باکرہ کے ساتھ کہ وہ روم مین تھی اور بعد چند سال کے وہ روم مین بخانہ زن مذکورہ آیا دیکھا اُسنے اپنی منکوحہ کو کہ پیٹ سے ہے اور چند اولاد اُسکے آگے چلتی پھرتی ہین اُسنے جورو سے اپنی پوچھا کہ یہ کون ہین اُسنے کہا تیری اولاد ہین جب یہ سنا اُسنے تو قاضی حنفی کے پاس فریاد کی قاضی نے بھی حکم کیا کہ اولاد صلب سے تیری نکاح کرنیوالے کی ہے ظاہراً و باطناً باپ اُنکا وارث ہے اور وہ اسی باپ کے وارث ہین اُسنے کہا کیونکر ہوا مینے تو ابھی تک مقاربت و جماع بھی اِس عورت کے ساتھ نہین کیا قاضی نے کہا محتمل ہے کہ تجھے حاجت غسل ہوئی ہوا اور تیرے ہوا نے اڑا کر کپڑے تک پہونچایا وہ کپڑا اِس عورت تک آیا اُسنے اُسے اپنے بدن مین کہا اُس منے فرج تک پہونچی

اِس عورت کے اُس سے یہ باردار ہوئی یہ کہکر اُس عالِم شافعی نے کہا کہ کیون اوحنفی آیا یہ موافق کتاب و سنت ہے
حنفی نے کہا ہان یہ اولاد باپ سے اِسلیئے لاحق ہوئی کہ وہ عورت اُس مرد کی فراش ہے اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ الولد
للفراش وللعاھر الحجر اور فراش کا تحقق بعقد ہوتا ہے نہ بوطی اُسوقت شافعی نے منع کیا اور کہا کہ بدون وطی فراش
نہین ممکن پس شافعی والا حجت مین عالِم حنفی پر غالب آیا بعد اُسکے عالِم شافعی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر
کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر جاے اور کوئی اور اُسپر عاشق ہو جائے اور قاضی ابی حنیفہ کے پاس وہ عاشق
مدعی ہو کہ میرا عقد پیشتر اس عورت سے ہو چکا ہے اور وہ میری منکوحہ ہے بعد اُسکے اِس شخص کے ساتھ بعد
نکاح اُسکے گھر گئی ہے اور اِس پر جھوٹے گواہ لاکر گواہی بھی دلا دے اور قاضی حکم کرے کہ ہان یہ عورت اُس
مرد کی جسنے دعویٰ کیا ہے جورو ہے تو وہ ظاہراً و باطناً نزدیک ابی حنیفہ کے عاشق پر حلال ہو جائیگی اور خاوند
جسکے گھر گئی تھی حرام ہو جائیگی ظاہراً و باطناً اور اِسی طرح گواہون پر جنھون نے عمداً جھوٹی گواہی دی ہے حلال
ہوگی کہ چاہین نکاح کرین پس دیکھو سب آدمی کہ آیا ایسی بات اُس شخص سے صادر ہو سکتی ہے جو قواعد اسلام کو
پہچانتا ہو اُسوقت حنفی نے کہا کہ تیرا اعتراض میرے نزدیک جائز نہین اگر قاضی نے حکم کیا کیونکہ اُسکے حکم سے
نفاذ ظاہراً و باطناً ہوا اور یہ اُسپر متفرع ہوتا ہے اُسوقت شافعی نے پھر مخاصمہ کیا اور کہا کہ اگر ظاہراً حکم قاضی کا
نافذ ہو تو ہو لیکن باطناً نہین ہو سکتا بدلیل قول خدائیتعالیٰ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَمْ يُنَزِّلِ اللّٰهُ
تعالیٰ ذٰلِكَ بعد اُسکے شافعی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند کہین چلا جائے اور اُسکی
خبر آنی موقوف ہو جائے بعد اُسکے کوئی شخص آئے اور کہے کہ تیرا خاوند مر گیا تو عدہ نشین ہو اور بعد عدہ کے
گذرنے کے دوسرا شخص اُس سے نکاح کرے اور دخول کرے اور اُس سے چند اولاد پیدا ہون بعد اُسکے
یہ دوسرا خاوند کہین چلا جائے اور حیات شوہر اوّل ظاہر ہو اور اُس عورت پاس آئے تو جتنی اولاد شوہر
ثانی سے ہوئی ہین یہ سب اولاد شوہر اوّل کی ہوگی اور وہ سب اُسکی وارث ہوگی اور یہ انکا وارث ہوگا پس
ای صاحبان عقل آیا اِس طرف جا سکتا ہے وہ شخص جسے خدا نے آنکھ و بصارت دی ہے اُسوقت حنفی نے کہا
کہ یہ استنباط ابو حنیفہ نے قول پیغمبر سے کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ اولاد کا تحقق شوہر سے ہوتا ہے اور زانی
کے نصیب مین پتھر ہی نچیے سوا بے بہرہ ہونے کے اُسے فائدہ نہین اُسوقت شافعی نے کہا کہ فراش مشروط
بدخول ہے اور غالب آیا پھر شافعی نے کہا کہ تیرا امام ابو حنیفہ کہتا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی مسلمان کی عورت پر عاشق
ہو جائے اور پیش قاضی مدعی جھوٹے دعوے سے ہو کہ فلان شخص نے اپنی جورو کو طلاق دیا ہے اور دو جھوٹے
گواہون سے گواہی اِسکی دلاوے اور قاضی حکم ثبوت طلاق کر دے تو یہ عورت شوہر اوّل پر حرام ہو جائیگی
اور اِس مدعی اور گواہون پر بھی نکاح کرنا اُسکے ساتھ جائز ہو جائیگا اور ابو حنیفہ کے زعم مین یہ حکم قاضی کا ظاہر

باطن کے لئے جائز و نافذ ہوگا اور جو انمین قباحت ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے پھر شافعی نے کہا کہ تیرا امام ابو حنیفہ
کہتا ہے کہ جب چار آدمی گواہی کسی شخص پر زنا کی دین تو اگر وہ شخص انکی تصدیق کر دے تو حد ساقط ہو جاتی ہے اور
اگر تکذیب کرے تو حد لازم ہو جاتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص لڑکے کے
ساتھ لواطت کرے اس طرح کہ حد ایقاب کو یعنے دخول کو نہ پہونچے تو حد عذاب کی اسپر جاری نہ کیجائیگی اور پیغمبر خدا
فرماتے ہین کہ جو شخص عمل کرے عمل قوم لوط تو فاعل و مفعول دونو کو قتل کرو اور کہا ہے ابو حنیفہ نے کہ جو شخص اپنے
ذکر پر کپڑا لپیٹ کر زنا کرے ساتھ اپنی مان اور بیٹی کے تو جائز ہے اور کہا ہے ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان
کے گیہون غصب کر کے اُسے پیس ڈالے یعنے اُسکا آٹا کر ڈالے تو اُسکا مالک ہو جائیگا اور اگر صاحب حنطہ چاہے
کہ مزدوری دیکر اُسے لے لے تو غاصب پر واجب نہین ہے کہ اسکی تعمیل کرے بلکہ جائز ہے کہ صاحب حنطہ کو منع کرے
پس اگر صاحب حنطہ لڑے اور مقابلہ مین مارا جائے تو اُسکے خون کے لئے دیت و قصاص کی ضرورت نہین ہے
اور اگر غاصب مارا جائے تو صاحب حنطہ بمقابل اُسکے قتل کیا جائیگا اور اگر کوئی چور ہزار اشرفی کسیکی چورائے
پھر دوسرے کی ہزار اشرفی چورائے اور دونو کو ملا دے تو سب کا مالک ہو جائیگا اور لازم ہوگا اُسے کہ ان اشرفیون
کو بدل دے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ اگر مسلمان متقی عالم کسی کافر جاہل کو مارے تو مسلمان اُسکے ساتھ مارا جائیگا اور
حق تعالی کتاب محکم مین اپنے فرماتا ہے کہ لَن یَجعَلَ اللہُ لِلکافِرِینَ عَلَی المُؤمِنِینَ سَبِیلاً اور کہا ہے ابو حنیفہ نے
کہ اگر کوئی آزاد ایک بندہ کو کہ قیمت اُسکی دس درم ہون مار ڈالے تو آزاد اُسکے عوض مین مارا جائیگا اور حق تعالی
قصاص مین فرماتا ہے کہ اَلحُرُّ بِالحُرِّ وَالعَبدُ بِالعَبدِ وَالاُنثیٰ بِالاُنثیٰ اور ابو حنیفہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص مول لے
اپنی لونڈی کو اور اُسکی بہن کو اور دونو کا نکاح اپنے ساتھ کرے تو اُسپر حد نہین ہے اگرچہ وہ جانتا ہو کہ یہ اُسکی بہن ہے
اور متعمدا یہ نکاح کیا ہو لیکن کچھ قباحت نہین ہے جائز ہے اور حق تعالی فرماتا ہے وَاَن تَجمَعُوا بَینَ الاُختَینِ اِلّا مَا قَد
سَلَفَ اور کہا ہے ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی شخص اپنی مان یا بہن کے ساتھ یہ جانکر کہ وہ مان یا بہن ہے نکاح کرے اور
دخول کرے ساتھ اُنکے تو اُسپر حد زنا جاری نہ کیجائیگی اسواسطے عقد شبہ ہے اور کہا ہے ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی شخص
ایک حوض کے کنارے سوئے اور اُس حوض مین نبیذ یعنے بھنگ پڑی ہو اور اُس حوض مین نبیذ کے اندر اُلٹ کر
جاتا ہے تو جنابت دفع ہو جائیگی اور پاک ہو جائیگا اور کہا ہے ابو حنیفہ نے کہ نیت غسل مین واجب ہے نہ وضو مین
اور حدیث صحیح مین ہے اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیّاتِ اور کہا ابو حنیفہ نے کہ بسم اللہ کا کہنا فاتحۃ الکتاب مین واجب
نہین ہے اور سورہ سے بسم اللہ کو نکال ڈالا ہے باوجود اسکے کہ خلفا نے بسم اللہ کو مصاحف مین تجوید قرآن کے
بیچ سورہ کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ اگر سگ مردہ کی جلد کو کھینچکر دباغت کرین تو پاک ہو جاتی ہے اور اُس
پاک کر لینے کو جائز ہے کہ اُسمین پانی پئے اور نماز مین پہنے اور یہ مخالف اُس نص نجیس کے ہے جسکا مقتضی تحریم

انتفاع اُس جلد سے ہی بلکہ ای حنفی تیرے مذہب مین جائز ہی مسلمان کو کہ جب چاہے نبیذ سے یعنے بھنگ
مسکر سے وضو کرے اور کتے کی جلد سے جو دباغت کی ہو پہنے اور نماز کے لئے اپنے نیچے بچھائے اور خشک پائخانہ
سجدہ کرے اور ہندی زبان مین تکبیر کہے اور زبان عبری اور فارسی مین قرات کرے اور بعد سورۂ فاتحہ کے
دو سبز پتے یعنے ترجمہ لفظ مدھامتان کہے اور رکوع کرے اور سر نہ اٹھائے بعد اسکے سجدہ کرے اور جدائی کر
دونو سجدون مین مثل حدیث کے اور قبل سلام پھیرنے کے عمداً ریح کو دفع کر سکتا ہی اور نماز اُسکی صحیح ہی ہان اگر
بھولے سے ریح کو نکالا ہو تو نماز باطل ہو جائیگی اُسکی عبرت پکڑو ای آنکھون والو آیا جائز ہی پیغمبر کو کہ اپنی امت کو
ایسی نماز پڑھنے کو تعلیم و حکم فرمائے بعد اِس کلام کے امام حنفی کو غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ او شافعی چپ رہ اب یاوہ
بات نکر خدا تیرے منھ کو توڑے تو کہان اور ابو حنیفہ کہان اور اعتراض اُسپر کرنا کیسا اور تیرے مذہب کے
مقابل مین اُسکے مذہب کی کیا حقیقت ہی تیرا مذہب مثل مذہب مجوس ہی اسلئے کہ تیرے مذہب مین جائز ہی کہ
مرد نکاح کرے اپنی بیٹی کے ساتھ جو زنا سے پیدا ہوئی ہی اور اسی طرح جمع بین الاختین جو زنا سے پیدا ہوئین
کر سکتا ہی اور اسی طرح اپنی پھوپھی کے ساتھ اور خالہ کے ساتھ جو بزنا خالہ پھوپھی ہوئین ہون کر سکتا ہی اور
حق تعالی نے فرمایا ہی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ
وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ
نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ
حَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اور یہ صفات حقیقیہ ہین بتغیر شرائع و ادیان متغیر نہین ہوتین
اور نہ گمان کر او شافعی او احمق کہ اِن عورات کو جو بزنا ازواج بنائی گئین وارث ہونے کے منع کرنے سے صفات
ذاتیہ سے نہین نکلتی ہین اسی لئے مضاف طرف اُس شخص کے ہوتی ہین کہنے مین مثلاً زید کی بیٹی زید کی بہن
زنا سے ہی ای یوحنا دیکھو اور ای اہل بینائی دیکھو آیا یہ مذہب مجوس ہی یا نہین اور ای شافعی آیا تیرے امام نے
شطرنج کھیلنا نہین مباح کیا حالانکہ نبی نے فرمایا ہی کہ نرد و شطرنج کھیلنے والا مثل بت پرست کے ہی اور تیرے
امام نے ناچنا اور ڈھول بجانا جائز کیا ہی یوحنا کہتا ہی کہ اسی طرح بہت کچھ درمیان مین ان دونو عالمون کے
جدال بڑہا یہان تک کہ حنبلی حمایت کو شافعی کے اور امام مالکی حمایت حنفی کو اُٹھے یہ دونو تو ساکت ہوئے اب
مالکی اور حنبلی مین گفتگو ہونے لگی چنانچہ حنبلی نے مالکی سے کہا کہ مالک نے بدعتین دین مین ایسی کین ہین جسکے
باعث سے خدا نے بہت سی امتون کو ہلاک کیا تھا وہ اُسنے اِس امت مین مباح کر دیا اور مباح کیا اُسنے کہ
مملوک کے ساتھ لواط جائز ہی حالانکہ حدیث صحیح مین پیغمبر سے منقول ہی کہ فرمایا کہ مَنْ لَاطَ بِغُلَامٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ
وَالْمَفْعُولَ اور مالک نے منظومہ مین اپنے جو شعر کہا ہی کہ اُسکا حاصل یہ ہی کہ جب سفر مین مرد تنہا ہو عورت ساتھ

مرد مرد ہوں اور شہوت زیادہ ہو تو غلام امرد کے ساتھ اس حالت مین وطی جائز ہے اور حنبلی نے کہا کہ مینے دیکھا
ایک مالکی کو کہ اُسنے قاضی کے پاس آکر ایک شخص پر دعوی کیا کہ اُسنے ایک غلام بیچا ہے اور وہ غلام اُسے اپنے ساتھ
لواطہ سے مانع ہوتا ہے اُسوقت قاضی نے ثابت کیا کہ یہ عیب ہے غلام مین اُسے پھیر دینا جائز ہے اور تیرے امام نے
کتے کے گوشت کا کھانا مباح کیا ہے اُسوقت مالکی غصہ مین آیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ ای مجسم ای حلولی چپ رہ تیرا مذہب
لائق تر اسکے ہے کہ مذمت اُسکی کیجاے کیونکہ تیرے امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ بات ہے کہ خدا تعالی جسم ہے
عرش کے اوپر بیٹھتا ہے اور عرش سے چار انگل بڑھا رہتا ہے اور ہر شب جمعہ کو آسمان دنیا سے اترتا ہے سطوح
مساجد پر آتا ہے صورت اُسکی امرد کی ہوتی ہے سر پر بال گھونگروالے نعلین پاؤن مین ہوتی ہے تکمہ اُسکا موتی کا ہوتا ہے
جو تر و تازہ ہے ایک گدھے پر سوار ہوتا ہے کہ اُس گدھے کے سر پر ذوائب ہوتے ہین اور علماے حنابلہ اسلیے
سطوح مساجد پر گھانس لگاتے ہین ورستو اور گھانس مساجد کے سطوح پر رکھدیتے ہین کہ اگر خدا آئے تو اسکا
گدھا سوار کیا اُسے کھاے اور مشہور ہے کہ زہاد حنابلہ سے ایک شخص شب جمعہ کو مسجد جامع کے سطح پر چڑھا باین
امید کہ آج شب جمعہ ہے خدا ضرور مسجد پر اُتریگا اتفاقات سے ایک لڑکا اُس سطح مسجد پر کہ قوم نفاط سے اور
بال اُسکے گھونگروالے تھے چڑھا ہوا تھا شیخ حنبلی کی جو نظر اُسپر پڑی تو یہ سمجھا کہ خدا آگیا دوڑ کر اُسکے پاؤن پر گرا
اور بوسہ پاؤن پر دینے لگا اور کہنے لگا کہ ای آقا و سردار میرے مجھپر رحم کر اور عذاب نکر اور مبالغہ شکایت اور
تضرع و زاری مین کرنے لگا جب تو وہ لڑکا گھبرایا اور گمان کیا اُسنے کہ شاید یہ قصد لواط رکھتا ہے یہ سمجھکر اُسنے شور
و غل مچایا کہ دیکھو یہ شخص چاہتا ہے کہ سطح مسجد پر فسق کرے یہ سنکر اُسکی قوم دوڑی اور اس زاہد حنبلی کو خوب مارا
اور بعد اسکے حاکم پاس پکڑ لیگئے اُسنے صبح تک اِسے قید کیا تا کہ اُسکا حال معلوم ہو جاے تو اُسکے موافق سزا دیجاے
یہان تک کہ علماے حنابلہ کو معلوم ہوا اُسوقت وہ حاکم پاس آئے اور سب نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ یہ شخص
ایسا نہین ہے کہ اُسکے طرف یہ بدگمانی کیجاے بلکہ واقع مین یہ ہے کہ اُسنے گمان کیا تھا کہ اُسکا پروردگار ہے پس اسلیے اُسنے
ارادہ کیا کہ اپنے خدا کے پاؤن چومون پس خدا تیرے مذہب کو خراب کرے اور بگاڑے ای حنبلی بعد اسکے ان
چارون عالمون نے سر اُٹھاے اور آوازین بلند کین اور آپس مین غل مچا کر لڑنے لگے اور ایک دوسرے کے
قبایح بیان کرنے لگا یہان تک جو جو اُس صحبت مین تھا سبکو انکی باتین بُری معلوم ہوئین اور عوام بھی انہین
بُرا کہنے لگے اُسوقت یوحنا کہتا ہے کہ مینے کہا کہ خدا کی قسم مجھے نفرت ہوگئی تمھارے اعتقاد سے اگر اسلام ایسا ہے
تو افسوس ہے لیکن مین تم سبکو قسم خدا کی دیتا ہون کہ اس بحث و تکرار کو موقوف کرو اور اپنے اپنے گھر جاؤ کہ
سب قوم تمہین بُرا کہتے ہین یہ سنکر اُٹھے اور متفرق ہوے اور ہر بات روز تک پھر کوئی اپنے گھر سے نہین نکلا اور
اگر نکلتے تھے تو لوگ انہین بد کہتے تھے بعد اسکے انھون نے آپس مین صلاح کی اور پھر جلسہ بمقام مستنصریہ مجمع ہوا

اور مین بھی اُنکے ساتھ بیٹھا اور اُنسے مشورہ کرنے لگا اور کہا یہنے کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی عالم علمائے رافضہ سے ہوتا کہ مین تمھارا مناظرہ اُسکے ساتھ اُسکے مذہب مین دیکھتا پس آیا ممکن ہی کہ تم کسیکو انمین سے لاؤ اُسوقت علماؤن نے کہا کہ ای یوحنا رافضہ بہت تھوڑے ہین اور اُنکو مناظرہ کی استطاعت کہان ہی مسلمانون مین کیونکہ وہ بہت تھوڑے ہین اور مخالفین اُنکے بہت ہین وہ اپنے تئین ظاہر نہین کر سکتے یہ کہان ممکن ہی کہ استدلال و حجت کر سکین بہت کم اور بہت بے قدر و ذلیل ہین یوحنا نے کہا کہ یہ جو تمنے کہا کہ وہ تھوڑے ہین اور مخالف و دشمن اُنکے بہت ہین یہ تو تمنے اُنکی تعریف کی ہی اسلئے کہ خدا قلیل کی مدح جابجا فرماتا ہی اور اکثر کی مذمت کرتا ہی قرآن مین دیکھو فرماتا ہی وقلیل من عبادی الشکور وما امن معه الا قلیل و لا تجد اکثرھم شاکرین ولکن اکثرھم لا یعلمون علمانے کہا کہ ای یوحنا اُنکا حال لائق بیان کے نہین ہی اسلئے کہ ہم اگر جان لیتے ہین کہ فلان شخص اس مذہب پر ہی تو اُسکو جب تک قتل نہین کر لیتے باز نہین آتے اسلئے کہ وہ ہمارے آگے کافر ہین خون اور مال اُنکا ہمپر حلال ہی یوحنا نے کہا کہ اللہ اکبر یہ تو بہت بُری بات ہی کس بات سے وہ اسکے مستحق ہوے کہ مارے جائین کیا شہادتین سے انکار کرتے ہین اُنھون نے کہا نہین یوحنا نے کہا کہ قبلۂ اسلام کی طرف مُنھ نہین کرتے کہا نہین یوحنا نے کہا کچھ احکام اسلام سے جو ضروری ہین انکار کرتے ہین کہا نہین یوحنا نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ جو قوم اقرار شہادتین کرین اور احکام اسلام سے اقرار کرین اُنکا مال اور خون کیونکر حلال ہوا حالانکہ پیغمبر نے فرمایا ہی کہ مجھے خدا نے حکم کیا ہی کہ لڑون آدمیون سے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کہین یہ کہان پیغمبر نے فرمایا ہی کہ مقر شہادتین کا بھی خون حلال ہو بلکہ حضرت کے سامنے تو یہ تھا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اُسکا مال اور نفس محفوظ ہو جاتا تھا اب اُنکا حساب خدا پر ہی وہی اسکا عوض لیگا اُسوقت علما نے کہا کہ ای یوحنا اُنھون نے یہ تحقیق کی ہین دین مین وہ دعویٰ کرتے ہین کہ افضل ناس پیغمبر کے بعد علی ابن ابیطالبؑ ہین اور اُنکو خلفائے ثلثہ پر تفضیل دیتے ہین اور صدر اوّل مین اُمت نے اجماع کیا تھا اس بات پر کہ فضیلت خلفا کی موافق ترتیب کے ہی یوحنا نے کہا کہ آیا تمھارے نزدیک یہ بات ہی کہ جو کوئی یہ کہے کہ علی ابن ابیطالبؑ ابی بکر سے بہتر ہین تو اُسے کافر کہوگے کہا اُنھون نے کہ ہان اسلئے کہ خلاف اجماع ہی کہا یوحنا نے کہ تم کیا کہتے ہو اپنے محدث حافظ ابو نعیم کو علما نے کہا کہ وہ مقبول الروایة صحیح النقل ہی یوحنا نے کہا کہ یہ کتاب اُسکی مسمّی بہ کتاب ثاقب ہی روایت کی ہی اُسمین پیغمبر خدا سے کہ آنحضرت نے فرمایا علی خیر البشر فمن ابیٰ فقد کفر یعنے علی ابن ابیطالبؑ سب آدمیون سے بہتر ہین اور جو کوئی اس سے انکار کرے وہ کافر ہی اور کہا ہی علی خیر ھذه الامة بعد نبیھا ولا یشک فی ذلک الا منافق یعنے علی ابن ابیطالبؑ بعد پیغمبر خدا کے تمام امت رسول خدا سے بہتر ہین اور اسمین شک نکریگا مگر منافق اور اسی کتاب مین ہی کہ حضرت نے فرمایا علی خیر من اخلفه بعدی یعنے علی ابن ابیطالبؑ ان

سب سے بہتر ہین جنکو اپنے بعد چھوڑتا ہون اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جناب سیدہ سے کہ آیا تم راضی نہین ہوتی ہو کہ مینے تمھاری تزویج کی اُس شخص کے ساتھ جو میری امت مین سب سے پہلے مسلمان ہوا اور سب سے زیادہ ہی علم مین اور حلم اُسکا سب سے بڑھکر ہی اور اُسی کتاب مین ہی کہ حضرت نے دعا کی کہ خداوندا میرے پاس اُس شخص کو اسوقت بھیج جو ساری مخلوقات سے بڑھکر تیرے نزدیک محبوب ہی کہ وہ میرے ساتھ آن کر کھائے اس طائر بھشوی کو بعد اسکے علی ابن ابیطالب فوراً حضرت کی خدمت مین آئے پھر یوحنا نے کہا کہ ای امت اسلام یہ تکفیر نکرو اسلئے کہ جائز ہی کہ جو مدح اصحابون کی حضرت نے کی وہ زمان حیات حضرت مین ہو بعد اُسکے بعض مرتد ہو گئے ہون جیسا کہ تمھارا امام محدث حمیدی جمع بین الصحیحین مین روایت کرتا ہی متفق علیہ کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ روز قیامت کو میرے سامنے بعض مردان امت کو لائینگے اور اصحاب شمال مین انھین داخل کرینگے اُسوقت مین کہونگا کہ خداوندا یہ تو میرے اصحاب ہین ارشاد ہوگا کہ تم نہین جانتے کہ انھون نے بعد تمھارے کیا کیا خرابیان کی ہین مین اُسوقت مین کہونگا جو بندہ صالح عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا وکنت شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئ شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت الغفور الرحیم پس اُسوقت مجھسے کہا جائیگا کہ یہ ہمیشہ مرتد رہے جبسے تمنے جدائی کی اُسوقت علمانے کہا کہ ای یوحنا یہ جو تو کہتا ہی یہ دلالت کرتا ہی بعض صحابہ کے ارتداد پر نہ یہ کہ وہ دلالت ارتداد ابوبکر و عمر اور اُنکے اتباع پر کرے تو نہین جانتا کہ رافضہ کو کسنے اس امر عظیم پر جرأت دلائی اور کہا کسنے انکو یہ جائز ہوا یوحنا نے کہا کہ تمھارے علما اور ائمہ نے مثل بخاری و مسلم انھین جرأت دلائی کیونکہ انھون نے روایت کی کہ جب پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا تو جناب فاطمہ زہرا نے کسی شخص کو ابی بکر پاس بھجوایا اور فدک کو اپنے باپ کی میراث مین اور اسی طرح جسقدر خیبر کا خمس باقی تھا طلب کیا اُسوقت ابی بکر نے انکار کیا اور کچھ نہ دیا پس غضبناک ہوئین جناب سیدہ ابی بکر پر اور مہاجرت کی اُس سے اور پھر کلام نہ کیا یہان تک انتقال فرمایا درحالیکہ غضبناک گئین اُس سے اور روایت کی ہی تمھارے ائمہ نے بیچ جمع بین الصحیحین کے کہ پیغمبر نے فرمایا فاطمہ میرے کلیجہ کا ٹکڑا ہی جو اُسے اذیت دیگا اُسنے مجھے اذیت دی یہ دو حدیثین رافضہ نے لیکر دو مقدمہ بنائے ایک کہ ابوبکر نے جناب فاطمہ کو اذیت دی اور دوسرا یہ کہ جسنے اذیت جناب فاطمہ کو دی اُسنے پیغمبر خدا کو اذیت دی اور خدا نے فرمایا ہی واَلَّذِینَ یُؤْذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اور اگر کوئی شخص تمپر حجت لائے اس جملہ سے تو کسی طرح تمکو کسی مقدمہ کا ان مقدمات سے منع نہین ہو سکتا بعد اسکے بہت کچھ یوحنا اور علمائے مذاہب اربعہ سے کلام ہوتا رہا اور یوحنا نے الزامات کثیرہ ان پر عائد کیے کہ جواب نہو سکا جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہی اور ہمیشہ یونھین رہیگا یہان تک کہ فقط زمانہ ظہور حجۃ اللہ الغالب کے

اور وہ حضرت اعانت حق کی فرمائین اللّٰھمّ عجّل فرجہٗ وسہّل مخرجہٗ **مطلب ثانی بیچ بیان حقیت فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے اور یہ کہ طبقہ اسلام مین فرقہ ناجیہ یہی ہی** جو شخص کہ طالب حق ہو اُسے چاہیئے کہ اسے اختیار کرے کہ حق یہی ہی اور یہ بر حق ہی اور یہ نہ اسلیئے ہی کہ مختار مولف رسالہ ہی اسلیئے رونق مذہب کے لیئے اپنی کہا ہی جیسا کہ ہر صاحب مذہب کا طریقہ ہی کہ اپنے مذہب کو بہتر سب سے جانتے ہین چنانچہ کتاب اللہ بھی اسپر شاہد ہی کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ بلکہ اس جہت سے کہ وجوہ اسکے حقیت پر جو دلالت کرتے ہین وہ عقلاً قوی ہین اور بہت مدت تک مولف رسالہ ہذا نے سیر مذاہب کی اور مخاصمانہ بحث و تکرار کی اور بقدر اپنی طاقت بشری کے بہت کچھ جد و جہد کی لیکن حق اسکے سوا کسی دوسرے طریقہ مین نپایا اسلیئے باستحکام و استقلال اسپر رہا اور چونکہ کوئی چیز انسان کے لیئے بہتر مذہب حق سے نہین ہی کہ فائدہ اسکا اس عالم مین ظاہر ہوتا ہی جہان پھر اختیار نہین ہی کہ مذہب بدل سکین اسلیئے اُن وجوہ تحقیق حقیت مذہب و مادہ ترجیح کو اس فرقہ کے اور جملہ فرق پر لکھتا ہون کہ یہ ہدیہ میرا اخوان مومنین و مسلمین کے کام آئے انشاء اللہ تعالیٰ پس جاننا چاہیئے کہ مطلب اوّل سے بخوبی واضح ہوا ہوگا کہ شبہات شیطانی سے تمام دنیا مین بلیات جملہ مذاہب سابقہ مین عموماً ایسے پڑے کہ حصر نہین ہو سکتا اور اسی طرح بعد جناب سالتمآب کے طبقہ اسلام مین بھی خصوصاً اختلاف آرا بحسب تعدد اہوائے مسلمین ایسا ہوا کہ بحسب مسائل اصول ہفتاد و سہ فرقہ اس امت مین ہوا اور اگر لحاظ اختلاف اصول نکیا جائے باعتبار تعدد فرقہ مین تو شاید دو سو سے بھی زیادہ ہو جائینگے چنانچہ بطور اختصار بیان جملہ فرقون کا اسلیئے بینکیا کہ تا طالب حق کو اُس سے پہلے بصیرت فی الجملہ اور اطلاع انکے اختلاف حاصل ہو اور وہ مراد بتفصیل البتہ تمام ہوئی اگر ذہن سلیم و عقل مستقیم رکھتا ہو تو دیکھنے والے کو کافی ہوگا کہ اس اختصار مین بھی خرابیان اور مذاہب کی ایسے واضح ہو چلین جن سے باستثنائے فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کیا و بحسب عقل و نقل اچھا نہ جانیگا لیکن وجوہ مرجحہ اس فرقہ کی حقیت کے پس متعدد ہین پہلے یہ کہ اس مذہب مین باطل کی امیزش نہین ہی بخلاف اور فرقون کے جنھون نے زیادتی اور نقصان کیئے ہین اعتدال اور حق سے تجاوز اختیار کیا ہی جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا دوسرے تنزیہ خدا تعالیٰ کی اور انبیا و حجج کی اسکے جیسی انکے مذہب مین ہی دوسرے فرقون مین نہین ہی اور اسکا حال بھی انشاء اللہ مباحث آیندہ سے واضح ہوگا جبکہ مقابلہ کریگا دیکھنے والا اسکا انکی تنزیہات آیندہ کا اور فرقون کی تشبیہات سے جو مطلب اوّل مین بیان فرق باطلہ مین مذکور ہوئین تیسرے یہ کہ مسائل اصول و فروع انکے موافق کتاب و سنت نبوی ہین بنا انکی اوپر رائے انسانی اور قیاس شیطانی کے نہین ہی بخلاف انکے اور سلسلہ فرقون کو دیکھو کہ جسنے جدہر منہ اُٹھایا جاتا رہا کچھ لحاظ کتاب اللہ کا اور سنت نبی کا نہین یا دیکھو اشاعرہ کو کہ وہ کہتے ہین

کہ خدا کے ساتھ اور معانی قدیمہ بھی خارج مین موجود ہین مثل قدرت وغیرہ کے لیکن نہین اُنھون نے باریتعالی
مفتقر کیا عالم ہونے مین معنی علم کی طرف اور قادر ہونے مین معنی قدرت کی طرف وسوا اسکے صفات ثمانیہ مین
معانی ثمانیہ کی طرف اور اُسے قادر لذاتہ اور عالم لذاتہ اور حی لذاتہ اور مدرک لذاتہ نگردانا جیسا کہ فرقہ امامیہ
اثنا عشریہ کرتے ہین بلکہ متصف ہونے مین اُسکے ساتھ ان کمالات کے مفتقر طرف ان صفات کے کیا اور جب
ایسا ہوا تو خدا کو محتاج و ناقص فی ذاتہ اور کامل بغیرہ کیا تعالی عن ذلک علوا کبیرا اور نہین کہتے کہ
یہ صفات خدا کے ذاتی ہین اسلیئے اُنپر اُنکے شیخ فخر الدین رازی نے اعتراض کیا ہے کہ نصاری نے کفر کیا اسلیئے
کہ کہا انھون نے کہ تین قدیم ہین اور اشاعرہ نے تو نو قدیم کیے فقط اور واقع مین ظاہر یہ ہے کہ اشاعرہ نے اپنے
خدا کو بوجہ صحیح نہین پہچانا بلکہ بوجہ غیر صحیح پہچانا ہے اور اس معرفت مین ان مسلمانون کے اور معرفت باقی کفار مین
کوئی فرق نہین معلوم ہوتا کیونکہ کوئی قوم و ملت ایسی نہین ہے جو خدا کا انکار کرین بلکہ سب خدا کو ثابت کرتے ہین
اور خدا کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہین کہ موجود ہے اور خالق ہے باستثنائے فرقۂ قلیل دہریہ کہ وہ البتہ اسکے قائل ہین
کہ نہین مارتا ہمکو مگر دہر والاسب خالق اور حمیت خدا کو جانتے ہین سب سے بدتر مشرکین و بت پرست ہین
مین لیکن وہ بھی اسلیئے پرستش کرتے ہین کہ اُنکے ذریعہ سے قرب خدا حاصل ہو جیسا کہ حق تعالی نے قرآن مین
بطریق حصر اسی حکایت کو فرمایا ہے اور مولف رسالہ کو ایکبار اتفاق صحبت گفتگو ہوا ایک شخص سے کہ وہ بزرگان
و علماء طائفہ ہنود سے سالک و دہ خاص ہے چنانچہ مینے اُس سے پوچھا کہ تم بت پرستی کو کیون اچھا جانتے ہو
اِن صورہائے مصنوعہ مین کیا ہے اُسنے مجھسے کہا کہ بت پرستی اچھی چیز نہین ہے لیکن فقط اسلیئے ہے کہ نفس بشری
متوجہ طرف اللہ الحق کے یون نہین ہوتا جب تک بریاضت مطیع و معتاد نکیا جائے اسلیئے یہ رکھا ہے کہ ایک
صورت بنا کر سامنے رکھین اور خیال کرین یہ خدا ہے اور اُسکی عبادت و اطاعت یہان تک کرین اِس اعضا
و جوارح سے کہ رفتہ رفتہ نفس معتاد ہو کر متوجہ طرف خدا کے ہو جائے اور سوا اُسکے ہر چیز نظر مین بے حقیقت
معلوم ہو اسوقت جب اہل خدا تک قریب ہو جائین اور مرتبہ قرب الہ حاصل ہو جائے پھر بت پرستی بے فائدہ
اور حرام ہے بالجملہ بت پرست بھی بت کو خدا نہین جانتے لیکن حصول قرب الہی کا ذریعہ سمجھتے ہین اور
بتون کے ذریعہ سے خدا کو پہچانتے ہین لیکن یہ معرفت خدا کی بطور باطل ہے کہ بت خدا سے قریب کر دینگے اسلیئے
ممنوع و مذموم ہوئی اسی طرح یہود نے اعتقاد کیا کہ عزیز خدا کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے
پس اُن دونو نے خدا کو پہچانا لیکن اس طرح پہچانا کہ خدا صاحب اولاد ہے اور یہ خلاف تنزیہ ہے اسلیئے یہ معرفت
باطل کی گئی اسی طرح جسنے جسمیۃ و صورت و تخطیط کا اعتقاد کیا پہچانا اُسنے بھی خدا کو لیکن ان خرابیون کے
ساتھ پہچانا یہ معرفت باطل ہوئی اسی طرح سب نے دریاے معرفت الہی مین کہ بحر عمیق و مظلم ہے غوطہ زنی کی لیکن

جسکا راہ بتانے والا عارف تھا وہ اُنھین سیدھی راہ لیگیا اور مقصود تک معرفت صحیح کامل ہی پہونچا دیا اور جس جس کا راہ بتانے والا ناقص اور نابلد و بے علم مثل اُنکے تھا وہ ساحل مراد تک نہ پہونچا سکا بیچ ہی مین بھٹک بھٹک کے تباہ ہو گئے بمقتضائے لا یزیدہ کثرۃ السیر الا بعداً راہ حق سے دور پڑ گئے اور کوئی فائدہ غوطہ زنی سے ساحل مراد تک پہونچنے کا نہ پایا بلکہ طالب مروارید ہو کر گئے تھے اُس سیاہی بحر عمیق مین جو کنکر پتھر ملا اُسے لے آئے اور اُسکو اپنے ذہن مین مروارید سمجھا کئے کیونکہ انھون نے نہ مروارید تک رسائی پائی نہ دیکھا جو پہچانتے اور تمیز کرتے کہ یہ مروارید ہے یا نہین بخلاف اُسکے جو ساحل مراد تک ہو آیا اور یا مراد و مروارید لے آیا وہ جب غیر مروارید کو دیکھتا ہے تو جانتا ہے اور پہچانتا ہے کہ مروارید کیسا ہوتا ہے اور غیر مروارید کیا کیا چیز ہے لیکن اشاعرہ اور اُنکے تابعین نے تو نصاریٰ و یہود و مشرکین سے جو قائل صاحب اولاد و شریک ہونے کے باریتعالیٰ کے حق مین ہین ترقی زیادہ کی کیونکہ اہل مذہب کوئی اسکا قائل نہین ہے کہ حق تعالیٰ اولاد و شریک کا اپنے افعال ذاتی اور بدائع حکمت مین محتاج ہے اور انھون نے تو خدا کو ہر فعل مین محتاج طرف معانی ہشت گانہ کے جنھین صفات ثبوتیہ کہتے ہین کیا پس یقینی یہ انکی معرفت خدا کے ساتھ منجملہ اُن اسباب کے ہے جو اُنکے اور شرکا کے ساتھ موجب خلود نار ہو اور کلمہ اسلامیہ اُنکے لئے موجب حفظ النفس و مال کا اُنکے قتل و غارت سے ہوگا پس ہم فرقہ امامیہ اثنا عشریہ اُنسے امر ربوبیت مین جدا ہوئے اس طرح کہ ہمارا خدا وہ ہے جو تنہا اور ایک ہے قدیم و ازلی ہونے مین اور اُنکا خدا وہ ہے جسکے قدیم ہونے مین آٹھ شریک ہین والحمد للہ الواحد المتفرد بالقدم علی ذلک بلکہ بحمد اللہ ہم فرقہ امامیہ اثنا عشریہ جملہ اصول مین اُنسے جدا ہین کیونکہ اُنکا وہ خدا ہے جو محتاج طرف معانی ثمانیہ کے ہے اور اُسکا وہ نبی ہے جو معصوم نہین اور خلیفہ بلافصل اُنکے ابوبکر ہین اور ہمارا خدا وہ ہے جو متفرد بالقدم اور ازلی ہے صفات اُسکے عین ذات اُسکی ہین وہ کسیکی طرف محتاج نہین ہے سب مخلوق اُسکی محتاج اُسکی طرف ہین نبی آخر زمان اُسکے محمد مصطفے وہ ہین جو معصوم ہین اور خلیفہ بلافصل بعد اُنکے علی ابن ابیطالب اور اُنکی اولاد طاہرین ہے عدل مین اُنکا مذہب یہ ہے کہ حسن و قبح افعال کا تابع امر و نہی ہے اگر خدا مطیع کو داخل جہنم کرنیکا حکم دے اور عاصی کو بہشت مین لیجائیگا تو اُسیکا نام عدل ہے اور ہمارے یہان حسن و قبح افعال کا تابع عقل ہو معاد اُنکے یہان وہ ہے جسمین خدا کی رویت ضروری ہے یا خدا انکو آگر جہنم مین پاؤن رکھیگا ہمارے یہان معاد اسکا نام ہے کہ مخلوق انھین اجساد کثیفہ مین قبر سے اُٹھائے جائینگے اور جزا و سزا اپنے اعمال پائینگے اور جس طرح خدا اس دنیا مین منزہ و برتر اس سے ہے کہ مشابہ عباد سے کسی مرئی ہو جائے اور لوازمات جسمی اُسکے ساتھ پائے جائین اسی طرح روز قیامت مین رہیگا جس طرح بیان اُسنے فرمایا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر اسی طرح روز قیامت مین مرئی نہو گا علاوہ اس مباینت کے اعتقاد اس فرقہ کا یہ ہے کہ شرط دخول بہشت لا

ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم اجمعین ہی اور یہ فرقہ اِنہین وجوہ سے متوحد ہی تمام فرقہ ہائے طبقۂ اسلامی سے دو
اسیکا نام کمال افتراق ہی کہ کسی بات مین اور فرق سے مشابہ نہو والا جملہ فرق آپس مین متشارک اصول و عقائد
مین ہین تھوڑے تھوڑے فرق سے فرقہ فرقہ علیحدہ ہوا ہی یہ مخصوص ہی فرقۂ اثنا عشریہ کے لئے ہی یہ باب اول
عقائد مین مباین ہین تمام فرقہ ہائے طبقہ اسلامیہ سے تو اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ پیغمبر خدا نے جو خبر دی تھی کہ
ستفرق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ واحدۃ منہا ناجیۃ والباقی فی النار تو اب یا واحدہ سے یہی فرقہ
مراد لیا جائے جیسا کہ ظاہر ہی کہ یہ فرقہ فقط جملہ فرقون سے جدا ہی یا غیر انکے مثل اشاعرہ وغیرہ جیسا کہ انھون نے
دعوی کیا ہی تو اگر ایسا ہو تو چاہیئے جملہ فرق ناجی ہون کیونکہ بنائے نجات صحت اصول و عقائد پر ہی اور اصول مین
سوائے اثنا عشریہ فرقہ کے سب متشارک ہین پھر کیا وجہ کہ اور نہ بخشے جائین عقائد مین شریک ہون نجات مین
علیحدہ ہون اور جب سب ناجی ہون تو واحدۃ منہا ناجیۃ والباقی فی النار درست نہین آتا بلکہ کلہم ناجیۃ و واحدۃ فی
النار ہوتا ہی اور وہ خلاف مراد نبی ہی علاوہ اسکے حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہی کہ حضرت نے فرمایا انی
تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی الخ اور یہ ظاہر ہی کہ بعد نبی دونو کے ساتھ
برابر اتباع و تمسک سوا اس فرقہ کے اور کسی نے فرق اسلامیہ سے نہین کیا بلکہ پیغمبر کے قریب وفات ہی سے
حسبنا کتاب اللہ شروع ہوا اور وہی آج تک ہی کہ اگر نام ائمہ علیہم السلام کا جو خاص عترت نبی ہین کہین
آجاتا ہی تو منھ پھیر لیتے ہین بلکہ سچ یہ ہی کہ تمسک تو انسے او اتباع انکے قول کا تو بڑی چیز ہی اگر نام بھی انکے اور فرق
علما سے پوچھیے تو کسیکو یاد نہین سوا اسکے خود تعیین فرقۂ ناجیہ وہ الکی حدیث صحیح مین آنحضرت نے فرمائی کہ
مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق وھوی اب کوئی بھی صاحب عقل سلیم کے
نزدیک باقی نرہا اسمین کہ مذہب حق فرقۂ اثنا عشریہ کا ہی اور یہی فرقہ فرقہ ناجیہ ہی کیونکہ یہی فرقہ سب سے جدا ہی
اصول و عقاید مین بلکہ اکثر مسائل فروع مین بھی جس سے واحدۃ منہا ناجیہ کا مصداق ہوتا ہی اور یہی فرقہ
راکب سفینۂ اہلبیت علیہم السلام ہی خاص اسی فرقہ نے اطاعت کامل کی ہی کہ تا قیامت خلافت نبی کو بارہ اہلبیت
معصومین مین انکے منحصر جانا اور انکی اطاعت کی ہر امر مین موافق انکی ہدایت کے خدا کو پہچانا نبی کے ارشاد کو
مانا محبت کو انکی اپنا ذریعۂ نجات جانا خوشی سے انکی خوشی کی غم سے انکے غم کیا بخلاف اور فرق اسلامیہ کے کہ
انھون نے کچھ قدر و اطاعت اہلبیت کی نکی اور ہمیشہ انکے حقوق کے اتلاف بلکہ نفوس کے اتلاف مین کوشش
کرتے رہے اور ابھی تک اس سے باز نہین آتے اگر کوئی آج بھی کہے انسے کہ فلان معصوم صاحب کرامات ہی تو
منازل طی کر کے جاتے ہین آس پاس لیکن کبھی نہ دیکھا کہ جیسے خدا نے ولی اللہ خطاب یا اسکے قبر کی طرف منھ کر کے
دور ہی سے زیارت کر لین ثم الحمد للہ علی ذالک کلہ اور منجملہ وجوہ مرجحہ مذہب اثنا عشری کے یہ بات ہی کہ انھون نے

دین اُن ائمہ سے لیا ہے جو یقینی معصوم ہیں اور دوست و دشمن کے نزدیک فضل و علم و ورع و عبادت
اُنکی مسلم ہے اُنکی فضیلت مین حق تعالی نے سورہ ہل اتی آیہ تطہیر آیہ ایجاب مودت قربی آیہ ابتہال وغیرہ کو
قرآن مین نازل فرمایا ہے اور اُسے موافق اور مخالف سب تسلیم کرتے ہین کسیکو محل انکار نہین ہے اور جب ایسا ہے
تو یقینی یہ مذہب والے اپنے صحت دین کا اور اپنی نجات کا جزم و یقین ایسا رکھتے ہین جیسا اُنکے ائمہ کو یقین تھا
اور سوا اُنکے اور فرق اسلام اور اُنکے ائمہ کو بالیقین نجات نہین کر سکتا کیونکہ کسی اور کی شان مین اس طرح شہادت
کتاب اللہ کی مین نہین وارد ہوئی جیسے کہ بعض کتاب شہادت آلہی یقینًا ناجی ہین اور متابعت یقین کنندہ
نجات کی بہ نسبت شک کنندہ کے بہتر ہے اور انھین وجوہ سے یہ ہے کہ بملاحظہ کتب معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ والون نے
تعصب کو غیر حق مین کہین اختیار نہین کیا بلکہ تابع مرضات آلہی و فرمان پیغمبر و اپنے ائمہ علیہم السلام کے ہین بخلاف
اُنکے غیر فرق کے کہ اُنھون نے یہ تسلیم کر کے کہ حق یہ ہے پھر غیر حق کو اختیار کیا ہے چنانچہ غزالی اور متوکل نے کہ دونو
امام مذہب شافعیہ ہین تصریح لکھا ہے کہ اگرچہ تسطیح قبور کے شارع علیہ السلام سے وارد ہے اور وہی مشروع ہے
لیکن جب رافضہ نے اُسے اپنا شعار کیا تو ہمنے خرشتہ بنانے کی طرف کہ ترجمہ لفظ تسنیم ہے عدول کیا اور زمخشری
نے کہ منجملہ ائمہ مذہب ابی حنیفہ ہے تفسیر قول خدا ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ لکھا ہے کہ اگرچہ مقتضی اس آیۂ
کریمہ کا یہ تھا کہ ہر مسلمان پر درود بھیجے جائے لیکن جب اُسی رافضہ نے اپنے ائمہ مین اختیار کیا تو ہمنے پیغمبر کے سوا
سب پر درود بھیجنے کو منع کیا اور صاحب ہدایہ نے ابو حنیفہ سے نقل کی ہے کہ اگرچہ مشروع انگوٹھی پہنا دست راست
مین ہے لیکن چونکہ رافضہ نے اُسے اپنا شعار کیا لہذا ہمنے دست چپ مین پہنا اختیار کیا اسی طرح بہت کچھ
تعصب و رفرق نے کئے ہین کہ غیر حق کو اختیار کیا ہے اب لائق غور یہ امر ہے کہ تغیر شرع اور تبدیل حکم نبی
کسکا کام ہے لیکن انھون نے بہت کچھ باعتین پیدا کین اور اعتراف بھی اُسکا کرتے ہین اور یہی طریقہ اُنکے یہان
اُنکے صدر ائمہ اول سے چلا آتا ہے جیسا کہ قول عمر بن الخطاب صاف اُسپر دلالت کرتا ہے متعتان کانتا
محللتین فی عہد رسول اللہ وانا انہی عنہما و اعاقب علیہما اور اسی طرح طلحہ و زبیر کا عائشہ کے ساتھ خروج کرنا
جنگ جمل مین کتنا بد اور قبیح ہوا ہے خدا جانے کس طرح پیغمبر خدا کو منھ دکھائینگے روز قیامت حالانکہ اگر کوئی شخص
ہم مین سے کسی غیر کی عورت سے باتین کرے اور اُسے اُسکے گھر سے نکال لیجائے اور اُسکے ساتھ سفر کرے
تو تمام دنیا سے زیادہ اُسکے شوہر کے نزدیک دشمن و رُبرا ہوگا باوجود اسکے پھر کیونکر ہزارہا آدمی نے مسلمانون
سے اُن دونو کی اطاعت اختیار کی اور کچھ بمقابل علی ابن ابیطالب حق ناحق کا لحاظ نہوا اس سے زیادہ تعصب ان
فرق کا اور کیا ہوگا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اور انھین وجوہ مرجحہ سے جبکہ طبیعت بہ کسی
طبقۂ اسلام میں منجملہ مسائل اصول مسئلۂ امامت مین اختلاف و طرح ہوا ایک اسکے قائل ہوئے کہ امامت باتفاق امت

ہوتی ہو اور دوسرے اُسپر ہوے کہ امامت بنص قائم ہوتی ہو بالجملہ جیسا کہ وجود جناب باریتعالی مین سب نے
اعتقاد و تسلیم کیا ہو کہ خدا موجود ہو اور خالق ہو مگر فرقہ دہریہ اسی طرح طبقہ اسلام مین سب نے اتفاق کیا ہو کہ
علی ابن ابیطالب خلیفہ رسول اور امام ہین بعد نبی کے کیونکہ جو باتفاق امت کہتے ہین وہ بھی قائل ہین کہ بعد
عثمان کے اصحاب رسول خدا نے باتفاق یکدگر علی ابن ابیطالب کو خلیفہ بنایا اور جو قائل نص ہین وہ تو
کہتے ہی ہین کہ پیغمبر نے اپنی زندگی مین خلافت علی ابن ابیطالب پر نص کی حتی کہ بعض فرقہ خوارج کہ انسے زیادہ کوئی
متعلق عداوت نہین ہو مگر یہ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے علی ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ کیا تھا عمر بن الخطاب نے
نہ مانا بالجملہ فرقہ اثنا عشریہ کی ترجیح اور مذاہب پر اسی مرتبہ مین بہت خوب وضیح ہوتی ہو کہ انکے امام کی امامت پر
اتفاق صحت تمام طبقہ اسلام کو ایسا ہو جیسا وجود باری پر جملہ اہل ادیان متفق ہین اور جب امام کی صحت ایسے
طور واضح سے ثابت ہو چکی تو جملہ احکام شرعی اور عقائد انکے اور انکے جانشینون کے جو بذریعہ نص سابق و واسطے
لاحق کے ہوے صحیح متصور ہونگے اور کوئی سوا انکے اور فرقہ والا اپنے دعوی صحت مذہب پر ایسی دلیل واضح نقل نہین
کرسکتا و الا یہی گو اور یہی میدان ہو آئے جسکا جی چاہے اور بمقابل اسکے دلیل لاے اور وجوہ مرجحہ سے اس
مذہب کے یہ ہو کہ بالحاظ سیرت پیشوایان فرق یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ ہمیشہ لاحق جو کامل ہوا اُسنے سابق سے
بالضرور خلاف کیا مسائل اصول و فروع مین چنانچہ فرقہ اشاعرہ مین دیکھیے کہ چار امام مذہب اُسمین ہین اور چارون
مین کسقدر خلاف اصول و فروع مین ہو کہ اگر سب لکھا جاے تو ایک کتاب مستقل کثرت اختلافات کی ہو بخلاف فرقہ امامیہ
اثنا عشریہ کہ باوجود کثرت ائمہ مذہب کہ مثل چند ائمہ اشاعرہ مین لیکن از علی ابن ابیطالب علیہ السلام تا صاحب العصر علیہ السلام
سب متفق القول ہین کہین نہین دیکھا گیا کہ کسی نے کہا ہو کہ علی ابن ابیطالب نے جو فرمایا وہ غلط ہو لیکن حق یہ ہو
جو ہم کہتے ہین یا ہماری راے مین یہ آتا ہو بلکہ ہر ایک دوسرے کا مصدق قول و یقین ہو اور سب کے سب قرآن سے
یا قول نبی کے موافق حکم فرماتے ہین اور اگر کسی نے پوچھا بھی کہ آپکی راے اس مسئلہ مین کیا ہو تو یہی فرمایا کہ ہم اپنے
سے حکم نہین کرتے بلکہ جس طرح حق تعالی نے حکم فرمایا ہو کہتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ علم حقیقی یہ ہو
جسے یہ سب جانتے ہین کیونکہ حقیقت شی کی بدلتے نہین اور ایسا نہوتا تو انمین بھی یہ اختلاف ہوتا اور ہر ایک انمین
سے بھی کہ علم و کمال مین ایک مثل دوسرے کے ہو موافق اپنی راے اور خیال کے مثل دیگر پیشوایان فرق کے تغیر
و تبدیل اصول و فروع مین کرتا و اذ لیس فلیس الا الحق اور انہین وجوہ مرجحہ فرقہ سے یہ ہو کہ کتب تواریخ وغیرہ کے دیکھنے
سے بخوبی یہ امر ثابت ہوتا ہو کہ جناب رسالتمآب کے بعد سے اب تک کبھی دنیا نے واقعہ اہلبیت سے اور اس عہد والون
ایسی نہین کی جیسی انکے مخالفین سے کی بلکہ مثل انکے ائمہ کے اس دار فنا مین مثل انبیاے سابقین کے رہے کہ ہمیشہ
جاحدین و منکرین کے ہاتھ سے کیا کیا اذیتین اٹھائین اور مارے گئے لیکن اعلان کلمہ حق سے دست بردار نہین ہوے

اسی طرح اسکے ائمہ بھی ہمیشہ مورد آفات و مبتلائے صنوف ابتلا دست ظلمہ و مخالفین سے اس امت کے ہوتے رہے
ولیکن کبھی اپنے طریقۂ حق کو نہین چھوڑا اور اعلان و تلقین دین حق سے باز نہین آئے اور کبھی جان اپنی عزیز نہین کی
اور راحت اور وسعت دنیا کو راحت اخروی پر اختیار نہین کیا اور یہ عمدہ دلیل ہے کمال یقین و حقیت مذہب پر
ان بزرگوارون کے کہ جیسا انبیا نہین بدلے اسی طرح کبھی انھون نے بھی انحراف نہین کیا اسوقت مجھے معرکۂ طفوف
یاد آیا ہے کہ روز عاشورہ کیسی کیسی اذیتین اور مفارقتین عزیز و انصار کی اور ذلتین قید و بند کی باقیماندگان کے پیش نظر تھین
اور کیسی بلائے جوع و عطش و حرارت آفتاب و گرمی و خشکی ریگستان احاطہ کئے تھی اور کیا کیا آوازین العطش قتلنی
کی گوش زد ہوتی تھین اور کیسا کیسا صدائے گریۂ عورات و اطفال شدت خوف و زیادتی گرسنگی اور تشنگی سے دلکو
دردمند کرتا تھا اور کیسی کثرت افواج و آلات حربی بجانب مخالف اور قلت اعوان و انصار و بے سامانی ہر گونہ اپنی
طرف غلبہ و استیلا سے مایوس کراتی تھی اور ان شدائد کے ساتھ خوب جانتے تھے کہ اگر بیعت کر لون تو ابھی نجات
مکارہ دنیا سے ہو جاتی ہے اور مدت العمر وسعت و راحت سے زندگانی بسر ہوگی لیکن چونکہ خلاف حق تھا ہرگز گوارا
نہ کیا اور شہادت و سعادت ابدی کو اپنے سید الشہدا نے اور حضرت کے ہمراہیون نے پسند و اختیار کیا اب مین
پوچھتا ہون کہ کیون اے صاحبان بصیرت آیا طبقۂ اسلام مین بلکہ ساری دنیا مین ایسا سخت امتحان کسی اور فرقہ کا
بھی ہوا ہے کہ وہ اسپر باقی رہا ہو ہمنے خوب تجربہ کیا اور دیکھا ہے کہ ہر شخص متحمل مکروہ کا اپنی ذات خاص کے لئے
کسی قدر ہو سکتا ہے لیکن کبھی یہ نہین گوارا کر سکتا کہ بیٹے بھتیجے بھانجے بھائی جوان بچے قتل کئے جائین اور قید ہون
اور غیرت دار کبھی اسکو گوارا نہین کرتا کہ عورات مین سے ازواج و بنات و خواہرات نامحرمون کے ہاتھ باختیار اپنے اسیر
و بے پردہ ہون لیکن ان غیر مرضیات کو متحمل ہونا اور سردار اور عالی خاندان و غیور کا گوارا کرنا دلیل واضح مثل آفتاب
ساطع ہے کہ یقینی بحصول یقین حقیت مذہب تھا اور ساتھ والون کا انکے ان شدائد مین ہمرہی سے باز نہ آنا اور
اپنی جان کو قربان کرنا اور کچھ اپنے خاندانون کی تباہی و بربادی سے اندیشہ نکرنا بمقابل اعانت حق بہت کافی ہے
یقین کرنیکو اس امر کے کہ مذہب اس فرقہ کا حق ہے اور اسیکے لئے پیغمبر خدا نے وعدۂ نجات فرمایا ہے کیونکہ ہم خوب
جانتے ہین کہ ہمراہی حضرت کے بھی رؤسا اور علما بلکہ بعض صحابی پیغمبر خدا تھے پس اگر حق نہوتا تو کیونکر ناحق پر
متحمل ان شدائد کے ہوکر جان دیتے علاوہ اسکے انکے اور ائمہ کو بھی کبھی سلطنت و حکمرانی دنیا کی مثل خلفا اور
ائمہ جور کے حاصل نہین ہے گو کوئی یہ گمان کرے کہ اختیار و شیوع اس مذہب کا بامید جلب منفعت دنیا ہوا
ہوگا خاص مدت خلافت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا جو تھا وہ بہت اضمحلال و بے اختیاری سے گذرا وقت بیعت
یہ کہتے جاتے تھے کہ بیعت سیرت شیخین پر کرتے ہیں اور حضرت جواب مین فرماتے جاتے تھے بل علی سیرت رسول اللہ
احکام شرعیہ کے بھی نفاذ کی نوبت اچھی طرح نہ آئی تھی چنانچہ منقول ہے کہ جب اپنے زمان خلافت مین حضرت نے

نماز تراویح کے پڑھنے کو بجماعت منع فرمایا اور کہا یہ بدعت ہے تو منافقین مسجد مین جمع ہوئے اور واعمراہ واعمراہ
کہکہکر چلائے اور روئے بلوے کی صورت پیدا کی مجبوری پھر مختار کیا پھر اور ائمہ علیہم السلام کے اختیارات دنیا کا
تو کچھ پوچھنا ہی نہین ہے کہ کیا تھا باوجود اسکے ہمیشہ طالبان حق اُسے اختیار کرتے رہے اور جانین دیتے رہے
دیکھو تاریخ ہائے اسلامی کو کسقدر شیعہ زمان بنی عباس مین اور کسقدر زمان بنی امیہ مین قتل ہوئے ولیکن کبھی
راہ حق سے نہین گذرے اور اب تک کسقدر دنیا ان پر تنگ ہے اور دشمنان دین انکے درپے ہین کہ جہان پاتے ہین
اور دست رس ہوتا ہے تو اذیت رسانی اور قتل مین دریغ نہین کرتے ولیکن ان سب کے ساتھ حق پسند رضائے
الٰہی کے لئے ہمیشہ ان امور کو گوارا کرتے ہین اور سفینۂ اہلبیت علیہم السلام پر بیٹھنے سے اپنی نجات طوفان ضلالت
سے جانکر ہمیشہ بیٹھتے جاتے ہین اور باوجود اسکے کہ اکثر علما انکے شہید کئے گئے لیکن کچھ ایسا لطف حق مین ہے کہ پھر
باز نہین آتے اور نہ آئینگے انشاء اللہ تعالیٰ کائنا ما کان **تنبیہ** بیان فرقہ صوفیہ دیگر فقرا و نواصب کے جاننا چاہئے
کہ لفظ تصوف قبل اسلام مستعمل فرقۂ حکما مین تھا کہ جنھون نے حق سے میلان کیا تھا اور بعد اُسکے ایک جماعت
زنادقہ مین مستعمل ہوا جب اسلام شایع ہوا اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کے بعد اختلافات دین مین واقع ہو چکے اور
فرق کثیرہ اس طبقہ مین بھی ہو چکے تو ایک جماعت مخالفین فرقۂ امامیہ سے مثل حسن بصری اور سفیان ثوری اور
ابو ہاشم کوفی اور انکے اتباع ملقب ساتھ اس لقب کے ہوئے اور واضح رہے کہ یہ تمام جماعت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی
دشمن اور مخالف تھی اور انھون نے ائمہ علیہم السلام سے انکے زمانے مین معارضات و مباحثات کئے ہین اور ہمہ تن اس
جماعت کی فکر و ہمت اسپر مشغول تھی کہ نور خدا کو بجھا دین لیکن خدا نے اپنے نور کو تمام کیا اور تمام کریگا ولو کرہ الکافرون
اور فرق باطلہ نے اختلاف اصول مذاہب مین کرکے اپنے اپنے پیشرو ان کے موافق ایک ایک طریقہ اختیار کی وہ سب
کام نہین کہا لیکن اس فرقہ کی اصل غرض یہ تھی کہ ائمہ ہدیٰ کو مٹا دین اور خود بمقابل انکے امام طریقت بنین اور اُسکے
ذریعہ سے کسب دنیا کرین اور جو جو باتین شیعہ اپنے ائمہ مین ذکر کرتے ہین وہ اپنے مین ظاہر کرین اور سفہا کو دکھا کر دام
تزویر مین اپنے پھنسائین چنانچہ پہلے اسواسطے بہت کچھ ریاضتین اور انواع نیرنجات و طلسمات و اعمال کہ حکمائے سابقین اور
ملاحدہ و کفرہ و کاہنین و ارباب رقی سابق مین کرتے تھے اُسے حاصل کیا تاکہ بذریعۂ اسکے وہ افعال جو خلاف عادت
اکثر خلق ہین اور علتین انکی سب پر ظاہر نہین ہو سکتین عمل مین لائین اور اُسمین دعائے کرامات کرین چنانچہ ایسا ہی کیا
کہ پہلے عارف بنے اور کہا کہ ہم خدا ہین یا خدا رسیدہ بعد اسکے مدعی کشف ہوکر بذریعۂ اعمال مذکور مکاشفات ظاہر
کرنے لگے اور سفہا کو مرید بنانے لگے بعض خدا بن گئے اور بعض مدعی کشف ہوکر بنی ائمہ ہدیٰ سے و اتباع حضرت
سے مستغنی ہوئے چونکہ شیعہ کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو جمیع علوم سے تکمیل فرمائی اسی طرح بتعلیمات
حضرت کے علم کان و ما یکون ائمہ ہدیٰ کو بھی پہونچا ہے اور بروقت حاجت وہ اسپر مطلع ہوتے ہین اور ہر چیز کی حقیقت

اُنپر ظاہر ہی اور جملہ امور مین اُنھین حق تعالیٰ نے قدرت تاثیر کی عطا فرمائی ہی تو انھون نے بھی دعوی کیا کہ
خدا ہم مین حلول کئے ہی اور ہمکو مرتبۂ کشف و کرامات حاصل ہی تاکہ اُنپر ترقی کر جائین بالجملہ بہت مبراعقیدہ ہی اور ہمیشہ
علمائے مذہب امامیہ اثنا عشریہ اُنسے موافق ہدایت ائمہ ہدی علیہم السلام اپنی بیزاری ظاہر کرتے آئے ہین
اور کتابین انکی مذمت مین لکھین ہین چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بھی انکے اکابر سے ہمیشہ انکے رد و قدح مین
طول دیا خصوصًا دربارۂ حسین بن منصور حلاج کہ اسکے حکایات و قصص کتب علمائے امامیہ مثل غیبۂ و اقتصاد
شیخ طوسی علیہ الرحمہ مین مذکور ہین اور مخالفین دعائے الغیبہ آمین کرتے تھے اور شیخ مفید علیہ الرحمہ تکفیر کرتے تھے
یہان تک اس بابے مین فرمان جناب صاحب العصر علیہ السلام وارد ہوا جسمین حضرت نے حکم لعن اُسپر صادر فرمایا تھا
اور وہ وہ شخص ہی کہ جو کہتا تھا لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللّٰہِ اور اپنے اصحاب کو مکہ مشرفہ کے جانے سے حج کے واسطے
منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرے گرد طواف کرو کہ مکہ خدا کا گھر ہی اور مین خود خدا ہون بالجملہ ایسی ترقیان باطل
ستیزی مین اس طایفہ کی ہین اور چونکہ انکی کتابون مین تجاوز و تسامح زیادہ ہی کہ جس سے سہولت اہل دنیا کو
ہوتی ہی مثلاً غنا کے بارے مین اُنکے یہان یہہ ہی کہ حرام غنا وہ ہی جو مجلس فساق اور جلسۂ شراب مین ہو الّا حلال ہی
ثواب کیا طالبان عیش دنیا کو لطف و سہولت اُس سے متصور ہی اور اسکی تصریح غزالی اور اُنکے اتباع نے کی ہی پس
بالضرور بعض افراد غنا کو انھون نے حلال کیا اپنے تابعین کے لئے اور چونکہ اہل علم سے تھے اسلئے جو جو سہولت
پسند تھے وہ اُدھر مایل ہوئے کہ التذاذ نفس بھی حاصل رہا اور خلاف دین بھی ظاہر مین نہین ہوا الّا ایک عالم کے
قول کے موافق ہوا یا ترک تزویج اور توجہ طرف مردان سادہ رو کی جائز کی انھون نے پھر اس کیسے ہی سبک روی
لازم آئی اسی سے زیادہ تر میلان اکثر ناس کا طرف اس فرقہ کے ہوا اور چونکہ ظاہر اس فرقہ کا یہہ ہی کہ تارک دنیا ہین
بجز فقر و زہد کچھ کام نہین ہی اور اسی طرح بجز معرفت الٰہی اور تعلق بخدا اور کسی بات سے مطلب نہین ہی کسی سے بحث
و تکرار نہین کرتے کسی مذہب والے کو بُرا نہین جانتے اتحاد خالق و مخلوق کے قائل ہین کسی سے دشمنی نہین ظاہر
کرتے اور ایسا مذہب وسیع اختیار کیا ہی کہ جسمین مسلم و کافر اور منافق و فاجر و غنی و فقیر سبکو رضامند کر دیتے ہین
اسلئے زیادہ تر انکی طرف اہل دنیا کی رجوع ہوئی اور بہت رونق انھین شیطان نے دی موافق و مخالف سب نے
انھون نے اتفاق کیا سلاطین و ملوک مین سے کچھ بمخالفت ائمہ ہدی علیہم السلام اور کچھ بخواہش سہولت تعیش دنیا
انکی طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے تئین انکا مرید ظاہر کیا اور جب ملوک و سلاطین کو ایسا دیکھا تو رعایا بھی مرید ہو گئی
اور اُسی سے انھین منافع کثیرہ ہر قسم کے اور ترقی دنیا کی بہت جلد حاصل ہوئی بالجملہ اعتقاد اس طائفہ کا یہہ ہی کہ
حق تعالیٰ کل مخلوقات مین اپنے حلول کئے ہی یہان تک کہ قاذورات مین بھی تعالی اللّٰہ عما یقول الکافرون علوًا
کبیرًا اور اس حلول کی تمثیل مین وہ کہتے ہین کہ جس طرح دریا کا پانی اور موج وقت اضطراب دریا متعدد معلوم ہوتی ہین

کہ دیکھنے مین لاکھون موجین ہین لیکن واقع مین وہ سب ایک دریا کا پانی ہی کہ تموج نے اُسے کثیر کر دیا ہی تو یہ موج
متعدد اعتباری ہین مع الاحقیقت سب کی ایک ہی اسی طرح تمام مخلوقات اُنکی عین خدا ہین اور تعدد ان مین
بسبب عوارض خارجیہ اور تشخصات کے جو مادہ کو ان مخلوقات کے عارض ہوا ہی چنانچہ بزرگ طائفہ انکا شیخ
عطار جب اُسکے اخبار کفر و اضلال مسلمین کے بادشاہِ زمان کو پہونچے تو بحسب فتوائے علمائے وقت اُس
بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اُسکا سر کاٹ لائے جب وہ آیا تو اُسنے کہا تو میرا پروردگار ہی جس صورت مین تو چاہتا ہے متصور ہو
اگر میرا مارنا منظور ہی تو مین یہ ہون بعد اُسکے اُس جلاد نے اُسے قتل کیا اور مخلوق کو پروردگار بنانا اُسکے کچھ کام
نہ آیا واضح رہے کہ یہ مذہب اعتقاد بہ نسبت مخلوق و خالق کے نہ فقط مخالف کتاب اللہ و سنت نبی و اخبار ائمہ
صادقین علیہم السلام ہی بلکہ اہل دیانات مین سے بھی ایسا نہین کہتے ہان مشرکین اہل آرا مثل بعض حکما و
مشرکین براہمہ اہل ہند کا یہ مذہب تھا اور ہی انھین سے انھون نے اس مذہب باطل کو لیکر اپنا نام کیا اور
عاشق خدا اور عارف اور سالک و ولی اللہ ہونے کا ادعا کیا چنانچہ مولف رسالہ کو اکثر اکابرین براہمہ سے صحبت
اور گفتگو کا موقع ملا اور بخوبی یہ تحقیق ہوا کہ یہ مذہب انکے قدما کا ہی پس کیا بد حال ہی اُس فرقہ کا جسکے پیشروان
طریقہ اسلام سے ہوکر خلاف خدا اور رسول اعتقادات کفار و مشرکین کو اختیار کرین اور بدتر یہ اُسکے پھر پیر طریقت
اپنے تئین قرار دین اور اُنکے اعتقادات سے یہ ہی کہ سالک جب عبادتِ خدا کرتا ہی تو ایسے مرتبہ یقین کو پہنچ جاتا ہی
کہ پھر بعد اُسکے محتاج طرف عبادت خدا کے نہین ہوتا موافق قول خدا کے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝
بالجملہ انھون نے یقین کے معنی علم و معرفت اللہ کے رکھے ہین اور اہلبیت علیہم السلام کے اخبار مین جگہ جگہ
یقین سے مراد موت ہی یعنے عبادت خدا کر جب تک اس دار تکلیف مین موت آئے اور اسی معنی سے تو یہ آیہ
وافی ہدایہ دستور العمل پیغمبر خدا اور علی مرتضی اور جملہ ائمہ ہدی علیہم السلام اور جمیع علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم
اور معنی اول مستعمل فقط اُسی فرقہ کا ہی اور مجھے بہت تعجب ہوتا ہی اُنکے پیران طریقت و مریدان بے حقیقت سے
کہ ایسے کیونکر کہتے ہین اور اعتقاد کرتے ہین حق تعالی نے تکمیل علم و معرفت اپنے نبی آخر الزمان کی جمیع مخلوقات سے
اپنے زیادہ فرمائی سب مدعیان معرفت حق شناسی اپنی سلسلہ سلوک کو امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام
کی طرف منتہی کرتے ہین پھر سبکو خوب ثابت ہی کہ یہ دونو بزرگوار علاوہ فرائض واجبہ کے ہمیشہ مشغول عبادت و
طاعت متعلق بظاہر اعضائے جسمانیہ بھی رہتے تھے چنانچہ حال ان دونو بزرگوارون کا جو کتب تواریخ مین بھی
مسطور ہی یہ ہی کہ پیغمبر خدا ہر شب کو اسقدر نمازین بکثرت پڑھتے تھے کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے تھے اور علی بن ابیطالب
ہزار رکعت نماز کی ہر شب مین پڑھا کرتے تھے اور سب ائمہ علیہم السلام کی یہی سیرت تھی کہ ہمیشہ متحمل ریاضات
شاقہ جسمانیہ عبادت الٰہی مین ہوتے رہے جناب امام حسن نے حج مکرر پیادہ فرمائے سید الشہدا علیہ السلام کو روزانہ

کسو قت آخر مین مبتلا بکمال شدائد و صعوبات ہوکر نماز ظہر کو بجماعت اصحاب پڑھنا بنابر روایات متعددہ
اور عصر کو تنہا پڑھنا اور امام زین العابدینؑ کا کثیر الصوم و کثیر الصلوات و کثیر المناجات ہونا مشہور و متواتر ہے پھر کیا
یہ مدعیان حصول یقین یعنی معرفتہ اللہ رتبہ علم و معرفت مین ان بزرگوارون سے بھی زیادہ ہوگئے کہ مستغنی عبادات
سے زندگی مین ہوگئے یا پیغمبر و امام اتنے بھی نہ تھے تو پھر خدا نے کاہے سے انھین یہ مناصب جلیلہ دنیا مین عطا
فرمائے تھے بالجملہ جو عقل سلیم رکھتا ہوگا وہ یقینی سمجھیگا کہ ایسے تاویل آیات اور ایسے اعتقادات فاسدہ کا سبب
کوئی نہین بجز احداث بدعت اور اضلال عباد اور درحقیقت ابطال وحدانیت باریتعالی اور رسالت انبیا
علیہم السلام و تکذیب شریع ہے اور انکے عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ سے یہ ہے کہ جو جو عبادات ائمہ علیہم السلام
سے علمائے شیعہ نے کتب مین اپنی نقل کئے ہین اُسے اُنھون نے بالکل ترک کیا ہے اور خود بمقابل اُسکے عبادات
اور اذکار جو کتب شرعیہ مین مذکور نہین اختراع کئے ہین اور ظاہر ہے کہ یہ محض اسلئے ہے کہ تا خلاف علمائے اہلبیت سے
ظاہر ہو اور کوئی یہ نہ کہے کہ یہ کیسے مقلد ہین اور بسبب اسکے عوام کی نظر مین اعتماد ظاہر ہو اور رونق و منفعت حاصل ہو
اور یہ نہ سمجھے کہ حق تعالی عبادات سے نہین قبول کرتا مگر اُسے کہ جسکے لئے بذریعہ اپنے حجج کے بعبوت خاص امر
فرمایا ہے نہ یہ کہ کوئی اپنی مرضی کے موافق عبادت کرے پھر وہ عبادت کاہیکو ہے شیطان نے کیا ترک عبادت
کی تھوڑی درخواست کی تھی اتنا کہا تھا کہ آدم کے لئے سجدہ نکرونگا تو چونکہ یہ ترک امر تھا اسلئے اور عبادات کام نہ
آئے اور مردود ہوا فاضل نعسانی نے اپنے زمانے کی ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص علمائے صوفیہ سے تھا کہ وہ
علمائے شیعہ سے بھی اپنے تئین جانتا تھا ایک روز منبر پر خطبہ کرتا تھا اپنے اصحاب سے کسی اثنا مین کہنے لگا کہ مینے
اصول اربعہ یعنے کتاب کلینی و تہذیب و استبصار و من لا یحضرہ الفقیہ کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور پڑھا اور تصحیح کی
لیکن جب اُسے بیفائدہ دیکھا تو چارون کتابون کو بقیمت ایک درم کے فروخت کیا اور اس درم کو پانی مین
پھینکا یا اب اسکے ایمان کو دیکھنا چاہئے خدا اُسپر لعنت کرے جب یہ کتب مفید اصول و فروع شیعہ اثنا عشری
ہین بیفائدہ ہوئین تو اب اصول و فروع کے لئے اُسکی سوائے شیطان کون مفید ہوگا صاحب کشاف نے
تفسیر مین اس آیہ وافی ہدایہ کے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ بہت کچھ تشنیع و رد صوفیہ کی ہے اور انکار
انکی حقیقت سے کیا ہے چنانچہ محصل اُسکا یہ ہے کہ جب دیکھو کسیکو کہ محبت خدا کا ذکر تا ہے اور تالیان بجاتا ہے ذکر
محبت کرکے اور آواز لگاتا ہے اور گاتا ہے تو کوئی شک نہین ہے کہ اُسنے خدا کو نہین پہچانا اور محبت خدا کو نہین جانا
اور گانا اور چلانا اور تالیان بجانا اُسکا نہین ہے مگر یہ کہ اُسنے اپنے نفس خبیث مین ایک صورت کو جو جلیہ و مستحسن ہے
تصور کی ہے اور اُسیکا نام جہالت سے خدا رکھدیا ہے اور اُسیکو طلب کرکے تالیان بجاتا ہے اور گاتا ہے اور نعرے
لگاتا ہے اور بیہوش ہوتا ہے کہ دیکھا ہے مینے کہ اسی حال مین کہ تالیان بجاتا تھا اُسکی منہ مین اُسکے کل آئی اور جو

احمق عوام الناس سے گرد اسکے بیٹھے تھے وہ رونے لگے بسبب اسکے کہ انھین مشاہدہ سے اس حال کے
رقت قلب طاری ہوئی تھی اور واقع مین کچھ بات نہ تھی اُس بیہوشی کا سبب بیخودی یا جنون یا اُسکی جعلسازی
تھی اور دیکھنے والون کی یا حماقت تھی یا پیر کے اُڑانے کو بتاتے تھے فقط اور اسی اعتقاد فاسد سے ہے جو کہ غزالی نے
اپنی کتاب احیاء العلوم مین ادعا کیا ہے کہ مین اہل کشف سے ہون اور یہ کہ زیادتی ابوبکر کی امیر المومنین علی ابن ابیطالب
پر مرتبہ مین اُسکے اوپر منکشف ہوئی اور بھی اُسپر اُسی حالت مین یہ منکشف ہوا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہین ہے کہ
مسلمان تھا اگرچہ اُسنے فرزند رسول الثقلین امام حسین کو شہید کیا کیونکہ انتہا اسکی یہ ہے کہ اُسنے گناہ کبیرہ کیا اور اتیان
کبیرہ موجب لعن نہین ہوتا اور بھی اُسپر اسی حالت مین ظاہر و منکشف ہوا کہ مذہب امامیہ باطل ہے بعد اسکے ترک
تدریس اُسنے کی اور قریب بیس برس کے شہر دمشق اور مکہ مشرفہ مین ملازم خلوت ہو کر آخر عمر تک بیٹھے رہا اور ایک
کتاب تصنیف کی جسکا نام المنقذ من الضلال رکھا کہ وہ کتاب مشتمل ہے اوپر رد اور ابطال مذہب فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے
جو مدعی عصمت انبیا و ائمہ ہین اور اہل تعلیم انکا نام رکھا ہے اور یہ جو فرقہ امامیہ کہتے ہین کہ علم احکام کو بیچ معصوم
سے لیا ہے اسکی تمثیل مین کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جمیع نجاسات سے ملوث ہوا اور بعد اُسکے ایسا پانی طلب کیا
کہ جس سے انھین طاہر کرے اور اس پانی کی طلب مین سعی کی پس ایسا پانی نپایا کہ وہ اُسے پاک کرتا اور نجاسات
کو اُس سے زائل کرتا پس وہ تمام عمر آلودہ نجاسات مین رہ گیا اور کتاب احیاء العلوم مین اور غیر اُسکے اپنی اور کتب مین
اُسنے مکرر یہ کلمہ لکھا ہے اور کہا ہے قالت الروافض خذلہم اللہ اور اُسی کتاب مین کہا ہے کہ اگر میرے پاس رافضی آئے
اور کہے کہ مجھے کسی کے اوپر مطالبہ خون کا ہے تو مین کہونگا کہ تیرا خون لائق مطالبہ نہین ہے کیونکہ استیفا اُسکا
مشروط ہے ساتھ اسکے کہ حضور تیرے امام کا ہو پس تو اپنے امام کو لا کہ وہ استیفا کرے فقط واضح ہو کہ یہ اعتراض نسبت بہ
غیبت امام انکا قدیمی ہے اور جواب اسکا انشاء اللہ تعالی باب امامت مین جہان جواب غیبت لکھے جاوینگے دیا جائیگا
انشاء اللہ تعالی اور کتاب منقذ مین تصریح کی ہے کہ وہ جب چاہتا تھا ملائکہ اور انبیا سے استفادہ کرتا تھا اور انکو غیبی
دیکھتا تھا اور شیخ محی الدین عربی کہ اس فرقہ صوفیہ کا پیرا ہے اپنی کتاب فتوحات مین حکایت کشف کی اپنے لکھی ہے کہ
مین مکرر آسمان پر گیا اور ظاہرا نو مرتبہ تک کی تصریح کی ہے اور جب قریب عرش کے پہونچا تو ایک شخص کو کہ وہ
ابابکر صدیق تھے انھین دیکھا اور جانے کے وقت ہر ہر آسمان پر ایک ایک نبی اولوا العزم دیکھتے گئے تھے ولیکن قرب
عرش پہونچکر جو دیکھا تو ابابکر تھے اور یہ تھے پس انکا درجہ اور ابی بکر کا درجہ انبیائے اولوالعزم سے بھی زیادہ برتر تھا
اور اپنی کتاب فصوص الحکم مین ادعا کیا ہے کہ جو کچھ مینے اسمین لکھا ہے وہ سب موافق املا اور خطاب پیغمبر خدا ہے اور
اپنا نام اُسنے خاتم الولایہ رکھا ہے بسبب ایک خواب کے جو اُسنے خود دیکھا تھا اور سوا اسکے اور مکاشفات من جمع
اُسپر ظاہر ہوئے فقط ہان اے صاحبان بصیرت ذرا چشم حق بین کھولو اور گوش دل سے تقریر بدقم رسالہ کو سنو

اور انصاف سے جواب دو سنا تمنے جو اکابرین نے اس فرقہ کے اپنی کتب مین تصریح کی ہیغے ابی بکر کا علی ابن ابیطالبؑ
سے مرتبہ مین افضل ہونیکو دیکھنا اور یزید پر لعنت کرسکانہ جائز ہونا کو امام حسینؑ ابن رسول الثقلین کو قتل کیا
اور مذہب امامیہ کا باطل ہونا اور فرقہ امامیہ کا ہمیشہ مخنس رہنا اور انبیا اور ائمہ ہدی کا معصوم ہونا اور خون
شیعہ اثنا عشری کا حلال ہونا اس طرح کہ مطلقاً لائق مطالبہ نہین اور غزالی کا استفادہ کرنے مین انبیا و ملائکہ
سے طلق العنان ہونا کہ جب چاہے یقینی انہین کچھ لے اور پوچھ لے اور اس کا فرقہ امامیہ کو مکرر اپنی کتب مین
بلفظ خذلہم اللہ یاد کرنا اور محی الدین کا نو بار آسمان پر جانا اور قریب عرش پہونچکر اپنے تئین اور ابابکر کو
رتبہ انبیائے اولوالعزم سے برتر پانا اور جو کچھ کتاب فصوص مین اسنے لکھا ہے اس سب کا موافق املائے رسول خدا
ہونا اور خود محی الدین کا موسوم باسم خاتم الولایۃ ہونا فقط آیا یہ سب موافق کتاب اللہ بھی ہے یا نہین بھلا
جسکی شان مین سورۂ ہل اتی اور آیۂ ایجاب مودۃ قربی اور آیہ ابتہال اور غیر اسکے باتفاق امت اسلام
وارد ہوا اور ایک ضرب اسکے ہاتھ کی افضل عبادت ثقلین سے قرار دی گئی اسکا یقینی مفضول ہونا موافق
کتاب اللہ کیونکر تجویز ہو سکتا ہے اور یزید پر لعنت جائز نہونا اسکے معنی کیا ہین صاف یہ ہے کہ اہل بہشت سے ہے
مسلمان ہے ایک کبیرہ کے ارتکاب سے لائق لعن و دخول نار نہین ہو سکتا اب یہ بات موافق کتاب اللہ ہے
آیا نہین فرمایا خدا نے کہ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا آیا یزید نے جانکر قتل نہین کیا بلکہ ہرن کے
شکار کو تیر پھینکا تھا بیچ مین امام حسینؑ آگئے لگ گیا شہید ہو گئے تھے یہ سوارون کے دستہ ہائے شامی رومی
و افواج پیادگان مصری اور رعایا جمیع ممالک کی کہ انمین ترکی و تاری و حبشی و کوفی و گورجی و مسلم و نصرانی
و یہودی ساتھ حربہائے ہر قسم کے ہمراہ افسران اولاد مقتولین بدر کہ جو کمال بیدردی انتقام خون بزرگان
کا اپنے لین منجانب یزید کربلا مین نہین بھیجے گئے کیا کتب تواریخ کو بھی کشف مین تصرف لائیت باطن انکا
امام غزالی دھو گیا ابن زیاد پر پہر روز تاکید تعجیل قتل فرزند رسول الثقلین منجانب یزید لکھہ کر نہ آتے تھے اور وہ
بجنسہ اسی حکمنامہ کو عمر سعد پاس بھیجتا کہ بسرعت امتثال اسکے لئے نہ بھیجا اتا تھا یہ عمداً سب کچھ ہوا یا سہواً
اور جب عمداً ہوا تو پھر مخلد فی النار ہونے مین اس ملعون کے موافق کتاب اللہ کیا شبہ رہ گیا اور جب اہل نار سے
یقینی ہے تو لعنت کے ناجائز ہونے کی کون سی وجہ کشف مین خلاف کتاب اللہ دیکھی اللہ اللہ قتل اس فرزند رسول کا
جسکو پیغمبر نے زبان اپنی چوسا کر پرورش کیا اور سارا بدن اسکا خون پیغمبر سے بڑھا اور نشو و نما ہوا اور اسکی
شان مین مکرر فرمایا کہ الحسین منی و انا من الحسین کیا چھوٹی سی بات ہے کہ اسے غزالی کہتا ہے کہ ایک گناہ
کبیرہ کیا جس سے مستوجب لعن نہین ہو سکتا انشاء اللہ روز قیامت اس شہید کا نانا اور باپ اور مان اس
مظلوم کے اور بھائی انکے اور اولاد انکی اور بہین اور سب شیعہ جان داد خواہ قتل ہونگے ہان غزالی سے بھی

اِس توہین کا جواب لینگے انشاء اللہ اور اِس کشف کا اُسکے حال اُسوقت منکشف ہوگا کہ صحیح تھا یا فاسد
جب انشاء اللہ یزید کے ساتھ جسکی محبت اُسے ہے محشور ہوگا اور یہ مجملا لکھا ہے مفصل جواب جس سے حال یزید
لعین کا اور اُسکا استحقاق لعن کے لیئے ثابت ہو کتاب امامت مین بیان احوال ائمہ دوازدہ کا نہ حضرات اہلسنت
مین لکھونگا انشاء اللہ تعالیٰ فاصبر نفسک حتی یاتیک الیقین اسی طرح مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا برحق ہونا ایسا نہین ہے
کہ پوشیدہ رہے ہم ادعا کرتے ہین کہ تمام اعتقادات ہمارے موافق کتاب اللہ ہین جسے شبہہ ہو وہ ہمسے دلیل حقیت
پر کتاب اللہ اور حدیث کو لے لے ہمارا دعوی بدلیل کشف بے اصل نہین ہے مثل غزالی کے بلکہ بدلیل قرآن ہے جا ہے
روح غزالی خواب مین یا اتباع غزالی ظاہر بیداری مین پوچھ لین دیکھو ہم کیسا قرآن و حدیث سے بیان کرینگے انشاء اللہ
اور اِسی طرح طہارت ہماری ماخوذ ہے اُنکی طہارت سے جنکو آیۂ تطہیر نے قرآن مین طاہر کیا ہے اور شہادت آلِ طاہرین
غزالی کے نجس کرنے سے کہ جو مکذب قرآن ہے اور مشرکین کو بھی طاہر جانتا ہے جنکی نجاست بنص قولہ انما المشرکون
نجس ثابت ہے کیا اندیشہ ہے اُسکی یہ تمثیل و گواہی اُس قبیل سے ہے کہ لانا یدلہم بما فیہ الحمد للہ جسنے قاتل فرزند رسول
کو پاک و مسلمان ہونے کی گواہی دی اور لعنت کو اُسپر منع کیا اُسنے ہمارے لیئے اقرار نجاست کیا قرآن اور چودہ
معصوم علیہم السلام کے اقرار سے ہم طاہر ہین اور یہ کافی ہے ہمین یقین طہارت کو ظاہراً و باطناً انشاء اللہ تعالیٰ
اور انبیا و ائمہ کی عصمت سے انکار اُنکا قدیمی ہے اِسلیئے کہ اُنکے ائمہ دین معصوم نہ تھے لیکن جب عصمت انبیا کی نہولی
تو پھر اثبات نبوت کو قوت نہین ہوسکتی اور اجرائے خرق عادت غیر معصوم پر بہت قبیح و خلاف عقل ہے جیسا
کہ انشاء اللہ مفصل باب نبوت مین مذکور ہوگا اور جو اُسنے خون کو ہمارے ہدر کیا ہے اگرچہ جواب اُسکا بھی یہ ہے کہ
یہ خلاف کتاب اللہ ہے لیکن مین اِسکے جواب مین طول دینا پسند نہین کرتا بلکہ اُسوقت کو اپنے ائمہ ہدیٰ کی بہتر
جانتا ہون جنھون نے اُس خون کو جسکا ایک قطرہ دونو عالم سے بہتر تھا اور خاص خون رسولؐ تھا بہانا جائز
جانا اُنھون نے ہمارے بھی خون کو ہدر کیا اب مقام شرم ہے کہ اُسکی رد مین بیان کرون جہان عدل و داد
انتقام اُن خون ہائے ناحق کا ہوگا جو اولاد اطہار حضرت سید المرسلین کے دنیا مین بہائے گئے وہان ہمارے
خون ہائے ہدر پیش غزالی کی بھی تحقیق ہوجائیگی اور داد ملجائیگی اُسوقت تصدیق اِس کشف کی غزالی کو ہوجائیگی
اور جو اُسنے اپنی کتاب احیاء العلوم وغیرہ مین مکرر کہا ہے قالت الروافض خذلہم اللہ مین اِسکا شکرگذار ہون
کیونکہ اِسمین اُسنے خلاف اپنے صوفی ہونے کے کیا ہے الا اُنکا مذہب حلول کا ہے کہ خدا ہر شی مین حلول کیئے ہے
اور وجود واحد ہے لیکن شیعون کو حلول سے بچایا جب تو خذلہم اللہ کہا ورنہ اگر اتحاد عبد و معبود کا اِسمین بھی
قائل ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ معنی اُسکے بنا بر اُسکے مذہب کے یہ ہوتے ہین کہ خدا خدا کو مخذول کرے اور یہ تائید بھی ہمارے
مذہب حق کی ہے کہ ہم اپنے دشمن کے منھ سے بھی داخل اپنے مذہب کے غیر خدا اور مخلوق اور بندہ اپنے خالق کے

معبود حقیقی کے رہے اور اس سے زیادہ مجمل مخرملو اور کچھ نہین ہے کہ محل یا شریک یا شبیہ خدا یا بندہ اصنام نہین
ہین بلکہ خاص بندہ خدائے بے ہمتا ہین جیسا کہ آقا ہمارے سلطان العارفین امیر المومنین علی بن ابیطالب
فرماتے ہین کفانی فخرا ان تکون لی ربا وکفانی عزا ان اکون لک عبدا اور اسکا مطلق العنان ہونا ملاقات
انبیا و ملائکہ سے اور مشاہدہ یقینی کرنا اور انسے ہر وقت استفادہ کرنا اور محی الدین عربی کا نو بار آسمان پر جانا
اسپر کیا دلیل ہے آیا قرآن سے اسکا اثبات ہوسکتا ہے واقع مین تو یہ ہے کہ اس ادعا مین شیخین سے بھی ترقی کر گئے
وہ حضرت ابی بکر جنکی فضیلت کو محی الدین کہتا ہے کہ انہین نے انبیائے اولی العزم سے قریب عرش الہی مکاشفات
مین فضل پایا کبھی اسکا دعوی نہین کرتا ہے کہ مین انبیا و ملائکہ سے ہر وقت ملاقات و استفادہ کر سکتا ہون بلکہ
دو باتین البتہ کہین ایک کہ پیغمبر کے سامنے حسبنا کتاب اللہ کہا اور منبر پر اسکا اقرار کیا کہ ان لی شیطانا یعترینی
یہ نہین کہا کہ انبیا و ملائکہ میرے پاس آتے ہین یا مین ان تک پہونچتا ہون اب محی الدین کو انسے بھی بڑھ جانا
ضرور ہوا بالجملہ یہ قول اسکا کہ افضل اولو العزم سے ابابکر ہین آیا خلاف قران ہے یا موافق قران کیونکہ خدا نے
انبیا و رسل کے مراتب ہین آپس مین تفضیل ایک کو دوسرے پر دی ہے جیسا کہ فرمایا ہے تلک الرسل فضلنا
بعضہم علی بعض اب یہ کہ نبی اولو العزم سے کوئی فرد افراد امت سے جو نبی و امام نہین افضل ہو جاے کیونکر موافق
کتاب اللہ ہوا اب یہ دعوی کہ جو کچھ فصوص مین ہے سب موافق املائے رسول ہے اور یہ خود خاتم الولایۃ ہین اسکا
اثبات بجز ادعائے کشف اور کیا ہوسکتا ہے اور امور کشفیہ کی مخالفت قران سے ظاہر ہے پھر یا قرآن کو غلط کہا جائے
تو قصہ تمام ہو جائے بہت فارغ البالی حاصل ہوگی اور یا دعوی کشف باطل سمجھا جاے سوا اسکے اگر کوئی
اور توجیہ ہو تو اہل انصاف ارشاد فرماوین علاوہ اسکے یہ مذہب سلوک صوفیہ کا ایسا ہے کہ جو مختار ہنود و
ملاحدہ بھی ہے بعض بعض شیعیان نے بھی اسکا ادعا کیا ہے بالجملہ کشفی ہونے مین بہت سے اہل مذہب کو مین نے
شریک مدعی کشف پایا ہے پھر یہ حق ہے تو کیسی بات ہے اس تعجب کو جو تصدیق صحت کشف مین ہے مین کیونکر
دفع کرون کہ اگر دعوی مکاشفات صحیح ہو تو مدعیان کشف جتنے ہین سب کا مذہب صحیح ہوگا اور جب سب مذاہب صحیح ہوئے
تو ناجی ہونگے اور جب سب ناجی ہونگے تو واحدۃ منہا ناجیۃ کیونکر صحیح ہوگا اور وہ حدیث صحیح یقینی ہے مگر یہ
کہ انکی طرف سے شاید یہ عذر ہوگا کہ ہمارا فرقہ جامع جمیع مذاہب و اعتقادات ہے الحاد کفر زندقہ شرک جحد اسلام
سب کچھ ہمارا معتقد ہے جیسا کہ انکے بزرگ یعنی محی الدین نے کہا ہے ؎ عقد الخلائق فی الاله عقائد + واعتقدت
جمیع ما اعتقدوہ ؏ لیکن تصدیق جمیع عقائد کی اور ادعائے اجتماع ضدین کا شائد اسی خاتم الولایۃ کی کرامات
سے ممکن ہوگا ورا اصحاب فہم سلیم کے نزدیک تو سوا جنون و سفاہت کے اور کسی پر محمول نہین ہوسکتا
یہ حال انکے عقائد باطلہ کا تھا لیکن عبادات مخترعہ اور اعمال انکے پس بعض کا بیان سابق مین ہو چکا ہے مثل

ترک تزویج اور باقی ہوتا ہے پس اُسی سے ہین اذکار مخترعہ اور اقسام صیام مبتدعہ مثلاً تین روز کا روزہ
اور پانچ روز کا روزہ اور سات روز کا روزہ مخصوص ساتھ غذائے معین مقدار اور آب مقدر الوزن کے اور
اُسی سے ہے چلہ بیٹھنا یعنے چالیس روز مکان تاریک مین بیٹھنا اور اس مدت مین کھانا مگر بہت قلیل اور اس مدت مین
بہت ریاضت کرنا معین کیا ہے اور اس مدت مین محللات شرعیہ کو اپنے اوپر حرام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکا فائدہ
یہ ہے کہ اس سے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے جس سے کشف صور ہوتا ہے اور اسی سے گمان کرتے ہین کہ ملقب بہ صوفی ہین
کہ مشتق ہے صفاء قلب سے لیکن اس اشتقاق مین غلطی ہے بلکہ واقع مین وہ ہے جو اول بیان ہوا کہ پہلے یہ لقب کن کا تھا
اور بعد اُسکے جو پیشروان انکے اسلام مین ہوئے وہ اس لقب سے ملقب ہوئے بسبب اسکے کہ وہ صوف کے کپڑے
پہنتے تھے پس وہ مشتق صوف سے ہے جیسا کہ اُن اخبار سے جو ائمہ معصومین سے ضمن رد و تشنیع انکے ہین واضح ہوتا ہے
بالجملہ انکے اتباع اس چلہ کشی کو بڑا امر جانتے ہین اور عمدہ ذریعہ معتقد ہونیکا جہال کے گردانتے ہین کیونکہ وہ کہتے
ہین کہ چالیس روز تک صبر کرنا غذائے قلیل پر بدون تائید غیبی اور کرامات ممکن نہین ہے والا یون انسان سے
ممکن نہین ہے کہ تین چار روز کے بعد غذائے قلیل کھا کر صبر کر سکے ایک روزہ مین چار پہر کے کیا حال ہو جاتا ہے اور
اس تقریر سے نادان دھوکا کھاتے ہین اسلئے مجھے اسکے لم بتانے یہان ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض اغذیہ و ادویہ طب مین
ایسے ہین کہ جنکے کھانے سے بھوک نہین لگتی اور وہ بہت دیر مین ہضم ہوتی ہین اطبا اُسے جہان منظور ہوتا ہے
کہ بیمار کو بھوک زیادہ ہو اور ساتھ اُسکے مادہ کثیر ہے محتاج طرف تحلیل کے ہے تو ان ادویہ و اغذیہ کا استعمال کرتے ہین
تاکہ بھوک سے بچین اور ضعیف نہون اور مادہ تحلیل ہوتا جائے اور زیادہ پیدا ہونے پائے جیسا کہ برگ کوکا کہ ایک
درخت مشہور نواح چین مین ہے اُسکے پتے کو حمالان کوہستان وقت ضرورت کھاتے ہین اُس سے ایک ایک ہفتہ
بھوک نہین لگتی لیکن قوت محرکہ بڑھتی جاتی ہے اور کمی قوت مین نہین ہونے پاتی چونکہ اس فرقہ نے ہر جگہ سے کچھ
لیکر اپنی کرامتین ظاہر کین یہ یہان سے لیکر اغذیہ استعمال کئے بذریعہ اُسکے قادر تقلیل غذا پر ہوئے اور مریدون کو
کرامات دکھائی چنانچہ ہرن کے کلیجے کا کباب اُسکی چربی مین پکا کر بھون کر کھلاتے ہین اور اس سے ایک ایک ہفتہ
غذا کی طرف محتاج نہین ہوتے جسکا جی چاہے کھا کر امتحان کر لے کہ کسقدر دیر مین ہضم ہوتی ہے اور بعض صوفیہ
نے بھی اپنی کتاب مین اسکا اقرار کیا ہے یہ عادت تقلیل غذا ہے باقی نہ تائید ہے نہ کرامات ہے اور اُسی سے یہ ہے کہ یہ فرقے
والے تحصیل علم کو ترک کرتے ہین اور ریاضات مبتدعہ کی طرف توجہ کرتے ہین اسلئے کہ انکے بڑے کہتے ہین کہ
معرفت خدا کی بذریعہ علم کے کسبی ہے اور بذریعہ ریاضت کے الہامی ہوتی ہے اور اسی جہت سے عوام الناس نے
مذہب تصوف کو بہت جلد اختیار کیا اور کرتے ہین کہ عوام کو یہ ریاضت بمقابل ریاضت تحصیل علوم سہل ہوتی ہے
انھین سہولت کا فائدہ ہے اور اکابر کو انکے انکے جاہل رہنے سے یہ فائدہ ہے کہ مرید عیوب سے اس مذہب و فرقہ کے آگاہ

نہونکے بسبب جاہل ہونے کے اِسلئے ہمیشہ ارادت انکی کامل رہیگی باقی فی الحقیقت انکے پیرون کو نہ چیھوٹون کو
اِس یانت سے معرفت وعلم حاصل ہوا نہ بڑے سے بڑے جو انکے صدر اول مین تھے وہ بھی کچھ نہ جانتے تھے
تو چھوٹون کا کیا ذکر ہی قواعد تصوف کے بھی معرفت انکے پیرون کو نہ تھی جیساکہ دیکھنے سے اُس روایت کے جو
کلینی علیہ الرحمہ نے کافی مین لکھی ہی واضح ہوگا حاصل معنی اُسکے یہ ہین کہ راوی کہتا ہی کہ ایکدن سفیان ثوری
خدمت مین جناب امام جعفر صادقؑ کی داخل ہوا دیکھا کہ حضرت بہت نفیس سفید قبا پوست بیضہ کی زیب بدن
فرمائے ہین اُسوقت سفیان نے کہا کہ یہ لباس تمہارا نہین ہی تمھیے لائق اہل دولت اور اہل دنیا ہی زاہدون کی
پوشاک نہین ہی حضرت نے فرمایا کہ او سفیان جو مین کہون اُسے بگوش دل سُن اور اُسی کو اختیار کر کہ وہ تیرے حال و
مآل کے لئے بہتر ہوگا اگر تو حق اور سنت نبیؐ پر مریگا اور نہ مریگا اوپر بدعت کے خبر دی مجھکو میرے الد بزرگوار نے
کہ پیغمبر خدا اُس زمانہ مین تھے کہ جب فقر زیادہ تھا لیکن جب دنیا متوجہ ہو تو اُسکے اہل سے احق وہ ہین جو ابرار ہون
نہ فجار اور مومن بنسبت منافق زیادہ حق دار ہین اور مسلم بنسبت کافر زیادہ لایق اِسکے ہین کہ اُس سے بہرہ مند ہون
پس ای ثوری تو نے کیون انکار کیا قسم ہی خدا کی مین ساتھ اُس حالت کے جسمین تو مجھے دیکھتا ہی جبسے
حق تعالی نے مجھے صاحب عقل و تمیز کیا ہی صبح شام ہمیشہ جو جو حقوق خدا نے میرے مال مین واجب کئے ہین
اُسی موافق اُسکے حکم کے صرف کرتا ہون اب اِس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص کسقدر جاہل احکام شرعیہ سے تھا بجز
صوف پوشی اور بذریعہ زہد صوری کہ خلائق کو اِس صورت مین فریب دے کچھ نہ جانتا تھا والا یہ اعتراض نکرتا اور اگر
اعتراض حق تھا تو جو حضرت نے فرمایا جواب مین اُسی قرآن سے یا حدیث سے دفع کرتا یہان تک کہ غالب آتا
اور وہ قصہ بھی بہت مشہور اور کتب تاریخ مین مسطور ہوتا اور ایک دوسری حدیث مین وارد ہی کہ یہ سفیان ثوری
حضرت صادقؑ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہت لباس خشن پہنے تھا اور پوشاک جناب امام جعفر صادقؑ کی باریک
اور نازک تھی سفیان نے کہا کہ آپکے دادا امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ بہت لباس خشن ہمیشہ پہنتے تھے آپ کیون
نہین اُنکا اقتدا فرماتے حضرت نے فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ بہت زمانہ تنگ مین تھے کہ مسلمانون کے
ساتھ دنیا اُسوقت اِس سعت کے ساتھ نہ تھی جیسی آج ہی اور ہم وہ قوم ہین کہ جب خدا ہمین وسعت دیتا ہی تو
اپنے نفس کو وسعت پہونچاتے ہین اور جب ضیق و عسرت پہونچاتا ہی تو اپنے نفس کو اُسی طرح رکھتے ہین اور حق تعالے نے جو کچھ
دنیا مین خلق فرمایا ہی وہ مومن کے لئے ہی نہ کافر کے لئے کیونکہ کافر کی قدر خدا کے نزدیک نہین ہی اور اگر علی ابن ابیطالبؑ
اِسوقت مین ہوتے تو کب جائز ہوتا کہ خلاف اہل زمانہ راہ اختیار فرماتے تا کہ کوئی کہتا کہ ریا کرتے ہین یا اپنے تئین
لباس خاص و غذاے خاص مین مشتہر کراتے ہین علاوہ اِسکے امیر المومنین والی ملک تھے اور والی مسلمین کو ضرور رہی
کہ مثل ایک فقیر فقراء مسلمین سے معاش اپنی رکھی چنانچہ بعض نے زمان خلافت ظاہری مین آنحضرت سے

عرض کی کہ آپ بادشاہ ہین پھر کیون رات کو بھوکے آرام فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ مین
سیر ہون اور کوئی بھوکا رہ جائے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب فقرا والی ملک کو تنگی سے بسر کرتے دیکھین تو اُنپر
فقر سہل ہو جائے اور ہم تو والی ملک نہین ہین ہمارا ملک تو غصب کیا گیا ہے پھر ہمکو اس صفت مین اقتدا امیر المومنین کے
کی ضرورت نہین ہے والا ضرور اقتدا کرتے یہ فرما کر سفیان ثوری سے ارشاد فرمایا کہ میرے قریب آ جب وہ قریب آیا
تو دست مبارک بڑھا کر اُسکے لباس خشن کے نیچے دیکھا تو اُس لباس گندہ کے نیچے سفیان پارچہ حریر نازک
پہنے تھا تاکہ بدن کو راحت رہے اور لوگون کے فریب دینے کو اوپر لباس صوف خشن پہنے تھا بعد اُسکے
سفیان ثوری کا ہاتھ لیکر اپنے لباس نازک رقیق کے نیچے رکھایا اور فرمایا کہ سفیان دیکھ تو اسکے نیچے کیا ہے جب
اُسنے دیکھا تو جانا کہ اُس لباس رقیق کے نیچے لباس گندہ پہنے ہوئے تھے اُسوقت فرمایا کہ ای سفیان یہ لباس
گندہ شکستگی نفس کے لئے خدا کے سامنے ہے اور وہ لباس رقیق جسپر تو معترض تھا اظہار نعمت و شکر گذاری جناب
باری کے واسطے ہے اسی طرح یہ اہل فرق ائمہ ہدی سے ہمیشہ معارضات کرتے آئے ہین چنانچہ سب سے بڑا انکا
حسن بصری جو ہے اُسکے حال مین مروی ہے کہ ایک روز اُسنے کنارہ دریائے فرات جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
سے معارضہ کیا اس طرح کہ حضرت کے ساتھ تھا ایک قدح پانی کا دریا سے بھرا اور تھوڑا سا اُسمین سے پیا اور باقی
دریا کے باہر پھینک دیا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ ای حسن تو نے اسراف کیا اسلئے کہ پانی کو دریا کے پانی پر کیون گرایا
اُسوقت حسن نے بطور معارضہ حضرت سے کہا کہ تمنے اتنے خون مسلمانون کے گرائے مگر اسمین اسراف نکیا اور یہ پانی
گرا کر اسراف کیا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ جب تو یہ جانتا تھا کہ مین خون مسلمین کے گرانے مین مسرف ہون تو پھر
مددگاری اہل بصرہ مین کیون نہ خروج کیا انکے ساتھ اُسوقت بصری نے عرض کی کہ مین کپڑے پہنے سلاح حربی
بدن پر آراستہ کئے اور گھر سے نکلا کہ چلکر ام المومنین کی اعانت کرون اسمین ایک آواز آئی کہ القاتل والمقتول کلاھما
فی النار جب اس آواز کو سنا تو پھر گیا حضرت نے فرمایا کہ سچ کہا یہ آواز دینے والا تیرا بھائی شیطان لعین تھا اور صحیح
کہ مراد قاتل و مقتول کے ناری ہونے سے یہ ہے کہ لشکریان ام المومنین سے قاتل و مقتول دونو جہنمی ہین اب اس روایت
سے کسقدر صاف صاف حال بد اس طائفہ کا واضح ہوتا ہے کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب کا بسبب پانی کے
اسراف کا تخطیہ فرمانا اور اُسکا منافقانہ بطور معارضہ جواب دینا اور حضرت کا امتحاناً استفسار فرمانا اور اُسکا صاف
اقرار خروج سے کرنا امام پر اور پھر حضرت کا اُسے برادر شیطان لعین فرمانا اب کون صاحب عقل سلیم اس فرقہ کو اچھا یا
حق پر سمجھے گا جب انکے اعاظم و اکابر کو علی بن ابیطالب برادر شیطان فرماوین اور انکے اعمال فاسدہ سے انکا ذکر ہی جو
مشتمل ہے اور یہ تحریرات کثیرہ کے اور اُسکے بیان کو فاضل نعمانی نے ایک عالم سے عبارت لطیف مین ذکر کیا ہے اسلئے
بجنسہ اُسے بخیال لطافت بیان ذکر کرتا ہون ومنہم قوم یسمونہا اھل الذکر والتصوف یدعون البدائة

من التصنع والتکلف یلبسون خرقا ویجلسون حلقا یخترعون الاذکار ویتغنون بالاشعار ویعلنون بالتهلیل
ولیس لهم الی العلم والمعرفة سبیل ابتدعوا شهیقا ونهیقا واخترعوا رقصا وتصفیقا قد خاضوا فی الفتن
واخذوا بالبدع دون السنن رفعوا اصواتا بالنداء وصاحوا صیحة الشقاء ام من الضرب یتالمون
ام من الطعن یتظلمون ام مع اکفائهم یتکلمون ان الله لا یسمع بالصماخ فاقصروا من الصراخ
اتنادون باعدا ام توقظون راقدا تعالی الله لا تاخذه السنة ولا تحیط به الالسنة وسبحوه
تسبیح الحیطان فی البحر وادعوا ربکم تضرعا وخفیة دون الجهر انه لیس منکم ببعید بل هو اقرب الیکم
من حبل الورید فقط بالجملہ اول مین بھی ذکر ہو چکا ہے اور پھر مین کہتا ہون کہ سبب اختراع و شہرت اس مذہب کے
چند امور ہوئے اول جو منقول و مشہور ہے کہ خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس لعنہم اللہ ہمیشہ یہ چاہتے تھے کہ جیسا
ائمہ ہدی علیہم السلام کی خلافت کو لیکر انھین دنیا مین بے اختیار ظاہری کر دیا اسی طرح علوم و عبادات مین بھی
انکی مرجعیت کو معدوم کر دین تاکہ کوئی انکی طرف رجوع نکرے اسلیے ہمیشہ چاہتے تھے کہ ایسے اشخاص جو اہل عبادت
و زہد سے اخبار غیب دیتے ہون خواہ وہ حقیقت مین مطابق واقع ہون یا نہون انھین حاصل کرین اور رونق دین
تاکہ وہ معارضہ و مقابلہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کا کرین جس سے انکی شان و مرتبہ مین فرق آئے پس کسیکو انھون نے
سوا اس فرقہ ضالہ کے نپایا کہ ایسے امر عظیم پر اقدام کرے اسلیے وہ سلاطین جور لعنہم اللہ انکے طرف متوجہ ہوئے
اور انکے لیے مکانات عظیمہ بنائے اور مالہائے بسیار بھجوائے کہ سبب انکی رونق بازار کا ہوا اور اپنے مطالب دنیا مین ان
مستدعی یا حصول مرام کے لیے ہوئے اور برابری اہلبیت علیہم السلام کی کرائے لیکن کسکا ہاتھ ثریا تک پہونچ
سکتا ہے اس سے جلد اور بہت انکی رونق ہوئی دوسرے سہولت اس مسلک کی اور دشواری تحصیل علوم کی کیونکہ جاہل
نادان جو مکان تاریک و تنگ مین چالیس روز بیٹھا خصوصا اگر اس تنہائی مین اپنے اخوان شیاطین جن کو بھی
کبھی دیکھ پایا تو کامل ہو کر نکلا اور پھر اس فرقہ کا رئیس ہو گیا اور اس عالم سے بھی کہ جسنے پچاس برس تحصیل کیا ہو اعتبار و مرتبہ
اسکا عوام الناس مین زیادہ ہو گیا تیسرے یہ کہ اس مذہب کے ذریعہ سے جیسا فائدہ مال و عیش کا حاصل ہوتا ہے دوسرے
مین نہین ہے کیونکہ مرید اپنے پیر سے مال و جان و اولاد و ازواج کسی چیز کو عزیز نہین کرتے جملہ خانہ ہائے مریدان خانہ ہائے
پیران ہین جہان چاہا شب کو رہے جہان منظور ہوا دنکو بسر کیا انکی جورو لڑکے لڑکیان خدمت مین پیر کی بانواع راحت
رسانی حاضر ہوتی ہین سب سے عمدہ کھانا کھلاتی ہین ہر منفعت سے پیر کا حصہ نکالکر انھین پہونچاتی ہین بخلاف
علما و انکے تابعین کے کہ انھین یہ بات نہین ہے پس انھین وجوہ سے شیوع و ظہور اسکا ہوا و شیطان نے اسے رونق و
قوت دی اور سبب اسکے بے اصل و خلاف حق ہونے کے ائمہ معصومین علیہم السلام ہمیشہ اسے بیزاری کو حکم فرماتے آئے اور
طعن و تشنیع و لعن کرتے رہے اور اخبار وارده انکی مذمت مین بہت ہین چنانچہ بزنطی نے بسند صحیح جناب امام رضا سے

روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جسکے سامنے صوفیہ کا ذکر کیا جائے اور وہ سنکر اُس سے انکار زبانی یا اگر خوف
انکار زبانی کا ہو تو دل سے انکار نکرے وہ ہمارے شیعون سے نہین ہے اور جو اُنسے انکار کرے تو گویا
اُسنے پیغمبر خدا کے سامنے کفار سے جہاد کیا اور کتاب قرب الاسناد مین بطریق ستند منقول ہے محمد بن الحسین بن ابی الخطاب
سے کہ کہا اُسنے کہ تھا مین ساتھ ہادی علی بن محمد کے بیچ مسجد نبی کے کہ ایک جماعت حضرت کے صحابیون کی آئی
انمین ابو ہاشم جعفر بھی تھا اور یہ ایک شخص بہت خوش کلام اور صاحب منزلت بزرگ تھا بعد اسکے ایک جماعت
صوفیہ کی داخل مسجد ہوئی اور ایک طرف مسجد مین حلقہ باندھ کر بیٹھے اور ذکر تہلیل شروع کیا چونکہ اصحاب حضرت
اُدہر دیکھنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ اِن مکارون کی طرف التفات و توجہ نکرو کہ یہ خلفائے شیاطین و خراب کرنے والے
قواعد دین کے ہین ترک کرنا انکا ظاہر مین دنیا کو بدنون کی راحت پہچانے کو ہے اور تہجد و شب بیداری انکی جاہلون کے
شکار کرنے کو ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ انکا کہنا دہوکا دینے کو ہے اور کم کہانا انکا اسلیے ہے کہ بڑے بڑے کاسے [illegible]
اور احمقون کے دل کو اپنے اختیار مین لائین کام کرتے ہین آدمیون سے اس طرح کہ بہت دوستی ظاہر کرتے ہین
لیکن آخر کو انہین گڑہے مین ڈالتے ہین ورد انکی ناچنا اور چلانا ہے اور ذکر انکے گانا اور گنگری لینا ہے تابع نہین ہوتے
اُنکے مگر نادان اور معتقد نہین ہوتے اُنکے مگر احمق پس جو شخص کہ اُنکے زندہ یا مردہ کے دیکھنیکو جائے تو ایسا ہے
کہ جیسا کوئی زیارت شیطان یا بت پرستان کے لیے جائے اور جو اُنمین سے کسی ایک کی اعانت کرے تو ایسا ہے
کہ جیسے یزید و معویہ و ابی سفیان کی اعانت کی انمین ایک شخص نے از جملہ اصحاب حضرت کے عرض کی کہ اگرچہ
آپکے حقوق کا پہچاننے والا ہو یہ سنکر حضرت نے اُسکی طرف بنظر خشم آلودہ دیکھا اور فرمایا کہ اِس بات کو اپنے دل سے
نکال ڈال جو ہمارے حقوق کو پہچانے گا وہ کیونکر اُس طرف کو جائیگا جسمین ہماری مخالفت و اتلاف حقوق و
احسان ہمارا لازم آئے آیا تو نے نہین پہچانا کہ اُسنے نیک جانا طوائف صوفیہ کو اور یہ طایفہ سب کے سب ہمارے
مخالفین ہین اور طریقہ اُنکا مغائر ہے ہمارے طریقہ سے اور نہین ہین وہ مگر نصاری و مجوس اس امت کے اور یہ وہ لوگ ہین
جنھون نے کہ اپنے خدا کے نور کے بجھانے مین بہت کوشش کی ہے اب اس سے زیادہ کیا تصریح انکی مذمت کی
ہو سکتی ہے پس لازم ہے شیعۂ اثنا عشری کو جب اس مذہب والے کو دیکھے اگر وہ اپنے تئین شیعہ ظاہر کرے اور
عالم بیان کرے لیکن اُس سے بیزاری اختیار کرے اور یہ نہ خیال کرے کہ وہ شخص عالم ہے کچھ سمجھ کر یہ مذہب اختیار
کیا ہو گا یا شائد حق پر ہو گا کیونکہ ہمارے افراد انسانی مین ایک کو دوسرے پر زیادتی علوم مین ممکن ہے لیکن ائمہ ہدی سے
کسی عالم کو کیا نسبت ہے پس کیسا ہی مدعی علم ہو خواہ شیعہ یا غیر اسکے مگر جب اُس سے مخالفت قول ائمہ علیہم السلام
ظاہر ہو تو لائق بیزاری ہے چنانچہ بعض علمائے معاصرین شیعہ مذہب کا اس طرف میلان رکھتے تھے ہمیشہ مولف
رسالہ اُنسے بیزار رہا اور اپنے علمائے عصر کو بھی جو صاحبان منزلت عظیمہ تھے اسی بنا پر اُنسے بیزاری کرتے دیکھا

لائق اطاعت وہ ہین کہ جنکی طاعت کو حق تعالی نے اپنی طاعت قرار دیا نہ یہ کہ ہر عالم خواہ مرشد ہو یا مضل
واجب الطاعۃ تصور کیا جائے والا شیطان کا علم بھی اکثر نوع انسانی سے بہت زیادہ نکلے گا لیکن اسکی اطاعت
حرام ہے پس واجب الطاعۃ خدا اور رسول و ائمہ علیہم السلام ہین اور جو انکے خلاف عمل مین لائے خواہ شیعہ اپنے تئین
ظاہر کرے یا اور مذہب پر مذاہب باطلہ سے ہو وہ لائق بیزاری ہے تبتنا اللہ وجمیع المومنین علی القول الثابت
اب اگر کوئی شخص کہے کہ دلیل حقیقت کی اس فرقہ کی یہ ہے کہ جو لوگ انکی طرف رجوع کرتے ہین مہمات دنیویہ مین اور
اُنسے استعانت اُمور مین کرتے ہین اُنکے مطالب حاصل ہوتے ہین اور جو وہ کہہ دیتے ہین بطور اخبار پیشین انکا
ظہور ہوتا ہے پھر کس طرح کہے کہ وہ حق پر نہین ہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ موافق آنا اخبار کا اور نہ موافق آنا انکا
مطابق واقع کے امور اتفاقیہ سے ہے علاوہ اسکے اس سے صحت مذہب فرقہ کا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہے ہمنے بکرر دیکھا ہے
کہ اکثر برہمن اور رمال اور جفار اور شانہ بین اور دست بین اور شگونئے اشخاص مذاہب مختلفہ اس قسم کے اخبار
کہتے ہین اور ادعا کرتے ہین کہ ہمارے پاس فلان عمل یا منتر ایسا ہے جو فلان مہم کو اور مقصود کو حاصل کرا دیتا ہے
اور انکے معتقد خاص اُسکی تاثیر کی تصدیق بھی کرتے ہین خصوصًا طلب اولاد یا ازالہ امراض مزمنہ مین اکثر عوام
رجوع طرف فقرائے کفار کی کرتے ہین اور اتفاقات سے جو کامیاب ہو گئے تو اُسے جانتے ہین کہ اس فقیر کی
تاثیر و تصرف سے یہ ہوا پس اس صورت مین اگر یہ دلیل حقیقت مذہب فرقہ بھی ہو تو اکثر مذاہب باطلہ
بھی حق پر ہونگے لیکن ہم خوب جانتے ہین کہ حق پر وہ ہے جسے رسول خدا و ائمہ ہدیٰ نے ناجی اور حق پر فرمایا ہے
اور جو اسکے خلاف پر ہین وہ سب بر سر باطل ہین اور اس فرقہ کے بر سر باطل ہونے کو مکرر و مصرح فرمایا ہے پس
کسی طرح یہ حق پر نہین ہو سکتے چاہے کلام انکا کبھی اتفاقًا مطابق واقع ہو یا نہو فقط اور اسی کے قریب فرقہ
قلندریہ ہے اور انکا حال یہ ہے کہ اکثر پوست حیوانات کو پہنتے ہین اور کوئی کسب اور طلب معیشت بطور مامور بہ
شرعی نہین کرتے اکثر تازہ توانا بہت ہوتے ہین لیکن ضعیفون سے بے مشقت لیکر کھاتے ہین اور عمر اپنی ترک
نماز و روزہ بلکہ ترک جملہ عبادات شرعیہ مین بسر کرتے ہین بہت شراب پیتے ہین اور اُنکے مرید کہتے ہین کہ پانی پیتے ہین
لواطہ زنا کسی معصیت سے پرہیز نہین عبادت کیا ہے کہ راہ مین یا دروازون پر کھڑے ہو کر یا کسی جگہ بیٹھ کر کلمات مجنونانہ
کہکے لوگون کو جو عوام کالانعام ہین دھوکا دیدیتے ہین اور بہت شاق و دشوار تکالیف لوگون کو
دیتے ہین مثلاً بلندی پر چڑھ گئے یا میدان مین دھوپ اور باران و شبنم مین ٹھہر گئے اور کہا کہ اسقدر روپیہ
یا سونا چاندی یا دوشالہ رومال ہمین دو تو اُترآئین والا اپنے تئین ہم تمہارے واسطے ہلاک کرینگے اور بسبب اسکے
کہ قوی ہوتے ہین متحمل اس مشقت کے مہینون اور برسون ہوتے ہین آخر عوام بیچارے ڈر کے مارے
جس طرح ممکن ہوتا ہے انکے مطلوب کا سر انجام کر دیتے ہین پس یہ فرقہ بھی مثل صوفیہ ہے بلکہ اقبح اعمال ہین انکے حال مین

بہت درست ہی جو معصوم علیہ السلام نے فرمایا ہو فابدانہم و وجوہہم مسودة وقلوبہم اشد سوادا اور سوا انکے اکثر فرقے طبقہ اسلام مین فقرا کے ہندوستان مین ہین مثلاً مداری ہین سلاری ہین آزاد ہین نقشہ شاہی ہین یہانتک کہ بعض رسائل مین انکے چودہ فرقہ فقرا کا مذکور ہی لیکن کسی فرقہ کو انہین سے عقائد و اعمال مین موافق شرع نہین پایا سب جاہل اور اکثر تارک عبادات شرعیہ ہوتے ہین اور واقع مین یہ ہی کہ یہ سب فروع صوفیہ ہین ان سب سے بیزاری ضرور ہی لیکن فرقہ نواصب پس اسکے معنی مین اختلاف مشہور یہ ہی کہ ایک معنی سے ناصبی وہ ہی جو اعلان بغض و عداوت علی بن ابیطالب علیہ السلام سے اور انکی اولاد طاہرین سے کہ جو آل محمد صلوات اللہ علیہ والہ ہین کرے جنکی محبت کو خدا نے بذریعہ آیہ ایجاب مودت قربیٰ واجب کیا جیسا کہ یہ معنی خوارج اور بعض اہل ماوراء النہر مین موجود و ظاہر ہین اور انکے لیے حدیث مین یقینی وارد ہی کہ یہ نجس ہین کفار سے بدتر ہین اور اسی طرح باجماع فرقہ امامیہ اثنا عشریہ بسبب مخالفت قرآن کے ثابت ہی نجاست انکی یقینی ہی اور دوسرے ناصبی کے معنی وہ ہین کہ جو شہید ثانی نے لکھے ہین اور فاضل نعمانی نے بھی اسے نقل کیا ہی اور وہ یہ ہی کہ ناصبی وہ ہی کہ جو اعلان عداوت شیعون سے کرے چنانچہ دلالت کرتا ہی اسپر قول جناب امام جعفر صادق جو صدوق علیہ الرحمہ سے کتاب علل الشرائع مین منقول ہی کہ فرمایا انحضرت نے لیس الناصب من نصب لنا اہل البیت لانک لا تجد رجلا یقول انا ابغض محمد او ال محمد لکن الناصب من نصب لکم و ہو یعلم انکم تتولونا و انکم من شیعتنا اور اس معنی کے ساتھ اخبار کثیرہ وارد ہوئے ہین لیکن یہ معنی اکثر افراد کو ہمارے مخالفین سے عام ہونگے سواے مستضعفین و مقلدین و سفہا و نسوان انکے بالجملہ اگرچہ جملہ اہل مذاہب باطلہ سے دوری ضرور ہی لیکن چونکہ بعض کی نسبت انکے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے نصوص واقع ہوے تھے اور دوسرے یہ کہ اکثر اہل فرق شیعہ ہونے کا دھوکا دیکر عوام شیعون کو بہکاتے ہین اسلیے تصریح اسکی ضرور ہوئی کہ تا عام شیعون کو اطلاع اس حکم سے حاصل ہو اور دوری ان مذاہب سے کرتے رہین فقط واللہ الہادی الی سبیل الرشاد اللہم تقبل منا انک انت السمیع العلیم

باب پہلا متعلق بہ بیان توحید و صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے

اور یہ مشتمل ہی اوپر چند فصلون کے فصل اوّل بیچ بیان وجوب معرفت کے ہر مکلف کو جاننا چاہیے کہ پہچاننا خدا کا جو پیدا کرنے والا جملہ مخلوقات کا ہی ہر صاحب عقل و تمیز پر واجب ہی جیسا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا ہی اوّل الدین معرفتہ یعنی ابتداء دین کی خدا کا پہچاننا ہی لیکن اس طرح کہ اسکی کنہ ذات کو پہچانین کیونکہ یہ تکلیف بالمحال ہی ممکن نہین ہی کہ اوہام و عقول بشر احاطہ ذات مقدس کا اور کیفیت صفات کا اسکی کرسکین بلکہ ہر گونہ اسکے دریافت کرنے مین عاجز و قاصر ہین اور صادقین علیہم السلام نے بھی اسی طرح حکم و ہدایت فرمایا ہی تاہت الاوہام وحارت العقول والاحلام فی ادراک کنہ ذاتہ وکیفیۃ صفاتہ بلکہ جو معرفت واجب ہی وہ یہ ہی

کہ بندہ خلق کو ضرور ہے کہ بقدر اپنے عقل و علم و طاقت کے پہلے پہچانے کہ پیدا کرنے والا اس عالم کا جو ایک حال سے
دوسری حالت پر ہمیشہ متغیر ہوتا رہتا ہے ضرور ہے اور چونکہ علم حقیقت ذات اور کیفیت صفات کا اُسکی ممکن الحصول
نہین ہے پس لازم ہے کہ اثبات کمالات و سلب نقائص اُس سے پہچانے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ مثلاً جس چیز کو
اپنا متصف ہونا کمال جانتا ہو اُسمین اُسے اکمل تصور کرے کیونکہ وہ سب کا پیدا کرنے والا ہے تو چاہیے کہ جنھین
پیدا کیا اُنسے ہر امر مین افضل اور اکمل ہو اور جس بات کی نسبت اپنی طرف عیب و نقص سمجھتا ہو اُسے اُسکی ذات
اقدس سے بھی سلب و نفی کرے اور جب بالاجمال اس طرح پہچان چکے تو اسکا یقین ہم پہونچائے کہ جسے ہمنے
پہچانا ہے وہ موجود ہے اور زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ و موجود رہیگا کیونکہ حیات کو بھی اپنا کمال جانتے ہین اور موت کو
نقص سمجھتے ہین تو جو سبکا پیدا کرنے والا ہے اُسے ہمیشہ زندہ رہنا ضرور ہے و الا کون سبکو پیدا کرے اور جب بھی
یقین کر چکے تو اُسکی صفات کمالیہ کو پہچانے جس سے اُسکی ذات اعلی متصف ہوتی ہے اور اسی طرح صفات سلبیہ
پہچانے جس سے اُسکی ذات کو منزہ و برتر جاننا ضرور ہے پس اسقدر معرفت لازم و واجب ہے اور علمائے امامیہ
رضوان اللہ علیہم اس وجوب کو عقلی جانتے ہین کیونکہ جب طالب معرفت قبل حصول معرفت و یقین کے اسکا ملاحظہ کرے
اگر صاحب عقل ہے تو ضرور رکھتا ہے کہ اس عالم مین جو آثار انواع حکمت و لطافت و اقسام الطاف و نعمات و لذات
ہین بیشک اُنکے لئے کوئی پیدا کرنے والا ایسا ہے جو قادر و عالم ہوگا اور بالضرور وہ صاحب رضا و غضب بھی ہوگا پس
اگر تغافل کرین اور اپنے منعم و محسن کو جسکے نعمات و احسانات بے حساب ہین نہ جانین کہ کیا چیز ہے اور کس بات سے خوش ہوتا ہے
اور کس عمل سے ناراض ہوتا ہے تو البتہ اسکا ڈر ہے کہ عالم حاکم جسکی یہ شفقتین اور نعمتین ہین کوئی ایسی بات جو خلاف
طریقہ رضامندی ہو ہم سے صادر نہو جائے کہ اُس ناشکری اور کفران نعمت سے ہمکو عقاب و عذاب مین
اپنے مبتلا کرے اور ہرگاہ اس معنی کا دلون مین اُن اشخاص کے جو کمال معرفت کو نہین پہونچے اور مفصل نہین پہچانا
جاگزین ہونا بدیہی ہوا اور دفع خوف بر تقدیر حصول قدرت بر دفع بنظر عقلا مین لازم ہوا تو پہچاننا اس منعم حق کا
اور مداخلت دریافت اسباب رضا و غضب مین اُسکی بنا بر دفع خوف مذکور لازم و واجب ہوئی اور تغافل اس سے
ناجائز ہوا لیکن اشاعرہ اہل سنت کا اعتقاد اس وجوب معرفت مین یہ ہے کہ یہ وجوب عقلی نہین ہے بلکہ سمعی ہے
خدا و رسول کے فرمانے سے واجب ہوئی اور وہ اسے بدلیل سمعی ثابت کرتے ہین اور اگرچہ وجوب معرفت
جیسا کہ بدلیل عقلی قطعی الثبوت ہے اسی طرح ادلۂ سمعیہ بھی مثل آیات قرآنی اور اقوال نبی و ائمہ ہدی بھی بکثرت اسپر
دلالت کرتے ہین لیکن اکتفا فقط دلیل سمعی پر اثبات وجوب معرفت مین کرنا واقع مین نافہمی ہے اُنکی کیونکہ جو
شخص ابھی مرتبہ معرفت کامل کو خدا کے نہین پہونچا اور تصدیق انبیا کی اور کتب سماوی کی اُسنے نہین کی
اور یہ نہین جانا کہ صانع و مدبر عالم ہے یا نہین اور وہ پیغمبر رکھتا ہے یا نہین پس قول پیغمبر سے احتجاج نہین ہو سکتا

کیونکہ وہ بھی صدق وکذب نبی کو نہین جانتا بلکہ اسپر حجت خدا کی طرف سے نور عقل ہے کہ وہ بھی خدا کی طرف سے
ایک حجت بزرگ ہے اور موافق اسکے جناب امام موسی بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ اے ہشام خدا کی انسان پر
دو حجتین ہین ایک حجت ظاہر اور وہ انبیا و ائمہ ہدی علیہم السلام ہین اور ایک حجت باطن اور وہ عقل ہے علاوہ
اسکے صاحب کتاب اصطلاحات الفنون نے تصریح کی ہے کہ دلیل نقلی اشاعرہ کے نزدیک مفید یقین نہین حیث قال
ثم اعلم انهم اختلفوا فی افادة النقلية اليقين فقيل لا يفيد وهو مذهب المعتزلہ وجمهور الاشاعرة
پس اس صورت مین جب دلیل عقلی سے اشاعرہ نے انکار کیا اور نقل انکے نزدیک مفید یقین ہوتی نہین حاصل اسکا یہ ہوا کہ
وجوب معرفت کے لئے کوئی دلیل نہین اور جب دلیل نہین تو اسکا وجوب کیونکر ثابت ہوا بالجملہ اول دین جو ہے وہی
جب واجب نہوا تو آئندہ کیا ہوگا اور واضح ہو کہ اصول دین مین تقلید دوسرے کے قول کو قبول کر لینا بدون اسکے
کہ انمین تحقیق و تمیز حق و باطل مین کی ہو جائز نہین ہے اور کچھ فائدہ اس سے حاصل نہوگا جب تک مکلف دلیل
و برہان سے حقیقت کسی مذہب کی مذاہب مختلفہ سے قرار دیکر اختیار نکرے کیونکہ اگر ایسا نکرے تو اسکا ڈر ہے کہ
جسے اختیار کیا ہے وہی قول باطل ہو کہ اسنے بصورت حق اسنے پایا ہو اور جب ایسا احتمال ہو تو روز قیامت حاکم
کے آگے اپنے تئین کیونکر عذاب سے معذور رکھ سکتا ہے اور اگر ایسے اعتقاد سے جو قول غیر سے ہو نجات و معذوری
ممکن ہوتی تو مذاہب باطلہ کے مقلدین نے روز قیامت کیا قصور کیا تھا جو معذب بانواع عذاب ہونگے
پس چاہئے کہ ہر مکلف اس سے غافل نہووے اور اپنے انجام کار کو سمجھ کر بہت استحکام و غور و طلب سے بیان و معرفت
خدا کو حاصل کرے کہ وہی زاد آخرت ہے ایسا نہو کہ جس وقت تابعین اپنے پیشواؤن سے بیزاری و دوری کرینگے
اپنے عقائد و اعمال بد کے ہاتھ سے نادم و پشیمان ہون اور وہ پشیمانی بجز ابدی نقصان و حسرت کی مفید نہو اسی طرح
او مقلد بلا تحقیق تیرا بھی حال ہو اور یہی وجہ ہے کہ علمائے حق مین ہمیشہ درپے تحقیق و حصول یقین مسائل اصول دین مین
رہے اور خلفاً عن سلف اپنی ہمتون کو اسی مین مصروف کرتے آئے پس تجھے بھی ضرور ہے کہ مسائل اصول مین
مین جو محتاج طرف دلیل عقلی کے ہے انھین ان ادلہ سے اور جو محتاج دلیل سمعی ہین انھین ادلہ سمعیہ کے ذریعہ سے ایسا
تحقیق کر کے اپنے موافق مرتبہ یقین کا حاصل جائے چونکہ ذکر دلیل آیا ہے تو کچھ تھوڑا سا بیان اسکا ضروری ہے تاکہ طالب حق
جانین کہ مراد دلیل سے یہان کیا ہے پس جاننا چاہئے کہ دلیل کے معنی لغت مین مرشد کے ہین اور وہ وہ شخص ہے
جو نصب کرے اور جو یاد دلائے اور جسکے باعث سے ارشاد ہو پس کہا جاتا ہے کہ دلیل صانع تعالی پر وہ خود
صانع ہے اسلئے کہ اسنے عالم کو نصب کیا ہے تاکہ وہ اسکی ذات پر دلیل ہو یا دلیل صانع عالم کی سلام ہو کیونکہ وہ ان
لوگون کو جو چاہتے ہین کہ دلیل وجود صانع جانین جتاتا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ یہ عالم وجود صانع پر دلیل ہے یا عالم
نفس الامر ہے اسلئے کہ اسی سے ارشاد ہوتا ہے اور تصریح عضدی مین ہے اور دلیل کے معنی لغت مین ہدایت کنندہ

کے بھی ہین اور اصولیین کے نزدیک دلیل کے دو معنی ہین ایک اعم اور وہ یہ ہی کہ ممکن ہو صحیح النظر کو توصل اسمین
طرف مطلوب خبری کے اور وہ اس معنی سے قطعی و ظنی کو مشتمل ہوگی اور اکثر کے آگے یہ معنی معتبر ہین اور دوسرے
معنی خاص ہین اور وہ یہ کہ ممکن ہو توصل صحیح النظر کو اسمین طرف علم کے ساتھ مطلوب خبری کے اور یہ خاص
ہو گئے ساتھ دلیل قطعی کے جسے برہان کہتے ہین اور اصطلاح متکلمین و اصولیین مین علم بمعنی یقین ہی اور اصطلاح
میزانیین یعنی منطقیین مین بھی دلیل کے دو معنی ہین ایک اعم ہی وہ یہ کہ جو موصل ہو طرف تصدیق کے وہ دلیل ہی
خواہ قیاس ہو یا تمثیل ہو یا استقرا ہو اور دوسرے معنی خاص ہین اور وہ قیاس برہانی ہی فقط اور کبھی
کہتے ہین کہ دلیل وہی ہی جسکے جاننے سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو یہ بیان تھا معانی لفظ دلیل کا اب ایسے
متکلمین نے جو تقسیم کیا ہی بحسب استلزام مطلوب اسی طرح وہ دو قسم پر ہی کیونکہ اگر مستلزم مطلوب بحکم عقل ہوئی
تو عقلی ہی ورنہ نقلی ہی اور بعض نے باعتبار تقسیم مقدمات تین قسمین کی ہین یعنی یا مقدمات اُسکے عقلی محض ہین یا عقلی
و نقلی دونو ہین یا نقلی محض ہین پہلا عقلی محض اور دوسرا نقلی مرکب ہی اور تیسرا نقلی محض ہی اور نقلی کے مفید یقین
ہونے مین بھی اختلاف کیا ہی چنانچہ معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کا یہ مذہب ہی کہ اُس سے یقین نہین حاصل ہوتا اور بعض نے
کہا ہی کہ جب قرائن مشاہدہ منقول عنہ سے دلالت کرین یا مرتبہ تواتر کو ایسے پہنچین کہ احتمال دوسرا باقی رہے
اُسوقت مفید یقین ہوتی ہی و لیکن دلیل عقلی البتہ مفید یقین ہوتی ہی مگر واضح ہو کہ جو وارد ہوا ہی کہ تحصیل معرفت
خدا اور ایمان کی بدلیل ہو اُس سے یہ مراد نہین ہی کہ بدلیل عقلی منطقی جسے برہان کہتے ہین اور وہ قیاس ہی مرکب
مقدمات سے جو منتج ہوتے ہین ایک تیسرے قول کے پہچانین اگرچہ اسکی قوت اسکے قدردانون کی نظر مین بہت ہی
و لیکن اسمین خرابیان بھی ہین اول یہ کہ اس سے استدلال کار عالم ہی اور معرفت سب پر واجب ہی دوسرے
اسکے مقدمات مین ہمیشہ گنجایش بحث و نظر کی رہتی ہی اور اُسی سے خرابیان مذاہب کی پیدا ہوئین اور اسی سے
رازی نے لکھا ہی کہ یہ اشیا جنکا نام براہین رکھا ہی اگر فی الواقع برہان ہوتے تو جو شخص اُسے سنتا قبول کرتا اور نہ
انکار کرتا اور جبکہ دیکھتا ہی کہ دو خصم مین سے ایک دوسرے پر اپنے برہان وارد کرتا ہی اور دوسرا اُسے سنتا ہی اور
سمجھتا ہی اور پھر اُسے گمان بھی نہین ہوتا یقین کا حصول کیسا تو جاننا چاہیے کہ یہ اشیا فی نفسہا برہان نہین ہین
بلکہ مقدمات ضعیفہ ہین کہ اُنکے ساتھ ہر ایک کی محبت و عصبیت مل گئی ہی کہ اُسکے باعث سے بعض نے اُسے برہان
جانا ہی اور وہ فی الواقع برہان نہین ہی ورنہ پھر دوسرے کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہوتا علاوہ اسکے یہ ادلہ
منتہی ہین جو کبھی تمام نہین ہوتا کیونکہ مراتب عقول ہمیشہ مختلف اور متدرج الی الکمال ہین اور اسی سے
پیدا ہی کہ لاحق سابق کی تنقیص کرتا ہی اور کہتا ہی کہ فلان حکیم نے فلان مسئلہ مین غلطی کی بسبب اس مقدمہ
غلط کے جو اُسکی حجت مین تھا اور اسی لئے مناقشہ فیما بین حکما اثبات صانع اور اثبات وحدت مین اُسکی بہت

ہوا ہی یہان تک کہ بعض نے کہا ہی کہ کوئی دلیل ان ادلۂ عقلیہ حکمیہ سے جو اثبات صانع اور وحدت پر اُسکی دلالت کرتی ہین خالی اعتراض سے نہین ہین کیونکہ وہ سب مبتنی ہین اوپر ابطال دور و تسلسل کے اور اُسکے ابطال مین بہت کلام ہی پھر جب یہ حال ہی تو کیا ضرور ہی کہ ایسے ادلہ کی طرف پابندی کیجائے ولیکن اگر کوئی شخص جو صاحب علم ہو اپنی اثبات مقصود مین کہ معرفت خدا ہو ان براہین منطقیہ کو بھی معین گردانے تو کوئی مانع نہین ہی کیونکہ غرض حصول یقین سے ہی جس طرح ممکن ہو یا استحکام کرے ولیکن ادلۂ شارع علیہ السلام کی اس مقام پر دلیل سے وہ ہی کہ جس سے تشفی مطلب ممکن ہو جائے خواہ یہ الفاظ و معانی مرتب بہ ترتیب منطقیین ہون یا نہون اور یہ ادلہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ انکا حصر نہین ہو سکتا جیساکہ شاعر نے کیا خوب کہا ہی وفی کل شئ له آية ۔ تدل على انه واحد اور معصوم علیہ السلام جا بین کہتے ہین یا خفیا من فرط الظهور اور یہ دلیلین بہ نسبت اُن ادلۂ حکمیہ کے بہت صاف و شافی و کافی اطمینان قلب کے لئے ہین جیساکہ شخص تامل کرے نظم قرآن مین جو فرمایا ہی افی الله شك فاطر السموات والارض تو بخوبی جانیگا کہ کیا خوب دلیل ہی جس نے وجود مدلول کو اپنے بدیہی کر دیا یا دلیل اعرابی کو دیکھئے جب اُس سے وجود صانع کی دلیل پوچھی گئی تو اُسنے کہا تھا البعرة تدل على البعير و آثار الاقدام تدل على المسير أسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج كيف لا تدل على وجود اللطيف الخبير اب اس سے زیادہ کیا پتہ صاف صاف جو مطلوب پر دلالت کرتی ہی گو ترتیب اُسکے خلاف ترتیب میزان منطقی ہی لیکن یہ اثبات اُن ادلہ سے ہر شخص کہان کر سکتا ہی بالجملہ اب یہ جاننا ضرور ہی کہ مسائل اصول دین مین دلیل عقلی محض کی ضرورت کسکے اثبات کو چاہئے پس کہتا ہون مین کہ وہ معرفت وجود صانع تعالی اور قدرت و عدالت و حکمت و جو کہ صفات ثبوتیہ و سلبیہ اُسکی ہین ہی اور اسی طرح وہ چیز کہ ثبوت نبوت انبیا علیہم السلام اُسپر موقوف ہی اُسکے لئے بھی ادلۂ عقلیہ ضروری ہین اُس سے اثبات کیا جائے اور جب نبوت ثابت بعقل ہو چکی تو پھر ضرور نہین ہی کہ حجت باطن سے کام لین بلکہ اب اتباع قول نبی و ائمہ ہدی علیہم السلام کہ حجت ظاہر ہین درکار ہی کیونکہ حق تعالی نے اپنے لطف سے انہین ہماری ہدایت کو بھیجا ہی اور اس کام کے لئے انکی تکمیل فرمائی ہی پھر کیا ضرور ہی کہ کامل کے ہوتے ہوئے بھی ناقص کی طرف رجوع کرین بلکہ اب انکا جو کچھ ارشاد ہو اُسکے موافق ایمان یقین کرنا ضرور ہی اور یہ بھی موافق عقل ہی کچھ تقلید کی بات نہین ہی لیکن جاننا بھی ضرور ہی کہ دلیل سمعی منحصر ہی آیات قرآنی اور روایات اقوال نبی و ائمہ ہدی ہین مگر چونکہ اصول دینیہ اور اعتقادات یقینیہ مین دلیل قطعی درکار ہی اسلئے بنا اصول اعتقاد کی اخبار احاد پر نہین رکھنی چاہئے ایسا نہین ہی کہ جب کوئی خبر پہونچے کہ وہ منسوب طرف امام کے ہی فوراً اعتقاد کر لیا بلکہ جاننا چاہئے کہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ کے اجماعیات سے یہ بات ہی کہ خبر واحد اصول مین حجت نہین ہی بلکہ آیات و روایات متشابہات کو آیات محکم و روایات متواترہ و ضروریات دینیہ

کی طرف تاویل و تنزیل کرنا ضرور ہی جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ
هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ الخ یعنی خدا نے تجھپر ایسی کتاب اُتاری ہی کہ ایک پارہ اُسکا آیات محکمہ ہین وہ اصل و
مرجع کتاب ہی اور دوسرا ٹکڑا اُسکا متشابہات ہین کہ معنی مقصود اُسکے ظاہر نہین یا ظاہر اُسکا مقصود نہین پس
جنکے دل مین راہ حق سے انحراف ہی وہ بقصد فتنہ پیروی متشابہات کرتے ہین اور اپنی خواہش کے موافق تاویل
کرتے ہین اور تاویل اُسکی نہین جانتا مگر خدا یا جو راسخ علم مین ہین چنانچہ فرمایا جناب صادقؑ نے کہ ہم راسخون
فی العلم ہین اور ہم تاویل جانتے ہین اور چونکہ اختیار مذہب مین ترجیح کسی مذہب کی مذاہب مختلفہ سے ضرور ہی
اسلئے بعد شناخت خدا و رسول طبقۂ اسلام مین بھی کسی مذہب کو مذاہب مختلفہ اسلامیہ سے ترجیح دیکر اختیار کرنا
چاہئے اور اسے مین بحمد اللہ مقدمہ مین اس کتاب کے اپنے مذہب مختار کی ترجیح جملہ مذاہب اسلامیہ سے بالکمل
وجوہ کر آیا ہون اسلئے طالب حق کو چاہئے کہ اس ضرورت کے لئے اُس مقام کو بخوبی دیکھے اور سمجھے کہ وہ دلائل
کافی ہونگے انشاء اللہ اور اب مین انشاء اللہ ادلۂ عقلیہ وجود صانع عالم پر اور اُسکی صفات پر دلالت کرتے ہین
لکھون گا لیکن کوئی یہ نجانے کہ وعدہ ادلۂ عقلیہ کا کیا تھا اور نقلی اکثر لکھے کیونکہ مین نقلیات کو اسلئے لکھون گا
کہ وہ دلائل موافق اور مؤید دلائل عقلیہ ہین **فصل دوسری بیچ بیان ثواب موحدین و عارفین کے**
کہا ہی ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی نے اپنی کتاب توحید مین بذریعۂ اپنی سند کے
ابو سعید خدری سے کہ کہا اُسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ مینے اور جو مجھسے پہلے کہنے والے تھے
کسی نے کوئی کلمہ بہتر لا الٰہ الا اللہ سے نہین کہا اور اُسی کتاب مین ہی کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ نے
بذریعۂ اپنے آبائے طاہرین کے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بہترین عبادت کہنا لا الٰہ الا اللہ کا ہی اور اُسی کتاب
مین ہی کہ فرمایا جناب امام ابو جعفر علیہ السلام نے کہ کوئی چیز ثواب مین زیادہ اِس سے نہین ہی کہ گواہی دے ساتھ
اس بات کے کہ کوئی معبود برحق نہین ہی مگر خدائے بزرگ و برتر کہ لفظ عربی اُسکا یہ ہی لا الٰہ الا اللہ عز و جل
کیونکہ خدا کے برابر کوئی نہین ہی اور نہ اُسکے امر مین کوئی اُسکا شریک ہی اسی لئے یہ گواہی ثواب مین سب سے زیادہ
ہوئی اور اُسی کتاب مین ہی مفضل ابن عمر سے کہ کہا اُسنے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ نے کہ حق تعالیٰ نے مومن
کے لئے ضمانت فرمائی ہی مفضل کہتے ہین کہ مینے پوچھا وہ ضمانت کیا ہی فرمایا کہ خدا ضامن ہوا ہی مومن کا کہ اگر مومن
اقرار خدا کے رب ہونے کا اور محمد مصطفیٰؐ کے نبی ہونے کا اور علی بن ابیطالبؑ کی امامت کا کرے اور جو اُسپر فرض و
واجب ہین اُسے بجالائے تو اُسے اپنے جوار رحمت مین ساکن فرمائیگا مفضل کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ بخدا ایسی
کرامت ہی جس سے آدمیون کی کرامت مشابہ نہین ہو سکتی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اُسپر عمل کرو اور عیش و
راحت نعمات کی بہت کرو اب اِس جگہ سے بعد غور صاف واضح ہوتا ہی کہ اصل علت دخول بہشت اعتقاد

صحیح اور بجالانا فرائض کا ہی جیسے حضرت نے بلفظ اصلو لقلیلاً فرمایا ہو اور مراد عمل قلیل زمان حیات دنیا ہی
کہ بمقابل دوام خلود جنت بہت تھوڑا ہی اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادقؑ سے ہو کہ فرمایا انحضرت نے
کہ سُنی اپنے اباے طاہرین سے سنا کہ نقل فرمایا اُنھون نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو شخص کہ مرجائے اُس
حالت پر کہ خدا کے لئے شرک اُسنے نکیا ہو یعنے موحد مرا ہو وہ یقینی داخل بہشت ہوگا خواہ اُس سے گناہ
ہوئے ہون یا نیکیان عمل مین آئی ہون و راُسی کتاب مین ابو بصیر سے روایت کی ہو کہ جناب امام جعفر صادقؑ
سے اِس قول خدا کے معنے پوچھے هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو
کہ مین اہل ہون کہ اگر میرا بندہ پرہیزگاری کرے اور میرے ساتھ شرک نکرے اور مین اہل اسکا ہون کہ اگر بندہ
میرا میرے ساتھ کسی کو شریک نکرے تو اُسے بہشت مین داخل کرونگا اور فرمایا حضرت نے کہ حق تعالیٰ نے
قسم کھائی ہو اپنے عزت و جلال کی کہ اپنے اہل توحید پر کبھی عذاب آتش نکریگا اور اُسی کتاب مین ابو بصیر سے مروی ہو
کہ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حرام کیا ہو اجساد موحدین کو آتش جہنم پر اور اُسی کتاب مین جناب
پیغمبر خدا سے منقول ہو کہ فرمایا انحضرت نے کہ دو چیزین موجب ہوتی ہین جو شخص کہ مرجائے گواہی دیکر ساتھ لا الٰه
الا اللّٰه کے یہ داخل بہشت ہوگا اور جو مرجائے شرک کرکے ساتھ خدا کے وہ داخل جہنم ہوگا پہلا موجب دخول
جنت ہی اور دوسرا موجب دخول جہنم ہی اور اُسی کتاب مین منقول پیغمبر خدا سے ہو کہ جزا دہندہ شخص ہو کہ جو اخلاص
کرے اقرار کلمۂ لا الٰه الا اللّٰه سے و راُسی کتاب مین جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہو کہ فرمایا انحضرت نے
کہ جبرئیل پیغمبر خدا کی خدمت مین آئے اور کہا کہ ای محمد خوشحال اُس شخص کا جو آپ کی امت سے کہے لا الٰه
الا اللّٰه وحدہٗ وحدہٗ وحدہٗ اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہو کہ فرمایا انحضرت نے کہ
پیغمبر خدا نے فرمایا کہ درمیان صفا و مروہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ ای محمد خوشحال اُس شخص کا جو آپ
کی امت سے کہے لا الٰه الا اللّٰه وحدہٗ لیکن یہ کہنا باخلاص قلب ہو نہ زبانی فقط اور اُسی کتاب مین جناب
امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ سے منقول ہو کہ فرمایا انحضرت نے کہ کوئی بندہ مسلمان نہین کہ کہے لا الٰه الا اللّٰه
مگر یہ کہ یہ کلمہ بلند ہوتا ہو اور پھاڑتا ہی چھت کو اور نہین گذرتا ہو کسی چیز پاس اُسکے گناہون کے مگر یہ کہ اُسے محو
کرتا ہی یہان تک کہ جب منتہی ہوتا ہی مثل اپنے حسنہ کے اسوقت ٹھہرتا ہو اور اُسی کتاب مین ہو کہ فرمایا جناب امام
جعفر صادقؑ نے کہ لا الٰه الا اللّٰه کا کتنا قیمت ہو بہشت کی اور اُسی کتاب مین ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا نے
کہ کوئی کلام خدا کے آگے کلمۂ لا الٰه الا اللّٰه سے زیادہ محبوب نہین ہو اور کوئی بندہ نہین ہو کہ وہ کہے لا الٰه
الا اللّٰه اور اُسکے کہنے مین آواز کو بڑھائے مگر یہ کہ جب کہکر فارغ ہوتا ہی تو اُسکے گناہ اُسکے پاون کے نیچے اِس طرح
گرجاتے ہین کہ جیسا درخت کے پتے اُسکے نیچے گر جاتے ہین و راُسی کتاب مین تمیم بن خالد سے منقول ہو کہ کہا

اُسنے کہ مجھے پیغمبر خدا نے ایک جگہ بھیجا اور فرمایا کہ بشارت دے آدمیون کو کہ جو کہے لا اله الا الله وحده لا شریک له اُسکے لئے بہشت واجب ہی اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص ختم کرے اپنی روزے کو ساتھ قول صالح یا عمل صالح کے تو حق تعالیٰ اُسکی روزے کو قبول فرمائیگا لوگون نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قول صالح کیا ہی فرمایا کہ گواہی دینا اس بات کی کہ معبود بحق کوئی نہین مگر اللہ اور عمل صالح فطرہ کا نکالنا ہی اور اُسی کتاب مین مروی ہی کہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کیا جزا ہی اُس شخص کی جسپر حق تعالیٰ نے توحید سے انعام فرمایا ہو مگر بہشت اور اسی طرح فرمایا آنحضرت نے کہ لا اله الا الله حق تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا کلمہ ہی پس جو شخص کہ اس کلمہ کو بصدق دل کہیگا وہ مستوجب بہشت ہوگا اور جو اُسے جھوٹ کہیگا یعنے فقط بطور اقرار زبانی کہیگا تو اُسکے باعث سے مال و خون اُسکا دنیا مین محفوظ رہیگا لیکن آخرت مین گھر اُسکا آتش جہنم ہوگا اور اُسی کتاب مین ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جو شخص رات کی گھڑیون مین سے کسی گھڑی مین لا اله الا الله کہے تو جو اُسکے نامہ عمل مین گناہ ہون وہ محو ہو جاتے ہین اور اُسی کتاب مین ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ حق تعالیٰ نے ایک عمود یاقوت سرخ کا خلق فرمایا ہی کہ سر اُسکا زیر عرش ہی اور سفل اُسکا ساتوین زمین کے نیچے مچھلی کے پیٹھ پر ہی جس وقت بندہ لا اله الا الله کہتا ہی تو عرش الٰہی تھرّاتا ہی اور یہ عمود اور مچھلی دو تو حرکت مین آتے ہین اُسوقت حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ ای عرش ساکن ہو وہ عرض کرتا ہی کہ خداوندا مین کیونکر ساکن ہون کہ ابھی تو نے لا اله الا الله کے کہنے والے کو بخشا نہین اُسوقت حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ ای سکان سموات گواہ رہو کہ مینے بخشا اُس کلمہ کے کہنے والے کو اور اُسی کتاب مین منقول ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہی کہ لا اله الا الله میرا قلعہ ہی پس جو شخص کہ اُسمین داخل ہوا وہ میرے عذاب سے مامون ہوا اور اُسی کتاب مین ہی کہ جناب امام رضا نے بحوالہ سند اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ تحقیق مین ہون اللہ اور کوئی اور لائق پرستش میرے سوا نہین پس چاہئیے کہ میری عبادت کرو اور جو شخص کہ آئیگا تم مین سے اس طرح کہ بصدق دل گواہی دی ہوگی اس بات کی کہ لا اله الا الله وہ میرے قلعہ مین داخل ہوگا اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے مامون ہی اور اُسی کتاب مین اسحٰق بن راہویہ سے منقول ہی کہ کہا اُسنے کہ جب جناب امام رضاؑ کو مامون رشید ملعون نے بلایا اور حضرت نیشاپور مین تشریف لائے جب نیشاپور سے بھی ارادہ تشریف لیجانیکا مامون پاس فرمایا تو اصحاب حدیث حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ای فرزند رسول آپ سفر فرماتے ہین اور کوئی بات ایسی فرمائی کہ جسکے ذریعہ سے ہم آپسے استفادہ کرتے اُسوقت باوجود اسکے کہ حضرت عماری مین بیٹھ چکے تھے لیکن سر اقدس باہر نکالکر فرمایا کہ مینے اپنے والد بزرگوار موسی ابن جعفر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ مینے اپنے پدر بزرگوار جعفر ابن محمد سے سنا اور انھون نے اپنے باپ

محمد بن علی سے سنا کہ انھوں نے فرمایا کہ مینے اپنے پدر بزرگوار علی ابن الحسین سے کہ انھوں نے حسین بن علی سے
اور انھوں نے علی بن ابیطالب سے اور کہا انھوں نے کہ مینے پیغمبر خدا سے اور کہا انھوں نے کہ مینے جبرئیل سے سنا
کہ کہا انھوں نے کہ مینے خدائے جل جلالہ سے سنا کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوا اُسنے میرے
عذاب سے امان پائی جب یہ فرما چکے تو حضرت کا اونٹ چلا اسمین پھر حضرت نے ہم سبکو پکار کر فرمایا کہ لکن
بشروطها وشروطها وانا من شروطها یعنی لا الہ الا اللہ کا کہنا بشروط اُسکے چاہیئے اور مین بعض اُن شروط سے ہون اور
مراد اس ارشاد سے یہ ہوگی کہ حضرت نے فرمایا کہ توحید بلا اقرار نبوت و امامت مفید نہین اور امامت مین بھی تفصیل و
تکمیل ائمہ اثنا عشر ضرور ہے ہر امام کا اقرار امامت چاہیئے اور یہ شروط ہین منجملہ بعض شروط سے اُسکے مین ہون
یعنے میری امامت کا اقرار بھی ایک شرط اُن شروط سے ہے اور ضرورت اس تخصیص کی عجب نہین یہ ہو کہ چونکہ بعض
صحابی امام موسی کاظم نے بطمع مال جناب امام رضا کی امامت سے بعد انتقال جناب امام موسی کاظم سے انکار
کیا تھا اسلیئے حضرت نے کہ حجت خدا تھے اعلان فرمایا کہ ہر امام وقت کا اقرار شرط ہے میرا بھی اقرار امامت شرط ہے
بدون اُسکے توحید ناقص ہے اور اسی کتاب مین جناب ابی ذر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کہا انھوں نے کہ مین ایک رات
گھر سے نکلا دیکھا مینے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ تنہا تشریف لئے جاتے ہین کوئی آپ کے ساتھ نہین ہے مینے
گمان کیا کہ شاید حضرت کو منظور نہین ہے کہ کوئی ساتھ آئے یہ خیال کرکے مین چاندنی مین دور دور راہ چلنے لگا
اسمین حضرت نے پھر کر مجھے ملاحظہ فرمایا اور پوچھا کہ یہ کون ہے مینے عرض کی کہ ابوذر ہے خدا مجھے تم پر سے قربان کرے
فرمایا کہ اباذر قریب آؤ حسب ارشاد مین ایک ساعت تک حضرت کے ہمراہ راہ چلا بعد اُسکے فرمایا کہ تو یہان بیٹھ جا اور
ایک زمین پر کہ ہر طرف اسکے پتھر جمع تھے مجھے بٹھایا اور فرمایا کہ بیٹھا رہ جب تک کہ مین پھر کر تیرے پاس آؤن
اور خود زمین پر کہ پتھر سیاہ اسمین زیادہ تھے تشریف لیچلے تھوڑی دیر مین اسقدر دور تشریف لیگئے کہ میری آنکھ
سے غایب ہوگئے بہت دیر تک مین بیٹھا رہا ناگاہ سنا مینے آنحضرت کی آواز کو اور دیکھا کہ تشریف لاتے ہین اور
یہ فرماتے آتے ہین کہ وان زنا وان سرق یعنے اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے جناب ابوذر فرماتے ہین جب
تشریف لائے تو مجھے صبر نہ آیا مینے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا مجھے خدا آپ پر سے قربان کرے فرمائیے کہ جانب حرہ مین
آپ کس سے کلام فرماتے تھے کیونکہ مینے سنا ایک شخص کی آواز کو کہ آپکا کچھ جواب دیتا تھا حضرت نے فرمایا کہ ابھی
جبرئیل زمین حرہ کی طرف سے میرے پاس آئے اور کہا کہ اپنی امت کو بشارت دو کہ جو مر جائے اس طرح کہ
حق تعالی کا کسیکو شریک نکردانے وہ داخل بہشت ہوگا فرمایا کہ مینے کہا کہ اے جبرئیل اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ
چوری کرے اُسکے جواب مین جبرئیل نے کہا کہ ہان اگرچہ شراب کیون نہ پیئے واضح ہو کہ ایسے الفاظ جا بجا
احادیث مین اور بھی واقع ہوئے ہین اور وہ مخالف قران اور اُن احادیث کے ہین جنمین اُن معاصی کے عذاب کی

تصریح ہے لیکن بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی توفیق اس طرح کیجائے کہ مراد توحید کے ساتھ ان معاصی کے مضر ہونے سے
یہ نہیں ہے کہ پھر یہ معاصی معاصی نہیں رہتے یا انکا ضرر آخرت کے لئے بسبب توحید کے متوثر نہیں ہوتا بلکہ مراد
یہ ہے کہ حق تعالی موحدین کو اگرچہ اُنسے یہ معاصی بھی ہو جائیں لیکن انھیں ببرکت توحید توبہ کی اِن معاصی سے
توفیق قبل موت عطا فرماتا ہے جسکے باعث سے وہ رستگار اور داخل بہشت ہوتے ہیں اسی طرح جہان جہان ایسے
الفاظ وارد ہوں تاویل کرنی ضرور ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادق ع نے کہ جو شخص باخلاص قلب
لا اله الا الله کہے داخل بہشت ہوگا اور اخلاص یہ ہے کہ کلمہ لا اله الا الله باز رکھے اپنے کہنے والے کو اُن چیزوں سے
جنکو خدا نے حرام فرمایا ہے اور اُسی کتاب میں زید ابن ارقم سے مروی ہے کہ کہا اُنہنے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
کہ جو شخص لا اله الا الله کو باخلاص قلب کہے بہشت میں داخل ہوگا اور اخلاص یہ ہے کہ لا اله الا الله اُسے جا خروما نع ہو
اُن چیزوں سے جسے خدا نے حرام کیا ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ جناب امیر ع نے فرمایا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ سے کہ فرماتے تھے تفسیر هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ میں کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ نہیں جزا اُس شخص کی
جسپر میں نے انعام توحید فرمایا ہے مگر جنت اور اُسی کتاب میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور وہ جانتا ہو
کہ خدا حق ہے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور اُسی کتاب میں ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے کہ قسم ہے اُسکی جس نے مجھے بشارت بحق دینے کو بھیجا ہے یہ کہ حق تعالی موحد کو آگ سے کبھی عذاب نکریگا
اور اہل توحید شفاعت کرینگے اور شفاعت کئے جائینگے بعد اُسکے فرمایا آنحضرت نے کہ جب روز قیامت ہوگا
تو حق تعالی ایک قوم کو کہ اُنکے اعمال دنیا میں بد ہونگے حکم فرمائیگا کہ انھیں جہنم میں داخل کرو اُسوقت وہ عرض کرینگے
کہ اے پروردگار ہمارے تو کیونکر ہمکو آگ میں بھیجتا ہے ہم تو دنیا میں تجھے یگانگی یاد کرتے تھے اور کس طرح تو آگ سے
زبانیں ہماری جلائیگا حالانکہ وہ ہمیشہ تیرے اقرار توحید کے ساتھ گویا رہتی تھیں اور کس طرح دلوں کو ہمارے
جلائیگا حالانکہ اُنمیں ہمیشہ لا اله الا الله کا اعتقاد رہتا تھا اور کیونکر ہمارے منھ کو جلائیگا حالانکہ ہم اُسے خاک پر تیرے
سجدے کے لئے رکھ چکے ہیں اور کیونکر ہمارے ہاتھوں کو جلائیگا حالانکہ انھیں تیری دعا کے لئے اٹھایا کرتے تھے
اُسوقت حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ اے بندہ میرے تمہارے اعمال دنیا میں بد تھے اِسلئے جزا تمھاری جہنم ہے اُسوقت وہ
عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہمارے تیرا عفو زیادہ ہے یا گناہ ہمارے زیادہ ہیں حق تعالی فرمائیگا کہ عفو میرا زیادہ ہے
پھر وہ عرض کرینگے کہ تیری رحمت وسیع تر ہے یا گناہ ہمارے حق تعالی فرمائیگا کہ بلکہ رحمت میری وسیع ہے بعد اُسکے وہ
عرض کرینگے کہ ہمارا اقرار تیری توحید کا بڑا ہے یا گناہ ہمارے بڑے ہیں حق تعالی فرمائیگا کہ تمھارا میری توحید کے لئے
مقر ہونا بڑا ہے اُسوقت وہ پھر عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہمارے اب چاہئے کہ تیری عفو و رحمت ایسی رحمت جو ہر شے کے
واسطے وسیع ہے ہمارے واسطے بھی وسعت دے اُسوقت حق تعالی فرمائیگا کہ اے ملائکہ قسم ہے مجھے عزت و جلال کی

نے کسی خلق کو پیدا نہین کیا جو میرے نزدیک محبوب تر اُنسے ہو جو میری توحید کے اقرار کرنے والے ہین اور کوئی
لائق پرستش میرے سوا نہین ہے اور میرے اوپر یہ حق ہے کہ اپنے اہل توحید کو آگ مین نہ جلاؤن داخل کرو میرے بندون کو
بہشت مین اور اُسی کتاب مین ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جو مر جائے اور شریک خدا کسی چیز کو
نکیا ہو خواہ اُسنے نیکی کی ہو یا بدی داخل بہشت ہوگا اُسی کتاب مین ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادق ؑ نے کہ جو
شخص سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے وہ اُس روز اپنے عمل مین سب سے افضل ہوگا مگر اُس شخص سے جس نے اِس سے
زیادہ کہا ہو اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ جو دنکو کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ الہاً واحداً احداً صمداً لم یتخذ صاحبة ولا ولداً تو حق تعالی چہل و پنج ہزار ہزار نیکی اُسکے
لئے لکھتا ہے اور چہل و پنج ہزار ہزار بدی اُس سے محو کرتا ہے اور بلند کرے گا بہشت مین چہل و پنج ہزار ہزار درجہ اُسکی لئے
اور ہوگا مثل اُسکے جو قرآن شریف کو دس بار پڑھے اور بنا کرے گا خدا گھر واسطے اُسکے بیچ بہشت کے فصل

سوم بیچ بیان اُن دلیلون کے جو خدا کے وجود پر دلالت کرتی ہین اور استدلال کرے

طریق سے ہو سکتا ہے پہلا طریق استدلال کا وجود صانع پر وہ ہے کہ وجود آثار سے یقین اور علم وجود موثر کا حاصل
کرتے ہین اور یہ بہت سہل اور صاف اور بمنزلہ علم بدیہی کے ہے اور اُسکا حال یہ ہے کہ آدمی ہر موجود کو دو طرح جان
سکتا ہے ایک یہ کہ وہ موجود لائق اسکے ہو کہ حواس ظاہرہ انسانی اُسے ادراک کر سکین ایسے موجود کا
علم و یقین اُسکے دیکھنے اور سُننے اور سونگھنے اور چکھنے اور چھونے سے حاصل ہوتا ہے اور ایسے جاننے کو بدیہی
کہتے ہین اور جو ایسا نہو تو اُسکے وجود کا علم و یقین اُسکے آثار و علامات کے جاننے سے جو اُسکے وجود پر دلالت کرتے
ہون اور لائق احساس و ادراک کے ہون حاصل ہوتا ہے مثلاً بدن انسان کو دیکھکر اور چھوکر جانتے اور پہچانتے
ہین اور وجود روح پر استدلال حیات بدن سے کرتے ہین اور جب تک انسان زندہ ہے تو بالیقین جانتے ہین
کہ روح حیوانی اِسمین ہے اسی طرح چونکہ صانع عالم کہ واحد و بلا شریک ہے منزہ اِس سے ہے کہ مثل اور مخلوقات کے
محسوس بحواس ظاہرہ انسانیہ یا کُنہ ذات اُسکی معقول و مدرک بادراکات عقول بشریہ ہو سکے اِسلئے اُسکے جاننے
اور پہچاننے کو اِس سے بہتر نہین ہے کہ طالب معرفت غور و فکر اُسکی مخلوقات اور انواع بدائع حکمت و اصناف
دقائق صنعت مین اُسکے کرے اور اُسے جانے اور پہچانے کہ یہ مخلوقات کثیرہ مشتمل او پر انتظام و منافع و حکمت کے
کبھی بدون پیدا کرنے والے کے کہ عالم و حکیم و قادر ہو خود بخود موجود نہین ہو سکتی جالینوس نے ایک کتاب
منافع الاعضا مین فقط اعضائے انسانی کی چار ہزار منفعت لکھی ہے یہ ایک مخلوق نے اپنے علم کے موافق
ایک مخلوق کے اعضا کا حال لکھا ہے اِسی طرح قیاس کرنا چاہئے کہ جملہ مخلوقات کی خلقت مین کسقدر حکمت و
مصالح و منافع ہونگے کہ عقل انسانی اُسکے ادراک مین بھی عاجز ہے خلقت آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارون

بیشمار و بادہائے مختلف وابرہائے گوناگون و باران و بحار و کوہسار و اقسام حیوانات وانواع معادن
ونباتات بوقلمون وخلقت بدن وروح وافادۂ حیات وغالب کرنا سب پر موت کا کیا کم آثار وجود وحکمت
وقدرت ہین کہ اُس سے یقین وجود صانع قادر حکیم حاصل کیا جائے جو شخص صاحب عقل ہو کر ادنیٰ غور کرے وہ بخوبی
جانے گا کہ یہ خود بخود نہین ہوے بلکہ کسی نے اِنھین پیدا کیا ہے اور جسنے اِنھین پیدا کیا ہے وہ مثل انکے نہین ہے بلکہ کامل
بالذات ہے اور کوئی نقص اُسکی ذات وصفات مین نہین ہے اور یہ طریق عام ہے کہ سب مخلوقات کو شامل ہے اب
استدلال آثار خاصہ سے کہ جو مذکور ہین کتابون مین اور صادقین علیہم السلام نے اُنھین بمقام ہدایت دلائل خداشناسی
طالبین کو تعلیم فرمایا ہے بوجوہ چند مذکور ہوتے ہین وجہ اول اور وہ کیسی جید اور ظاہر ہے جو خدا نے فرمایا ہے
ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل
اللہ من السماء من ماء فاحیی بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب
المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون حاصل معنے اس آیہ وافی ہدایہ کے یہ ہین تحقیق کہ پیدا کرنے مین آسمانون کے
اور طبقات زمین کے اس طرح سے کہ نہ ستون ہے جو اُسکے بوجھ کو اُٹھائے اور نہ کوئی علاقہ ہے جس سے لٹک کر رہے اور
گرنے سے بچے بلکہ محض اپنی قدرت کاملہ سے اُسے قایم کیا ہے اور اپنے لونڈی غلامون کو اُسمین جگہ دی ہے پس یہ سب
اُسمین وہ کر اُسکی دست قدرت مین بمنزلہ گرفتارون کے ہین یعنی زمین پاؤن کے نیچے اُنکے فرش بچھایا ہوا ہے اور آسمان
اُنکے سرون پر اس طرح گھیرے ہے کہ کہین اُس سے چارہ و گریز نہین ہے جس طرف جائین وہ موجود ہے مثل قول شاعر
سے بہر کجا کہ گذشتیم آسمان پیداست ✤ ہر طرح اختیار خدا کو ہے جب چاہے آسمان کو گرا کر اور زمین کو شق کر کے اپنے
گرفتارون کو ہلاک کر دے اور بعض آسمانون مین آفتاب درخشان کو پیدا کیا اور قرار دیا اور روشنی کو اُسکی ستارون پر
غالب کیا تاکہ اُسکی روشنی مین بندے اُسکے راہ چلین اور تحصیل حاجات دنیا و آخرت مین سعی کرین اور بعض آسمانون مین
ماہ تابان کو خلق کیا کہ وہ شب تاریک مین روشنی کا فائدہ بخشتا ہے اور رات کو خلق کیا اسلئے کہ جو بندے دنکو رنج و
تعب بسبب کثرت کار و مشقت کے کھینچتے ہین اُسکے عوض مین رات کو آرام کرین اور رات دن ہمیشہ مختلف ہوتے رہتے ہین
اِس طرح کہ کبھی دن چھوٹا ہوتا ہے رات بڑھتی ہے کبھی رات چھوٹی ہوتی ہے دن بڑھتا ہے اِسی طرح اُسکی عجائب صنعت سے
ہے کہ سال مین اکثر مقام معمورہ زمین کی چار فصلین ہوتی ہین خریف بہار صیف و شتا اور کسی جگہ ایک سال مین آٹھ
ہوتی ہین یعنے فصل دو بار ہوتی ہے جیسا کہ حال اُن معمورون کا ہے جو خط استوا سے قریب ہین اور ہر فصل مین نئے آثار
اور اشجار و اثمار و فواکہ و ازہار مخصوص ساتھ اُس فصل کے پیدا ہوتی ہین اور ایک فصل دوسری فصل کے امراض
دفع کرتی ہے جس سے کیا کیا حکمتین اور قدرتین اُسکی ظاہر ہوتی ہین اور عجائب صنعت سے اُسکی کشتیان اور جہاز ہین
کہ پانی پر چلتی ہین اور پانی کھانا کچھ غذا اپنے لئے نہین چاہتین فقط بذریعہ ہوا کے تھوڑے زمانے مین بڑی بڑی

راہین طے کرتی ہین اور اگر ہوا چلنے سے رہ جائے یا مخالف ہو تو قوت بشری سے دریائے ذخار مین وہ ہرگز حرکت
نہین کر سکتین اور غرائب صنعت سے خدا کے یہ ہے کہ آسمان سے پانی کو قطرہ قطرہ کرکے برساتا ہے تاکہ فائدہ عام ہو
کیونکہ اگر ایکبار گر پڑتا تو اسباب معیشت کی بربادی ہو جاتی یا اگر ابر اگر نہ برستا تو کسقدر اذیت ہوتی اب کیا خوب
اُسکا انتظام فرمایا ہے کہ پہلے گرمی ہوتی ہے بعد اُسکے ابر آتا ہے جس سے سب خبردار ہوتے ہین اور جن جن چیزون کو پانی
مفید و مضر ہو اُسے محفوظ کرتے ہین بعد اُسکے برستا ہے اور زمین ویران کو آباد کرتا ہے نباتات و اشجار و کشت زار کو
سرسبز و شاداب کرتا ہے اور اسی طرح اصناف حیوانات کو کہ ہر ایک مین فوائد و منافع جدا جدا ہین ان مین خلق فرمایا ہے
اور ہوا کو آسمان و زمین کے درمیان مین ہر جہت سے حرکت دی ہے اور تاثیرات مختلفہ انھین عطا فرمائی ہین کہ
جسمے تربیت ہر قسم کے دانہ کی اور پختگی پھلون کی اور منافع بیشمار اُس سے حاصل ہوتے ہین اور ان سب سے جو جو
کہ غور و فکر کرین اپنی عقلون سے کسقدر واضح دلیلین وجود صانع کی اور اُسکے علم و قدرت کی حاصل ہوتی ہین وجہ دوم
یہ ہے کہ تفسیر جناب امام حسن عسکری مین منقول ہے کہ ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ مجھے
رہنمائی فرمایئے کہ خدا کون ہے کیونکہ مجھے اہل جدل کی باتون نے بہت متحیر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا
تو کبھی کشتی پر سوار ہوا ہے اُسنے عرض کیا کہ ہان فرمایا کہ کبھی تیری کشتی ایسے مقام پر ٹوٹی ہے کہ جہان نہ دوسری کشتی ہو
کہ تو اُسپر سوار ہو کر نجات پائے نہ کوئی پیرنے والا ہو کہ تجھے اپنے ساتھ دریا سے نکال لیجائے نہ کوئی تختہ ہو کہ اُسی پر تجھکو
جان بچائے عرض کیا اُسنے کہ ہان فرمایا کہ آیا ایسے حال مین ترا دل کسی کی طرف رجوع کرتا تھا کہ کوئی قادر ہے کہ
اس ورطۂ ہلاکت سے تجھے چھڑا دے اُسنے کہا ہان فرمایا کہ بس وہی خدا ہے جسکی طرف دل ایسے حال مین تیرا رجوع لایا
تھا اور وہ قادر ہے نجات دینے پر اُسوقت کہ جب کوئی نجات دینے والا نہو اور وہی فریادرسی پر قادر ہے اُسوقت جب
کوئی فریاد کو پہونچنے والا نہو اب اِس سے اثبات وجود صانع اور قدرت اُسکی دونو بالکل وجہ ثابت ہوتی ہین اور
اسی کی طرف حق تعالی نے اشارہ فرمایا ہے اپنے قول مین أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ
وجہ سوم وہ یہ ہے کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے بعض خطبون مین فرمایا ہے اور چونکہ ابلغ کلام
ہے کہ ابلغ متکلم سے صادر ہوا ہے لہذا پہلے اُسے نقل کرکے بعد اُسکے اُسکا ترجمہ لکھونگا ولو فکروا فی عظیم القدرۃ وجسیم
النعمۃ لرجعوا الی الطریق وخافوا عذاب الحریق ولکن القلوب علیلۃ والابصار مدخولۃ الا ینظرون الی صغیر
ما خلق کیف احکم خلقہ واتقن ترکیبہ وفلق لہ السمع والبصر وسوی لہ العظم والبشر انظروا الی النملۃ
فی صغر جثتھا ولطافۃ ھیئتھا لا تکاد تنال بلحظ البصر ولا بمستدرک الفکر کیف دبت علی ارضھا
وصبت علی رزقھا تنقل الحبۃ الی جحرھا وتعدھا فی مستقرھا تجمع فی حرھا لبردھا وفی وردھا لصدرھا
مکفولۃ مرزوقۃ دفقھا لا یغفلھا المنان ولا یحرمھا الدیان ولو فی الصفا الیابس والحجر الجامس

ولو فکرت فی مجاری اکلها فی علوها وسفلها وما فی الجوف من شراسیف بطنها وما فی الراس من عینها واذنها
لقضیت من خلقها عجباً ولقیت من وصفها تعباً فتعالی الذی اقامها علی قوائمها وبناها علی دعائمها
لم یشرکه فی فطرها فاطر ولم یعنه علی خلقها قادر حاصل معنی اس کلام معجز نظام کے یہ ہین کہ اگر منکران صانع
مدبر اور کافران خالق مقدر خدا کی قدرت کاملہ مین فکر کرین تو راہ راست پر آئین اور جہنم کی آگ سے جو جلانے
والی ہے ڈرین لیکن دل اُنکے بیمار ہین جہالت و نادانی سے بیمار ہین بینائی اُنکے آنکھون کی نافہمی سے معیوب ہے صنایع
الٰہی مین تامل کیون نہین کرتے اور بہت چھوٹی مخلوق اُسکی جو مورچہ ہے اُسمین تفکر کیون نہین کرتے کہ خدا نے
اُسکی خلقت کو کیسا محکم فرمایا ہے آنکھ کان اُسکو بھی دئیے ہین اور پوست کو اُسکے بھی بالاے استخوان نازک کھینچا ہے آنکھ
سے دیکھو کہ اُسکا بدن کتنا چھوٹا ہے اور ہیئت نازک اُسکی کتنی لطیف و صغیر ہے کہ بند و پیوند اُسکے دیکھنے والے کو
دکھائی نہین دیتے ہے کیونکر زمین پر راہ چلتے ہے اور روزی کے حاصل کرنے کو ہر طرف دوڑتی ہے اور جو دانہ کہ پاتی ہے
اُسے اپنے سوراخ مین لیجاتی ہے اور جو مقام لائق ہے اُسمین رکھتی ہے جاڑے کا توشہ گرمی مین مہیا کرتی ہے اور سامان
تنگی کا فراخی مین کرتی ہے اور حق تعالی اُسکی روزی کا بھی کفیل ہے اُسکے موافق اُسے بھی روزی پہونچاتا ہے اور اپنے
انعام عام سے اُسے بھی محروم نہین رکھتا اور اپنے لطف بے دریغ سے اُسے بھی بے نصیب نہین چھوڑتا اگرچہ سخت پتھر
مین بسر کرے یا زمین سنگلاخ مین جان پکڑے اگر اُسکے مجاری آب و طعام مین تفکر کرو اور سراپاے وجود کو اُسکے
جہان جہان پستی و بلندی ہے بتامل دیکھو اور اطراف استخوان پہلو کو اُسکے جو پیٹ پر اُسکے آئے ہین نظر کرو اور اُسکے
آنکھ کان کو جو اُسکے سر مین ہین ملاحظہ کرو تو یقیناً خلقت بدیع سے اُسکے تعجب ہوگا اور اُسکے وصف غرائب بیان کے
بیان سے عاجز ہوگے پس بزرگ ہے وہ خدا جسنے اُسکو اُسکے پاون پر قایم کیا اور اُسکے قوام جثہ کے لئے ستون اُسکے
اُٹھانے کے بنائے اور ان غرائب کے ساتھ پیدا کرنے مین کوئی شریک نہین رکھتا ہے اور اُسنے ترکیب اعضا و ترتیب
اشکال مین اُسنے کسی سے مدد نہین چاہی ولو ضربت فی مذاهب فکرك لتبلغ غایاته ما دلتك الدلالة
الا علی ان فاطر النملة هو فاطر النخلة لدقیق تفصیل کل شئ وغامض اختلاف کل حی وما الجلیل
واللطیف والثقیل والخفیف والقوی والضعیف فی خلقه الا سواء وکذلك السماء والهواء
والریاح والماء فانظر الی الشمس والقمر والنبات والشجر والماء والحجر واختلاف هذا اللیل والنهار
وتفجر هذه البحار وکثرة هذه الجبال وطول هذه القلال وتفرق هذه اللغات والالسن المختلفات
فالویل لمن انکر المقدر وجحد المدبر زعموا انهم کالنبات ما لهم زارع ولا لاختلاف صورهم صانع
لم یلجؤا الی حجة فیما ادعوا ولا تحقیق لما دعوا وهل یکون بناء من غیر بان او جنایة
من غیر جان اور حقیقت تفکر و کوشش بذریعہ وہم و عقل کیجائے اس امر مین کہ نہایت بدایع صنع الٰہی تک پہونچین

کوئی راہنما تجھے راہ نہ دکھائیگا مگر اُسی کی کہ خالق موچہ کا اس چھوٹے ہونے کے ساتھ اُسکے اور خالق درخت خرما کا
اس بزرگی کے ساتھ اُسکے ایک ہی اور پیدا کرنے والا سب چیزون کا کہ رنگ و شکل اور اعراض و احوال مین مختلف و
متفاوت ہین سوا ایک کے اور نہین ہی اور اُسکی قدرت کے آگے پیدا کرنا دشوار چیزون کا آسان ہی اور قوی و
ضعیف و خفیف و گران یکسان ہی آسمان و زمین اُسکے قبضۂ قدرت و مشیت مین ہین اور عناصر و موالید اُسکے
ارادہ و تقدیر کے محکوم ہین چشم بصیرت کو اپنے کہ ملکر ذرا دیکھ طرف آفتاب کے اور ماہتاب کے اور گھانس کے اور
درخت کے اور پانی کے اور پتھر کے اور نظر کر طرف رات کے اور دن کے اور جاری ہونے کو دریاؤن کے اور کثرت
پہاڑون کی اور بلندی اُنکی چوٹیون کی اور دیکھ کہ کسقدر لغات کے اصناف ہین اور زبانین مختلف ہین کیونکہ
آفتاب و ماہتاب اُس صفائی اور روشنی کے ساتھ جو اُنھین عطا فرمائی ہی گواہی دیتے ہین کمال قدرت پر اُس قادر
قدیم کے اور اشجار و نباتات اُس تر و تازگی سے جو اُنھین بخشی ہی دلالت کرتے ہین جود و وحدت پر اُس صانع
حکیم کے اسی طرح پتھر کا ساکن ہونا اور پانی کا مضطرب ہونا اور زمین کا آرام اور دواب کی حرکت و اختلاف
لیل و نہار اور ظاہر ہونا نہرون کا اور دریاؤن کا اور کثرت پہاڑون کی اور بڑا ہونا اُنکی چوٹیون کا اور اختلاف
لغات اور تفاوت طبایع اور عادات دلائل ظاہرہ ہین جود صانع اور قدرت کاملہ پر اُسکے اور تدبیر بانہائے باہرہ ہین
اور وحدت موجد اور حکمت شاملہ پر اُسکے پس وائے اُسپر ہو جو ایسے قادر و مقدّر کے ہونے سے انکار کرے اور
ایسے حکیم مدبّر کا اعتراف نکرے زنادقہ گمان کرتے ہین کہ سب موجودات حکم نباتات مین ہین کہ بدون کاشت
و تخم ریزی زمین سے پیدا ہوتے ہین اُنکے اختلاف صور و اشکال کو کوئی صانع درکار نہین ہی اور تبدل اعراض و
احوال کو اُنکے کوئی فاعل ضرور نہین ہی حال آنکہ اس دعوے مین کسی حجت عقلی اور دلیل نقلی سے تمسک نہین کرتے
اور بے تامل اس کلمۂ قبیح کو زبان پر لاتے ہین آیا جائز ہی کہ کوئی مکان و عمارت بدون بنانے والے کے بن جائے اور
کوئی کام بے اُسکے کرنے والے کے ہوجائے پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دلیل مثبتین الہ کے بہت عمدہ و مضبوط و صحیح ہی کہ
کوئی معلول بدون علت اور اسی طرح کوئی موجود بدون موجد ممکن نہین ہی کہ حاصل ہو اور اسی سے ثابت کرتے
ہین کہ یہ عالم کبیر کہ جسمین مخلوقات کثیرہ مختلف الصور و مختلف الطبایع و مختلف الاشکال موجود ہین بالضرور اسکے لیے
بھی کوئی پیدا کرنے والا چاہئے اور وہی خدا ہی اور اس دلیل کو جملہ مثبتین الہ نے اختیار کیا ہی اور سب اسکی
صحت پر متفق ہین بلکہ اس استدلال سے جو علم حاصل ہوتا ہی اسکو قریب بدیہی کے جانتے ہین کیونکہ بدیہی وہ ہی جو
بحواس ظاہرۂ انسانی مدرک ہو اور اس طریقۂ استدلال سے اگرچہ موجد عالم مدرک بحواس ظاہرہ نہین ہوتا
لیکن اکثر مخلوقات اُسکے جو اُسکے معلول ہین اور دلالت ظاہری پیدا کرنے والے پر کرتے ہین مدرک بحواس ظاہرہ
ہوتے ہین اور وہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ ادراک کرتے کرتے یقین اس مرتبہ کو اُنکے پیدا کرنے والے کا

ہم پہونچا ہے گویا بجواس ظاہرہ اُسنے دیکھا لیکن زنادقہ نے کہ جو کوئی دین نہیں رکھتے جب دیکھا کہ اُس دلیل سے مثبتین آلہ وموحدین نے مجبور کیا اب بجز اقرار ربوبیت بن نہیں پڑتا اور سمین مطیع ہونا پڑتا ہے اور خلاف ازادی لازم آتا ہے اسلیئے اُنکے مقابلہ مین بحوالہ مشاہدہ ظاہر بلا رجوع دلیل سوے عقلی و نقلی کہا کہ موجد عالم کا اعتقاد و اقرار ضروری نہیں ہے کیونکہ ہم یہ کہتے ہین کہ تمام عالم کا حال مثل نباتات کے سمجھنا چاہیئے کہ خود بخود پیدا ہوتے ہین جنگل مین کس نے کاشت کی اور جیسا نباتات و اشجار کے اختلاف اشکال و صور کے لیئے کوئی صانع و مصور ضرور نہین ہے اسی طرح جملہ مخلوقات کا حال سمجھنا چاہیئے اور واقع مین یہ ہے کہ یہ اُنکی نافہمی سے ہے کیونکہ یہ مسئلہ کہ وجود معلول و آثار کا وجود علت و موثر پر دلالت قطعی کرتا ہے مسئلہ علم اعلی کا ہے جہان علت و معلول سے اور حقائق اشیا سے بحث کرتے ہین اور یہ کہ اکثر نباتات و اشجار محتاج کاشت کاری نہین ہین خود رو ہین مسئلہ علم فلاحت کا ہے اور فلاحت باحث حقائق اشیا سے نہین ہے بلکہ جو کچھ اُسمین مذکور ہے وہ از قبیل تجارب ظاہرہ یا اعمال ہین یہ بات علم فلاحت کی ہے کہ گندم و جو و نخود بدون کاشت کے پیدا نہین ہوتے بخلاف گیاہ موتھ کے یا گیاہ بندر کے کہ وہ محتاج کاشت کے نہین خود جب پانی برستا ہے یا کسی طرح زمین تر اور ملائم ہوتی ہے تو یہ نباتات پیدا ہوتے ہین اور سبب اُسکا یہ ہے کہ ترکیب گندم و جو و نخود کی مضبوط نہین ہے اور اسی طرح جڑ اُنکی دراز و سخت نہین ہے کہ زمین کے اندر رہ جاے یا دانہ بعد درو کے زمین مین رہ جائے بلکہ انکا دانہ اول تو بسبب اسکے کہ غذاے حیوان ہے رہنے نہین پاتا اور اگر رہ بھی جائے تو فاسد ہو جاتا ہے زمین مین لیاقت اسکی نہین رکھتا کہ پھر سال بھر کے بعد خود نشو کرے اور اسی طرح جڑ بھی اُسکی زمین سے نکل آتی ہے اس سبب سے محتاج کاشت ہین کہ جب پھر کوئی اچھا دانہ زمین کو ملائم کر کے بوئے تو نشو کرے بخلاف اُن گیاہ و اشجار کے کہ اُنکی جڑین مضبوط اور بڑی ہین ریشہ اُنکے زمین کے اندر دور تک ہوتے ہین واسطے اُنکے سخت ہین کہ فاسد نہین ہو جاتے وہ زمین کے اندر محفوظ رہتے ہین جب زمین ملائم ہوتی ہے تو پھر نشو کرتے ہین انھین دیکھنے مین یہ معلوم ہوا کہ خود بخود پیدا ہوے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ موجد و صانع عالم نے جیسا کہ انسان کو اور جملہ حیوانات کو پیدا کیا اور انھین خصوصیات عطا فرمائے کہ کسی کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور کسی کے پیٹ سے انڈا ہوتا ہے اور اُس سے بچہ نکلتا ہے اور اُس سے سلسلہ توالد تناسل جاری رہتا ہے اسی طرح نباتات کو بھی پیدا کیا اور اُنھین خصوصیات عطا فرمائے کہ کوئی تخم سے پیدا ہوتا ہے کسی کا برگ اسکے شجر کا مولد ہے کسی کی جڑ کسی کی شاخ اُسکے درخت کی مولد ہے اُس طرح پیدا ہوتا ہے شیوع و ظہور تولد اُنکا بھی واقع مین بارادہ صانع ہے لیکن اسباب ظاہری اُسکے بہت ہوتے ہین کبھی تولد نباتات و اشجار اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اُسے بوتے ہین اور لگاتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ طیور و چارپائے ایک جگہ سے انھین کھا گئے دوسری جگہ صحرا مین جا کے اُنھین خواہ بذریعہ قے کے یا دفع فضول کے از راہ امعا دفع کرتے ہین اور تخم

ان نباتات و اشجار کو لوگ کے پیٹ بسبب سختی کے بامر الٰہی محفوظ رہے اُن حیوانات کے پیٹ مین ہضم نہوئے وہ
وہ باستعداد زمین بہ تربیت ہوا و اعانت باران حسب ارادہ صانع عالم زمین مین جمے اور نشو و نما کیا اور بمرور زمان
اُن تخم و برگ و شاخ و پھل جیسا کہ اُسکا خاصہ ہے زمین پہ گرتے گرتے اور بڑھتے بڑھتے جنگل کے مرتبہ کو پہونچ گئے یا
ایسا ہوتا ہے کہ ایک مقام مین انسان کی سکونت سے آباد تھا اور وہان انھون نے باغ و درخت لگائے اور کاشت
کی تھی بعد چندے بامر الٰہی وہ مقام آدمیون سے خالی ہوگیا اور وہ اشجار و نباتات اپنے دانون کے اور پتون کے
اور شاخون کے اور ریشون کے ذریعہ سے [illegible] بڑھتے بڑھتے بہت بڑھ گئے اور آثار آبادی انسان کے مکانات عمارات تھے
بالکل منہدم و زائل ہوگئے اب جو اُسے دیکھتا ہے سوا جنگل کے اُسکا نام نہین لے سکتا اب جو زندیق نے یا عالم خلاف
اُسنے دیکھا تو جو ظاہر تھا اُسکی رو سے اُسنے کہا کہ یہ سب بے بونے والے کے پیدا ہوئے اسی طرح ضرورت صانع کی نہین
ہم بھی جو نہین پیدا ہوتے ہین لیکن اگر حقیقت کی طرف رجوع کرتے اور دیکھتے تو صاف معلوم ہوتا کہ جو بات کاشت
کرنے سے ہوتی ہے اُسی طرح نشو و نما اب بھی ہوا ہے یعنی دانہ زمین تک پہونچا اور اُسے حق تعالیٰ نے استعداد نشو و نما عطا
فرمائی اور باران و ہوا نے حسب الحکم [illegible] انکی تربیت کی اور زمین نے غذا دی جس سے یہ برومند ہوا اور
جسنے اُسے نطفۂ پدر سے اُسکی مان کے پیٹ مین مصور و متشکل فرمایا تھا اُسی نے نباتات کو بھی مختلف الاشکال و صور
پیدا کیا اُسکا پیدا کرنا اس طرح نہین ہے کہ کوئی آلہ ہاتھ مین لیکر بیٹھے اور کاٹ کر صورتین بنائے اور نقش کرے اور جدا جدا
رنگ دے بلکہ یہ سب کام بارادہ و حکم فرماتا ہے اسلئے زندیق نافہم کو معلوم نہین ہوتا اور اگر خود بخود ہوتے تو اُنکے باپ
کی بھی ضرورت نہ تھی مانتے ہو پہچانتے ہو [illegible] کہ بے باپ کے پیدا ہوے تھے بالجملہ اگر اسباب ضروری ہین تو علت
فاعلی بھی ایجاد فعل مین ضروری ہے اور اگر یہ ضروری ہے تو صانع عالم کا بھی وجود ضروری اور ظاہر ہوا اور دلیل مثبتین الٰہ
بہت صحیح ہے پھر یہ تو بدیہی ہے کہ بدون اسباب مسبب موجود نہین ہوتا اسی طرح وجود عالم بدون ایجاد صانع نا ممکن ہے
اور منشاء قول زنادقہ انکی نافہمی اور قلت تدبر ہے قابل التفات نہین ہے پھر جناب امیر علیہ السلام تتمۂ خطبہ سے
فرماتے ہین وان شئت قلت فی الجرادۃ اذ خلق لها عینین حمراوین واسرج لها حدقتین قمراوین وجعل
لها السمع الخفی وفتح لها الفم السوی وجعل لها الحس القوی ونابین بهما تقرض ومنجلین بهما تقبض یرهبها
الزراع فی زرعهم ولا یستطیعون ذبها ولو اجلبوا بجمعهم حتی ترد الحرث فی نزواتها وتقضی منه
شهواتها وخلقها کله لا یکون اصبعا مستدقة فتبارک الله الذی یسجد له من فی السموات
والارض طوعا وکرها ویعفر له خدا ووجها ویلقی بالطاعة الیه سلما وضعفا ویعطی القیاد رهبة
وخوفا فالطیر مسخرة لامره احصی اعداد الریش منها والنفس وارسی قوائمها علی الندی
والیبس قدر اقواتها واحصی اجناسها فهذا غراب وهذا عقاب وهذا حمام وهذا نعام

دعا کل طائر باسمه وکفل له برزقه وانشا السحاب الثقال فاهطل دیمها وعدد قسمها فبل من الارض بعد جفوفها واخرج نبتها بعد جدوبها حاصل معنے اسکے یہ ہین کہ اگر مخلوقات خدا کے حال مین تفکر کرنیوالے رہو تو ملاحظہ کرو چیونٹی کو دیکھکر باریکیان صانع کے صنعتون کی اسمین مشاہدہ کرکہ حق تعالی نے اسمین دو آنکھین مثل سوراخ پیدا کین اور انھین روشن وتابان فرمایا اور کان کا اسکے سوراخ بہت باریک ایجاد کیا اور بہت درست منہ اسکے لئے کھولا اور حس قوی دی اور ادراک لائق اسے عطا فرمایا اور دو دانت تیز کاٹنے کے لئے نباتات کے اسکے منہ کے اندر پیدا فرمائے اور دو پاؤن دہن کی صورت کے ہر چیز کے پکڑنے کو اسے دئیے ہین کاشتکار اپنے کھیتون مین اس سے ہمیشہ ڈرتے ہین اور کسی تدبیر وحیلہ سے جب انکے کھیتون مین آتی ہے تو دفع نہین کر سکتے اور ہمیشہ مقاومت سے اسکی عاجز رہتے ہین اگرچہ اشخاص کثیر کیون نہ جمع ہون لیکن باوجود اسکے کہ یہ صاحب نفس ناطقہ اور اس سے بہت بڑے ہین لیکن کچھ نہین ہوسکتا یہان تک کہ وہ ٹڈیان جس باغ و کھیت مین اور جن جن درختون پر کہ چاہتی ہین اترتی ہین اور اپنے حسب دلخواہ خواہش اپنی حاصل کرتی ہین اور پھر چلی جاتی ہین اور کسی سے کچھ نہین ہوسکتا حالانکہ تمام خلقت انکی ایک انگلی کے بھی برابر نہین ہے اور قد وقامت ہر ایک کا چھوٹی انگلی سے زیادہ نہین ہے پس بڑا ہے وہ خدا کہ جسکے لئے آسمان وزمین اور جو کچھ کہ انمین ہے خواہ مخواہ حیلہ حال اور پیشانی افتقار سے اسکے آگے سجدہ کرتے ہین اور منہ اور رخسارہ خشوع کو زمین طاعت اسکی رکھتے ہین اور بکمال انقیاد وفروتنی اسکے امتثال حکم سے باہر نہین جاتے اور بکمال خوف اسکی اطاعت احکام کا بوجھ کھینچتے ہین ہوا مین حیوانات پر دار اسکے حکم کے مسخر ہین اور زمین پر چرنے والے جانور مطیع ومنقاد امر اسکے ہین عدد ہر پرندہ کے پرون کا اسکے شمار مین ہے اور ہر حیوان کے تنفس کا حساب کرتا ہے پرندون کے پاؤن کو ہر زمین تر وخشک پر قائم کیا ہے اور ہر فرد کو افراد مخلوقات سے جداگانہ بقدر احتیاج اسکے روزی پہونچائی ہے اجناس بے انواع پرندون مین پیدا کئی ہین اور اصناف مختلف کا ایجاد کیا ہے زاغ کو عقاب سے تمیز تام اور کبوتر کو شتر مرغ سے فرق تمام دیا ہے ہر پرندہ کے واسطے ایک نام قرار دیا ہے اور اسکی روزی کا متکفل ہوا ہے بڑے بڑے بادل پانی سے بھرے ہوئے ہوا مین پیدا کئے ہین اور بہت پانی روئے زمین پر اتارا ہے اور عدد قطرات باران کو اپنے علم سے جو سبکو شامل ہے محفوظ رکھتا ہے اور ہر مٹی کو زمین سے باندازہ حکمت کل کے اس پانی سے حصہ دیا ہے اور زمین مردہ کو نئے سرے سے زندگی عطا فرماتا ہے اور خشک خاک کو اپنے فضل عام سے سبز وشاداب کرتا ہے وجہ چہارم یہ ہے کہ جناب اقدس الٰہی فرماتا ہے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ جسکا ظاہر حاصل معنی یہ ہے کہ زمین مین علامات ودلالتین وجود صانع عالم کی بہت ہین کہ جنہے دیکھکر اہل نظر یقین وجود صانع حاصل کرتے ہین کیونکہ اکثر مخلوقات خدا از قسم نباتات واشجار وجمادات واحجار وانہار وحیوانات سب انمین موجود ہین

اور اسمین فکر عالم اکبر مین تفکر کرتا ہے اور خود تمھارے نفوس مین موجود ہین وہ چیزین کہ جو دلالت واضح اور
وجود صانع خبیر عالم قدیر کے کرتی ہین مگر تم اُسے نہین دیکھتے تا بمقتضائے دلالتہائے مذکورہ راہ چلو اور
یقین حاصل کرو اور واضح ہو کہ تفکر کرنا بدایع و صنایع الٰہی بیچ جو خلقت انسان مین فرمائے ہین فکر عالم اصغر
مین ہے کہ یہ عمدہ مخلوقات الٰہی زمین پر ہے اور چونکہ قبل اسکے استدلال اور مخلوقات عالم اکبر سے فی الجملہ ہو چکی ہے
اب عمدہ مخلوقات جسکی طرف حق تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ کا بیان ضرور ہے اسلئے
تھوڑا اسکا بیان کیا جاتا ہے کہ طالب حق اور یقین کو کافی ہو اور واقع مین یہ ہے کہ یہ بھی اقتباس انوار ہدایت
ائمہ معصومین علیہم السلام ہے پس جان تو ابتدا مین آدمی کی خلقت مٹی سے ہے جیسا کہ مشہور ہے اور بعد اسکے
نطفہ سے مرد و عورت کے پیدا کرنا مقرر فرمایا یعنی ابو البشر آدمؑ اور حوا کو پانی اور مٹی سے پیدا فرمایا بعد
اسکے بنائے توالد و تناسل بقاء نوع انسانی کے لئے نطفۂ مرد و زن اور اسکے رحم مین مجتمع ہونے پر رکھی
پس انسان پہلے حقیقت مین ایک مشت خاک تھا اور اب اُن چند قطرات سے ہے جو کمال مذلت و کثافت سے
متصف ہین اور سب کی آنکھ مین خوار و بیمقدار ہین اور جب مدبر حکیم نے نطفہ باپ کا ماں کے رحم مین ٹھہرایا اور
ایک حالت سے اُسے دوسرے حالت پر منتقل کیا جیسا کہ تفصیل اسکی کتب طبیہ مین بقید ایام مسطور ہے اور
کتاب عزیز مین بھی مذکور ہے تو پہلے استحالہ مین خون محض ہوتا ہے اور پھر پارۂ گوشت ہو جاتا ہے اور کتنی قوت
جسم کامل کہ بانواع متانت و مناسبت اجزا ہڈی اور گوشت اور اعصاب عروق و پوست سے ترکیب پایا ہوتا ہے
اور یہ خلقت و تصویر کس گھر مین اسکی ہوتی ہے کہ جہان تین تاریکیان جمع ہین ایک تاریکی شکم دوسری تاریکی رحم تیسری
تاریکی مشیمہ پس خوشتر ین صنعت کو خیال مین لانا چاہئے پس اس حال مین کہ ایک گوشت کا مضغہ تھا اور عقل و
دانش سے کچھ بہرہ نہ تھا اور کوئی حیلہ و وسیلہ جذب غذا اور دفع ضرر بلا کا نخوہ رکھتا تھا اگر اسی حال پر اُسے
چھوڑ دیتا تو نہ خود اور نہ کوئی دوسرا آدمی قدرت اسکی رکھتا تھا کہ اُس ظلمت کدۂ رحم مین اصلاح حال اسکی
کرتا پس ایسے حال مین کہ جہان نہ کسی کے آنکھ کی رسائی تھی نہ ہاتھ پہونچ سکتا تھا جو کچھ اُسے ضرور تھا اعضاو
احشا و استخوان گوشت و پوست سب کچھ عطا فرمایا اور جتنی غذا چاہئے تھی وہ خون حیض سے اُسے پہونچائی اور جب
اعضائے بدن و مجاری و مقر روح بن چکا تو اپنی قدرت کاملہ سے افاضۂ روح کا اُسپر فرمایا کہ جس سے اُسمین حس و حرکت
پیدا ہوئے جیسا کہ فرمایا ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ
علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ خلقا آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین
جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ خلق آخر سے مراد نفخ روح ہے اُسمین اور معنے روح مین بہت اختلاف واقع ہے
حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسا جوہر لطیف ہے جسے کسی نے نہین جانا تحقیق کنہ مین اسکے سب عاجز ہین اسی جگہ سے بعض

علما نے کہا ہی کہ مراد حدیث مشہور سے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یہ ہی کہ ہر گاہ آدمی اپنے نفس کو پہچانتے مین
عاجز ہی تو خدا کے پہچاننے مین کیونکر عاجز ہوگا اور بعض کہتے ہین کہ نہین معنے اُسکے یہ ہین کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا کہ
مصنوع و مخلوق خالق مدبر ہی تو یقینی اپنے خالق کو بھی پہچانے گا کیونکہ دلالت آثار کی موثر پر اور مخلوق کی خالق
مدبر پر ضروری ہی اور جو معنے اِس حدیث کے صوفیہ بسبب اپنی نافہمی کے کہتے ہین کہ مراد اس سے یہ ہی کہ جسنے
اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے خدا کو پہچانا اِسلئے کہ وہ شخص آپ ہی خدا ہی یہ غلط ہی اسلئے کہ نفس بھی مخلوق ہی اور اتحاد خالق و
مخلوق کا محال اور خلاف عقل ہی بالجملہ جب خلقت انسان کی پیٹ مین کامل ہو چکی اور بدن اُسکا مستحکم ہو چکا
اور گوشت اور پوست اُسکا اتنا قوی ہو چکا کہ ہوا کے صدمہ کی مقاومت کرے اور سردی اور گرمی سے متضرر نہو
اور آنکھون کو اُسکے روشنی کے دیکھنے کی طاقت آچکی اُسوقت بالہام جناب مقدس آلہی مان کے پیٹ مین چلنا اور
ساتھ حرکت شدید و سخت کے متوجہ باہر نکلنے کا ہوتا ہی اور جب خانہ تنگ رحم سے وسعت گاہ عالم مین آتا ہی اور دوسری
طرح غذا کا محتاج ہوتا ہی تو اُسکے لئے مدبر حکیم نے جو خون کہ مانکے پیٹ مین اُسکی غذا ہوتا تھا اب اُسے مانکی چھاتی
مین پہونچاکر پتلا دودھ بنایا اور رنگ و بوئے سابق کو اُسکے بدل دیا تاکہ کوئی اُسکے قذارت و کثافت کو نہ دیکھے اور
تنفر نہ کرے اور جب غذا طیار ہو چکی تو اب لڑکے کو الہام فرمایا کہ وہ اپنے لبہائے نازک کو طلب غذا کے لئے
حرکت دے اور مانکو اور دیگر پرستاران کو تمیز دیا کہ اُسکے ہونٹون کی حرکت کو اور آواز گریہ کو جو طلب غذا کے لئے ہی
دوسری حرکت و آواز سے ممتاز کر کے پہچانین اور بروقت خواہش غذا جو دو مشکین چھوٹی چھوٹی سہولت جذب
و امتصاص کے لئے اُسکے لٹکائی ہین اور اُنمین دو ٹوٹیان ایسی کہ بچے کے منہ مین آئین بنائی ہین مان اُسکے منہ مین دے
تاکہ وہ حسب خواہش اپنے اُس سے اپنی غذا لے پس جب تک بدن اُسکا تر و تازہ اور امعا اُسکے باریک اور نازک و اعضا
اُسکے نرم و لطیف ہین کہ اُسکے باعث سے طاقت ہضم غذائے غلیظ کی نہین رکھتا مان کا دودھ اُسکی غذا ہوتا ہی اور جب
قوت اُسکی زیادہ ہوئی اور صلابت عضا اور وسعت امعا اُسنے بہم پہونچائی اور اب محتاج طرف اغذیہ غلیظ کی
ہوا اُسوقت دانت اُسکے نکلنے لگے تاکہ بذریعہ اُنکے غذائے سخت کو نرم کرے اسی طرح اتمام خلقت و نشو اُسکا ہوتا جاتا ہی
یہان تک کہ جوان ہوا اور بمرتبہ کمال عقل پہونچے پھر اگر مرد ہی تو اُسکے منہ پر ریش پیدا ہوتی ہی کہ جس سے مشابہت عورتون کی
اُس سے رفع ہوتی ہی اور حد طفلی سے نکلکر صاحب عزت و وقار ہوتا ہی اور اگر عورت ہی تو منہ اُسکا سادہ رہتا ہی تاکہ
صفائی و خوشروئی اور حسن و تازگی اُسمین باقی رہے جو سبب رغبت مردون کا ہی اور چھاتیان اُسمین برروز ظہور
کرتی ہین جو سبب مرد و زن کی الفت کا اور بقائے نسل کا ہی پس اگر کچھ بھی عقل و دانش ہو تو تھوڑی دیر اِسمین صرف کر
اور دیکھ کہ کیا کیا حکمتہائے بزرگ کا اِسمین صرف ہی اور کیسی ہر چیز محل مناسب پر اپنے مہیا کی گئی ہی تدابیر
گوناگون جو خالق علیم قدیر نے اِن احوال مختلفہ مین فرمائین ہین آیا بے خالق و مدبر کے عمل مین آسکتی ہین آیا

نہین دیکھتا تو کہ اگر بچے کی غذا جو خون حیض تھا اُسے نہ پہونچتا تو گھانس کی طرح خشک ہو جاتا اور منجمد ہو جاتا
اور اگر رحم تنگ سے مان کے اُسے غذا نہ نکالتا تو ہمیشہ اُسمین مثل زندہ درگور کے رہتا اور کوئی منفعت و ثمر اسپر
مترتب نہوتا اور اگر بعد ولادت غذا اُسکی دودھ نہ پہونچتا تو یا بدون غذا مر جاتا یا غذا ایسی پہونچتے کہ اُس سے
بدن مین اُسکے بیماریان اور فساد پیدا ہوتا اور اگر ہمیشہ شیر مادر ہی غذا رہتی تو اول نقص اُسکا یہ ہوتا کہ بدن فربہ و
قوی نہوتا دوسرے یہ کہ مان ایک ہی بچے کی تربیت مین مشغول ہوتی دوسرے کی نوبت کہان سے آتی اور اگر دانت
اُسے نہ عطا فرماتا تو غذائے صلب کس سے کھاتا اور اگر کمال عقل اُسی طفولیت مین اول وجود سے ہمراہ روح عطا فرماتا
تو کسقدر رحم مین مختلط بکثافات و محبوس بظلمات رہنا دشوار ہوتا اور جب شکم مادر سے باہر آتا اور اس عالم وسیع مین
مخلوقات کثیرہ عجیبہ کو دفعتہً دیکھتا کہ جنھین کبھی دیکھا تھا اور نہ اُنکے امثال کو مشاہدہ کیا تھا تو ساعت بساعت
کسقدر عقل اُسکی پریشان ہوتی اور کیا کیا خوف و ہراس عرب جنبی سے اُسکے دامنگیر ہوتا آیا نہین دیکھتا کہ اگر کسیکو قید
کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر مین جہان کبھی نہ گیا ہو اور وہان کے رہنے والون مین کسی سے ملاقات و معرفت
نہو اور کسیکی بات کو وہان کے ساکنین کی نہ سمجھتا ہو تو کس اضطراب و حیرت مین گرفتار ہوگا حال آنکہ اس عجیب
امثال کو اُن ساکنین کے بہت دیکھا ہے اور سنا ہے بخلاف اس طفل کے کہ بطن مادر سے آیا ہے ابھی نہ کسیکو وہان
بجز تاریکی و کثافات کے دیکھا نہ سنا علاوہ اسکے اگر لڑکا عقیل و دانشمند ہوتا تو کسقدر مذلت و خواری اپنے مین
پاتا کہ اُس سے زیادتی متصور نہین ہوسکتی کیونکہ وہ دیکھتا اور سمجھتا کہ لتّون مین اُسے لپیٹے ہوئے جہان چاہتے ہین
رکھ دیتے ہین جہان سے چاہتے ہین اٹھا لیتے ہین جھولے مین ڈالکر حرکت دیتے ہین ہر شخص اُسے برہنہ دیکھتا بول و
براز لوگون کی گود مین اور اُنکے کپڑون پر کر دیتا ہے چلنے پھرنے کی بات کرنے کی طاقت نہین عجیب آوازین سنتا اور
اور باتین نہین سمجھتا محصل کلام نہین دریافت کر سکتا اور اس سے کسقدر مبتلائے حیرت و خجالت و اندوہ
رہتا اسی طرح ہر امر مین حق تعالیٰ کے امور سے جو مشتمل اوپر حکمت و مصالح کی ہین اس کثرت کے ساتھ فوائد
و ثمرات عظیمہ ہین کہ عقول بشری اُسکے ادراک سے قاصر ہین جسکو اشتیاق مطالعۂ فوائد حکمت آلٰہی ہو وہ خطبہ
نہج البلاغہ اور حدیث مفضل کی طرف کہ سرچشمۂ عرفان ہین رجوع کرے اب مین ختم سخن کر کے کہتا ہون کہ جسقدر بیان
بیان ہوا اُس سے طالب علم و یقین کو اتنا مجملاً ضرور ظاہر و ثابت ہوا ہوگا کہ خلقت انسان و غیر انسان مین حق تعالیٰ
کے صنائع اور حکمتین بے انتہا ہین اور وہ سب دلائل واضحہ ہین طالب یقین کے لئے اثبات وجود صانع عالم پر
جو قادر ہے اور کدورت عالم امکان سے صاف اور آمیزش ہائے افتقار سے خالی ہے اور بالضرور اس سے یقین اس
امر کا بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ صانع جملہ مخلوقات سے اپنی غیر ہے کسی طرح کی مشابہت و مناسبت نہین رکھتا
جملہ معائب و نقائص سے برتر ہے اور بھی ضرور عقل حکم کرتی ہے کہ یہ امور پر از حکمت جو نظر کو رہے اُنکا صدور

نہین ہوسکتا مگر جبکہ خالق انکا اپنی قدرت اور اختیار سے انکی نیکی اور بدی اور فوائد واغراض کو انکی جانکر پیدا کرے و
الا جس چیز کا کہ فہم و ادراک نہ رکھتا ہو یا اُسمین بے اختیارِ محض ہو تو عقل جائز نہین رکھتی کہ ایسے آثارِ عجیب و غریب کہ جو
مشتمل اوپر انواعِ حکمت کے اور منتظم ہون کیونکر صادر ہو سکتے ہین اور یہ کیونکر ہو حال آنکہ اگر کسی انسان کو ہم دیکھتے ہین
کہ وہ سیتا ہی یا لکھتا ہی یا کوئی کتاب یا لباس مشتمل اوپر انواعِ محاسن خوبی کی پاتے ہین تو اُسکی زندگی اور اختیار و
قدرت و علم و معرفت پر اِس صنعت سے یقین کرتے ہین کیونکہ لکھنا یا سینا معدوم کا کام نہین ہی اسیطرح اچھا لکھنا یا
سینا جاہلِ صناعت و بے اختیار سے ممکن نہین ہی اسلیئے اِن امور کا علم بنسبت اُس کاتب یا خیاط کے منجملہ قطعیات و
یقینیات و اظہرِ صفات کے ہوتا ہی اور یہ علم نہین حاصل ہوا ہمین مگر ایک کتابت سے یا ایک خیاطت سے فقط پس جبکہ
دیکھا ہمنے سب چیزون کی طرف جو عالم مین ہین مثل آسمان و انسان و حیوان و آفتاب و ماہتاب و ستارہ ہاے بیشمار و اشجار
و اثمار و معادن و بحار وغیرہ سے کہ پہلے سب سے خود ہمارے نفوس و تبدل احوال اُسپر شاہد ہی اور بعد اُسکے جو کچھ
بحواس ظاہرہ ہمارے مدرک ہوتا ہی دیکھنے سے اور سُننے سے اور چھونے سے اور سونگھنے سے اور چکھنے سے اور بعد
اُسکے وہ امور جنھین ہم بذریعہ عقل و بینائیِ باطن پاتے ہین اقسام و اصناف عقلیات سے کہ جملہ علوم کا مدار اُسپر ہی
اور سوا اُسکے کہ یہ سب شاہد ناطق وجود ذی جود خالقِ مدبرِ عالم پر ہین پس اگر زندگی اور علم و قدرت کاتب کی ہمپر ظاہر
نہوئی مگر ایک بات سے کہ وہ اُسکے ہاتھ کی حرکت وقتِ کتابت فقط تھی تو یہ مصنوعاتِ غیر متناہیہ کیونکر دلیل وجود
صانع اور اُسکے علم و قدرت پر دال نہونگے جیسا کہ اعرابی نے کہا تھا اور اوپر مذکور ہو چکا لیکن حقیقت یہ ہی کہ چونکہ انسان کو
ابتدائے سنِ طفولیت سے اُنس و الفت اِن مصنوعات سے بہم پہونچا ہی اور ہر چیز کو انہین سے اُسنے ابتدائے عمر سے دیکھا ہی
مثلاً آسمان کو سایہ کیئے پایا زمین کو فرش بچھا دیکھا آفتاب کے وقت طلوع سے اوّل شروع نہار جانا غروب سے اُسکے اوّل
ساعت لیل سمجھا اسی طرح حال جملہ مخلوقات کا ہی اور جون جون عقل و ادراک و قوت اُسمین آنے لگی لہو و لعب کی طرف
پرستاران متوجہ کرنے لگے یہان تک کہ مستغرق دریائے لہو و لعب ہو گیا اور جو چیزین کہ اُس سے مالوف تھین وہ
اُسکی نظر مین بے حقیقت ہو گئین یہ نہین جانا کہ اِن صنعتہاے گوناگون اور حکمت ہاے بوقلمون کی غایت
گواہی دینا وجود خالق مدبر پر ہی اور یہی وجہ ہی کہ جب خلاف مالوف کسی امر کو کہ خلاف عادت ہی مثل حیوان عجیب یا
فعل غریب دیکھتا ہی بہت متعجب ہوتا ہی اور بے اختیار زبان اُسکی اُسکی تعریف مین اور دل اُسکا اپنے خالق کے ساتھ
بہت جلد اعتقادِ کامل اختیار کرتا ہی حال آنکہ دن رات اپنے اعضا کا ملاحظہ کرتا ہی اور اسی طرح اعضائے حیوانات مالوفہ کو
اپنے دیکھتا ہی لیکن بسبب طولِ الفت و اُنس کے اُنکی شہادت و گواہی پر بنسبت خالق کے آگاہ نہین ہوتا اور اگر فرض
کرو کہ کوئی اندھا مادرزاد کہ تا سنِ بلوغ و حصول عقل نابینا رہا ہو دفعۃً اُسکی آنکھین روشن ہو جائین اور آنکھ اُسکی زمین و
آسمان و انسان و چارپائے اور نہرین اور درخت و عجائب صنعِ الٰہی پر پڑے اور گواہی اِن عجائب غیر متناہی کی جو

کمال علو مرتبہ صانع پر جو دیکھے اور سمجھے تو کمال تعجب و حیرت میں آتے [illegible]
دوسری دلیل یہ ہے کہ جیسا تواتر خبر کا محسوسات میں افادہ علم کرتا ہے کیونکہ عادۃً محال ہے کہ [illegible]
کرے اسی طرح اتفاق جمیع انبیا و اوصیا کا بلکہ جمیع اہل مذاہب کا باستثنائے معدودے چند اس بات پر کہ [illegible]
عالم موجود ہے اور کامل ہے جمیع الوہیات اور منزہ ہے جمیع نقائص سے مفید یقین [illegible]
غلط نہیں ہے خصوصاً جبکہ انکی دلیلیں جو خطا سے دور ہیں [illegible] جائیں تو [illegible]
کثرت سے مدعی اور گواہ ہیں حق ہے تیسری دلیل اثبات واجب [illegible]
ذکر کیا ہے اور اگرچہ وہ موقوف ہے مقدمات چند پر لیکن بطریق اختصار جیسا کہ [illegible]
فی الجنت نے حدیقہ سلطانیہ میں اور مولانا مجلسی نے حق الیقین میں بیان فرمایا [illegible]
آدمی تعقل اسے کرتا ہے یا یہ ہے کہ نظر بذات اسکے بدون ملاحظہ دوسری چیز [illegible] ہونے اسکے
خارج میں واجب ہوتا ہے اور اسے واجب الوجود کہتے ہیں اور یا یہ ہے کہ نظر بذات اسکے نہ اسکا ہونا واجب ہو نہ ممتنع ہو
ایسے ممکن الوجود کہتے ہیں کہ اسکا ہونا نہ ہونا [illegible] روا ہے پس اگر کوئی علت [illegible]
والا معدوم رہتا ہے پس کہتا ہوں میں کہ عالم میں موجودات یقینی ہیں اس صورت میں [illegible] موجودات منحصر ممکن میں
واجب اسکے بیچ میں نہو پس ان سبکو جو ملاحظہ کرو تو بمنزلہ ایک شخص کے [illegible] انکے مجموع پر روا ہوگا اور
جیسا کہ زید کا پیدا و موجود ہونا بدون علت کے محال ہے اسلئے کہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے [illegible] بدیہۃً عقل محال ہے
اسی طرح اس مجموع کا موجود ہونا بدون اسکے کہ کوئی علت جو اس مجموع سے خارج میں موجود ہو اور اسے پیدا کرے
محال ہے اور وہ علت چاہیے کہ موجود ہو کیونکہ اگر خود معدوم ہوگی تو دوسرے کے وجود کی علت کیونکر ہو سکے گی
اور موجود کہ جملہ ممکنات سے جدا اور خارج ہو وہ واجب الوجود ہے پس ثابت ہوا کہ واجب الوجود یقینی موجود ہے پس اگر
کوئی کہے کہ مجموع ممکنات میں ہر چیز دوسرے کی علت ہے الیٰ غیر النہایۃ اور مجموع اجزا کی علت ہے تو کہونگا جواب میں اسکے
کہ ہر ایک کا وجود ساتھ وجود علت کے واجب ہے لیکن عدم اسکا ساتھ معدوم ہونے اسکی جمیع علل کے جبکہ واجب الوجود
نہو تو ممکن ہے پس پھر ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور بعضوں نے اس دلیل کی یہ تقریر کی ہے کہ اگر علت ممکن واجب ہے تو وہ عین
مطلوب ہے اور اگر ممکن کو ممکن نے پیدا کیا ہے اور واجب انکے بیچ میں نہو تو دور لازم آئیگا یا تسلسل اور وہ دونوں
باطل ہیں اور براہین ابطال دور و تسلسل اور جوابات اسکے کتب مبسوطہ میں موجود ہیں جو مشتاق ہو وہاں دیکھے چوتھی
دلیل وہ ہے جو متکلمین لکھتے ہیں اور تقریر مختصر اسکی یہ ہے کہ عالم یعنی جو کچھ کہ خدا کے غیر ہے وہ اپنی ذات و صفات حقیقیہ میں اپنے
متغیر ہوتا رہتا ہے اور جو ایسا متغیر ہو وہ حادث ہوتا ہے پس عالم حادث ہے اور ہر حادث محتاج ہے طرف محدث کے پس عالم
محتاج ہوا طرف ایسے محدث کے کہ وہ حادث نہو پس ضرور ہوا وجود عالم حادث میں کہ محدث قدیم ازلی ہو کہ جو اپنے

واسطے حدوث نرکھتا ہو بلکہ بذات خود موجود ہوا اور وہی واجب ہے نہ غیر اُسکے اور واضح رہے کہ یہ دلیل بہت مباحث
طولانیہ رکھتی ہے لیکن اگر اُسکا بیان کیجیے تو کتاب بھی بڑی ہو جائیگی اور عوام کے لائق نرہیگی اسلئے اختصار کیا گیا فقط

فصل چہارم بیچ بیان صفات ثبوتیہ کے اور وہ آٹھ ہین **اول** یہ کہ حق تعالیٰ قدیم ازلی ہے یعنے ہمیشہ سے
تھا اور باقی ابدی ہے یعنے ہمیشہ جس طرح تھا اور ہے رہیگا کیونکہ اگر ایسا نہو بلکہ حادث ہو تو یا پہلے عدم ہو پھر وجود ہوا ہو
یا بعد وجود عدم ہوا ور یہ دونو محال ہین کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ وہ واجب الوجود ہے عدم وہستی اُسپر روا نہین ہے اور مطلوب
ہمارا یہی ہے **دوسری** یہ کہ وہ قادر مختار ہے اور کوئی ممکن اُسکے حیطہ قدرت سے باہر نہین ہے یعنے ہر چیز پر توانا ہے فعل و ترک فعل کا
اختیار رکھتا ہے ایسا نہین ہے کہ ایجاد اشیا مین مجبور ہے اور مثل علت موجبہ ہے کہ صدور فعل اُس سے باضطرار ہو جیسا کہ آگ کا
جلانا اور آفتاب کا روشن کرنا فعل بلا اختیار ہے اور بگمان فلاسفہ افعال خدا اضطراری ہین لیکن یہ اُنکی نافہمی ہے کیونکہ اثبات
صفات سے غرض یہ ہے کہ علت الکل کو کہ جناب واجب الوجود لذاتہ ہے اکمل ہر جہت کمال مین جملہ معلولات سے اُسکی
جانین اور بے اختیاری افعال مین ممکن کا بھی نقص ہے تو جو چیز کہ معلول مین بھی عیب و نقص سمجھے جائے اُسے واجب مین کیا
علت الکل ہے کیونکر تجویز کر سکتے ہین پس ضرور ہوا کہ ایجاد اشیا اور اعدام اُنکا اور جمیع افعال اُسکے باختیار و ارادہ اُسکے ہوان
جیسا کہ خود فرمایا ہے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ پس اگر کوئی کہے کہ تم دعوی کرتے ہو
کہ حق تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے تو چاہئیے ممتنعات پر بھی قادر ہو حال آنکہ ایسا نہین ہے تو ہم جواب دینگے کہ ہمنے کہا ہے کہ کوئی ممکن
اُسکی تحت قدرت سے باہر نہین ہے علاوہ اسکے اُسکی قدرت کا متعلق بہ ممتنعات نہونا عجز قادر علی الاطلاق سے نہین ہے
بلکہ ممتنعات کو قابلیت اُسکی نہین ہے والا قدرت اُسکی سب پر برابر ہے اور یہ معنے احادیث مین بھی وارد ہوئے ہین جیسا
کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایکدن شیطان حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی خدمت مین آیا اور کہا کہ تمھارا خدا اسپر قادر ہے کہ زمین کو مرغی کے انڈے مین اس طرح لائے کہ انڈا بڑا نہو
اور زمین چھوٹی نہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وائے تجھپر خداوند عالم کو عاجز نہ سمجھنا چاہئیے اُس سے زیادہ کون
قادر ہے جو زمین کو لطیف اور انڈے کو بڑا کر سکتا ہے اور مروی ہے کہ کوئی شخص جناب امیر علیہ السلام کی خدمت مین آیا
اور عرض کیا کہ آیا تمھارا خدا اسپر قادر ہے کہ دنیا کو تخم مرغ کے اندر اس طرح داخل کرے کہ دنیا چھوٹی نہو اور انڈا بڑا نہو حضرت
نے فرمایا کہ حق تعالیٰ موصوف بعجز نہین ہوتا لیکن جسے تو پوچھتا ہے اُسے قابلیت وجود نہین ہے اور اس سے واضح ہوا
کہ اُسکی قدرت کا ممتنعات سے نہ متعلق ہونا عموم قدرت مین اُسکی قدح نہین کر سکتا لیکن امور قبیحہ ہر چند کہ تحت
قدرت خداوند عالم ہین مگر اُنکا صادر ہونا حکیم قادر سے بنظر اُسکی حکمت کاملہ کے ممتنع ہے **تیسری** یہ کہ حق تعالیٰ عالم ہے
ساتھ ہر معلوم کے خواہ وہ کلی ہو یا جزی موجود ہو یا معدوم علم اُسکا ساتھ اشیا کے قبل اُنکی موجودگی کے ویسا ہی تھا
جیسا کہ اُنھین بعد اُنکے موجود ہونے کے جانتا ہے ازل سے جانتا ہے اُس مخلوق کو جسے ابد مین پیدا کریگا اور یہ معنے صادقین

علیہم السلام سے علم خدا کے معلوم ہوئے ہین اور قرآن شریف بھی اسپر ناطق ہی جیسا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید
مین جناب امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور حاصل معنے اسکے یہ ہین کہ سوال کیا حسن بن بشار نے کہ آیا خدا اُس
چیز کو جو موجود نہین جانتا ہی کہ بعد موجود ہونے کے کیسی ہوگی یا نہین جانتا مگر اُس چیز کو جو موجود ہوتی ہی تو حضرت نے
فرمایا کہ ہر چیز کو وہ قبل اسکے موجود ہونے کے جانتا ہی اور پھر ایک کلام کے بعد فرمایا پس ہمیشہ علم اسکا قدیم و سابق
تھا سب چیزون پر قبل اسکے کہ انھین خلق فرماے حق تعالی بہت بزرگ ہی اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کتاب
کافی مین منقول ہی کہ فرماتے تھے کان اللہ ولا شئ غیرہ ولم یزل عالما بما یکون فعلمہ بہ قبل کونہ کعلمہ بہ بعد کونہ
یعنے حق تعالی موجود تھا جبکہ کوئی چیز سوا اسکے نہ تھی اور ہمیشہ جانتا تھا جو کچھ کہ آیندہ پیدا ہوگا پس علم اسکا ہر چیز سے
قبل وجود اور بعد وجود اسکے برابر ہی یعنے علم اسکا ذات و صفات مین قدیم ہی اور وہ عین ذات مقدس اسکی ہی نہ صفت
موجودہ زائد ذات پر ہی جیسا کہ اشاعرہ نے جانا ہی والا تعدد قدما لازم آئے اور علم اسکا جو صفت کمالی اسکی ہی نہ
حصولی ہی کہ محتاج بحصول صورت اور اسکے قائم ہونے کی بذات خدا ہو اور نہ بطور وہی ہی کہ عین حضور معلومات
اسکے ہون صفات فعل سے ہی والا احداث مانند جمیع حوادث و افعال کی ہو اور اُس سے یہ لازم آئے کہ ازل مین عالم نہ تھا
اور جب عالم نہو تو جاہل ہوگا اور جہل کہ نقص ہی کسی طرح اُسکی ذات کو کسی وقت مین روا نہین ہی سید کاظم رشتی نے اس
مقام پر لکھا ہی کہ علم ساتھ شی کے جبکہ وہ معدوم ہو مخالف واقع ہی پس وہ علم نہوگا اور استادی جناب سید اعلی اللہ
مدارجہ فی الجنۃ نے اسے حدیقہ سلطانیہ مین رفع فرمایا ہی باین طور کہ یہ مذہب خاسد ہی اسلیے کہ اگر شی معدوم کو موجود جانے
تو البتہ خلاف واقع ہی نہ یہ کہ شی معدوم کو معدوم جاننا بھی خلاف واقع ہو اور فرمایا ہی کہ جو کوئی حق تعالی کے علم کو اشیا
کے ساتھ حادث و منحصر بحضور اشیا کے جانے تو حقیقت مین اُسنے اثبات جہل مرتبہ ذات مین اسکے کیا اور وہ اسلام
و ایمان سے بہرہ نہین رکھتا شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ من قال بانہ لا یعلم الشی الا بعد کونہ
فقد کفر و خرج عن التوحید اور مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین فرمایا ہی کہ جملہ ضروریات مذہب سے یہ ہی کہ یقین
جانے کہ حق تعالی ازل و ابد مین جمیع اشیا کو خواہ وہ کلیات سے ہون یا جزئیات سے سبکا عالم ہی بدون اسکے کہ علم
حقیقی مین اسکے کسی طرح کا تغیر واقع ہوا ہو اور پھر بعد ایک کلام کے فرمایا ہی کہ بعض لوگون کا مذہب یہ ہی کہ حق تعالی
نہین جانتا مگر بعد وقوع اور اس قول کو ابو الحسین بصری اور ہشام بن حکم کی طرف نسبت کرتے ہین اور بعض روایت
اسپر دلالت کرتے ہین اور گمان یہ ہی کہ یہ مذہب ہشام کا قبل اسکے ہو کہ مذہب حق اختیار کیا یا ناقل کو اشتباہ ہوا
اور قدماے فلاسفہ کو علم باری تعالی مین بہت اختلاف ہی اور یہ سب مذاہب کفر صریح و مخالف ضروریات عقل و دین
ہین اور براہین قاطعہ دلالت اسکے نفی پر کرتے ہین انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ پس معلوم ہوا کہ حق تعالی کا
علم منحصر بحضور اشیا مین نہین ہی کیونکہ اگر اسکے قائل ہون تو یا اشیا کو بھی قدیم کہین اس صورت مین تعدد قدما لازم آئیگا یا اگر

غیر خدا کوئی قدیم نہین ہی اور یا اشیا کو حادث جانین تو علم بھی اُسکا اِس صورت مین اشیا کے ساتھ حادث ہوگا اور
اِس وقت مین لازم آئیگا کہ کسی چیز کو قبلِ وجود اُسکے نہ جانتا تھا اور جاہل تھا اور حق تعالیٰ منزہ ہی اِسسے کہ کسی وقت بھی
نقص جہل اُسکی طرف منسوب ہو بلکہ حق تعالیٰ ہمیشہ سے اپنی ذات کو اور مخلوقات کو اپنے پہچانتا ہی اور جاننا اُسکا موقوف
اُنکے وجود پر نہین ہی اور کوئی چیز کسی حال مین اُسپر پوشیدہ نہین تھی ازلی کیونکہ بہ قدرت و اختیار اُنھین پیدا کرتا بلکہ اُسکی ذات
بذاتہٖ منشاء انکشاف جمیع اشیا ہی لیکن اِس بیان سے یہ نکتہ یا متوہم ہو کہ خدا کی ذات تو سب سے مباین ہی پھر کسطرح
منشاء انکشاف کا اُنکے ہوسکتی ہی کیونکہ جواب اِسکا یہ ہی کہ خدا کی ذات سب سے مباین ہی اور کامل بالذات ہی پس اگر
اور ذوات منشاء انکشاف اپنے غیر کا بسبب اپنے نقصان کے نہوین بلکہ حصول صورت کا اور اُسکے توسط کے محتاج
ہووین تو ہو لیکن اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ ذات خدا جو کامل بہمہ وجوہ ہی وہ بھی منشاء انکشاف نہوسکے حال آنکہ وہ
بے نیاز اپنی ذات و صفات مین ہی اِس سے کہ اپنے غیر کی طرف محتاج ہو اور مقتضاء ادلۂ عقلیہ و نقلیہ کا بھی یہی ہی کہ حق تعالیٰ
بذات خود عالم ہر چیز کا ہی پس اگر عقول ناقصہ کنہ علم کو کہ عین ذات ہی یا کیفیت علم کو نہ پہنچین جیسا کہ کنہ ذات کو اُسکے
نہین دریافت کرسکتین تو اِس سے انکار نہین ہوسکتا اگر کوئی کہے جیسا کہ شیخ احسائی نے کہا ہی کہ بعض جگہ پر قرآن مجید
مین اطلاق علم کا محدث پر مثل لوح محفوظ وغیرہ کے آیا ہی جیسا کہ فرمایا ہی عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ
رَبِّي وَلَا يَنْسَى اور تم کہتے ہو کہ ہمیشہ سے عالم ہی اور ہر چیز کا علم ہی پھر یہ کیونکر درست ہو تو جواب مین ہم کہینگے کہ یہ اطلاق
بطور مجاز ہی نہ یہ کہ حقیقت علم ہی اور وہ ایسا ہی کہ جیسا نقوش کو کلام کہتے ہین حالانکہ وہ حقیقت کلام نہین ہی بالجملہ علم
اُسکا ہر چیز کو محیط ہی اور سب کو شامل اور عام ہی جیسا کہ حق تعالیٰ نے تصریح اُسکی قرآن مین فرمائی ہی وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
یعنے وہ ہر چیز کا جاننے والا ہی اور سب چیزین مثل ذرات خاک و قطرات دریا و عدد پہاڑون کے وزن کی گنتیون کا
اور درختون کے پتون کا اور جنگل کی ریت کا اور جانورون کی سانس کا اور سب لطائف صنائع اور نکتہائے بدائع
اُسپر ظاہر ہین کیونکہ جو کچھ اُسنے پیدا کیا ہی وہ سب باختیار و از روی حکمت و ارادہ پیدا کیا ہی اور جو کوئی کسی چیز کو بارادہ
و اختیار پیدا کرتا ہی یقینی اُس چیز کو اور اُسکے صفات و آثار کو جانتا ہی کیونکہ فعل اختیاری مسبوق بعلم و ارادہ ضرور ہوتا ہی
اور یہ مقدمہ بہت واضح ہی کہ بادنیٰ تامل ہر عاقل کو اُس سے یقین حاصل ہو سکتا ہی علاوہ اِسکے وہ مجرد ہی اور مجرد کو
سب چیز سے نسبت برابر ہی اور قدرت اُسکی سب چیزون سے متعلق ہی پس علم بھی سب چیزون سے ہوگا دوسرے
کہ جیسا کہ سب ممکنات اثر وجود جناب واجب الوجود ہین اِسی طرح علم اُنکا اور جمیع کمالات اُنکے منتہی اُسکی طرف ہوتے ہین
اور جو شخص کہ سبکے علوم اُسسے ہونگے یقینی جاہل کسی چیز سے نہوگا حال آنکہ جہل نقص ہی اور نقص اُسپر روا نہین ہی و
اِن سب دلیلون پر قرآن مین اشارہ فرمایا ہی اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ یعنے آیا نہین جانتا کہ جسنے
سب چیزون کو پیدا کیا ہی وہ سبکو نہین جانتا اور وہ لطیف ہی یعنے مجرد یا صاحب لطف کامل و رحمت شامل ہی بہت

جمیع موجودات کے وجہ انتفا و عدم اُن سب کا ہی پس کیونکر اُن سبکو نہ جانتا ہوگا بالجملہ علم اسکا ازلی و ابدی ہی
کسی وقت غافل نہین ہوتا سہو و نسیان و فراموشی اُسکے واسطے نہین ہی اسی طرح خواب پینکی جو مقدمۂ خواب ہی
اُسکے لئے نہین ہی کیونکہ یہ امور نقص علم ہین اور خدا سب نقایص و عیوب سے منزہ ہی چوتھے یہ کہ حق تعالی زندہ ہی اور
مراد حیات و زندگی سے وہ صفت ہی کہ اُس سے دانائی و توانائی پیدا ہو اور جبکہ علم و قدرت اُسکا مرتبۂ ثبوت کو پہنچ چکا
تو صفت حیات بھی لامحالہ اُسکے لئے ثابت ہوگی **پانچوین** یہ کہ خدا مدرک و سمیع اور بصیر ہی جان تو کہ ادراک انسان
مین اُس علم کو کہتے ہین جو بذریعۂ حواس ظاہر حاصل ہو یعنے دیکھنے سے سننے سے چکھنے سے سونگھنے سے چھونے سے پس
سمع مختص ہی جاننے سے اُس چیز کے جو بذریعۂ قوت سامعہ جو کان کے اندر ہی حاصل ہو اور بصر مخصوص جاننے سے
اُس امر کے ہی جو بذریعۂ قوت باصرہ جو آنکھ کے اندر ہی حاصل ہو لیکن یہ معنے مخصوص بانسان ہین حق تعالی مین ان
صفات سے یہ ہی کہ وہ جانتا ہی جملہ اُن چیزون کو جنھین ہم بذریعۂ حواس جانتے ہین مگر اس جاننے مین وہ محتاج
توسط آلات و قوی کا مثل ہمارے نہین ہی بلکہ جو کچھ شنیدنی ہین مثل اچھی اور بری اور بڑی اور چھوٹی آوازون کے
وہ سبکو جانتا ہی اور اسی طرح جو چیزین دیکھنے کی ہین مثل رنگہاے اجسام اور شکلین اُنکی وہ ان سبکو بغیر واسطہ و بدون
احتیاج طرف آلات کے جانتا ہی اور چونکہ بیان سابق سے علم عام علام الغیوب کا بخوبی ثابت ہو چکا ہی لہذا حاجت
جداگانہ دلیل کی اثبات کو ان صفات کی باقی نہین ہی اور واقع مین یہ ہی کہ بعد بیان علم عام کے ضرورت بیان
کی ان صفات کے نہ تھی لیکن چونکہ قرآن شریف مین اور احادیث نبی اور ائمہ کرام مین اثبات اُنکا بہت ہی اسلئے
علما اسی طرح لکھتے ہین اور توجیہ مین اس تخصیص کی دو وجہ ذکر کرتے ہین ایک یہ کہ شاید حکمت اس ذکر مین یہ ہو کہ آیا ہین رد
مذہب حکما کا ہو جو خدا کو عالم جزئیات متغیرہ کا نہین جانتے اس گمان سے کہ علم متغیر باعث تغیر ذات و صفات عالم
ہوتا ہی و لیکن یہ زعم فاسد ہی اُنکا کیونکہ یہ بات ظاہر ہی کہ عالم کی ذات بتغیر معلوم متغیر نہین ہوتی جیسا کہ محقق طوسی
علیہ الرحمہ نے کتاب فصول مین اپنی اسکی تصریح کی ہی باقی رہا تغیر صفت علم اُسکا حال یہ ہی کہ جو صفت حقیقی ہی یعنے ما
بہ الانکشاف وہ عین ذات باریتعالی ہی اور اُسمین تغیر راہ نہین پا سکتا اور جو صفت کہ مضاف و نسبتی ہین
اُنمین تغیر مثل تغیر صفات فعل کوئی ضرر نہین رکھتا اور کبھی اس بیان تغیر مین کہتے ہین کہ علم متغیر نہین ہوتا لیکن تعلق
متغیر ہوتا ہی اور جناب مولانا محمد باقر مجلسی نے بحار مین تصریح فرمائی ہی کہ ضروریات مذہب شیعہ سے ہی کہ حق تعالی ازل و ابد
مین عالم جمیع اشیا کا ہی کلیات ہون یا جزئیات بے اسکے کہ اسکے علم مین کوئی تغیر واقع ہو دوسرے یہ کہ اکثر اعمال
بندون کے جنکے فعل کو تکلیف الہی صادر ہوئی ہی از جملہ اُن اشیا کے ہین جو سننے اور دیکھنے سے متعلق ہین اسلئے ان دو
صفتون کو خاص کر کے ذکر کیا تاکہ زجر و سرزنش مین بندون کی معصیت سے اور رغبت لانے مین طاعت کیطرف
قریب تر ہو بالجملہ حق بیان یہ امر ہی کہ جب بخوبی واضح ہوا کہ حق تعالی تمام کلیات و جزئیات کو جانتا ہی اور ہر امر کے انجام سے

ہی

قبل وقوع اُسکے آگاہ ہی تو بداء بمعنی لغوی خدا پر محال ہوگا کیونکہ معنے لغوی بداء کے یہ ہین کہ رائے کا متغیر و متبدل ہونا بسبب ظاہر ہونے خطا کے اُسمین اور ندامت رائے سابق پر اور اُس سے عدول کرنا طرف دوسری رائے کے لیکن اہل سنۃ خواہ اپنی جہالت سے یا جاہل بن کر اِسکی نسبت طرف فرقۂ امامیہ کے کرتے ہین اور تعریض تہمت ہی کیونکہ علمائے فرقۂ حقہ کا یہ مذہب نہین ہی بلکہ وہ جس بداء کے قائل ہین وہ معنی اصطلاحی ہی یعنے تغیر احکام باعتبار اختلاف مصالح و اوقات کہ نسخ تشریعی ہی یا تغیر عالم کون و ایجاد مین کسی چیز کے پیدا کرنے سے یا معدوم کرنے سے یا زندہ کرنے سے یا مارنے سے کہ وہ نسخ تکوینی ہی اور یہ وہ ہی جیسے خدا فرماتا ہی **کل یوم ھو فی شان** یعنے ہر روز حق تعالی کی نئی حالت ہی جو مصلحت دیکھتا ہی وہ کرتا ہی اور جسمین مصلحت نہین جانتا ترک کرتا ہی کبھی مارتا ہی کبھی بیمار ڈالتا ہی کبھی صحت دیتا ہی اپنے بندون کی مصلحت جانتا ہی اور ہر وقت حسب مصلحت کام کرتا ہی اور یہ بہت صحیح ہی کوئی فساد و بدی اِسمین نہین ہی اور بذریعہ آیات و احادیث معلوم ہوتا ہی کہ حق تعالی نے دو لوح خلق فرمائے ہین اور اُسمین تمام کائنات و حوادث کو ثبت فرمایا ہی ایک کا نام لوح محفوظ ہی کہ جو کچھ بحکم خدا اُسمین لکھا ہی وہ متغیر نہین ہوتا اور وہ مطابق علم الہی ہی اور دوسری کا نام لوح محو و اثبات ہی کہ اُسمین بسبب مصالح اور بحکم جناب باری کچھ چیزین لکھی جاتی ہین اور کچھ محو کی جاتی ہین جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہی **یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب** پس بداء عبارت ہی تغیر تقادیر سے لوح محو و اثبات مین اور یہ تغیر چونکہ مشابہ بہ بداء لغوی تھا اِسلئے بداء کا اطلاق اُسپر صحیح ہوا و لیکن وہ معنی عیب و نقصان سمجھے ہین کیونکہ جو اُس سے مقصود ہی وہ ایسا مسلمات سے درمیان خاصہ و عامہ ہی کہ کسیکو اُسمین مجال انکار کی نہین ہی اور غرض لوح محو و اثبات سے یہ ہی کہ تا بندے بسبب خبر دینے انبیا و اوصیا کے اُس لوح سے یہ جانین کہ اعمال حسنہ اُنکی اصلاح امور مین اور اعمال بد اُنکے افساد امور مین موثر ہین پس اعمال خیر کی طرف رغبت کرین اور بد سے اجتناب و دوری ڈھونڈین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی **فلولا کانت قریۃ امنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا و متعناھم الی حین** بیضاوی نے اپنی تفسیر مین خود لکھا ہی کہ حضرت یونس کو حق تعالی نے شہر نینوی کے اوپر بھیجا تھا اہل نینوی نے تکذیب آنحضرت کی کی اور اُسپر اصرار کیا پس حضرت یونس نے اُنسے کہا کہ تین دن مین عذاب خدا نازل ہوگا اور بعض نے کہا ہی کہ چالیس دن تک کو کہا پس جبکہ وقت عذاب قریب پہونچا اور آسمان سیاہ بادل اور دھوئین سے بھر گیا اور نیچے اُترا یہان تک کہ راہین سیاہ ہو گئین اُسوقت اہل نینوی نے توبہ کی اور حضرت یونس کو ڈھونڈھا جب نپایا تو یقین کیا کہ یونس علیہ السلام نے جو کہا تھا وہی عذاب ہونیوالا ہی بعد اُنھون نے ٹاٹ پہنا اور اپنی عورات و جانورون کو صحرا مین لیگئے اور بچون کو ماؤن سے جدا کیا اور رونے کی آوازین بلند کین اور توبہ و اظہار ایمان کیا پس حق تعالی نے اُنپر رحم فرمایا اور عذاب کو اُنسے دور فرمایا اب آیا یہ تبدیل رائے بحسب مصالح ہی یا نہین پھر کیونکر اِس سے انکار کوئی کرسکتا ہی فثبت ان الحق ھو المطلوب چھپے

یہ کہ خدا مرید ہے اور کارہ ہے اور مراد اُس سے یہ ہے کہ جو کام اُس سے صادر ہوتا ہے ارادہ و اختیار سے اُسکے صادر ہوتا ہے
باضطرار نہین صادر ہوتا ہے جیسا کہ آگ کا فعل جلانا ہے اور پتھر کا ہوا سے زمین پر اترنا ہے کہ یہ افعال اضطراریہ ہین اور
سبب اُسکا یہ ہے کہ وہ قادر و مختار ہے اور قدرت و اختیار اُسکا بخوبی ثابت ہو چکا ہے تو اب فاعل مختار ہونا بھی ضروری
ہوا اور فاعل مختار سے افعال اختیاریہ بارادہ و اختیار صادر ہوتے ہین اور مرید کے یہی معنے ہین لیکن ہم بندون مین
جو فعل باختیار ہمارے صادر ہوتا ہے اُسکی یہ صورت ہے کہ پہلے تصور اُس فعل کا ہوتا ہے بعد اُسکے اُسکا فایدہ دل مین لاتے ہین
اور خواہش اُسکی بہم پہونچتی ہے اور یہ محرک و طلبگار اُس فعل کے ہوتے ہین یہان تک تصمیم عزم کی حد تک پہونچتا ہے
اُسے ارادہ کہتے ہین اور جو حق تعالی مین ارادہ کے معنے پر بولا جاتا ہے وہ متعدد ہے پہلے اُس سے علم ہے ساتھ مصلحت کے جو
باعث ہوتا ہے ترجیح فعل کو ترک پر اُسکے جیسا کہ اماموں نے بیان کیا ہے اور ظاہر ہے کہ قادر سے بعض وقت مین فعال کا
صادر ہونا اور بعض وقت مین اُسے ترک کرنا مثل اُسکے کہ ایک وقت مین خلعت زندگانی عطا فرمانا اور دوسرے وقت مین
اُسے بموت فنا لے لینا موقوف مصلحتون پر ہے ہر چیز کو موافق مصلحت عمل مین لاتا ہے اور ہر گاہ مصلحت اُسکی فنا مین
دیکھتا ہے معدوم کرتا ہے کیونکہ فعل حکیم خالی حکمت سے نہین ہوتا اور چونکہ علم خدا کا عین ذات اقدس اُسکی ہے تو یہی
کہ ذات پاک اُسکی ہر چیز کے جاننے مین قبل اُسکے پیدا ہونے کے اور بعد اُسکے پیدا ہونے کے کافی ہے اور اسی طرح اُسکی نیکی
اور بدی اُسپر پوشیدہ نہین ہے پس یقینی ہر چیز کی مصلحت کو بنفس ذات اپنے جانتا ہے اور یہی علم اُسکا داعی فعل و ترک فعل پر
ہوتا ہے پس ارادہ اُسکا وہ صفت کہ موجود اور اُسکی ذات پر زاید ہو اور علم و قدرت کے سوا ہو نہین ہے جیسا کہ اہل سنت
کہتے ہین دوسرے ارادہ نفس فعل باری کا نام ہے جیسا کہ اکثر روایات سے مستفاد ہوتا ہے صفوان بن یحیی کہتا ہے کہ
مینے جناب ابو الحسن کی خدمت مین عرض کیا کہ بیان فرمایئے میرے لئے کہ خدا کا ارادہ کیا چیز ہے اور بندون کا ارادہ
کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ارادہ مخلوق وہ ہے کہ جو اُسکے دل مین آئے بعد اُسکے ذہن مین اُسکے اُسکی رائے اُسپر قرار پکڑے و
لیکن خدا کا ارادہ پس حادث کرنا اور پیدا کرنا ہے اُسکا ہے نہ غیر اُسکے اور یہ معنے معنی اول سے جو متکلمین نے کہے تھے منافات
نہین رکھتے اسلئے کہ خدا کا علم مصالح و مفاسد کے ساتھ دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے اور حضرات معصومین علیہم السلام نے
یہ بیانات شافی بیان فرمایا ہے پس جگہ غرض آنحضرت کی یہ تھی کہ بندون کا ارادہ ایک صفت حقیقی حادث ہے کہ اُنکی
ذات و فعل مین اُنکے متوسط ہوتا ہے اور حق تعالی مین مثل اُسکے بندون کے ایک صفت حقیقی حادث متوسط نہین ہوتا
پس نفس فعل خدا کا بمنزلہ ارادہ ہے اب یہان پہونچتا ہے کہ کوئی شخص کہے کہ بعض احادیث مین ارادہ باری کے قدیم
ہونے کی نفی وارد ہوئی ہے پھر تمہارا یہ بیان کیونکر صحیح ہوگا تو ہم کہینگے کہ یہ نفی صفت زاید کی ذات باری تعالی پر جو
ہوا اور اہل سنت اُسکے قایل ہین وارد ہوئی ہے نہ نفی علم و ارادہ کی جو عین ذات مقدس الہی ہے غیر اسکے ارادہ خدا کا
عبارت ہے اُس سے کہ علم اُسکا ساتھ وجود مصلحت بالفعل کے متعلق ہو فعل مین یا ترک مین اُس فعل کے کیونکہ

جیسا کہ ازل سے ہر چیز کو جانتا ہی اسی طرح اُسکے احوال کے متغیر ہونے کے ساتھ بھی اُس سے مطلع ہی جب جو چیز موجود ہو تو اُسے
موجود جانتا ہی جسوقت وہ معدوم ہو جاتی ہی اُسے معدوم جانتا ہی حال صحت مین صحیح جانتا ہی جب بیمار ہوتے ہین مریض
جانتا ہی بالجملہ کوئی چیز کسی حال مین اُسپر پوشیدہ نہین اور تعلقات و اضافات مثل صفات فعل قریب فعل کے حادث ہوتے
ہین اور وہ مغایر علم قدیم ہین اور اسی جگہ سے ہی کہ جب ابن حمید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا
حق تعالیٰ ہمیشہ مرید تھا یا نہین فرمایا وہ ہمیشہ عالم تھا لیکن مرید نہین ہوتا مگر جبکہ مراد اُسکے ساتھ ہو اور آیہ کریمہ کا مفاد
یہی ہی جو فرمایا ہی ان یشا یذھبکم و یات بخلق جدید یعنے اگر خدا چاہے تو تم سبکو ناپیدا کر دے اور دوسری نئی
مخلوق پیدا کر دے اور قول اُسکا انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنے حق تعالیٰ کا حکم
نہین ہی مگر یہ کہ جب ارادہ کسی چیز کا فرماتا ہی تو اُسے فرماتا ہی کہ موجود ہو جا پس وہ موجود ہو جاتی ہی اور جناب صادق
علیہ السلام سے جو ماثور ہی کہ فرمایا آنحضرت نے اذا اراد اللہ لعبد خیرا نکت فی قلبہ نکتۃ من نور و فتح
مسامع قلبہ یعنے جب خدا کسی بندے سے بہتری چاہتا ہی تو اُسکے دل مین نکتہ نور سے پیدا کرتا ہی اور اُسکے دل کے کان
کھول دیتا ہی یہ بھی دلالت صریح کرتا ہی کیونکہ جزا کو شرط پر معلق کرنا مغایرت و حدوث پر دلالت کرتا ہی پس ایسے نصوص
مین یا جو اُنکے مثل ہون ارادہ سے مراد نہ علم قدیم باری کا ہی نہ نفس فعل و ایجاد بلکہ تعلق علم کا ساتھ مصلحت ایجاد کے
اور چونکہ معانی لفظ کے بہت ہین اس جہت سے منافات آپسمین نہین ہی لیکن یہ سب معانی ارادہ کے بہ نسبت
جناب باری تعالیٰ کے ہین مگر ارادہ اُسکا افعال بندگان کی نسبت جو ہی وہ بھی کئی معنون پر اطلاق کیا جاتا ہی پہلے
یہ کہ حق تعالیٰ بندون سے اُنکی طاعت کا ارادہ فرماتا ہی گناہ کا ارادہ نہین فرماتا بلکہ اُس سے کراہت رکھتا ہی اور یہان
ارادہ سے مراد حکم فرمانا خدا کا طاعت کے لئے ہی اور مراد کراہت سے نہی فرمانا اُسکا گناہون سے ہی دوسرے یہ
احادیث مین آیا ہی کہ جو کچھ اس عالم کون مین واقع ہوتا ہی بارادہ و مشیت خدا ہوتا ہی اور اسکے دو معنے ہین ایک یہ جو کچھ
یہان واقع ہوتا ہی اُسکے علم سے واقع ہوتا ہی کیونکہ کوئی چیز نہین ہی کہ علم الٰہی اُسے احاطہ نکئے ہو جناب صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ شاء اللہ ان لا یکون الا بعلمہ دوسرے یہ کہ ارادہ مثل ایسے مقامون کے نہ منع کرنے کے معنے پر
کیونکہ اگر حق تعالیٰ بندون کو منع فرمائے تو کسکی مجال ہی کہ خلاف اُسکے عمل مین لا سکے لا مضاد لہ فی حکمہ اور کبھی
ہوتا ہی کہ مراد اُس سے تسہیل اور تمکین و تخلیہ اور باقی رکھنا کسی چیز کا اوپر اُس حال کے کہ جس پر وہ ہی ہوتا ہی اور یہ معانی
آپسمین قریب ہین اور علم کے مغایر ہین جیسا کہ بکیر ابن اعین سے روایت کی گئی ہی کہ کہا اُسنے عرض کیا مینے جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین کہ علم خدا اور مشیت آیا جدا جدا ہین یا ایک ہین حضرت نے فرمایا کہ علم عین مشیت نہین ہی
یعنے عین مشیت حادثہ نہین ہی اور یہی یہ معنے ارادہ سے جو بمعنی نفس فعل ہی مغایر ہین کیونکہ اُن حضرت نے تتمہ مین اس
روایت کے فرمایا الا تری انک تقول سافعل کذا ان شاء اللہ ولا تقول سافعل کذا ان علم اللہ

فقولك ان شاء الله دلیل علی انہ لم یشأ فاذا شاء کان الذی شاء کما شاء وعلم الله سابق للمشیة یعنے ابتک جبکہ نہین
دیکھتا تو کہ تو خود کہتا ہی کہ مین عنقریب کرون گا اگر خدا چاہے ورنہ تو نہین کہتا کہ اگر خدا چاہے پس تیرا کہنا کہ اگر
خدا چاہے یہ دلیل ہی اسپر کہ اُسنے نہین چاہا پس جب چاہیگا تو وہی ہوگا جو چاہیگا جیسا چاہیگا اور علم خدا کا
پہلے مشیت سے ہوتا ہی اور یہان سے واضح ہوتا ہی کہ جو امور کہ طاعت کے سوا مباح ہین اُنمین بھی انشاء اللہ کا کہنا
بہتر ہی اظہار کو اپنے عجز نفس کے اور تفویض کو اپنے امور کے مشیت خدا پر تعبیر ہے وہ معنے ہین جو حق تعالی قرآن
مجید مین فرماتا ہی ولو شاء لهدیٰکم اجمعین یعنے اگر خدا چاہتا تو تم سبکو ہدایت کرتا پس اس مقام پر مراد مشیت
سے مشیت قہری اور جبری ہی یعنے اگر خدا چاہتا کہ سب خواہ نخواہ سیدھی راہ پر آئین تو پھر سب خواہ بخوشی یا بکراہت
ایمان لاتے لیکن حق تعالی اپنے بندون کی آزمایش چاہتا ہی تاکہ سب کی نظر مین نیک بد سے متمیز ہو اور مطیع گنہگار
سے ممتاز ہو اسلیئے مجبور و مضطر ہدایت وطاعت پر نہین فرماتا والا تفرقہ دونو مین نہ باقی رہتا بلکہ رہنمائی اس طرح
کرتا ہی کہ بندون کا اختیار باقی رہے اور اگر اپنی خوشی سے راہ رست کو اختیار کرینگے تو نجات پائینگے والا ہلاک ہونگے
اور تحقیق حق تعالی کے مرید ہونے کی تجھے معلوم ہوئی تو جاننا چاہیئے کہ کراہت ارادہ کی ضد ہی پس جہان کہین
جس معنے سے کہ مرید مراد ہوگا اُسکے ضد کا رد ہوگا کیونکہ سب چیزین اپنے اضداد سے پہچانی جاتی ہین ساتوین
یہ کہ حق تعالی متکلم ہی یعنے کلام کے پیدا کرنے پر قادر ہی یعنے آوازین حرفون کی اور کلمون کی جو سنی جاتی ہین اور معانی
مقصودہ پر دلالت کرتی ہین جس چیز مین چاہے پیدا کرتا ہی نہ یہ کہ کلام لفظی خدا کی ذات سے قائم ہی جیسا کہ فرقہ
حنبلی اہل سنت سے اعتقاد کرتے ہین ورنہ یہ کہ مراد کلام سے خدا کے متکلم ہونے مین کلام نفسی ہی جیسا کہ اشاعرہ
اہل سنت کہتے ہین متکلم وہ ہی کہ کلام اُسکے ساتھ قائم ہو اور چونکہ قیام حروف وکلمات کو ساتھ ذات باریتعالی کے روا
نہین سمجھتے تو کلام نفسی کو پیدا کیا اور کہا انہ کلامہ لیس من جنس الاصوات والحروف بل صفة ازلیة
قائمة بذات الله تعالی یعنے خدا کا کلام از جنس اصوات وحروف نہین ہی بلکہ ایک صفت قدیم ہی کہ اُسکی ذات کے ساتھ
قائم ہی کہ اُسے کلام نفسی کہتے ہین اور وہ غیر صفت علم وقدرت ہی اور الفاظ وحروف مسموعہ معانی سے اُنکے جو
سمجھے جاتے ہین مغایر ہی اور یہ حروف اور آوازین اُسپر دلالت کرتی ہین نہ مثل دلالت کرنے لفظ کے معنے پر فقط اور وجہ
انکار اس تاویل سے یہ ہی کہ اس کلام نامعقول کا رجوع کسی محصل کی طرف نہین ہوتا کیونکہ مراد کلام سے جب یہی
الفاظ اور آوازین ہوتی ہین اور تصور الفاظ اور ادراک اُنکے معانی کا صفت علم کی طرف رجوع کرتا ہی سوا اُسکے کچھ
اور اذہان ونفوس مین الفاظ کے مقابل کسی عاقل کی عقل مین نہ آئیگا اور سوا اسکے یہ ہی کہ قیام کسی چیز کا ذات باریتعالی
کے ساتھ جایز نہین بلکہ محال ہی جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا اور قدرت تکلم پر یعنے کلام کے پیدا کرنے پر اور علم اُسکے ساتھ
یہ صفات ذات سے ہی کہ بضمن صفت علم وقدرت واضح ہوا لیکن تکلم اس معنے سے کہ کلام کا پیدا کرنا اُس سے صادر ہوتا ہی

یہ صفات فعل سے ہی اور حادث ہی اور اِسی لئے متکلم بمعنے خالق و فاعل کلام ہی اور یہ معنے مشہور ہین یہانتک کہ صاحب تفسیر کبیر نے بھی اپنی تفسیر مین اُس سے اعتراف کیا ہی جہان کہا ہی المراد من کون الانسان متکلما بھذہ الحروف مجرد کونہ فاعلا لہذا الغرض المخصوص پس بنابر اِسکے باریتعالیٰ کا متکلم ہونا عبارت اُسکے فاعل و موجد کلام ہونے سے ہوگا جیسا کہ امامیہ نے کہا ہی یہ صفت قدیمہ جو قایم بذات باری ہو اور کلام کا صادر ہونا حق تعالیٰ سے باین معنے متواترات سمعیہ سے ہی حق تعالیٰ فرماتا ہی وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اِسکی تفسیر مین فرماتے ہین کلم اللہ موسی تکلیما بلا جوارح و ادوات و شفة و لھوات سبحانہ و تعالیٰ عن الصفات یعنے خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام سے باتین فرمائین جس طرح اُسے کلام زیبا تھا بدون اسکے کہ اعضا و جوارح اور زبان ور منھ و ہونٹ و حنجرہ اور ملازہ یعنے کوا رکھتا ہو اسلئے کہ حق تعالیٰ صفات جسمانیہ سے برتر ہی اور صفات اُسکی مشابہ بصفات مخلوق نہین ہین تا کہ کلام اُسکی ذات سے قایم ہو بلکہ اُسکا تکلم یہ ہی کہ جس جسم مین چاہتا ہی اپنے مخلوقات کے اجسام سے اُسمین کلام اور آواز پیدا کر دیتا ہی جیسا کہ جب حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا تو ایک درخت زیتون مین حروف و الفاظ کو پیدا کر دیا تھا کیونکہ ابتدا اِس کلام کی یہ تھی کہ جب حضرت موسیٰ معہ زوجہ اپنے شہر مدین سے باہر آئے راہ مین ایک شب ابر و ہوائے سرد سے بہت متاذی ہوئے کوہ طور کی جانب سے اُنکو ایک آگ کی روشنی دکھائی دی یہ اُسکی طرف چلے کہ لے آئین اور اپنی اور اپنی بی بی کی سردی کو اُس سے دفع کرین جب آگے بڑھے تو دیکھا اُنھون نے کہ ایک درخت سبز مین بقدرت کاملہ ربانی آگ روشن ہی اور ایک نور ظاہر ہی جب قریب اُسکے پہونچے تو ایک آواز سنی کہ وہ خطاب پر از لطف از جانب پروردگار اُنکے نسبت صادر ہوا جیسا کہ قرآن مین فرمایا ہی اور حاصل معنے اُسکے یہ ہین کہ ای موسیٰ مین ہون پروردگار تیرا اپنی دونون نعل کو پاؤن سے باہر کر یا محبت اہل و اولاد کو اپنے سے دور کر بنابر دونو تفسیرون کے تحقیق کہ تو وادی مقدس مین کہ جسکا نام طویٰ ہی اور وہ جائے مہبط قدس ہی پہونچا ہی اور مینے تجھے انتخاب کیا ہی پس تو سُن جو کچھ تیری طرف وحی کیجائے اور ہمیشہ اِسی طرح مشرف بخطابات ربانیہ ہوا کرتے تھے یہان تک کہ اُنکی قوم نے کہا کہ ہم ایمان نہ لائینگے جب تک کہ کلام باری کو اپنے کان سے نہ سنین پس وہ حضرت ایک جماعت کو اُن سے انتخاب فرما کر کوہ طور پر لیگئے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُنحضرت نے کہ موسیٰ کلیم اللہ جب اُنکو ہمراہ کوہ طور لیگئے تو پہلے اُنھین دامن کوہ مین ٹھہرایا اور خود بالائے کوہ گئے اور سوال کیا خدا سے کہ وہ خطاب اُنکے ساتھ اس طرح فرماوے کہ قوم اُنکی سنے پس حق تعالیٰ نے کلام فرمایا اور سب نے اُس کلام کو سنا کہ ہر طرف سے آواز اُنکے کان مین آتی ہی اوپر سے نیچے سے داہنے سے بائین سے آگے سے پس پشت سے کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام کو ایک درخت مین پیدا کر دیا تھا کہ اُس سے آواز نکلتی تھی اور ہر طرف سے وہ آواز کان مین اُنکے پہونچتی تھی اور آثار عظمت

اُسپر ظاہر ہوتے تھے اور یہ سب خرق عادت گواہی دیتا تھا کہ یہ کلام قدیر علام کی طرف سے ہو کہ کوئی مکان نشین
سمجھتا کسی مخلوق کی طرف سے نہین ہو کیونکہ وجود و کلام مخلوق مخصوص ہوتا ہو کسی جہت کے ساتھ یعنے جس طرف
وہ مخلوق ہوگا آواز اسکی اُسی طرف سے آئیگی اور جاننا چاہیئے کہ کلام خدا چند وجہ سے صادر ہوتا ہو جیسا کہ حدیث
مین وارد ہو کلام اللہ لیس بنحوٍ واحدٍ منه ما کلّم اللہ به الرسل و منه ما قذفه فی قلوبہم و منه رویا
یراها الرسل و منه وحی و تنزیل یتلی و یقرأ فهو کلام اللہ یعنے خدا کا کلام ایک نوع پر نہین ہوتا ایک قسم
اسکی وہ کلام ہو کہ حق تعالی نے ظاہرین پیغمبرون کو اپنے اُس سے مخاطب فرماتا ہو اور وہ حروف و آوازین ہین کہ
جسمین چاہتا ہو پیدا کرتا ہو اور ایک قسم یہ ہو کہ پیغمبرون کے دل مین اُسے ڈالتا ہو بطور الہام و اسی سے خواب ہائے
صادق ہین جنھین انبیا دیکھتے ہین اور ایک قسم اُس سے وحی و تنزیل ہو کہ پڑھا جاتا ہو اور تلاوت کیا جاتا ہو پس وہ کلام
الٰہی ہو پوشیدہ نرہے کہ معنے اصلی کلام کے الفاظ ہین جنکی تالیف و ترکیب آواز و حروف مسموعہ سے ہو جو دلالت کرتے
ہین بمعانی مخصوصہ پر اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ نقوش مکتوبہ اور حروف مرقومہ کی صوت پر بھی اطلاق کلام ہوتا ہو
بسبب دلالت کرنے ان نقوش چہو کے اوپر حروف و صوات کے جو اجزائے کلام حقیقی ہین اور کبھی اطلاق
کیا جاتا ہو اُن الفاظ کی حکایت پر اور اُن نقوش کی حکایت پر اور اُنکی حکایت کی حکایت پر اور بنا بر اس
توسع اور مجاز کے کہ بسبب کثرت استعمال کے حقیقت شرعی و عرفی اسکے لئے حاصل ہوئی ہو کلام الٰہی عبارت
اُن حروف و نقوش سے ہو جسکا نظم و تالیف خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہو اگرچہ حروف اسکے فرشتہ کی یا انسان
کی زبان پر وقت تلاوت یا زبان قلم پر وقت کتابت جاری ہوئے ہون پس اگرچہ اصل کلام خدا کلام نفسی ہو
کہ آوازون کو اور حرفون کو کسی جسم مین اجسام سے یا نقوش کو کسی لوح مین الواح سے اور مانند اسکے ایجاد فرماتا ہو
کہ پیغمبر اُسے سنتے ہین یا دیکھتے یا اس سے ملہم ہوتے ہین یا بواسطہ کسی فرشتہ کے کسی پیغمبر پر پیغمبران سے وحی کرتا ہو
اور زبان پیغمبر سے امت تک پہونچتا ہو کہ وہ اُسے بتلاوت و کتابت محفوظ رکھتے ہین لیکن اس معنے عام سے کلام
بھی کلام مولف ہو بہ تالیف نوعے اور قرآن شریف و سب کتب سماویہ کو کلام اللہ کہتے ہین اور اسی اعتبار سے جو
کلام لوح محفوظ مین مثبت ہو اور جو کلام زبان جبرئیل سے جناب ختم المرسلین پر نازل ہوا ہم تک پہونچا اور سب
زبانون پر ہر وقت مین پڑھا گیا اور ہر دور مین خاتم نقوش مکتوب ہوا اور اب تک لکھا جاتا ہو کلام الٰہی ہو
اور احکام شرعیہ مثل ناجائز ہونے مس کتابت قرآن کے بدون طہارت متفق اسی معنے عام پر ہین اور حق تعالی نے
قرآن شریف کو اور کتب سماویہ پر فضیلت دی ہو کہ اُسے تالیف غریب و اسلوب عجیب سے بروجہ اعجاز مولف کیا ہو
کہ با وصف طلب معارضہ فأتوا بسورة من مثله تمامی فصحائے عرب معارضہ مین چھوٹے سورہ سے بھی اسکے
عاجز آگئے اور جو کلام ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ پر بغیر وجہ اعجاز نازل ہوتا تھا حدیث قدسی اسکا نام ہو اور جب

یہ سب معلوم ہو چکا تو جان تو کہ جتنے معنے کلام کے بیان ہوئے سب کے اعتبار سے کلام الٰہی حادث ہی اور مخلوقِ
باریتعالی ہی لیکن بعض روایات میں جو وارد ہی کہ قرآن محدث ہی مخلوق نہیں ہی اس سے مراد یہ ہی کہ غیر موضوع و مختلق ہی
تعالی کلامہ عنہ اور کوئی صاحب عقل کلام لفظی کو قدیم نہ کہیگا کیونکہ وہ مرکب ہی اور ہر مرکب حادث ہی
اور تالیف اسکی حروف سے ہوتی ہی جو ایک کے بعد ایک بترتیب آتے ہیں اور معدوم ہوتے جاتے ہیں اور اسکے
حدوث کی نشانی ظاہر ہی بڑا تعجب اہل سنہ سے ہی کہ انکے علما نے معقولات میں بھی بڑے کمالات پیدا کئے پھر اسکے
ساتھ کس طرح کلام کے قدیم ہونے کے قایل ہوئے ہیں حال آنکہ انکے حروف کو جو اپنی زبان سے نکالتے ہیں اور
نقوش کو جنھیں اپنے قلم سے لکھتے ہیں قدیم نہیں کہتے جیسا کہ ترجمۂ ملل و نحل میں لکھا ہی کہ مشبہہ اشعریہ نے تشبیہ بھی
درباب قرآن اپنے کلام میں یاد کی کہ حروف کو آوازوں کو رقموں کو جو لکھے جاتے ہیں ازلی و قدیم کہتے ہیں اور صاف
کہتے ہیں کہ جو کچھ دو نو دفتیوں کے اندر ہی کلام خدا ہی کہ بزبان جبرئیل نازل ہوا تھا اور وہ لوح محفوظ میں لکھا ہی صاحب
مواقف نے تصریح لکھا ہی کہ قرآن کے قدیم ہونے کے حنابلہ قائل ہیں اور کہا ہی انھون نے ان قوما بالغوا فیہ حتی قال
بعضہم جہلا الجلد والغلاف قدیمان اور شارح مقاصد نے کہا ہی وعن بعضہم ان الجسم الذی کتب بہ القرآن فانتظم
حروفا و رقوما ھو بعینہ کلام اللہ تعالیٰ وقد کان قدیما بعد ما کان حادثا یعنے بعض معتقدین سے قرآن کے قدیم
جاننے والون میں سے یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم کہ جس سے قرآن لکھا جاتا ہی بعد انتظام حروف و رقوم بعینہ کلام خدا ہی
اور وہ اب قدیم ہو گیا بعد اسکے کہ پہلے حادث تھا اس سے زیادہ مخالفت علم و عقل کی کیا ہوگی کہ پہلے اقرار
حدوث کا کرکے پھر قدیم بناتے ہیں ایسے کلام کی طرف ایسے اعتقادیہ میں عاقل کو توجہ کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اصل
اس اعتقادِ فاسد کی نہ کوئی دلیل عقلی ہی نہ سمعی بلکہ منشاء ان اوہام کا اشتباہ ہی جو صفاتِ فعل و صفاتِ ذات میں واقع
ہوا اور تمیز و تفرقہ درمیان معانی کلام کے نہ کیا اور فساد اسکا ظاہر ہی آٹھوین یہ ہی کہ حق تعالی صادق ہی یعنے
جو کلام اسکا ہی وہ سچا ہوتا ہی اور اسکا اعتقاد بھی ضروریات دین سے ہی قرآن شریف اسپر شاہد ہی ومن اصدق من اللہ
قیلا اور سبب اسکا یہ ہی کہ کذب قبیح ہی اور قبیح خدا پر جائز نہیں اور کسی کے جھوٹ بولنے سے راضی نہیں معجزات جو
پیغمبران برحق کے ہاتھ پر جاری کئے وہ اسلئے تھے کہ انکے کلام کی تصدیق کریں جھوٹ بولنے والون کو صاحب
معجزات نہیں کہا جو دروغ مصلحت آمیز ہی اسواسطے وقت ضرورت پر بولنا جائز ہی اسلئے ہی کہ ہم عاجز ہیں
اصلاح کلام صادق اس طرح نہیں کر سکتے کہ اسکے فساد کو دفع کریں اصدق الصادقین کے کلام میں یہ بھی جایز نہیں ہی
کیونکہ وہ موصوف بعجز کہیں نہیں ہو سکتا وہ اپنے جملہ افعال و اقوال میں سچا ہی لیکن بنا بر مذہب اہل سنہ اسکا اثبات
دشوار ہی کیونکہ وہ قایل حسن و قبح عقلی کے نہیں ہیں پھر بنا بر اپنے اصول کے خدا و رسول کی راست گوئی کیونکر ثابت
کر سکتے ہیں پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دونو صفتیں یعنے تکلم بمعنی خلق کلام اور صدق کہ کلام و متکلم کی صفات سے ہی صفاتِ افعال کے

شمار مین داخل نہین ہوسکتین لیکن چونکہ علما کی عادت غالب اسپر جاری ہوئی ہے کہ ان دونو صفتون کو ذیل صفات
ذات مین بیان کرتے ہین اس سے انکی پیروی کے لئے لکھا گیا اور شاید علمائے امامیہ نے جو اس ترتیب سے لکھنا
اختیار کیا ہے سبب اسکا یہ ہو کہ ہر گاہ مشبہہ اہل سنت نے کلام لفظی کو اور اشاعرہ نے کلام نفسی کو صفت ذات قرار دیا
تو علمائے امامیہ نے انپر رد کرنے کے لئے صفت تکلم کو اس جگہ ذکر کیا اور چونکہ صدق متعلق بکلام ہے تو خدا کے صادق
ہونے کو بھی بعد کلام بتبعیت اسکے اسی جگہ ذکر کر دیا اور یہ بھی ظاہر ہو کہ صفات ثبوتیہ کے شمار مین علما نے اختلاف
کیا ہے لیکن کچھ منافات نہین ہے کیونکہ زیادتی و کمی انمین اس طرح ہو سکتی ہے کہ تعدد صفات کا بتعدد اعتبارات ہوتا ہے اگر
صفات مین اگر ازلیت اور ابدیت کو دو صفت قرار دین اور اسی طرح سمیع و بصیر کو دو صفت کہین تو عدد صفات
زیادہ ہو جائینگے اور اگر باعتبار انکے اصول کلیہ کے شمار کرین تو سمیع و بصیر علم مین آجائینگے اور ابدی ہونا اور ازلی ہونا
وجوب وجود و سرمدی ہونے مین داخل ہو جائینگے تو عدد صفات کے کم ہو جائینگے لیکن ہم رسالہ نے اس جگہ [illegible]
علامی فہامی سیدی سندی خیر آبائی السید العلما اعلی اللہ مدارجہ فی الجنۃ کا جو انھون نے حدیقہ سلطانیہ مین
اپنے فرمایا تھا کیا ہے **فصل پنجم بیچ بیان صفات سلبیہ کے** اور اول وہ مقدم اُس سے نفی تعدد جناب
اقدس الٰہی کا ہے کہ جو واحد بلا شریک ہے اور اصل توحید یہی ہے جان تو کہ خداوند عالم واحد ہے یعنے سوا اسکے کوئی
واجب الوجود نہین ہے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ جنگ جمل مین جب
جناب امیر المومنین علیہ السلام مصروف جہاد تھے ایک اعرابی نے حضرت سے پوچھا کہ آپ فرماتے ہین کہ خدا واحد
یعنے ایک ہے اور اشخاص نے کہا کہ اے اعرابی یہ وقت سوال نہین ہے تو دیکھتا ہے کہ جناب امیر اسوقت خاطر مبارک
حضرت کا مشغول بجنگ و جہاد ہے حضرت نے جو سنا تو فرمایا کہ جو کچھ اعرابی پوچھتا ہے یعنے مسئلہ توحید کو وہی جسکے
ہم اس قوم کو چاہتے ہین لڑائی کرین بعد اسکے فرمایا کہ اے اعرابی خدا کو چار طرح سے احد کہتے ہین دو انمین سے دو
صورتین ایسی ہین جنکی راہ سے واحد کہنا صحیح نہین ہے اور دو معنے سے صحیح ہے لیکن وہ دو معنے جو اسپر صحیح نہین ایک
یہ ہے کہ واحد سے واحد عددی مراد لین کیونکہ جو کوئی دوسرا نہین رکھتا وہ کیونکر پہلا اور اول ہوگا بالجملہ مراد اس سے
یہ ہے کہ دو خدا نہین ہین تا خدا کو ایک انمین سے کہین دوسرے اسکے واحد بمعنی مراد لین جیسا کہ کہتے ہین
فلان شخص ایک ہے آدمیون سے یعنے ایک فرد افراد جنس نوع انسانی کے ہے اس معنے سے بھی خدا کو واحد نہین کہہ سکتے
کہ مستلزم تشبیہ خالق بمخلوق ہے اور خدا اس سے برتر ہے اور وہ دو معنے جو جائز ہین یہ ہین کہ کہین خدا واحد ہے یعنے
یکتا ہے موجودات مین کوئی شبیہ نہین رکھتا اس معنے سے خدا ہمارا واحد ہے دوسرے یہ ہے کہ پروردگار ہمارا
احدی المعنی ہے یعنے منقسم نہین ہوتی ذات اسکی نہ وجود خارجی مین نہ عقل و وہم مین اور نہ [illegible] ایسا ہی اور
جو کچھ اسکی ذات اقدس کے سوا موجود ہے وہ ایک ممکن ہے ممکنات سے اور ایک مصنوع ہے مصنوعات سے اور وہ کوئی

اپنا شریک نہین رکھتا نہ خداوندی مین نہ قدیم و ازلی ہونے مین نہ عموم علم و قدرت مین و جواہر و اجسام کے پیدا کرنے
مین و روزی دینے مین حیوانات و جمیع مخلوقات کی اپنے نہ اپنے معبود ہونے مین یعنے استحقاق عبادت و پرستش و سجدہ
کرنے مین اور صفات مختصہ مین لا الہ الا ہو الواحد القہار العزیز الغفار اور یہ بات بدلیل عقلی و نقلی ثابت ہے
اور ضروریات دین سے ہے لیکن دلیل عقلی پس متعدد ہین پہلے یہ ہے کہ اگر حقیقت اجنبیہ منحصر ایک فرد مین نہو چاہیے کہ
ما بہ الاشتراک و ما بہ الامتیاز رکھتی ہو یعنے کوئی چیز اُنمین ایسی ہو کہ جس سے اُسکے افراد سب آپس مین شریک
ہون اور کوئی چیز ایسی ہو کہ جس سے افراد ممتاز ہون کیونکہ جب دو ہوئے تو دو ہونے کا مقتضی یہ ہے کہ ہر فرد متمایز ہو اور
اشتراک وجوب کا مقتضی یہ ہے کہ تشارک ہو اور جب یہ ہوا تو ضرور ہے کہ ذات اُنکی مرکب ہو دو جزو سے اور ترکب ذات اُنکی
محال ہے دوسرے یہ ہے کہ اگر دو واجب ہون تو جب ایک اُنمین سے کسی چیز کے پیدا کرنیکا ارادہ کرے اور دوسرا مانع
آئے تو اگر ارادہ دوسرے کا مانع ایجاد اول ہو جائے تو عجز پہلے کا لازم آئیگا اور یہ خلاف مرتبہ الوہیت ہے اور اگر دوسرا
مانع نہو سکے تو دوسرے کا عجز لازم آئیگا اور یہ مرتبہ الوہیت سے گر جائیگا اور دونو کے ارادے کے موافق ہو تو اجتماع
نقیضین لازم آئیگا اور گویا کہ آیہ کریمہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اسی دلیل کی طرف اشارہ ہے
جیسا کہ مولانا طبرسی نے بھی اسکی تصریح فرمائی ہے لیکن جب مولانائے مجلسی نے کتاب حق الیقین مین معنے ظاہری
حمل فرما کر کہا ہے کہ بدیہۂ عقل معلوم ہے کہ نظام عالم وجود اور انتظام احوال ہر موجود کا بدون وحدت الٰہ میسر نہین
ہو سکتا کیونکہ ہر گاہ دو کتخدا ایک گھر مین اور دو حاکم ایک شہر مین اور دو بادشاہ ایک مملکت مین باعث اختلال
اوضاع کا انکے ہوتا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ احوال آسمانون کا اور زمین کا اور کارخانہ ایجاد کا اس سعت کے ساتھ منتظم
اور جناب استاد نے حدیقۂ سلطانیہ مین فرمایا ہے کہ ہر چند اس تقریر کا تمام ہونا موقوف ہے تخالف طبائع پر اور رفع
احتمال توافق اور مراعات مصالح کی نفی نہین کرتا لیکن بنا بر اس مطلب کے غرض ہم جو ہے زعم کفار کا باطل کرنا
کہ وہ اُنکے تخالف الطبایع کا ادعا کرتے تھے اور بعض علما نے یہ تقریر کی ہے کہ اگر دو خدا ہون تو لامحالہ متصف بصفات الوہیت
مثل علم و قدرت و ارادہ وغیرہ کے ہونگے پس جبکہ کسی مقدور معین کے پیدا کرنے کا زمان معین مین ارادہ کرینگے اگر دونو علت
مستقلہ ہون تو توارد علتہائے مستقلہ معلول واحد پر لازم آئیگا اور وہ باطل ہے کیونکہ ایک علت کافی ہے دوسری لغو ہوگی
اسلئے کہ تحصیل حاصل محال ہے اور اگر متوجہ دونو ہون اور پیدا ایک سے ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور وہ بھی محال ہے
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جواب زندیق مین فرمایا کہ یہ تیرا قول کہ دو خدا ہین باطل ہے یا ان علت کہ
اس سے خالی نہین ہے کہ یا دونو قدیم صاحب قوت ہونگے یا دونو ضعیف ہونگے یا ایک قوی اور ایک ضعیف ہوگا پس
اگر دونو قوی ہون تو کیا سبب ہے کہ ایک اُنمین سے تنہا تدبیر نہین کرتا اور دوسرے کو دفع نہین کرتا اور اگر یہ گمان کرو
کہ ایک قوی اور ایک ضعیف ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ ضعیف خدا نہوگا بسبب اُس عجز کے جو اُس سے ظاہر ہوا خلاصہ یہ ہے کہ

ایک دوسرے کے دفع پر قادر نہو تو عجز لازم آئیگا اور اگر قادر ہو اور دوسرے کو دفع نہ کرے تو اپنے اختیار سے کام کو
اسپر چھوڑا ہے اس وقت میں ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور سوا اسکے مستلزم تعطل و استغنا کا ہوگا پس دوسرا خدا بیکار ہوگا اور
سب اس سے بے نیاز ہونگے اور خدا بلند مرتبہ ہے اس سے کہ وجود اسکا معطل ہو اور دروازہ فیض اسکا بند ہو کیونکر
ممکن ہو کہ حق تعالیٰ باین عظمت و قدرت معطل ہو اور کوئی حاجت اسکی طرف نرکھتا ہو اگر کہیں بموافقت کبھی یہ کام
خدائی کا کرتا ہو اور کبھی وہ دوسرا خدائی کرے تاکہ دونو معطل نہوں تو ہم کہینگے کہ ماندگی و کلال خدا پر جایز نہیں ہے
کہ وہ معین و مددگار کا محتاج ہو اور راحت و آرام طلب کرے پس دو خدا کا عالم میں ہونا زاید و عبث ہوگا اور یہ مقصود جناب
امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے جو وصیت جناب امام حسن علیہ السلام کو فرمائی ہے اسمیں اس مطلب کیا خوب
بیان فرمایا ہے کہ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اے فرزند جان تو کہ اگر تیرے پروردگار کا کوئی اور شریک ہوتا تو چاہیئے کہ اسکے بھی
پیغمبر اور کتابیں تیرے پاس آتیں اور آثار ملک و سلطنت کے اسکے تو دیکھتا اور صفات و افعال کو اسکے پہچانتا لیکن وہ
خدا تعالیٰ ایک ہے شریک نہیں رکھتا اور جناب اخوند صاحب نے حق الیقین میں لکھا ہے کہ یہ بہت واضح و روشن دلیل ہے
کیونکہ واجب الوجود کے لئے ضرور ہے کہ کمال پر قادر اور فیاض مطلق ہو اور جب ایک خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر
معرفت و عبادت کے لئے بھیجے اور خلق کو ہدایت کی اگر العیاذ باللہ دوسرا خدا بھی ہوتا تو وہ بھی پیغمبروں کو اپنے
پہچنوانے کو اور عبادت کو بھجواتا پس یا وہ خدا اسپر قادر نہیں تو عاجز ہے یا حکیم نہیں تو جاہل ہے اور ان صفات سے
کوئی خدا اور واجب الوجود نہیں ہو سکتا اب رہا یہ احتمال کہ دو خدا ہوں اور ہر ایک جدا جدا عالم میں متصرف ہو اور
وہاں اسکا حکم نافذ ہو اس جہت سے اسکی خبر اس عالم میں منتشر نہوئے ہوں اور پیغمبر و سفیر اسکے جہاں اسکی مملکت ہے وہاں ہوں
لیکن یہ احتمال بھی بیکار ہے کیونکہ اگر ایسا بھی ہو تو چاہیئے کہ ہر خدا عالم و قادر و توانا و حکیم ہو پس کیونکر ممکن ہو کہ اپنے حق
وجودی کو ممکنات سے پوشیدہ رکھے اور کیونکر ہو کہ ہر خدا ہر عالم میں جھوٹ دعویٰ کرنے میں نفی مثل و انباز کا جو خدائے
حکیم پر روا نہیں مبالغہ و اہتمام کرے اور دوسرا خدا جو عالم و قادر ہے وہ بھی اس سے مطلع ہو اور انکار حق پر راضی ہو کر
پاؤں پھیلا کے بیٹھے ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِنَ النَّارِ ولیکن دلیل نقلی پس کمال وضوح سے یہ مطلب آیات
اور روایات متواترہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ مسئلہ ضروری جمیع ادیان حقہ کا رہا ہے حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اور فرماتا ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ اور فرماتا ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
اور اثبات کو اس مقصود کی سورۂ توحید سب کافی ہے جو اپنے پیغمبر سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے
اسکی شان نزول میں منقول ہے کہ یہود خدمت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے آئے اور کہا کہ اپنے پروردگار کا نسب
ہمارے سامنے بیان کرو اسوقت یہ سورہ نازل ہوا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ یعنی کہو اے محمد کہ وہ خدا جسے پوچھتے ہو یکتا ہے

کوئی شریک اُسکا خداوندی مین نہین ہے ۲ اللہ الصمد یعنے مرجع خلق ہی جملہ مخلوقات ہر بات مین اُسکی محتاج ہین اور وہ اپنے غیر کا محتاج اور محل حوادث وانفعال نہین ہے اور جناب سیّد الشہداؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ جو کچھ اس سورہ مین بعد اسکے ہے وہ تتمہ تفسیر لفظ صمد ہے لم یلد کوئی اُس سے پیدا نہین ہوا جیسا کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیان ہین اور حق تعالی نے انکی رد مین فرمایا تھا ام اتخذ مما یخلق بنات واصفاکم بالبنین یعنے آیا خدا وند عالم نے اپنے لئے جملہ مخلوقات سے بیٹیان اختیار کین اور تمکو بیٹون سے کہ جو اشرف ہین مخصوص کیا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ عالم قادر حکیم اپنے لئے بُری چیز اختیار کرے اور جیسا کہ نصاری نے کہا تھا کہ عیسی خدا کا بیٹا ہے اور بعض یہود نے کہا تھا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور اُسے بھی خدا نے رد فرمایا ہے اپنے قول سے وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ الخ و لم یولد یعنے کسی سے پیدا نہین ہوا کہ اُسکا محتاج ہوتا اور ماں باپ رکھتا ہوتا اور بنا بر قول نصاری کہ الوہیت حضرت عیسیٰؑ کے قائل ہین لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ خدا غیر سے اپنے پیدا ہوا ہو اور ماں رکھتا ہو ولم یکن لہ کفوا احد یعنے کوئی مثل وشبیہ ونظیر اُسکا نہین ہے اور اپنی ذات وصفات مین شریک نہین رکھتا اور جب بدلیل عقلی ونقلی یہ امر خوب ثابت ہوچکا کہ حق تعالی وحدہ لاشریک ہے تو جاننا چاہیئے کہ جتنے اہل مذہب ہین سب اسکا اعتقاد رکھتے ہین مگر بعض فرق باطلہ نے اسکے خلاف کہا ہے اور اسکا بیان اور دفع اُسکا بھی ضرور ہے کہ تا طالب حق کو کسی بات کا شبہہ نرہ جائے او منجملہ اُن فرقون کے ثنویہ ومانویہ اور مجوس ہین کیونکہ ثنویہ اور مانویہ نور وظلمت کو اصل عالم اور ازلی کہتے ہین اور مجوس دونو کو ازلی نہین کہتے بلکہ نور کو ازلی اور ظلمت کو حادث جانتے ہین اور سبب حدوث مین اُسکے بہت اختلاف رکھتے ہین اور کیومرثیہ کہ ایک انھین کی شاخ ہین کہتے ہین کہ یزدان قدیم ہے اور وہ نور ہے اور اہرمن محدث ومخلوق ہے اور وہ ظلمت ہے اور یزدان نے فکر کی کہ اگر کوئی مجھسے مخالفت ونزاع کرے تو کیا ہوگا اور یہ فکر بد مناسب نور کی طبیعت کے نہ تھی پس اس فکر سے تاریکی اور سیاہی پیدا ہوئی اور اُسکا نام اہرمن رکھا گیا پس تاریکی نے کہ اُسکی طبیعت مین شر وفتنہ تھا نور کی طبیعت وقول مین مخالفت کی اور نور پر خروج کیا اور لشکر نور ولشکر ظلمت مین لڑائی پیدا ہوئی یہان تک کہ فرشتون نے اس بات پر مصالحہ کرا لیا کہ سات ہزار برس تک عالم سفلی اہرمن کے قبضہ مین رہے اور بعد اُسکے یزدان کے قبضہ مین رہے چنانچہ بعد مصالحہ مذکورہ جب اہرمن کا قبضہ عالم سفلی پر ہوا تو جتنے اشخاص پہلے مصالحہ سے تھے انھین سب کو مارا اور ایک شخص کو پیدا کیا اور کیومرث اُسکا نام رکھا اور زردشتیہ کہ وہ بھی مجوس سے ایک صنف ہین وہ اسکا اعتراف کرتے ہین کہ نور وظلمت دونو مخلوق خدائے یگانہ کے ہین لیکن یہ عالم اُنکے امتزاج سے ہوا ہے اور اُنکے گمان مین سب کائنات منسوب انھین دونو کی طرف ہین اور یزدان یعنے نور سے خیر وسرور اور اہرمن یعنے ظلمت سے فتنہ وشر صادر ہوتے ہین اور بعضے ایسے کہتے ہین کہ اصل نور ہے وظلمت بتبعیت نور مثل سایہ کے پیدا ہوئی ہے اور یہ کیومرث کو اوّل پیغمبر پیغمبران سے جانتے ہین اور مجوس کہ

شاخین بہت ہین اور اسی طرح اختلاف اقوال انمین بہت ہی اور اکثر انکے آتش پرست ہین جنھین گبر کہتے ہین اور جنہین
وارد ہی کہ مجوس مین پیغمبر تھے انھین انھون نے قتل کیا اور کتاب بھی تھی اُسے جلا دیا اور انکی رد مین یہی کافی ہی
جو حق تعالی نے فرمایا ہی کہ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ یعنے حق تعالی نے پیدا کیا ہی تاریکی اور روشنی کو دونو مخلوق
خدا ہین نہ خالق و مدبر عالم جناب مولانائے طبرسی نے کتاب احتجاج مین ایک روایت نقل فرمائی ہی حاصل اسکا یہ ہی کہ
پیغمبر خدا نے احتجاج ثنویہ پر اس طرح فرمایا کہ پہلے اُنسے پوچھا کہ تمنے دو خدا کیون قرار دیئے انھون نے کہا کہ ہمنے
عالم کو دو صفتون پر پایا خیر ہی یا شر ہی اور خیر شر کی ضد ہی اسلئے ہم قایل ہوئے کہ ہر ایک کے لئے ان دونو سے جدا جدا فاعل
ہونا چاہئے آیا آپ ملاحظہ نہین فرماتے کہ ممکن نہین ہی کہ برف سے گرمی کا اثر ظاہر ہو جیسا کہ محال ہی کہ آگ سے سردی
پیدا ہو اسلئے ہم قایل ہوئے کہ دو خالق قدیم ایک نور اور ایک ظلمت مدبر عالم ہین اسوقت حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ آیا تمنے عالم مین سفیدی و سیاہی و سرخی و زردی اور سبزی اور کبودی نہین دیکھی اور نہین پائی کہ ہر ایک انمین سے
دوسرے کی ضد ہین کبھی ایک محل مین دو قسم انکی جمع نہین ہوسکتین انھون نے کہا ہان یعنے سچ ہی اسوقت
حضرت نے فرمایا کہ پھر ان سب کے لئے جدا جدا ہر فرد کے واسطے ایک خالق کیون نہ قرار دیا یہان تک کہ موافق
رنگون کے متعدد کے خدا بھی متعدد قرار دیکر انکے معتقد ہوتے اور تمنے کیونکر تجویز کیا کہ دو ضد کا ان اضداد سے ایک
خدا فاعل و موجد ہی اسوقت مُہر سکوت انھون نے اپنے منھ پر لگائی اور شرمندہ ہوئے دوسرے بت پرست
ہین کہ انھون نے سجدہ و عبادت کرنے مین غیر معبود کو شریک کیا ہی اور معبود قرار دیا ہی بلکہ اپنا امیدگاہ جانتے ہین
اور فایدہ و نقصان کی امید اُنسے رکھتے ہین اور بعضے آفتاب اور سوا اسکے بھی اور ستارون کی پرستش کرتے ہین
اور بعضے آگ کی اور بعضے پانی کی اور اکثر بت سنگی کی یا گلی کی جسے اپنے ہاتھ سے بناتے ہین پرستش کرتے ہین
بالکہ بت پرستان ہندوستان کو راقم رسالہ نے دیکھا ہی کہ بت اور آفتاب اور پانی ان تینون کی پرستش و بزرگداشت
تو ضرور کرتے ہین سوا اسکے جملہ کواکب کی بزرگداشت کرتے ہین یہان تک کہ بعض کواکب کو موثر عالم مین جانتے
ہین اور اسی طرح بعض اشجار کی بھی پرستش کرتے ہین اور حدیث مین وارد ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا
آمنت باللہ وحدہ لا شریک لہ وکفرت بالجبت وبکل معبود سواہ یعنے مین ایمان ساتھ اُس خدا کے لایا ہون
جو یکتا ہی اور شریک نہین رکھتا اور انکار کیا ہی یعنے جبت سے اور ہر معبود سے جو خدا کے سوا ہوا اور اُسے اہل مذاہب باطل
معبود قرار دیتے ہون کتاب احتجاج مین ماثور ہی کہ جناب پیغمبر خدا سے مشرکین عرب کے ساتھ جبوقت بر سر مجادلہ حضرت
کے پاس آئے تو فرمایا تم کیون عبادت کرتے ہو ان بتون کی جنکو تمنے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی انھون نے کہا اسلئے
کہ ہمین خدا سے قریب کردین حضرت نے فرمایا کہ آیا تمھارے بت مطیع خدا ہین اور بسبب عبادت کے مقرب الہی
ہین کہ تم انکی تعظیم کرتے ہو اور وسیلہ قرب الہی سمجھتے ہو عرض کی نہین فرمایا کہ جب تمنے انھین اپنے ہاتھ سے تراشا

تو یہ چاہئیے تھا کہ اگر اُنسے ہوسکتا تو تمھاری بندگی و طاعت وہ کرتے نہ یہ کہ تم اُنکی پرستش کرو حالآنکہ خدا نے
اُسکا حکم نہین فرمایا ہی اور وہ تمھاری مصالح و عواقب امور سے آگاہ ہی اُسوقت وہ سب مختلف ہوئے بعض نے
کہا کہ بعضے مخلوقاتِ خدا سے جو مقرب خدا تھے اور جنمین خدا نے حلول فرمایا تھا ہم اُنکی تصویر بناتے ہین اور
اُسکی تعظیم کرتے ہین تاکہ اِس ضمن مین اُنکی تعظیم ہو اور بعض نے کہا کہ یہ تصویرین مقربان الٰہی کی ہین ہم اُنکی تعظیم
کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ جب خدا نے ملائکہ کو مامور بسجدۂ آدم فرمایا ہم اُسوقت نہ تھے اور اِس شرف سے محروم
رہے اِسلئے صورتِ آدم بناکر خدا کی تقرب کے لئے عبادت کرتے ہین جیسا کہ فرشتون نے تقرب خدا سے بذریعہ سجدۂ
آدم کیا تھا اور اِسکی مثل ایسی ہی کہ خدا نے بزعم تمھارے تمکو حکم دیا کہ کعبہ معظمہ کی طرف سجدہ کرو اور تم اُسے بجالائے
بعد اُسکے مکہ کے سوا اور مقامات مین تمنے اپنے ہاتھ سے محراب و مسجد بنائے اور اُسکی تعظیم و سجدہ کرنے کو تعظیم مکہ بلکہ
تعظیم معبود حقیقی سمجھتے ہو حضرت نے اُنکے جواب مین جو کچھ فرمایا حاصل اُسکا یہ ہی کہ جو مدعی حلول ہوئے تھے اُنسے
فرمایا کہ حلول خدا پر روا نہین ہی اِسلئے کہ حلول متحقق نہین ہوتا مگر اجسام مین و شان جسم سے ہی مثل رنگ کے اور بو کے
اور مزہ کے اور نرمی اور خشونت و ثقل و خفت کے کہ یہ جسم مین حلول کرتے ہین واضح ہو کہ اِس کلام معجز نظام مین مراد
مثل رنگ و بو سے اعراض ہین کہ یہ اجسام مین حلول کرتے ہین اور خدا برتر ہی اِس سے کہ اپنی مخلوقات سے مشابہ ہو ورنہ
اِلّا انھین کی طرح حادث ہوتا اور فرق درمیان خالق و مخلوق کے باقی نہ رہتا اور جب اصل حلول باطل ہوا تو فرع بھی
اُسکی باطل ہوئی اور دوسرے فرقہ سے فرمایا کہ جب تمنے روئے نیاز کو خاک مذلت پر ایک صورت کے آگے بندگانِ
خدا کی صورتون سے رکھا تو اور طریقہ تعظیم و اجلال کا مالک ملک کے لئے کیا باقی رکھا ہی آیا اتنا بھی نہین جانتے
کہ خالق و مخلوق کی تعظیم ایک طرح نہین چاہئیے آیا ہوسکتا ہی کہ ایک بادشاہ عظیم الشان ہو اور اُسکا ایک غلام ہو وے
تم کہ رعیت ہو بادشاہ و غلام کی تعظیم ایک طرح کرو اور اگر ایسا کرو تو تمنے اِس سبب سے تعظیم آقا مین کوتاہی نہین
کی اور شان بزرگ کو آقا کی نہین گھٹایا یقینی یہ سبک کرتا ہی شان ملک دیان کو اور تیسرے فرقہ کا جواب دیا
کہ تم اپنے قیاس باطل سے اپنا حال اور میرا حال برابر سمجھتے ہو حالآنکہ یہ قیاس مع الفارق ہی اِسلئے کہ مین جو کچھ
کرتا ہون اپنے پروردگار کے حکم سے کرتا ہون کچھ اپنے دل سے نہین تراشتا جس طرف فرماتا ہی اپنے پیار کرنے والے کو
سجدہ کرتا ہون جب فرمایا کہ کعبہ کی طرف سجدہ کرو اطاعت کی جب اور شہرون مین حکم فرمایا کہ محراب و مسجد مین سجدہ کرو
اُسے بجالایا اپنی طرف سے کوئی بات پیدا نہین کی خدا نے حضرت آدم کے لئے سجدہ کا حکم فرمایا تھا صورت
آدم کے لئے حکم سجدہ نہین فرمایا تھا تمنے اپنے قیاس فاسد سے صورت آدم کو کیون بنا مسجود قرار دیا آیا اگر کوئی تمکو اجازت
دے کہ فلان روز فلان مکان مین جانا تو ہوسکتا ہی کہ اُس دن کے سوا اُس مکان مین جاؤ یا اور گھر مین اُسکے جسکے
حکم نہین دی داخل ہو جاؤ یا کوئی چیز مثل پارچہ یا گھوڑا یا غلام تمکو کوئی شخص دے تم اُسکی بدل دوسری چیز اُسکے

مثل اسکے مال سے لے لو عرض کیا انھون نے کہ نہین ہوسکتا فرمایا کہ خدا اولی اُس سے ہے کہ کوئی شخص اسکے
ملک مین بغیر اجازت اسکے تصرف کرے یا عمل مین لائے اسکے مملوک اور مخلوق کو انھون نے عرض کیا کہ نہین خدا
اولی ہے فرمایا کہ پھر کیون اُن چند صورت کو سجدہ کرتے ہو جنکے سجدہ کے لئے خدا نے حکم نہین فرمایا سب نے سکوت کیا
اور بعد اسکے جواب دینے مین مہلت چاہی اور پھر بعد چند روز کے مشرف بایمان ہوئے تیسرے وہ طائفہ ہے جو
توحید فی التثلیث کے قائل ہین چنانچہ جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین لکھا ہے کہ بعض جگہ سے معلوم ہوا کہ خدا
و مریم و عیسی کو یہ فرقہ تین خدا کہتا ہے باین ہمہ اپنے تئین موحد کہتے ہین اور قول انکا ہے کہ تثلیث مین توحید ہے اور توحید
مین تثلیث ہے اور یہ ایسا باطل ہے کہ جاہل بھی اسپر اعتنا نہین کرتے اور کسی عاقل پر پوشیدہ نہین ہے کہ جو کوئی تین خدا کا
قائل ہوگا وہ ایک خدا کا اعتقاد کیونکر کرے گا اور جو ایک خدا کا معتقد ہے وہ تین خدا کو کیونکر تعین کرے گا بالجملہ
انکے جواب مین کافی ہے جو حق تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے ولا تقولوا ثلثة انتهوا خيرا لكم انما الله اله واحد
سبحانه ان يكون له ولد یعنے کہو اے محمد کہ اے اہل کتاب ہم مقولہ سے کہ خدا تین ہین باز آؤ اور بہتری کا ارادہ اپنے لئے کرو
اسکے سوا نہین ہے کہ خدا واحد عالم یکتا ہے اور برتر ہے اس سے کہ بیٹا اسکے لئے قرار دیا جائے سوا اسکے جو زمان حیات پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ مین اور ائمہ کرام کے زمانہ مین اس مذہب والون سے مناظرات و ابحاث ہوئے ہین اور کتب
اس سے بھرے ہوئے ہین اُنسے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعوی مخالف عقل ہے اور بعد اسکے کوئی شریک نہین لکھتا جو چاہے
رجوع طرف کتب احادیث کے کرے پس تعجب ہے کہ باوصف کمال جودت عقل کے ایسے قول کو کیونکر عقلا نے پسند کیا
چوتھے خلل انداز توحید حقیقی مین فرقہ صوفیہ جو معتقد وحدت وجود ہین یعنے خدا کے سوا کوئی موجود نہین اور
جو کچھ ہے اسکا مظہر ہے اور ساتھ اس اعتقاد خاص کے کہتے ہین کہ موحد حقیقی ہم ہین کہ بغیر خدا کسی کو موجود نہین جانتے
حالانکہ انکا قول سخیف مستلزم اس امر کو ہے کہ ہر چیز کو خدا کہین اسلئے کہ ممکن کا حمل کرنا واجب پر بسبب اتحاد وجود
جائز رکھتے ہین اور اس صورت مین کسقدر مصداق اسکے بے انتہا ہون گے پھر توحید کہان رہ گئی اور جب دو خدا
کے اور تین خدا کے معتقد کافر ہوئے تو وائے بر حال اس فرقہ کا جو بے انتہا خداؤن کے قائل ہون بالجملہ بیان
اس فرقہ کا مفصل مقدمہ مین اس کتاب کے ہو چکا ہے طالب حق کو دیکھنے سے معلوم ہوگا یہان مجملاً شمار کے لئے فرقہ
مخالفین توحید کے بقدر ذکر پر اکتفا کیا گیا پانچوین فلاسفہ ہین کہ اکثر انکے غیر خدا کو وصف قدیم و ازلی مین
خدا کا شریک کہتے ہین کیونکہ ضروریات فرقہ حقہ امامیہ سے یہ بات ہے کہ عالم حادث ہے اور قدیم ہونے کا وصف خاص
ذات باریتعالی کا ہے اور کوئی اسکے سوا قدیم نہین ہے وہ اس صفت مین متفرد ہے اور فلاسفہ نے گمان کیا ہے کہ عقول
عشرہ و افلاک و نفوس فلکیہ اور کواکب و حرکات افلاک و ستارگان و زمان بلکہ عناصر و ارکان و ہیولی و مادہ یہ سب
قدیم ہین اور یہ سب کفر ہے کیونکہ ماسوی اللہ سب حادث ہین جیسا کہ فرمایا ہے معصوم نے کان اللہ و لم یکن معه شیء

و

وکان من علٰی نہو محدث مصنوع یعنے حق تعالیٰ سب سے پہلے ازل مین موجود تھا اور کوئی چیز اسکے ساتھ نہ تھی اور جو کچھ اور جو چیز اسکے سوا ہے وہ پیدا کی ہوئی اور بنائی ہوئی اسکی ہے اور بدلالت عقل اجسام و جسمانیات مین تو بخوبی ثابت ہوتا ہے اور دلیل نقلی یعنے قرآن و احادیث سے حدوث جملہ مکونات کا واضح ہے لیکن جنھون نے کہ حسن ظن فلاسفہ سے رکھا ہے وہ چاہتے ہین کہ اصول دینیہ کی تطبیق اصول فلسفہ کے ساتھ کرین اسلیے جو نصوص قرآنی اور احادیث نبی اور ائمہ علیہم السلام ظاہر الدلالۃ حدوث عالم پر ہین انکی تاویل اس طرح کرتے ہین کہ مراد اس سے حدوث ذاتی ہے نہ زمانی اور حدوث ذاتی عبارت ہے معلول کی متاخر ہونے سے بہ نسبت اپنی علت کے نظر عقلی مین اگرچہ علت و معلول دونو ازلی ہون حالانکہ یہ تاویل علیل اکثر نصوص مین گنجایش جاری ہونیکی نہین رکھتی اور ساتھ اسکے کوئی ضرورت اسکی طرف داعی نہین ہے اور کوئی مضبوط حجت عالم کے قدیم ہونے پر قایم نہین کی ہے سوا اسکے کہ یہ توہم کرتے ہین کہ حق تعالیٰ علت موجبہ ہے یعنے باضطرار مثل احراق نار اس سے افعال صادر ہوتے ہین قدرت و اختیار فاعل قادر مختار سے دست بردار ہوکر عالم کے قدیم ہونے کے قایل ہوگئے ہین اور ادلہ سمعیہ اور ضروریات دین سے چشم پوشی اختیار کی ہے حق تعالیٰ کتاب صادق مین اپنی فرماتا ہے اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ یعنے تحقیق کہ پروردگار تمھارا وہ اللہ ہے جس نے آسمانون کو اور زمین کو چھ روز مین پیدا کیا اور فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ یعنے خدا وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونو کے بیچ مین مخلوقات سے اسکی ہین چھ روز مین اب محل غور ہے کہ جب چھ روز کی مدت منصوص ہوچکی تو اب بھی تامل تاخر زمانے مین اور حادث ہونے مین ما سوی اللہ کے کچھ باقی رہ گیا اور اسی طرح حدیث قدسی مین فرماتا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ بِہٖ یعنے پہلے مین ایک خزانہ پوشیدہ تھا پھر چاہا مینے کہ پہچانا جاؤن پس پیدا کیا خلق کو تاکہ بسبب انکے پہچانا جاؤن پس کیسا ظاہر اسکا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ حدوث ممکنات کا زمانی ہے اور تاویل کرنا خلاف اصل ہے کیونکہ اصل ہر قوم مین عدم تاویل ہے اور حمل کلام کا ظاہر الفاظ پر ہے اور جناب صادقؑ فرماتے ہین ھو الاوّل قبل کل شیٔ یعنے وہ پیشتر سب چیزون کے موجود تھا اور جناب امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام ایک حدیث طویل مین فرماتے ہین کہ معاذ اللہ ان یکون معہ شیٔ غیرہ بل کان اللہ تعالیٰ ذکرہ ولا خلق یعنے پناہ بخدا اس سے کہ کوئی عقیدہ کرے اس بات کا کہ کوئی چیز غیر خدا خدا کے ساتھ ازل مین تھی بلکہ خدا تعالیٰ تنہا تھا اور کوئی مخلوق نہ تھا اور جناب امیر علیہ السلام ایک دعا مین فرماتے ہین کہ وانت اللہ لا الٰہ الا انت کنت اذ لم تکن سماء مبنیۃ ولا ارض مدحیۃ ولا شمس مضیئۃ ولا لیل مظلم ولا نہار مضیٔ ولا بحر لجی ولا جبل راس ولا نجم سار ولا قمر منیر ولا ریح تہب ولا سحاب یسکب ولا برق تلمع ولا نار تتوقد ولا ماء یطرد کنت قبل کل شیٔ وابتدعت کل شیٔ یعنے تو وہ خدا ہے یگانہ ہے کہ کوئی معبود بحق تیرے سوا نہین ہے تو ہی ثابت

کہ نہ آسمان بنایا گیا تھا نہ زمین بچھائی گئی تھی نہ کوئی آفتاب روشن کرنے والا تھا نہ شب تاریک تھی نہ روز روشن تھا
نہ دریائے عمیق تھا نہ بلند و مستحکم پہاڑ تھا نہ ستارہ سیار رات کا تھا نہ چاند نورانی تھا نہ ہوا چلنے والی تھی نہ ابر برسنے والا
تھا نہ برق چمکنے والی تھی نہ آگ جلنے والی تھی نہ پانی جاری ہونے والا تھا سب سے پہلے تیرا وجود ذی جود تھا اور تو نے
سب کو پیدا کیا ہے اب لائق غور ہے کہ یہ نصوص صریحہ کیسے صاف دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ وجود عالم کے پہلے عدم
عالم کا خارج مین تھا اور یہ نہ کہ حدوث ذاتی ہے کہ جو عبارت ہے اس سے کہ علت سے معلول مرتبۂ عقل مین متاخر ہو اور
مرتبۂ وجود خارجی مین دونو مقارن ہون منطبق نہین ہوتے بعض متفلسفین نے یہ توہم کیا ہے کہ اگر حدوث عالم کے
قائل ہون تو ہمین خرابی یہ لازم آتی ہے کہ مبدء فیاض سے انقطاع فیض ہوتا ہے کیونکہ جب خدا ہمیشہ رہا تو ازل مین
فیاض تھا اسلئے کہ تم کہتے ہو کوئی اسکے سوا اور موجود نہ تھا پس کوئی اور نہ تھا تو کسپر اثر فیض ظاہر ہوتا تھا اور اس سے
انقطاع فیض لازم آتا ہے اور نقص ہے اور جواب انکا یہ ہے کہ فیض مقتضی ہے اوپر حکمتون اور مصلحتون کے اور امکان مفاض کے
اور ازل مین اگر انقطاع فیض بسبب ممکن ہونے ازلیت عالم کے یا نہ متحقق ہونے مصلحت کے ہو تو اس سے کوئی
نقص نہین لازم آتا جیسا کہ طبیب حاذق علاج سوء مزاج مادی مین جو مسہل بانتظار نضج مواد نہین دیتا تو اس سے
اسکی حذاقت کو نقص نہین عارض ہو سکتا کیونکہ یہ ترک علاج بھی مشتمل اوپر مصلحت کے ہے علاوہ اسکے خود حکما قائل اس کے
کہ حق تعالی سے کہ واحد من جمیع الجہات ہے بجز ایک عقل اول کے کچھ اور صادر نہین ہو سکتا اور سوا اس عالم کے ایجاد عالم کا
پیدا نہین کر سکتا اور اسکے فیض کو منحصر بلا واسطہ عقل اول ایک عالم جسمانی مین مؤثر جانتے ہین و فلک الافلاک کے بعد
قائل ہین کہ نہ خلا ہے نہ ملا ہے کہ یہ قول بھی اس قوت مین ہے کہ دو نقیضین مرتفع ہون اور یہ محال ہے پس بجز عقول و افلاک
کے فیض کو منقطع بلکہ ممتنع جانتے ہین اور اس انقطاع و امتناع کے اظہار مین کچھ شرم نہین کرتے پھر کیا وجہ ہے کہ ازل
مین انقطاع فیض سے انکار و استبعاد کرتے ہین بالجملہ بمجرد حسن ظن دولۂ فلسفیہ کے ساتھ ارشادات قطعیہ اہل بیت علیہم السلام
سے دست بردار ہونا نہ چاہئے کیونکہ اکثر خرابیان مذہب کی اس سے پیدا ہوتی ہین چنانچہ تصوف کو کہا ہے کہ حکمت
اشراق سے فرق نہین رکھتا مگر اسقدر کہ اگر ظاہر مین تابع شرع ہے تو صوفی ہے ورنہ حکیم اشراقی ہے اور سوا اسکے اکثر خرابیان مذاہب
کی طبقۂ اسلام و غیر اسلام مین جو ہوئین اکثر بسبب الفت و استیناس اصول فلسفیہ کی ہوئین کہ جب ان اصول سے مانوس
ہوئے تو اسکے درپے ہوئے کہ اصول شرعیہ کی تطبیق ساتھ اصول فلسفہ کے کرین اور وہ ہر جگہ غیر ممکن ہے اسلئے نصوص
صریحہ سے انکار کر گئے اور خرابی مین دین کی واقع ہوئے و مکافرون کے مذاہب لائق بیزاری تھے یونان کے کافر
اس لائق نہین کہ ان سے بیزاری کرتے حالانکہ جب کفر ہوا تو سب جگہ کے کافر قابل دوری کرنے کے ہین یا کفر
ملۃ واحدۃ اور کیا انہین اختلاف نہین کوئی اشراقی ہے کوئی مشائی ہے پھر آپس مین بھی ایک دوسرے کی مخالفت
کرتا ہے اور یہ سالک عقول ناقصہ مین جہان تک جسکی عقل پہونچتی ہے اسکا سالک ہوتا ہے بخلاف نبی و ائمہ علیہم السلام کے

کہ اُنکے علوم حقیقی ہین یا بکتاب منزل یا بذریعہ ملک یا بالہام ملک علام اُنکو حاصل ہوئے ہین از قبیل مہمات ہین مین اور
ایک نے بان ہین کہ قدیم ایک ہے اور ماسوا اُسکے سب حادث ہین اِن مین کہین اختلاف نہین ہے اور دیکھنا چاہیئے کہ ثنویہ
ایک قدیم کے ثابت کرنے مین اور نفی شریک آلہ کے دعوے کو کسقدر ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے قوت دی کہ بتفصیل اُسکے
اب وہ ظہور مین کالشمس فی غایۃ الاشراق ہے اور اُنھون نے اثبات شریک کا اعتقاد قدیم مین سوا اِس دلیل کے
جو محض توہم فاسد ہے کہ واحد سے صادر نہین ہو سکتا مگر واحد کچھ اور بھی کہا اب وائے بر حال اُسکے کہ جو انپی بے عقلی سے
باوجود ادلہ کثیرہ قویہ جو دلالت وحدت قدیم ازلی پر کرتے ہین ایک کا تو قایل نہو اور ایک دلیل توہمی کے ذریعہ سے
بہت سے قدما کا معتقد ہو جائے **چھٹے غلاۃ** مثل نصیریہ و سبائیہ و باطنیہ ہین کہ تفصیل اُنکے عقائد کی
مقدمہ کتاب مین مذکور ہے **اور ساتوین مفوضہ** ہین کہ انکی بھی تفصیل اُسی مین مذکور ہے اِس جگہ فقط بطور ابطال
اُنکے مذاہب کے جو اخبار مین وارد ہے بیان ہوتا ہے اور اِس جگہ پر مین بالکل اقتباس کرتا ہون کلام کا اپنے سید
سند علامی فہامی جناب سید العلما اعلی اللہ مدارجہ فی الجنۃ کا اور کہتا ہون کہ یہ سب مشرکین ہین کیونکہ غلاۃ نے
از حد تجاوز کیا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو خدا کہا اور مفوضہ نے صفات مخصوصہ آلہ قدیم مین کہ تولی رزق
رسانی تھے جناب امیر علیہ السلام کو اور ائمہ کو شریک گردانا اور اصل طریقہ غالیان موافق طریقہ یہودی کیونکہ عبد اللہ
بن سبا پہلے یہودی تھا بعد اُسکے ظاہر مین ایمان لایا اور پھر کافر ہو گیا اور گمان کیا کہ جناب علیہ السلام خدا ہین اور
مین اُنکا پیغمبر ہون جب حضرت کو معلوم ہوا تو بلایا اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے اپنے اعتقاد فاسد کو بیان کر اُسنے کہا کہ میرے
دل مین یہ آیا ہے کہ تم خدا ہو اور مین تمہارا پیغمبر ہون حضرت نے فرمایا وائے تجھپر شیطان نے تجھسے ہنسی کی ہے
توبہ کر تیری مان تیرے غم مین بیٹھے اُسنے انکار کیا توبہ سے حضرت نے اُسے تین روز قید رکھا اِسپر بھی توبہ پر راضی ہوا
آخر اُسے قید خانہ سے نکال کر جلا دیا اور مفوضہ تابعین پسر عبد اللہ بن سبا ہین کہ وہ اپنے باپ کے اعتقاد سے
ایک درجہ اُتر آیا اور تفویض خلق و رزق کا ساتھ حضرات ائمہ کے قایل ہوا بالجملہ انکی مذمت بھی بہت احادیث مین
وارد ہے چنانچہ جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُنحضرت نے کہ غالیان کافر مطلق ہین اور مفوضہ
مشرکین ہین جو کوئی اُنسے صحبت و ہمنشینی کرے یا اُنسے مخالطت کرے یا اُنکے ساتھ کچھ کھائے یا پئے یا اُنکی
اُنکے ساتھ کرے یا اُنسے مناکحت واقع کرے یا اُنکو امانت دار قرار دے یا اُنکی امانت کو اپنے پاس رکھے یا اُنکے
حدیث کی تصدیق کرے یا اُنکی اعانت کرے اگرچہ ایک کلمہ سے یا بعض کلمہ سے ہو ولایت و دوستی خدا و ولایت
دوستی پیغمبر خدا اور اہلبیت سے اُنکے باہر ہو جائے گا شیخ بزرگ ابن بابویہ قمی نے اپنے رسالہ اعتقادیہ مین روایت
کی ہے زرارہ سے کہ کہا انھون نے کہ مینے عرض کی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین کہ ایک شخص اولاد
عبد اللہ بن سبا سے تفویض کا قایل ہوا ہے فرمایا حضرت نے کہ تفویض کیا چیز ہے مینے عرض کی کہ خدا وند عالم نے

وعلی صلوات اللہ علیہما کو پیدا کیا اور امر اس عالم کا انکے سپرد فرمایا اب یہ دونو بزرگوار عالم کو پیدا کرتے ہین
روزی دیتے ہین زندہ کرتے ہین مارتے ہین پس حضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہا دشمن خدا نے جب تو پھر کر جانا
تو یہ آیہ سورہ رعد کا اسپر پڑھنا اَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ
شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یعنے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیا شریک خدا کے لئے قرار دیتے ہین کہ وہ بھی پیدا کرتے ہین جیسے
خدا پیدا کرتا ہے پس اس صورت مین مخلوقات انپر متشابہ باقی ہوگئے ہین کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کہ اللہ پیدا
کرنے والا ہر چیز کا ہے اور وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہین ہے اور وہ صاحب قہر شدت ہے پس زرارہ کہتے ہین کہ جب
مین پھرا تو مین نے یہ آیہ پڑھا اسوقت اسکا یہ حال ہوا کہ جیسا کسی کے منہ مین پتھر بھر دین اور اس سے بات نکیجا سکے
بعض مناجات مین جناب امام رضا علیہ السلام نے جو فرمایا ہے اور جناب سید العلما نے حدیقہ سلطانیہ مین
اسے نقل کیا ہے اسکا حاصل یہ ہے یعنے خداوندا آسمان اور زمین کا رب تنہا اور خدا ہونا اسیکو سزاوار ہے پس دور کر تو اپنی
رحمت سے ان کفار کو جنھون نے تیرے مرتبہ کو سبک کیا اور دور کر اپنی رحمت سے انکو جنھون نے تشبیہ دی
تیرے ساتھ اجسام مخلوقات کو اپنے قول سے بارخدایا ہم تیرے بندے ہین اور اولاد تیرے بندون کی ہین
اپنے لئے کسی چیز کے فایدہ سے اور نقصان سے اور جینے سے اور مرنے سے اور نشور روز قیامت سے مالک نہین
ہین خداوندا جسنے یہ عقیدہ کیا کہ ہم خدا ہین پس ہم اسکے اعتقاد سے بیزار ہین اور جسنے یہ گمان کیا کہ امور خلق و رزق
ہماری طرف رجوع کرتے ہین ہم اس سے بیزاری و دوری کرتے ہین خداوندا ہمنے ہرگز انسے یہ نہین چاہا کہ
وہ اعتقاد کرین اسکا جو زعم باطل رکھتے ہین پس ہمارے ساتھ مواخذہ نکر اسکا جو وہ کہتے ہین اور بخش ہمارے لئے
اسکا مرین جو وہ گمان کرتے ہین اور زمین پر کسی خانہ ان کو کافر کے باقی نہ رکھ اور اگر رکھیگا تو گمراہ کرینگے تیرے
بندون کو اور نہ پیدا ہونگے انسے مگر فاجر و کافر اور اسی کے مثل اخبار زیادہ از حد شمار ائمہ اطہار صلوات اللہ
علیہم آناء اللیل واطراف النہار سے وارد ہین حیف ہے کہ قریب اس زمانہ کے بعض مدعیان فضیلت نے تھوڑا
عنوان بدل کر پھر طریقہ غلاۃ و مفوضہ کو اختیار کیا اور تطبیق اصول دینیہ کی اصول فلسفیہ سے چاہتے ہین اور
درپے تصحیح و تاویل اقوال غلاۃ و مفوضہ کے اور انکی روایات کے ہوتے ہین اور اپنے تئین انکی باتون سے بری
کرتے ہین حالانکہ مثل انکے اقوال کے جو دلالت ظاہری کفر و زندقہ پر کرتے ہین اپنی زبان پر بھی جاری کرتے
ہین اور واضح ہو کہ کلام جناب علامی مین مراد بعض مدعیان فضیلت سے شیخ الاحسائی اور سید کاظم رشتی اور
انکے اتباع ہین اور راقم رسالہ کے زمانہ مین بھی بعض بعض نے قریب قریب اسکے ہندستان مین یہ طریقہ اظہار
فضائل اہلبیت علیہم السلام مین اختیار کیا تھا اور انکے اتباع اب بھی اپنی محفلون مین تجاوز حد سے کرتے ہین اور
جو اس سے انکار کرے اسے کہتے ہین کہ یہ قاصر ہین فضائل ائمہ علیہم السلام مین اور بیچارے شیعہ کمال ائمہ سے

نہین سمجھتے اور مبتلا عقیدۂ فاسد کے ہوتے ہین اسلئے مجھے اسکا لکھنا بطور اطلاع ضرور ہوا پس جناب علامی
فرماتے ہین کہ حال اُن فضلا کا یہ ہے کہ کبھی کہتے ہین کہ عَلِیٌّ نَفْسُ اللّٰہِ یعنے علی بن ابیطالب عین اور ذات خدا ہین
کبھی کہتے ہین کہ معرفت امام کی عین معرفت خدا ہے اور یہ قول بھی سراسر غلط ہے اور اسکا کہنا جائز نہین کیونکہ
یا یہ کہنا بطور حقیقت ہے تو اسکی خرابی یہ ہے کہ حق تعالیٰ واجب الوجود ہے اور انبیا اور ائمہ علیہم السلام ممکن ہین جیسا
کہ قرآن مین تصریح اسکی بہت صاف ہے اور جب یہ ہوا تو اب معرفت امام کی جو ممکن ہین عین معرفت خدا جو واجب الوجود
ہے کیونکر ہوگی مگر جب دونو ایک ہوجائین پھر اگر خدا کو بھی ممکن کہین تو جب بھی کفر اور خلاف واقع ہے اور اگر ائمہ
علیہم السلام کو واجب الوجود کہین تو پھر شرک کسکا نام ہے اور غلو اور کیا ہے غرض ہر طرح کہنے والا اسکا بطور
حقیقت دائرۂ کفر و شرک سے باہر نہین ہوسکتا اور اگر معرفت امام اور معرفت خدا کو بطور مجاز ایک کہین تو
علی الاطلاق یہ کہنا بھی تو مجاز شرعی نہین ہے اور اگر بعض متشابہات پر قیاس کرتے ہین اس کہنے مین تو یہ
قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہان جہت واجب و ممکن کی ایسی جدائی کرتی ہے کہ کسی طرح ایک ہونے کا حکم
سچا نہین ہوسکتا اور کبھی فعل خدا کو ایک جوہر خاص جو متوسط درمیان خدا کے اور خلق عالم کے ہو
قرار دیتے ہین اور اسکا قُدرۃُ اللہ اور ارادۃ اللہ نام رکھتے ہین اور کبھی ائمۂ دین صلوات اللہ علیہم اجمعین
کو واسطہ خلق و رزق خیال کرکے کہتے ہین کہ خدا انکے ساتھ خلق فرماتا ہے بلکہ خالق اور رازق جانتے ہین اگرچہ
بتاویل ناقص لیفعال غیر مستقل ہون اور کبھی اِن حضرات کو چارون علتین خلق کی قرار دیتے ہین پس کہتے ہین انکو
کہ فاعل خلق اور مادہ مخلوقات و صورت کائنات اور علت غائی کائنات کی ہین اور اسکی خرابی ظاہر ہے کہ جب
مادہ خلق اور صورت انکی ہوئے تو اتحاد حضرات کا تمامی مخلوقات سے لازم آئیگا اور اسکی برائی ظاہر ہے کیونکہ
مخلوقات عالم مین شرور و نجاسات و قاذورات و کفار وغیرہ سب ہین اور کبھی کہتے ہین کہ العیاذ باللہ امام
وجودات اشیا مین مثل شیطان کے در جاتا ہے اور سرایت کرتا ہے قطع نظر اُس فساد کے جو اس بات کے معنی پر
مترتب ہوتا ہے کسقدر بے ادبی اس تشبیہ مین کی ہے اور کبھی کہتے ہین کہ جسم لطیف روحانی اُن حضرات کا کبھی لطیف
مثل ملائکہ ہوجاتا ہے اور کبھی کثیف ہوجاتا ہے اور یہ سب تخیلات کلام غلاۃ و مفوضہ سے لی ہین جو خدا کو
روحانی مشابہ بجسم ائمہ علیہم السلام کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ظہور روحانی کا جسمانی مین محل انکار نہین ہے
کیونکہ جانب خیر مین دیکھو کہ جبرئیل بصورت دحیہ کلبی پیغمبر کی خدمت مین آیا کرتے تھے اور جانب شر مین
جنات اور شیاطین ہمیشہ سبکے بدنون کی صورت پر اپنے تئین دکھاتے ہین اور اسی بات پہنچتی ہے تصرف
انکا معنی معراج مین اور معاد جسمانی مین اور ذکر اسکا انشاءاللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آئیگا اور یہ سب مغلطہ باطل
اور سفسطہ ہے اور اس طایفہ کی رد کو کافی ہے جو حق تعالیٰ نے کتاب مجید مین فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

یعنے کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کہ نہین ہون مین مگر آدمی مانند تمھارے اور فرمایا ہی ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون یعنے اگر پیغمبر کسی فرشتہ کو کرتا تو اُسے بھی آدمی بناتا اور لباس ظاہر سکا بھی وہی کرتا جو اور سب پہنتے ہین اور فرمایا ہی اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار یعنے خدا پیدا کرنے والا ہی سب چیزون کا ہی اور وہ ایک صاحب قہر و قدرت ہی اور فرمایا ہی واتخذوا من دونہ الہۃ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون یعنے سوا خدا کے اُنھون نے اور خدا بت سے ایسے قرار دئے کہ جو کچھ پیدا نہین کر سکتے او وہ خدا پیدا کئے گئے ہین اور فرمایا ہی وھو الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یحییکم وہ ایسا خدا ہی جسنے تمکو پیدا کیا پھر روزی پہونچائی او زندہ رکھتا ہی اور فرمایا ہی ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ یعنے وہ لوگ کہ جنھین تم سوا خدا کے معبود قرار دیتے ہو ہرگز نہین ہو سکتا اُن سے کہ ایک مکھی پیدا کر سکین اگرچہ سب اُسکے پیدا کرنے کے لئے مجتمع ہون اور فرمایا ہی الذی خلق السموات والارض وما بینہما یعنے خدا وہ ہی جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور جو درمیان ہین اُن دونو کے ہین پس بخوبی ان آیات سے واضح ہوتا ہی کہ سوا خدا کے کوئی خالق و مدبر عالم نہین ہی خواہ بالاستقلال یا بحسب تفویض و اقدار الہی جس طرح کہ بعضے کہتے ہین غلط ہی اور یہ سب ضروریات دین سے ہی اور اسکا منکر دین سے باہر ہی پس کوئی نہین کہ سکتا کہ کوئی خدائے عزوجل کے سوا خالق اور رازق مطلق ہی یا واسطہ صدور خلق و رزق ہی کہ سوا اُس واسطہ خاصہ کے جو کچھ ہی بتوسط واسطہ ہوتا ہی پس جو کچھ کہ حکما کہتے ہین کہ واسطہ فیض اکو انے مین عقل اوّل بلکہ عقول عشرہ ہین اور جو یہ طایفہ کہتا ہی کہ فعل اللہ اور قدرۃ اللہ و عقل کلی کہ پیغمبر ہین اور امام واسطہ خلق عالم اپنے سوا سبکے ہین یہ شرک ہی اور یہ جو وہ کہتے ہین کہ اسمین کیا استبعاد ہی کہ حق تعالی نے بعد اسکے کہ بمقتضائے حکمت کاملہ اپنی کے بنا اس عالم کی اسباب پر رکھی ہی کسی ایک خالق کو اپنی مخلوقات سے برگزیدہ کر کے محل جملہ فیوض کا اور واسطہ تمام نیکیون کا اور مظہر جمیع تاثیرات کا کرے اور وہ جمیع اشیا مین تاثیر و تصرف تام باذن خدا کرے یہ قول طرفہ مضمون ہی کیونکہ مباحث دینیہ و مواد علمیہ و اصول اعتقاد مین فقط نفی استبعاد کے کیا کام آتی ہی اصول دین مین دلیل قطعی درکار ہی نہ اوہام تخیلیہ اور اگر فقط استبعاد کا رفع کرنا نظر ظاہر مین کافی ہو جائے تو چاہئے کہ سجدہ کرنا بلکہ سب عبادات ان وسائط کے لئے جایز ہو کیونکہ نظر ظاہر مین کیا مستبعد ہی کہ خداوند عالم افضلین بشر کے لئے جو پیغمبر خدا اور ائمہ ہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین ہین سجدہ اور طاعت کو روا رکھے خصوصا جبکہ فرشتون کو آدم کے سجدہ کے واسطے مامور فرمایا ہو تو حضرات جو آدم علیہ السلام سے افضل ہین بطریق اولی انکے واسطے مامور ہونگے حالانکہ شرع اسلام مین کوئی معبود برحق سوائے ذات اقدس الہی کے قرار نہین دے سکتے والا یہ عمدہ شرک و کفر ہی اور یہی حال ہی تفویض خلق و رزق کا کہ حضرات ائمہ علیہم السلام نے اُسکے کہنے والے کو بلفظ دشمن خدا تعبیر فرمایا اور اُنکے مشرک ہونے کو نصوص مین تصریح فرمائی اور

تاویل کرنی کہ ہم خالق و رازق مستقل نہین کہتے غیر مستقل مراد لیتے ہین مثل تاویلات کفار مشرکین ہی اور کان رکھنے کے قابل نہین ہی بلکہ اگر نظر تامل دیکھین تو جانین کہ یہ عدم استقلال جسکی تفسیر مین کہتے ہین کہ حاجت واسطہ ہی طرف خالق کے جو غنی بالذات ہی اور حاجت سب خالق کی طرف واسطہ کی کرتے ہین یعنے سب کی حاجت انکی طرف رجوع کرتی ہی اور انکی حاجت خدا کی طرف راجع ہوتی ہی تو یہ عین تفویض ہی کیونکہ مفوضہ بھی تو حضرات کو خالق و رازق مستقل نہین جانتے اور یہ نہین کہتے کہ یہ بزرگوار خدا کی طرف حاجت نہین رکھتے بالجملہ حق تعالی نے چند امور کو صفات سے اور طاعتون سے مخصوص اپنی ساحت کبریائی فرمایا ہی اور دوسرے کی مشارکت کو تجویز نہین کیا خواہ یہ دوسرا مقرب بارگاہ صمدی ہو یا غیر مقرب ہو پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ کوئی ان بزرگوارون کو خالق اور رازق اور فاعل و جاعل اور مدبر عالم جان سکتا ہی کہ یہ صفات مختصہ جناب باریتعالی سے ہین اور حضرات ہمیشہ معترف بعجز و عبودیت رہین ہین اور طرفہ یہ ہی کہ اس طایفہ نے محض تفویض پر اکتفا نہین کیا بلکہ صورت کا اپنی زعم فاسد مین طبع کیا ہی جیسا کہ سید کاظم رشتی اور بعض اتباع نے انکے کہا ہی

الخلق والتاثیر لیس من شان اللہ القدیر وان کلما صدق علیہ اسم شیٔ حادث من ای عالم کان بواسطۃ المشیۃ لان الذات لا تحدث شیئا الا بالفعل الی قولہم فوجب فی خلق الاشیاء من توسط الفعل لامتناع تعلق القدرۃ بالمحال

یعنے خلق کرنا اور تاثیر کرنا شان خدائے قدیر سے نہین ہی اسلئے کہ جسپر نام چیز ہونیکا صادق آئیگا وہ حادث ہی خواہ اس عالم مین ہو یا اور عالم مین ہو اور حدوث بواسطہ مشیتہ ہوتا ہی اسلئے کہ ذات کسی چیز کو پیدا نہین کرتے مگر بذریعۂ فعل کے پس واجب ہوا اشیا کے پیدا کرنے مین متوسط ہونا فعل کا واسطے ممتنع ہونے تعلق قدرت کے ساتھ محال کے اور واضح ہو کہ یہان فعل سے مغالطہ دہی کو فعل اللہ مراد لیتے ہین اور اُسے جوہر کہتے ہین اور اُسکے وجود کو اقوی موجودات اور موثر کائنات مین جانتے ہین اور اسی لئے کہتے ہین کہ مشتبہ ایتہ بنظر اپنی ذات کے اصل و متحقق و ثابت ہی جمیع چیزون سے زیادہ وجود خارجی مین اُسکا ثبوت ہی اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ وہ سبب ذاتی وجود جمیع اشیا کی جو خارج مین موجود ہین پیدا کرنے والی ہی اور جملہ عقلا کے نزدیک مسلم ہی کہ تاثیر کرنے والا جیسے اُس چیز سے کہ جسمین اُسکا اثر ظاہر ہوتا ہی قوی ہو پھر کیونکر ہو سکے کہ فعل اللہ امر ذہنی و اعتباری ہو کہ خارج مین اُسکے لئے تحقق نہو با وجود اسکے کہ آثار اُسکے مثل زمین و آسمان و جن و ملائکہ وغیرہ کے متحققۃ الوجود ہون اور واقع مین ذاتین انکی ثابت ہون اور اس جگہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ موثر و مدبر عالم اس طائفہ کے نزدیک خدا کے سوا ہو اور خدا نے واسطہ پیدا کر کے فراغت پائی اور گویا اس آیۂ کریمہ کے مضمون سے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنٍ بالکل خشم پوشی اختیار کی ہی واضح ہو کہ جو کچھ تصریحات اس طائفہ کے اقوال سے یہان بیان ہوئے اور اُس سے یہ جانا گیا کہ حق تعالی سے کوئی چیز بدون توسط واسطہ صادر نہین ہو سکتی تو اب بلا شبہہ جہان کہین کہ انکے کلام مین حقیقت حال کی

چھپانے کو ایسے کلمات وارد ہین کہ اُنکا حاصل یہ ہے کہ قادر علی الاطلاق نے جو ائمہ علیہم السلام کو واسطہ وسبب
گردانا ہے یہ بمقتضائے حکمت ہے نہ بجہت اضطرار واحتیاج کے آلہ وسبب کی طرف کہ حق تعالیٰ پر یہ روا نہیں ہے
یہ کلمات بطور تدلیس وتلبیس ہین نہ واقعی اور موافق اعتقاد کیونکہ جب موافق اُنکے قول کے موجب فی خلق
الاشیاء ہین توسط الفعل وسط فعل کا ضروری ہوا اور بدون اُس جوہر کے جو اُنکے نزدیک فعل اللہ کے ساتھ
نام رکھا گیا ہے خداوند عالم کسی چیز مین تاثیر نہین کرسکتا تو اب خدا قادر علی الاطلاق نہین ہوسکتا اور اس سے
زیادہ خدا کا اضطرار کیا ہوگا کہ سوا ایک فعل کے اُس سے اور کچھ صادر نہوسکے باقی جو چاہے وہ فعل اللہ ومشیئة
اللہ کرے خدا بالکل بیکار ومعطل رہے اب بانصاف اتنا تو کہین کہ اگر کہا کرتے کہ خدا خلق اشیا مین الخ کا
محتاج ہے تو کچھ اِس سے زیادہ لازم آتا کہ حق تعالیٰ اُس سے برتر ہوتا اور انکار اُس سے ضروری سمجھا جاتا اور یہ بات
جو کہی ہے کہ بدون فعل اللہ ومشیئة اللہ خدا سے صدور کسی امر کا محال ہے اِس سے نقصان واضطرار ساحت کبریائی
مین وعظمت وقدرت خدا مین ہی نہین آیا بالجملہ ایسے اشخاص کی باتین بے حقیقت اور ساقط الاعتبار
ہوتی ہین اور جہلا وحمقا کہ جنکو علم وعقل سے بہرہ نہین ہے اور نکتہ وحقیقت کلام کو نہین پہنچ سکتے وہ اِنکے
دھوکے مین آتی ہین اور کہتے ہین کہ واہ کیا بات کہی ہے اور کسقدر فضایل اور علو مدارج ائمہ علیہم السلام کے
اِنھون نے ثابت کئے ہین یہ بڑے شیعہ ہین اور بمقابل اُنکے علمائے حق ہین اور اُنکے تابعین کو بلفظ قاصرین تعبیر
کرتے ہین ومذہب حق یہی ہے کہ سوائے افعال عباد کے جو منحصر ہین حرکات وسکنات مین یا جواہر ونور مترتب ہون
سوائے خدا کے اور کسی قسم اجسام جسمانیات اصلیہ سے کچھ صادر نہین ہوتا اور حضرات ائمہ علیہم السلام و
غیر ان حضرات کے ممکنات سے کوئی قادر نہین ہے کہ جواہر واجسام کو اپنی ذات وقدرت سے پیدا کرسکے اور
تفویض قدرت دہی خدا کی طرف سے اُن حضرات کے لئے پیدا کرنے کو اور روزی دینے کو عقلاً ونقلاً ثابت
نہین ہوتی اور اپنی طرف سے کسی بات کا تراشنا اور بے دلیل وبرہان آپ سے حضرات کی صفت قرار دینا
روا نہین ہے نہ کہ خلاف اُسکا باجماع قطعیہ ونصوص محکمہ ثابت ہو اور بالفرض اگر شاذ کوئی روائت یا کوئی خبر
اخبار آحاد سے اسکے موہم بھی ہو تو چونکہ محتملات ومتشابہات غیر مبینہ بلکہ مطلق اخبار بمقام اصول اعتقاد قابل
اعتماد نہین ہے اسلئے یا اُسی طرح کرنا چاہیئے یا تاویل کرنا ضروری ہے کیونکہ اُسنے معارضہ کیا محکمات کا اور دلالات ایسی
احادیث مین بھی مثل آیات قرآنیہ محکمات ہین نہ متشابہات والا الرحمٰن علی العرش استویٰ سے کیا قصد
کیا ہے جو اسکی تاویل کیجاتی ہے اور وُجُوہٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ مین کیا برائی ہے کلام خدا تو ہے پھر کیون
اسکی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خلاف آیہ محکم لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ہے اسی طرح
روایت ابن اذنیہ ہے جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اُسنے کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خلق اللہ

المشیۃ بنفسہا ثم خلق الاشیاء بالمشیۃ یعنے پہلے خدا نے مشیۃ و ارادہ کو پیدا کیا اور بعد اُسکے سب چیزون کو
مشیت و ارادے سے پیدا کیا استبعاد کرنا اِس معنے مین کیا ضرور ہی کیونکہ غرض حضرت کی یہ ہی کہ حق تعالی
خالق اشیا مین یہ قرار دیا ہی کہ ہر چیز کو بارادہ پیدا کرتا ہی اور ارادے کے معنے متعدد پہلے بیان ہو چکے ہین نہ یہ کہ مشیت
و ارادہ کوئی چیز مستقل الوجود ہی کہ آلہ یا واسطہ خلق درمیان خالق یگانہ و مخلوقات کے ہو اور مشیۃ اللہ اور قدرۃ اللہ
اُسکا نام ہی جیسا کہ یہ جماعت کہتی ہی پہلے پیدا کی اور اُس واسطے کے ذریعہ سے خلق کا کام کیا اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہی
حال آنکہ روایت محمد بن عرفہ مین وارد ہی کہ مین نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ حق تعالی نے جملہ اشیا
کو قدرت کے ساتھ پیدا کیا یا بدون قدرت کے حضرت نے فرمایا کہ گویا تو قدرت خدا کو کوئی چیز موجود سوا
ذات خدا کے قرار دیتا ہی اور اُسے آلہ و واسطہ گردانتا ہی کہ بتوسط اُسکے اشیا کو پیدا کیا اور یہ شرک ہی پس روا نہین ہی کہ
ایسی بات کہے اور اِسی طرح اِس روایت سے بھی تمسک کرنا کہ نزّلونا عن الربوبیۃ وقولوا فینا ماشئتم کہ جسکے
معنے یہ ہین کہ ہمکو رب ہونے سے گھٹائے رہو یعنے خدا نہ جانو باقی ہمارے مدارج مین جو چاہو وہ کہو نہین چاہیے
سراسر بیجا ہی کیونکہ اوّلاً یہ اخبار آحاد سے ہین لیاقت استناد کی اصول اعتقادیہ مین نہین رکھتے دوسرے مراد رب سے
بھی تو خالق و رازق و مالک ہی جیسا کہ روایت تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین وارد ہی اِس صورت
مین بھی نسبت خلق و رزق کی اُن حضرت کی طرف منافی مرتبہ ربوبیت سے تنزیل کی ہی اور علاوہ اِسکے اِس
روایت سے استدلال کرنا ایک عموم سے تمسک کرنا ہی اور اُسکا قاعدہ یہ ہی کہ کوئی عام نہین ہی مگر یہ کہ خاص
کیا گیا ہی جس سے وہ دلالت تخصیص پر کرتا ہی جیسا کہ عموم روایت من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کا ہی کہ اِس سے
صاف یہ معلوم ہوتا ہی کہ سب فرقے اسلام کے داخل بہشت ہون لیکن یہ مستند صحیح نہین ہی اِسی طرح عموم اِس روایت کا
بھی مستند نہین ہو سکتا اور کیونکر مخصص نہو حال آنکہ گھٹانا اور اُتارنا ائمہ علیہم السلام کا صفات مختصہ
ربوبیۃ سے جیسا کہ قدیم ہونا ہی جس طرح واجب ہی اُسی طرح درجۂ نبوت سے بھی تنزیل واجب ہی پس مراد عموم
ماشئتم سے یہ ہی کہ جو مدح و ثنا ہمارے موافق اصول شرعیہ ہو وہ کہو یہ کہ جو چاہو امور واقعیہ اور غیر واقعیہ سے وہ اپنے دل سے
تراش کر اُن حضرت کی طرف منسوب کرو اور وہ جائز ہو جائے ابو الحسن احمد بن علی لآل روایت کرتا ہی کہ ایک
جماعت مین فرقۂ شیعہ سے اختلاف ہوا اِس بات مین کہ حق تعالی نے ائمہ ہدی کو خلق و رزق کی تفویض کی ہی
یا نہین چنانچہ ایک جماعت نے کہا کہ یہ محال ہی اِسلئے کہ خلق اجسام پر غیر خدا کوئی قدرت نہین رکھتا اور بعض نے
کہا کہ حق تعالی نے اُنھین اِن امور پر قدرت دی ہی اور اِن امور کو اُنھین تفویض فرمایا ہی اور انھون نے عالم کو
پیدا کیا اور روزی دی اور نزاع نے اِسمین طول کیا پس ایک مومن نے کہا کہ لڑائی اور بحث بیکار ہی محمد بن عثمان
جو وکیل ناحیۂ مقدسہ ہین اُنکی طرف رجوع کیون نہین کرتے چنانچہ اِسپر سب راضی ہوے اور مسئلہ کو لکھکر حضرت

صاحب العصر والزمان کی خدمت مین بھیجا اُسکے جواب مین جو فرمان واجب الاذعان بواسطہ محمد بن عثمان حضرت کے
پاس سے آیا وہ مشتمل تھا کہ وہی یعنے خدا خالق اجسام و قاسم ارزاق ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ نہ وہ جسم ہے نہ اجسام مین
حلول کرنے والا ہے مثل اُسکے کوئی چیز نہین ہے اور وہ سمیع و بصیر ہے لیکن ائمہ علیہم السلام خدا سے سوال کرتے ہین پس وہ خلق فرماتا ہے اور
سوال کرتے ہین اُس سے رزق کا پس وہ روزی دیتا ہے بسبب انکی اجابت دعا کے اور انکی بزرگی مرتبہ کے اور یہ حق ہے اور لایق
اتباع ہے پس تفویض خلق و رزق جملہ مصنوعات باطل ہے ہان در مقامات خاصہ مین اظہار معجزہ کے لئے حق تعالی
انکے ہاتھ پر چند امور جو خارق عادت ہون جاری فرماتا ہے اور اسی لئے معجزہ کو فعل خدا کہتے ہین پیغمبر و امام
کے ہاتھ پر بنا بر غرض تصدیق کے جاری فرماتا ہے جیسا کہ متکلمین نے اسکی تصریح فرمائی ہے اور جناب امام
رضا علیہ السلام نے غلاۃ کی رد مین نص فرمائی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر گاہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب سے
فقر و فاقہ ظاہر ہوا تو اُسنے دلالت کی اسبات پر کہ جسکے یہ صفات ہون اور ضعفا و محتاجین اُسکے مشارک ہون
معجزات اُسکا فعل نہوگا پس اس سے جانا گیا کہ جو کچھ اُن حضرت نے معجزات ظاہر فرمائے وہ فعل اُس قادر کا تھا
جو مخلوقین سے اپنے مشابہ نہین ہے نہ فعل اُسکا جو پیدا کیا گیا ہے اور محتاج ہے اور صفت ضعف مین مشارک ہے واسطے
ضعفا کے اب محل غور ہے کہ کہان یہ بیان حقیقت و کہان تجاوز حق سے کہ مشابہ خالق کر دین ہین پس واجب جاننا
چاہئے کہ غلاۃ و مفوضہ و شیعہ متصوف کا شر بہ نسبت شیعون کی شر کفار و منافقین و مخالفین سے زیادہ ہے
اسلئے کہ یہ اپنے تئین شیعہ و موالی کہلاتے ہین اور تعریف و مدح ائمہ ہدی علیہم السلام مین افراط کرتے ہین پس عوام
شیعہ اشتباہ مین پڑتے ہین اور انکو اپنے فرقہ سے جانکر انکی باتین سُنتے ہین اور یہ پردہ ولایت و محبت اہلبیت
علیہم السلام مین اپنے اقوال باطلہ کا رواج دیتے ہین اور شیعہ جاہل کچھ نہین سمجھتے انکے جعل مین پھنستے ہین اور
انکی باتون کا یقین کرتے ہین اور جو اہل حق سے انکے خلاف کہے اُس سے خفا ہوتے ہین محفلون مین انہین بُرا کہتے ہین
حالانکہ خود اُن حضرات صلوات اللہ علیہم نے کسقدر بیزاری اپنی اِنسے ظاہر فرمائی ہے اور اُنکی روایتون کی
تصدیق سے اور اُنسے صحبت و ہمنشینی سے منع کیا ہے اور اُنکے ہاتھ اور زبان سے تنگ ہوکر بد دعا کی ہے جیسا کہ اوپر
ذکر اسکا ہو چکا ہے پس چاہئے کہ دوستداران اہلبیت علیہم السلام ان اشرار کے شر سے اپنے تئین بچائین اور دور
رکھین جو منبر پر چڑھ جائے اور فضائل اہلبیت علیہم السلام حسب دلخواہ اپنے بیان کرے اُسکی بات کو سنا
اور معتقد ہو جانا نہین چاہئے بلکہ جو کچھ کہے اُسمین غور و فکر کرنی ضرور ہے کہ آیا یہ موافق اصول اعتقادیہ ہے یا نہین اگر
موافق ہو اختیار کرو ورنہ ترک و دوری اُس سے ضرور ہے کیونکہ چھپانا اور پوشیدہ کرنا اور لوگون کے سامنے محفل
تدلیس و تلبیس اس فرقہ کی عادت ہے از جملہ شواہد اسبات کے وہ ہے جو کشی علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد کے ذریعہ سے
یونس سے اور یونس نے ہشام بن الحکم سے روایت کی ہے کہ سنا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرماتے

مغیرہ بن سعید دیدہ و دانستہ میری والد بزرگوار پر جھوٹ اور تہمت باندھتا تھا اور اسکے اصحاب جو میرے باپ کے اصحابون مین چھپے ہوئے تھے کتابین میرے والد بزرگوار سے لیتے تھے اور مغیرہ کو سپرد کرتے تھے پس وہ چھپا کر انمین کفر و زندقہ کو اپنے داخل کرتا تھا اور اسکی نسبت میرے والد بزرگوار کی طرف کر دیتا تھا بعد اسکے اُن کتابون کو اپنے اصحاب کو دیکر حکم کرتا تھا کہ اِن کتابون کو شیعون مین منتشر کرو پس جو کچھ کہ میرے باپ کے صحابون کی کتابون مین غلو کے مضمون پائے جاتے ہین وہ اُسی جہت سے ہین کہ مغیرہ بن سعید نے اُن کتابون مین داخل کیا ہے اور اس حدیث سے دو فایدہ ظاہر ہوئے ایک یہ کہ تلبیس و تلبیس اِس فرقہ کی بشہادت معصوم علیہ السلام ثابت ہوئی اسلئے اِس جماعت کے امور مین بہت نظرِ باریک سے دیکھنا چاہیے تاکہ انکے مکر و کید مین کہین گرفتاری نہو جائے دوسرے یہ کہ ہر روایت جو منسوب طرف امام علیہ السلام کے ہو اُسپر اعتماد نہین چاہیے اور جیسا کہ اِس جماعت مسخرہ کا حال ہے کہ گمان کرتے ہین کہ درخصوص فضائل جو روایت کہ منسوب حضرات کی طرف ہو اُسکا انکار کفر ہے اس سے پایا نہین جاتا کیونکہ اسقدر توسیع دائرہ جنون اسلئے کی ہے کہ تمہید اِسکی ہو کہ تاکوئی شخص روایات غلو سے انکار نہ کرے اور یہ خود افراط و غلو ہے ہر روایت کے قبول کرنے مین اور خلاف قرآن شریف ہے اسلئے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا یعنے اگر کوئی فاسق کسی بات کو تم سے کہے تو تمہین چاہیے کہ تحقیق کرو کہ آیا یہ مطابق واقع ہے یا نہین یا لایق ماننے کے اور اعتقاد کرنے کے ہے یا نہین اور سوا اِسکے کہ حکم خدا اسی طرح ہے کہ ہر خبر فاسق کو بلا تحقیق تسلیم نہ کرو عقلا بھی بخوبی ظاہر ہے کہ ہر روایت جو منسوب طرف حضرات کے ہو لائق اعتماد نہین کیونکہ راوی معصوم نہین ہین احتمال سہو و نسیان و فسق و نفاق و علم خلاف مراد اور قصور فہم و غلطی نقل لفظ مین اور امثال اسکے سب پر بیشک جائز ہے اور اسی طرح یہ اعتقاد خلاف اُس حدیث کے ہے جو فرمایا ہے کہ فَمَنْ صَدَّقَہُمْ فَقَدْ کَذَبَ بِنَا بابا یہ صحیح ہے کہ مراد فضائل سے وہ فضائل حقہ ثابتہ ہین کہ جنسے انکار باعث ایمان سے خارج ہونیکا ہے نہ انکار فضائل مختلفہ مثل روایات غلاۃ اور وہ فضائل کہ جنکی اصل نہین ہے اور اصول قطعیہ کے مخالف ہین اور نہ انکار اُن روایات کے ثبوت سے جو خود ثابت نہین اور شاذ ہین کیونکہ اگر یہ قابل انکار نہون تو لایق اقرار و اعتقاد کے بھی تو نہین ہین کما ہا بقا دوسرے صفات سلبیہ سے نفی صفات ہے جیسا کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا ہے اول الدین معرفتہ وکمال معرفتہ التصدیق بہ وکمال التصدیق بہ نفی الصفات عنہ لشہادۃ کل صفۃ انہا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ فمن وصف اللہ سبحانہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثناہ ومن ثناہ فقد جزاہ ومن جزاہ فقد جہلہ یعنے پہلا کمال انسان کا دین مین یہ ہے کہ خدا کو پہچانے اور پہچاننے کا کمال یہ ہے کہ جو خدا اُسے یکتا کی تصدیق کرے اور کمال

تصدیق ساتھ خدا کے یہ ہے کہ نفی صفات کی جو زائد علی الذات ہین کرے باین سبب کہ ہر صفت گواہی دیتی ہے
کہ وہ موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف گواہ ہے کہ وہ مغائر صفت ہے پس جسنے کہ توصیف خدا اس طرح کی کہ مثلاً
صفات ذاتیہ کو غیر ذات و زائد اوپر ذات کے قرار دیا تو اُسنے خدا کو ساتھ صفات حادثہ کے مقارن کیا اور
جسنے کہ خدا کو مقارن بصفات حادثہ کیا پس اعتقاد کیا ساتھ دو خدا کے یا ذات خدا کے دو ہونیکا اور جسنے یہ اعتقاد
کیا اُسنے خدا کو صاحب اجزا گردانا اور جسنے یہ اعتقاد کیا کہ خدا مرکب ہے اجزا سے اُسنے خدا کو نہین پہچانا بلکہ اُس سے
جاہل ہی جاننا چاہئے کہ مراد نفی صفات سے یہ نہین ہے کہ بالمرہ نفی صفات ذات کی کیجائے کیونکہ اگر ایسا ہو تو
لازم آئے علم و قدرت و حیات وغیرہ کی بھی نفی کر سکین اور کہہ سکین کہ خدا عالم نہین ہے قادر نہین ہے زندہ نہین ہے
اور یہ بضرورت مذہب امامیہ و اتفاق جملہ ملتہاے اسلامیہ فاسد ہے اور آیات و روایات متواترات اُس سے
بھرے ہوئے ہین جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے اِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور حکایت شہادت ملائکہ
فرماتا ہے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اور سوا اسکے اکثر قرآن ذکر صفات الیہ سے
بھرا ہے اور جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین عزت قدرتہ و وسع سمعہ الاصوات اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام
دعا مین فرماتے ہین یا من یسمع انفاس الحیتان فی قعور البحار پس انکار اس سے اور نفی اسکی نہ ممکن ہے نہ منقول
فرق اسلامیہ سے ہے مگر بعض مثل باطنیہ و اسمٰعلیہ کہ وہ البتہ کہتے ہین کہ خدا نہ عالم ہے نہ جاہل ہے نہ موجود ہے نہ لاموجود ہے
نہ قادر ہے نہ عاجز ہے پس اگر یہ قول مطلق لیا جائے بدون تاویل تو کفر محض و سفسطہ بحت ہوگا اور اسی طرح نفی اختلاف
مفہوم و معانی کی بھی نہین ہے جیساکہ سید کاظم و اتباع نے اُنکے گمان کیا ہے کہ موضوع و محمول مین اللہ عالم اور
اللہ قادر کے مغایرت نہین ہے مگر دیکھنے مین یعنے الفاظ کا تغائر ہے کیونکہ اس صورت مین حمل صفات کا ذات
مقدس پر حمل اولی ہوگا اور معنے اسکے کہ خداوند عالم عالم ہے یہ ہونگے کہ خدا خدا ہے اسی طرح ہر صفت یعنی اللہ
ہوگی اور اسوقت مین کوئی فائدہ کلام سے حاصل نہوگا اور ہر جملہ متعدد جملون سے معنی جدید کو مفید نہوگا
بلکہ یہ بھی مستلزم نفی علم و قدرت کو ہوگا کیونکہ بنا بر اس مذہب کے اللہ عالم و اللہ قادر کے معنے یہ نہونگے کہ خدا
جانتا ہے اور خدا توانا ہے بلکہ اللہ اللہ ہے اللہ اللہ ہے اور کوئی معتقد دین مذہب سے ایسا نہین ہے کہ جب اللہ عالم ہے
کہے یا سنے تو اُسے یہ اعتقاد کرے بلکہ اسیکو سمجھتے ہین اور اعتقاد کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے پس واقع مین یہ بات
اس فرقہ کی بسبب رجوع کرنے طرف نفی علم و قدرت و جمیع صفات کے مثل قول باطنیہ کے ہے جو لا عالم و لا جاہل
کہتے ہین اور جیساکہ جب اہل سنت کو الزام دیا جاتا ہے کہ تمنے صفات کو زائد علی الذات کہکر متعدد قدما ثابت کئے تو
عاجز ہوکر کہتے ہین کہ صفات نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات ہین اسی طرح یہ شخص بھی کہتے ہین کہ خدا نہ عالم ہے نہ جاہل ہے
اور دونو باتین حکم ارتفاع نقیضین مین ہین اور وہ یقینی باطل ہے اور اسی طرح نفی صفات فعل کی بھی مراد نہین ہے

کیونکہ اعتقاد صفات افعال کا بھی ضروریات مذہب سے ہے کیونکہ ہم مامور ہین کہ اعتقاد کرین اور جانین کہ اللہ بندون کو پیدا کرتا ہے اور روزی دیتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر اسکی نفی کیونکر ہو سکتی ہے اور جب یہ ثابت ہو چکا تو کہتا ہون کہ مراد ارشادِ جناب امیر علیہ السلام حدیث مذکور مین نفی صفات سے نفی اُن وہام و اعتقادات فاسدہ کی ہے جیسے اشاعرہ اور اُنکے امثال نے صفاتِ باری مین اختیار کیا ہے اور کہتے ہین کہ اللہ زندہ ہے ساتھ حیات کے اور عالم ہے ساتھ علم کے اور قادر ہے ساتھ قدرت کے اور ہر ایک مبادیکو موجود اور زائد ذات پر خدا کے قرار دیتے ہین اور انھین بلفظِ معانی و صفاتِ زائدہ کہ حلول کئے ہین ذاتِ واجب تعالی مین اور صفاتِ حقیقیہ تعبیر کرتے ہین اور ہر ایک کو اُنمین سے خدا کی طرح قدیم جانتے ہین پس حضرت نے انکے ابطال مین فرمایا کہ کمال تصدیق کا خدا کے ساتھ یہ ہے کہ نفی ایسے صفات کی کرے جس سے نقصِ توحید لازم آتا ہے و چونکہ اِن صفات کو وہ صفاتِ حقیقیہ کہتے تھے اور اطلاق صفت کا اُنپر بحسب استعمال مشہور اور موافق فہم عام منصرف طرف اُنہی کے ہوتا تھا اسلئے ضرورت متقید کرنے کی صفت کے بلفظ صفت زائد علی الذات کے تھی اور اِس مطلب کو جملہ علمائے اعلام نے عموماً اور خصوصاً جناب سید سند نے مقبول کر کے تصریح اپنے کتب مین فرمائی ہے بلکہ بضرورت مذہب شیعہ ثابت ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اُسپر شاہد ہین چنانچہ دلالت عقل کی اِس مطلب پر کئی وجہ سے ہے **اوّل** یہ ہے کہ اگر صفاتِ زائدہ موجود قائم بذات الٰہی ہون تو استکمال حق تعالی کا اپنے غیر سے لازم آئیگا حال آنکہ حق تعالی غنی و کامل بالذات و منزہ و مبرّا ہے احتیاج و افتقار سے ہے اور زیادتی صفات کی مستلزم احتیاج و نقصان ذات ہے بخلاف اِسکے کہ اُسکی ذات قائم مقام صفاتِ حقیقیہ اور مبدا آثار مختصہ کا اِس صورت مین کمال ذاتی ہوگا اور کوئی احتیاج لازم نہ آئیگی مثلاً ممکنات اپنے جاننے مین صورت حاصلہ کی جو مبدا انکشاف معلومات غائبہ کی ہے محتاج ہین پس علم حقیقی ہمارا ان مین صورت حاصلہ اور اُسکے آثار سے انکشاف کا ہوتا ہے اور آدمی تحصیل انکشاف مین ایسا اُسکا محتاج ہے کہ اگر وہ نہو تو معلوم اُسپر منکشف نہو اور خدا عالم کی ذات خود مبدا انکشافِ اشیا ہے اسی سبب سے ہمیشہ سے عالم ہے اور سب چیزین ازل سے اُسپر واضح ہین اور کوئی چیز اُسپر پوشیدہ نہین ہے اور علم کہ بمعنی انکشاف و انجلا ہے اسمین محتاج کسی صورت کے متوسط ہونیکا یا غیر سے اپنے استکمال کا نہین ہے اور اسی طرح جمیع صفات مین ہے **دوسرے** یہ ہے کہ اگر صفات زائد ہون تو صفت محتاج طرف غیر خدا کے ہوگی یا نہین پہلے صورت مین احتیاج واجب تعالی کی طرف اُسکے غیر کی لازم آئیگی اور دوسری صورت مین اگر محتاج طرف حق سبحانہ تعالی کے ہو تو حق تعالی فاعل اُسکا بایجاب ہوگا یا باختیار پہلے شق مین نقصان لازم آتا ہے اور دوسری شق مین حدوث صفات لازم آتا ہے اور اگر محتاج کسی کے طرف نہو نہ واجب نہ غیر واجب تو تعدد واجب الوجود لازم آتا ہے اور وہ شرک ہے **تیسرے** یہ ہے کہ اگر صفات عین ذات

تو تعدد قدما لازم آتا ہے حال آنکہ صفت قدیم ہونے کے مخصوص ساتھ اُسکے جسپر عدم ممتنع ہو جیسا کہ حدیث
مین ہے کان اللہ فی ازل ولم یکن معہ شئ اور ظاہر ہے کہ یہ دلیلین مخصوص ہین ساتھ اُن صفتون کے جو زائد
ذات سے موجود ہون جیسا کہ حال صفات انضمامیہ کا ہے نہ صفات انتزاعیہ کا اور جو اُنکے قائم مقام ہون
اور دلالت ادلہ سمعیہ کی بھی بہت ہے چنانچہ ایک روایت خطبہ جناب امیر علیہ السلام کی پیشتر مذکور ہو چکی
اور دوسرا خطبہ حضرت کا یہ ہے اول عبادۃ اللہ معرفتہ و توحیدہ و نظام توحیدہ نفی الصفات عنہ جل ان تحلہ الصفات
بشہادۃ العقول ان کل من حلتہ الصفات فہو مصنوع و شہادۃ العقول انہ جل جلالہ صانع لیس بمصنوع یعنے اول عبادت
کے اُسکی معرفت و یکتا جاننا اُسکا ہے اور کمال توحید نفی صفات کی اُس سے ہے کہ وہ برتر ہے اس سے کہ اُسمین
صفات حلول کرین بسبب گواہی دینے عقول کے اس بات پر کہ جسمین صفات حلول کرین وہ مخلوق ہے اور یہ
کہ وہ صانع ہے مصنوع نہین ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جیسا کہ اس عبارت شریفہ سے نفی صفات کی نکلتی ہے اُسی طرح
صاف ظاہر ہے کہ مراد صفات سے وہ صفات ہین کہ جنکی شان سے حلول ہو کیونکہ حلول خاصہ عراض موجود
کا ہے نہ او صاف انتزاعیہ کا اور اُنکے مثال کا کہ جود اُنکا اُنکے منشا کا وجود ہے کتاب توحید صدوق مین منقول ہے
حسین بن خالد سے کہ اُسنے کہا کہ مین نے سنا جناب امام رضا سے کہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ خدا عالم و قادر و حی و قیوم
و سمیع و بصیر تھا عرض کی مین نے کہ اے فرزند رسول بدرستیکہ ایک قوم ہین کہ وہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ ہمیشہ عالم تھا ساتھ
علم کے اور قادر تھا ساتھ قدرت کے اور زندہ تھا ساتھ حیات کے اور قدیم تھا ساتھ قدم کے اور سمیع تھا ساتھ
سمع کے اور بصیر تھا ساتھ بصر کے حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی اس بات کو کہے اور معتقد اُسکا ہو پس نے خدا کے ساتھ
اور خدا اقرار دیئے اور ہماری ولایت سے اُسکے نصیب مین کچھ نہین ہے بلکہ حق تعالیٰ ہمیشہ عالم و قادر و سمیع و بصیر
لذاتہ تھا حق تعالیٰ برتر ہے اُس سے جو مشرکین اُسکے حق مین کہتے ہین کتاب احتجاج مین محمد بن مسلم سے منقول ہے
کہ فرمایا جناب ابوجعفر علیہ السلام نے صفت خالق قدیم مین انہ واحد صمد احدی المعنی لیس بمعان کثیرۃ
مختلفۃ قال قلت جعلت فداک انہ یزعم قوم من اہل العراق انہ یسمع بغیر الذی یبصر و یبصر بغیر الذی یسمع قال
فقال کذبوا والحدوا و شبہوا تعالی اللہ انہ سمیع بصیر یسمع بما بہ یبصر و یبصر بما بہ یسمع قال فقلت یزعمون انہ بصیر علی ما
یعقلہ قال فقال تعالی اللہ انما یعقل من کان بصفۃ المخلوق و لیس اللہ کذلک یعنے فرمایا حضرت نے کہ وہ خدا ایکتا ہے و مرجع خلق ہے سب اُسکے محتاج ہین
وہ کسی کا محتاج نہین ہے ایک معنی ہے یعنے منقسم نہین ہوتا ہے نہ وجود مین اور نہ عقل مین نہ وہم مین صاحب معانی
کثیرہ مختلفہ نہین ہے یعنے اعضا و اجزائے مختلفہ جس سے ترکیب حقیقی ہو نہین ہے راوی کہتا ہے مین نے عرض کیا کہ فدا بان
ہون آپ پر سے ایک قوم اہل عراق سے گمان کرتے ہین کہ وہ سنتا ہے سوا اُس چیز کے جس سے دیکھتا ہے اور دیکھتا
ساتھ غیر اُس چیز کے جس سے سنتا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر فرمایا جھوٹ کہتے ہین الحاد کرتے ہین تشبیہ خالق کی بمخلوق

کرتے ہیں وہ سمیع و بصیر ہے سنتا ہے اُس سے جس سے دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے اُس سے جس سے سنتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے عرض
کیا کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ دیکھنے والا ہے اُن چیزوں کا کہ جیسے ہم تعقل یافت کرتے ہیں یعنے معقولات کو ہماری
وہ دیکھتا ہے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ خدا برتر ہے اُس سے جو صفت مخلوق ہو یہ اُسکا کام ہے کہ تعقل کرے اور خدا
ایسا نہیں ہے اور خود ظاہر ہے کہ جب صفات حقیقیہ عین ذات ہوئیں اور صفات اعتباریہ کا منشا نفس ذات ہوئی تو
یقینی صادق آسکتا ہے کہ سنتا ہے اُس ذات سے کہ جس سے دیکھتا ہے کیونکہ ذات اُسکی مبدا جمیع صفات کا ہے اور اس سے
نفی تعدد مفہوم نہیں مستفاد ہوتی کیونکہ اطلاق مشہور ہیں صفات زائدہ کو معانی قدیمہ کہتے ہیں نہ مفاہیم قدیمہ بلکہ
مراد حضرت کی قول سے لمحدی الملعتی لیس معان کثیرۃ نفی صفات زائدہ ہے اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ وہ سمیع و بصیر ہے نہ بآلہ و عضو ہے بلکہ سنتا ہے نفس ذات سے اپنے اور دیکھتا ہے نفس ذات سے اپنے اور ان تینوں روایتوں
سے بھی بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مقصود حضرت امیر المومنین علیہ السلام نفی صفات سے نفی صفات حقیقیہ انضمامیہ کی ہے
نہ اوصاف مطلق کی کیونکہ خود اُن حضرت نے ذات الٰہی کے لئے ہمیشہ سمع اور بصر اور علم و قدرت کا اثبات کیا ہے
اور آلات و جوارح اور جو امور موجودہ کہ سوائے ذات اقدس کے تصور کئے جائیں اُنکے لئے خدا کی ذات سے نفی
فرمائی ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ صفات زائدہ موجودہ کے قائل ہونے میں تعدد قدما لازم آتا ہے اور وہ شرک ہے
اور مستوجب افتقار کا جناب باریتعالی کے سوائے غیر ہے پس اُنکی نفی لازم ہے و لیکن دانائی اور توانائی اور استحقاق و
صلاحیت صادق آنیکی ان صفات کی کہ جو انتزاعیات اور اضافیات ہیں اور نفس ذات مبدا اور منشا انکا ہے پس
اُنکی نفی کسی طرح نہیں ہو سکتی اور علاوہ اس سے اُنکی نفی منافی دین حق ہے اور اسی سبب سے کہ نفس ذات باریتعالی
بالا مرزائد اُسکا منشا ہے اور قائم مقام صفات حقیقیہ ہے صفات ذات کو عین ذات کہتے ہیں نہ اسلئے کہ مفاہیم میں ان
صفات کے اختلاف نہیں ہے کیونکہ اختلاف ان کے مفاہیم کا از جملہ بدیہیات اولیہ ہے کہ کوئی اسمیں شک نہیں
کر سکتا اور کلام معصوم علیہ السلام سے بھی اسکی تصریح نکلتی ہے جیسا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں
ان اللہ علم لا جہل فیہ حیات لا موت فیہ نور لا ظلمۃ فیہ یعنے بدرستیکہ حق تعالی وہ علم ہے کہ جسمیں جہل کو راہ
نہیں ہے اور ایسی حیات ہے کہ جسمیں موت نہیں جا سکتی اور نور ہے کہ تاریکی اسمیں نہیں سما سکتی یعنے وجود اُسکا
ظاہر ہے اور باعث ظاہر ہونے اور اشیا کے وجود کا ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں لم یزل اللہ
عزوجل ربنا والعلم ذاتہ ولا معلوم والسمع ذاتہ ولا مسموع والبصر ذاتہ ولا مبصر والقدرۃ ذاتہ ولا مقدور
یعنے ہمیشہ سے پروردگار ہمارا خدا ہے اور علم اُسکی ذات اقدس تھی جبکہ کوئی چیز اور اس قابل نہ تھی کہ جانی جائے اور
سمع اُسکی ذات تھی حالانکہ کوئی چیز لائق سننے کے نہ تھی اور بصر اُسکی ذات تھی وقتیکہ کوئی چیز لائق دیکھائی دینے
کے نہ تھی اور قدرت اُسکی ذات تھی جبکہ کوئی ایسا نہ تھا کہ اُسپر اثر قدرت ظاہر کیا جائے پس جن اشخاص نے کہ اس

کلام کو جناب امیر علیہ السلام کے جو فرمایا ہے کہ نفی صفات کمال توحید ہے حمل کیا ہے نفی اختلاف معانی اور مفاہیم پر یہ
بسبب اسکے ہے کہ وہ کلام ائمہ علیہم السلام سے اور محاورات علمائے اعلام کو نہیں پہچانتے فما لہؤلاء القوم لا
یکادون یفقہون حدیثا اور جو توہم کیا ہے کہ اگر مفہومات مختلفہ کا انتزاع ذات باریتعالیٰ سے کیا جائے تو وہ باعث
اسکا ہوگا کہ ذات باریتعالیٰ میں ترکیب ہو تو یہ توہم فاسد ہے کیونکہ انتزاعیات و اضافات خارج حقیقت ذات
سے ہیں پس تعدد انکا باعتبار مفہوم خارج از ذات ہوگا اور وہ مستلزم ترکیب ذات کسی طرح نہیں ہو سکتا اور خود
قول حضرت کا من وصفہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثناہ ومن ثناہ فقد جزاہ اس فقرہ کے ساتھ جو فرمایا ہے لشہادۃ
کل صفۃ انہا غیر الموصوف دلالت صریح کرتا ہے اس بات پر کہ ترکیب نفس ذات میں نہیں ہے بلکہ باعتبار مجموع موصوف
اور وصف میں جو مقارن ذات ہے ہوتی ہے اور حق تعالیٰ ایسی ترکیب سے بھی بری ہے والا قدیم کے مصداق
ہونے میں تعدد و تثنیہ اور وصف قدم میں کہ مختص بذات باریتعالیٰ ہے اشتراک تجزیہ لازم آئے اور اللہ معبود حقیقی
نہیں ہے مگر ذات مستجمع صفات و کمالات پس اگر یہ صفات صفات حقیقیہ ہوں تو اقتران و انضمام ایسی صفت کا
موصوف کے ساتھ مستلزم ترکیب معبود حقیقی ہو اور خدا اس سے برتر ہے کہ نقص ترکیب اسکے لئے لازم آئے اور
اعتبارات و اضافات کا متعدد ہونا ظاہر بات ہے کہ اس سے انکار بدیہیات اولیہ کا انکار ہے اور جو فلاسفہ نے کہا ہے کہ واحد سے
سوا ایک کے اور کچھ صادر نہیں ہو سکتا اور بنا بر اسکے تعدد اعتبارات کو باطل جانتے ہیں اسکی جواب میں محقق طوسی
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ تقریر حکما کی بہت بے حقیقت ہے اور کیونکر نہو حال آنکہ اضافات و اعتبارات کا متعدد
ہونا بہت ظاہر بدیہی ہے اور ہم خدا کو باعتبار نہونے عدم سابق کے قدیم کہتے ہیں اور باعتبار ممتنع ہونے عدم کے
اسپر واجب کہتے ہیں اور باعتبار عدم فنا دائم اور باقی کہتے ہیں اور باعتبار اسکے کہ ہر چیز اسپر ظاہر ہے اور کچھ اس سے
پوشیدہ نہیں ہے عالم کہتے ہیں اور باعتبار قدرت و توانائی قادر کہتے ہیں اور یہ سب بہت واضح ہے اور تنبیہ کرتا ہے
اس بات پر کہ اثبات صفت علم میں کہیں کہ اگر عالم نہو تو جاہل ہوگا اور اثبات قدرت میں کہیں کہ اگر قادر نہوگا
تو عاجز ہوگا اور اثبات قدم میں کہیں کہ اگر قدیم نہوگا تو حادث ہوگا تو اگر ہر ایک کا مفہوم جدا نہوتا تو جو کہا گیا
ہے کیونکر سچا ہوتا پس بمفاد اسکے کہ اشیا اپنے اضداد سے پہچانے جاتے ہیں متعدد ہونا ان مفہومات کا واضح ہوا اور
نفی انکی تعطیل محض اور ابطال صفات باریتعالیٰ ہے اور وہ شرعاً ممنوع ہے پس جس شخص نے صفات میں حمل اولی
اور اتحاد مفہوم کا ادعا کیا ہے دعوی اسکا ظاہر البطلان ہے راقم رسالہ کو ایکبار اتفاق ہوا کہ ایک عالم کی ملاقات کو
لکھنو میں انکے مکان پر گیا اتفاقاً اثنائے کلام میں کہ اسوقت وحدت وجود کا ذکر ہو رہا تھا انھوں نے کہا کہ حق
یہ ہے کہ جو حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کمال التوحید نفی الصفات عنہ اسکے موافق عقیدہ کرنا
چاہئے کیونکہ کچھ بنتا نہیں اسلئے کہ اگر صفات کو ذات پر حمل کرتے حمل اولی کرینگے تو فائدہ نہیں اور اگر مفاہیم صفات کو

متعدد سمجھین تو ترکیب ذات مین لازم آتی ہی راقم نے جواب دیا کہ یہ بات تو اچھی نہین کیونکہ حدیث کو جب تک
مانینگے کہ مخالف قرآن نہو اور جب ظاہر قرآن کے مخالف ہو تو یا طرح کرینگے یا ایسی تاویل کرینگے جس سے موافقت
پیدا ہو جائے جملہ صفات کی نفی ہو نہین سکتی ورنہ تعطیل باریتعالی کی اور مخالفت قرآن کی ہو گی کہ قرآن شریف
مشحون ہی بیان صفات سے بالجملہ کلام دیر تک ہا کہ نقل اسکے موجب تطویل ہی بعد اسکے مین وہان سے اٹھ کر
خدمت بابرکت مین اپنے جناب استادی ومن علیہ اعتمادی اورع الفضلاء والکاملین اکرم العلماء
والمجتہدین جناب مولانا مولوی السید محمد علی صاحب قبلہ ادام اللہ ایام افاداتہم کی حاضر ہوا اور کیفیت گذشتہ
عرض کرکے درخواست کی مینے کہ آپ قول فیصل اسمین تحریر فرمائے چنانچہ جو کچھ افاضہ فرمایا اسکا ترجمہ لکھتا ہون
مع صورت مسئلہ سوال اجماع کیا ہی اہل حق نے خدا کے واسطے اثبات صفات ثمانیہ پر کہ پہلے اسکے خدا قدیم
و ازلی ہی اور دوسرے قادر و مختار ہی اور تیسرے یہ کہ عالم ہی ہر معلوم کلی و جزی سے چوتھے حی ہی
پانچوین مدرک سمیع بصیر ہی چھٹے کارہ ہی ساتوین متکلم ہی آٹھوین سچا ہی اور یہ صفات ثبوتیہ خدا
کی ہین جو قرآن و احادیث سے اعتقاد کرنا انکا ضروری دین ہی اور جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کمال
التوحید نفی الصفات عنہ پس توفیق ان اثبات و نفی کی کیونکر ہو سکتی ہی اس طرح پر کہ دل سے تردد جاتا
رہے اور یقین حاصل ہو جائے جواب فرمایا ہی حضرت نے کمال المعرفۃ التوحید وکمال التوحید نفی
الصفات عنہ پوشیدہ نرہے کہ صفات دو نوع پر ہین ایک صفات انضمامیہ ہین جیسا سیاہی اور
سفیدی جسم کے لئے اور دوسرے صفات انتزاعیہ ہین اور وہ دو قسم پر ہین پہلے وہ کہ منشاء انتزاع
انکا زائد ذات متصف بہ کے ہی جیسا عالم ہوتا ہی کہ منشاء انتزاع اسکا علم کہ جو صورت حاصلہ ہم مین ہی اور وہ ہماری
ذات پر زائد ہی اور دوسرے وہ کہ منشاء انتزاع اسکا نفس ذات محض ہو بلا حیثیۃ زائدہ جیسا کہ فوقیت یعنے
اوپر ہونا آسمان سے اور سیلان پانی سے اور مراد نفی صفات سے صفات انضمامیہ ہین مطلقاً اور صفات انتزاعیہ سے
ایسی صفات کہ جنکے منشاء انتزاع زائد علی الذات و لاحق اسی ذات سے ہون کیونکہ ایسی صفات سے محالات لازم
آتے ہین کہ وہ ترکیب ذات باریتعالی مین و تعدد وجود قدما کا اور نقص تبہ ذات مین اور سوا اسکے ہین اور لیکن وہ صفات
انتزاعیہ کہ منشاء انتزاع انکا نفس ذات بدون لاحق ہونے کسی غیر کے ساتھ اسکے ورنہ حیثیۃ زائدہ ذات پر ہو
جیسا کہ عالم ہونا اور قادر ہونا واجب تعالی کے واسطے ہی تو اسکی اثبات سے اور حمل کرنے سے ذات پر کوئی چیز
محذورات مذکورہ سے لازم نہین آتے اور مقصود بعینہ صفات سے نفی صفات اور اثبات اسکے آثار کا ہی یعنی ل
ہما انکہ اللہ علیم ہی قدیر ہی سمیع ہی بصیر ہی کلام مفید ہی اور حمل بالمواطاۃ ہی نہ حمل اولی غیر مفید اور مفہوم ہر واحد کا
ان الفاظ سے مغائر ہی دوسرے کی مفہوم سے عقلاً و نقلاً اور منفی وہ صفات ہین جو زائد ذات پر ہون یہ مفہوم تھا

کہ جنکا منشا انتزاع ذات واحدہ جو متنزہ ہر اشتباہ سے ہو اور حمل کرنے ہیں اُسکی ذات پر کوئی نقص ذات کی طرف رجوع نکرے اور جسنے نفی ان مفاہیم کی کی اُسنے ذات خدا کو معطل کیا اور کلام خدا کو افادہ سے گرایا اور نہر سے بہاکا اور پرنالہ کے نیچے کھڑا ہوا اور خطا کی ہرگز جواب نہیں کیا فقط بالجملہ ان تحقیقات سے مقصود یہ ہے کہ نفی صفات کی جو زائد علی الذات ہیں کیجائے اور اثبات آثار کا اُن صفات کے واسطے ذات باریتعالی کے کیا جائے پس ہمکا معتقد ہونا چاہئے فقط تیسرے صفات سلبیہ سے نفی ترکیب ہے یعنے خدا مرکب نہیں ہے اور چونکہ جسمیت و صورت ظہر افراد ترکیب سے ہیں اسلئے نفی ترکیب مطابق مستلزم نفی جسمیت و صورت وغیرہ کو ہوگی جان تو کہ ترکیب چار طرح سے ہوتی ہے پہلی قسم یہ ہے کہ اجزائے مرکب خارج میں موجود ہوں اور دیکھائی دیتے ہوں جیساکہ تخت مرکب ہوتا ہے لکڑی کے تختے اور پٹی و پائے سے اور جسم انسان و حیوان کہ وہ مرکب ہے اعضا و جوارح سے کہ سر اور گردن اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں کہ محسوس ہوتے ہیں یا موجود خارج میں ہوں لیکن بالفعل دیکھنے میں ممتاز نہوں مثل عناصر اربعہ کے خاک و ہوا اور پانی اور آگ ہے یا ہیولی و صورت جسمیہ و صورت نوعیہ بنا بر قول مشہور فلاسفہ کے دوسری قسم ترکیب کی یہ ہے کہ مرکب اجزائے وہمیہ تخیلیہ سے ہوا ہو اس مرکب کے بھی یہ اجزا بالفعل محسوس نہیں ہوتے مگر وہم کے جدا کرنے سے اور یہ مبتنی ہے اوپر فرض کرنے ایک چیز کے سوا دوسری چیز کے اُس مرکب میں کہ جو صلاحیت اس وہم کی رکھتا ہو یعنے منشا انتزاع صحیح رکھتا ہے مثل جسم و سطح و خط کے کہ اگرچہ بالفعل نہیں اتصال واحد ہے لیکن قوت واہمہ تمیز اسکی ایک جزو خاص کو دوسرے جزو سے دے سکتی ہے اور قوت سے مرتبہ فعل میں لانا اسکا بنظر اُسکی ذات کے ممکن ہے تیسرے ترکیب اجزائے عقلیہ سے ہوتی ہے اور اُسکے دو نوعیں ہیں پہلے نوع یہ ہے کہ بحکم عقل اجزا خارج میں قرار دئے جائیں اور فرق قسمت وہمیہ اور قسمت عقلیہ کا اس معنے سے یہ ہے کہ پہلی قسمت یعنے قسمت وہمی جزئی ہے کیونکہ وہم کا کام تصور جزئیات ہے اور دوسری قسمت کلی ہے کیونکہ عقل مدرک کلیات کی ہے پس حکم کرنا ساتھ اس بات کے کہ جسم مرکب ہے اس نصف سے اور اس نصف سے مثلاً قسمت وہمیہ ہے اور حکم کرنا ساتھ اس بات کے کہ جسم مرکب دو نصف سے ہوتا ہے قسمت فرضیہ عقلیہ ہے اور دوسرے نوع ترکیب اجزائے ذہنیہ سے ہے اور اُسکے یہ معنے ہیں کہ چند مفہوم کو باعانت عقل نفس ذات سے انتزاع کریں و منشا انتزاع کو ہم سے مرکب جانیں مثل جنس و فصل کے کہ نوع کو اُس سے مرکب کہتے ہیں پس ترکیب تینوں معنا اول سے حق سبحانہ تعالی میں باتفاق جمیع اہل مذہب باستثنائے مجسمہ ممنوع و مسلوب ہے پس حق تعالی مرکب نہیں ہے کہ اجزائے خارجیہ یا وہمیہ یا عقلیہ رکھتا ہو اور اسپر عقل و نقل دونو دلالت کرتے ہیں دلالت عقل یہ ہے کہ اگر مرکب ہو تو اجزا کی طرف محتاج ہوا اور ظاہر ہے کہ کل اور جزو معنا کبھی ہیں اور متحقق ہونا کل کا تحقق اجزا کی فرع ہے اور جو چیز کہ اپنے موجود ہونے میں غیر کے محتاج

وہ یقینی ممکن ہے پس اگر مرکب ہو تو محتاج اعضا و اجزا کے ہوگی پس ممکن ہوگی اور ہر ممکن محتاج علت کا ہے اور منافی
مرتبۂ وجوب ہے علاوہ اسکے اگر اجزا رکھتا ہو تو ہر واحد اُن اجزا سے واجب ہوگا یا ممکن پس اگر سب واجب ہوں تو تعدد
واجب لازم آئیگا اور اگر سب ممکن ہوں تو امکان کل مجموعی اُس سے لازم آئیگا اور دلالت سمعی اکثر نصوص سے واضح ہے
جیسا کہ فقرہ فقرات خطبۂ گذشتہ کا من جزاہ فقد جھلہ یعنی جسنے ذات خدا میں اجزا قرار دئیے وہ جاہل ہے
اور اسی طرح قول اُن حضرت کا جو بیان معنی احدی المعنی میں فرمایا ہے یعنی یہ انہ لا ینقسم فی وجود ولا عقل
ولا وھم کذلک ربنا عز و جل یعنے حق تعالی منقسم نہیں ہوتا وجود میں نہ عقل میں نہ وہم میں صاف اسپر
دلالت کرتا ہے اور دلالت صریح کرتا ہے اسپر قول جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا جو فرمایا ہے اقول انہ یسمع
بکلہ لا ان لکلّہ منہ البعض یعنے میں کہتا ہوں کہ حق تعالی کل ذات سے اپنی سمیع ہے نہ اس طرح کہ اسکے کل کے
مقابل میں کوئی جز ہو فقط حاصل ارشاد معصوم علیہ السلام یہ ہے کہ جیسا اکبر کو کبھی بمقابل صغر بولتے ہیں اور
کبھی کہتے ہیں اسپر کہ جس سے کوئی بڑا نہو اسی طرح لفظ کل کا بھی اطلاق کبھی بمقابل اجزا ہوتا ہے اور کبھی مجرد
ذات پر اس طرح ہوتا ہے کہ کوئی امر خارج اُس سے ملنے نہ پائے پس یہاں اسی طرح اطلاق فرمایا ہے لیکن اجزائے
عقلیہ دوسرے معنی سے کہ جنس و فصل ہیں اور حکما اُسے ذاتیات کہتے ہیں اور اجزائے ذہنیہ بھی نام رکھتے ہیں
پس متکلمین میں ان ہی کی نفی و اثبات میں اختلاف واقع ہے چنانچہ اکثر اسکی بھی نفی کرتے ہیں بگمان اسکے کہ اجزائے ذہنیہ
مستلزم اجزائے خارجیہ ہیں اور اسکا انتفا اس صورت میں واضح ہے بسبب اُن ادلہ کے جو مذکور ہوئیں اور ایک
طائفہ اجزائے ذہنیہ سے ترکیب کو تجویز کرتے ہیں بسبب اسکے کہ ان اجزائے ذہنیہ کا مستلزم ہونا اجزائے خارجیہ
کے لئے ضروری نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اجزائے ذہنیہ کہ مصطلح حکما ہیں اجزائے حقیقیہ نہیں ورنہ مستلزم اجزائے
حقیقیہ کو ہیں پس اسکی نفی کرنا خارج از محل بحث ہے کیونکہ جو دلیلیں نفی اجزا کی ہیں وہ یہاں جاری نہیں ہوتیں
پس یہ طائفہ نفی ترکیب کرتے ہیں اس طرح کہ یہ اجزا جز نہیں ہوسکتے نہ یہ کہ اثبات اجزا کرتے ہیں تعالی اللہ عنہا
علاوہ اسکے تمیز درمیان ذاتیات و عرضیات کے یعنے جنس و عرض عام اور فاصلہ و صورت نوعیہ میں بہت دشوار
ہے کہ بڑے حکما اسکے معترف ہیں اور کوئی ایسا مضبوط ضابطہ اُنسے مقرر نہیں ہوا کہ اسکی تفریق میں اسپر اعتماد
کیا جائے بالجملہ کسی طرح ہو لیکن مفاہیم متعددہ کا انتزاع کرنا ذات باریتعالی سے جو واحد بسیط ہے بے اسکے
کہ کسی طرح سے شائبہ ترکیب ذات مقدس میں اسکی راہ پائی تمامی عقلا نے تسلیم کیا ہے کیونکہ وجود باریتعالی کا
واجب ہونا اور قدیم ہونا اور عدم کا اسپر ممتنع ہونا یہ نفس باری سے انتزاع کیا جاتا ہے بلکہ سب صفات ثبوتیہ
بنا بر مذہب امامیہ انتزاع ذات سے ہے اور ایسے اجزائے واجب نہیں کہتے اور ایسی مفہومات کا متعدد ہونا
ترکیب ذات کو مستلزم نہیں ہے بلکہ منشا اسکا ذات بسیطہ مطلق ہے اور وجود و تشخص اسکا عین ذات ہے اور اسی

صورت ہین حقیقت کلی بھی نہین ہو سکتی چہ جائے اجزائے حقیقیہ اور ان مفہومات کلی کی نفی کسی عالم سے سنی
نہین گیی سوائے فلاسفہ کے کہ البتہ کہتے ہین کہ خدا سے سوا ایک کے دوسرا صادر نہین ہو سکتا کہ وہ واحد
من جمیع الجہات ہے اور اگر دوسرے کو پیدا کرے تو ایک کے پیدا کرنے کی جہت دوسرے کے پیدا کرنے کی جہت سے
مغائر ہوگی اور جب تعدد جہات ہوا تو پس سے اجزائے ذات مین بھی تعدد لازم آئیگا مگر یہ بات انکی بہت کمزور ہے
جیساکہ محقق علیہ الرحمہ نے کتاب فصول مین تصریح فرمائی ہے بالجملہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ بسیط مطلق حق تعالی ہے
اور کسی قسم کا جزو اسکے لئے نہین ہے نہ خارجی نہ عقلی نہ ذہنی نہ تخیلی وہی وہو المطلوب چوتھے نفی جسمیت و
صورت اور نفی جوہریت و عرضیت ہے جاننا چاہئے کہ جسم نام ایک جوہر کا ہے جسمین طول اور عرض اور عمق پایا جاے
اور صورت ایک عرض خاص ہے اور وہ شکل محدود ہے اور حق تعالی دونو سے منزہ و برتر ہے اور جوہر و عرض بھی اقسام
ممکن سے ہین پس جوہر وہ ایک چیز ہے ممکن کہ ماہیت ہے اور حقیقت کلیہ رکھتا ہے کہ اسکی ذات کے ساتھ قایم ہے
اور اسکی پانچ قسمین ہین جسم و ہیولی و صورت و نفس و عقل اور عرض ایسی چیز ممکن ہے کہ اپنے غیر کے ساتھ قایم ہوتا ہے
اور وہ نو قسم پر ہے کم و کیف و متی و این و مضاف و وضع و فعل و انفعال و ملک اور حق تعالی واجب الوجود ہے پھر
کس طرح ہو سکتا ہے کہ جوہر و عرض ہو لیکن واضح رہے کہ اگر تعریف جوہر مین امکان و حقیقت کلیہ کی قید بڑھائی جاے
بلکہ بطور متعارف اسکی تعریف کرین کہ موجود قایم بذاتہ جوہر ہے تو اطلاق اسکا جناب قدس الہی پر بھی بحسب معنی
ہو سکتا ہے لیکن چونکہ خدا کے نام بھی توقیفی ہین یعنے جو نام اسنے اپنی ذات مقدس کے رکھ دئے ہین اس سے
زیادہ نہین کہہ سکتے اسلئے ایسے الفاظ کا کہنا جایز نہین وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا اور جاننا چاہئے کہ نفی
ترکیب کی ادلہ سے نفی جسم و صورت کی بخوبی ثابت ہو چکی تھی لیکن چونکہ جسم و صورت ہونے کے قایل طبقہ
اسلام مین بھی ہو چکے ہین اسلئے بہت ضرور ہوا کہ جدا گانہ اسکے ادلہ کہے جائین و بیان مستقل ہو تا فرقہ ہاے
باطلہ مثل حنابلہ و مجسمہ مشبہہ اہل سنت کی رد بخوبی ہو جائے اور بیان بعض ان فرقون کا مقدمہ کتاب مین
ہو چکا ہے بالجملہ دلیل عقلی کا نفی جسمیۃ و صورت و جوہر و عرض کی بیان ہو چکا اب دلالت سمعی کا بیان یہ ہے کہ
حق تعالی فرماتا ہے لیس کمثلہ شیٔ یعنے کوئی چیز اسکے مثل نہین ہے تو اگر حق تعالی جسم ہوتا تو جتنے اجسام ہین
وہ اسکے مماثل ہوتے اور اگر صورت رکھتا ہوتا تو اجسام ذی صورت ہونے مین ان سے مشابہ ہوتے علاوہ
اسکے صورت عوارض مختلفہ اجسام سے ہے اور مستلزم ترکیب ہے اور ترکیب بوجوہ مذکورہ سابق خدا مین محال ہے
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور روایت ہے مروی ہے کہ جناب سید عبد العظیم حسنی نے اپنے عقاید کو
جناب امام علی نقی علیہ السلام پر عرض کیا اور حضرت نے سنکر فرمایا کہ ھذا ھو دین اللہ الذی ارتضاہ
للعبادہ اور وہ یہی ہے کہ عرض کیا تھا منجملہ اسکے کہ حق تعالی جسم و صورت نہین رکھتا اور نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے بلکہ

وہ پیدا کرنے والا سب جسمون کا اور پیدا کرنے والا صورتون کا اور اعراض و جواہر کا ہی اور کتاب کافی مین
محمد بن حمزہ سے روایت کی گئی ہی کہ کہا اُنسے کہ مینے خدمت مین جناب ابوالحسن علیہ السلام کے عریضہ لکھا اور
اُسمین سوال کیا تھا اُن حضرت سے حال صوت و جسم سے پس اُن حضرت نے اُسکے جواب مین لکھا کہ تسبیح کرتا
ہون مین اُس خدا کی کہ جسکا کوئی مثل نہین ہی اور نہ وہ صاحب کسی صورت کا نہ کسی جسم کا ہی اور بھی اُسی کتاب مین
محمد بن حکیم سے منقول ہی کہ مینے جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے سامنے بیان کیا قول ہشام بن سالم کو کہ خدا
جسم رکھتا ہی حضرت نے جواب مین فرمایا کہ بدرستیکہ خدائے عزوجل کوئی شبیہ نہین رکھتا اور اس سے زیادہ
کیا چیز قبیح ہی کہ سب چیزون کے پیدا کرنے والے کو موصوف بہ جسم و صورت کرین یا اُسکے لیے کوئی خلقت یا تحدید یا
کوئی صورت یا کوئی عضو قرار دین سوا اسکے کتب احادیث اُسکی نفی سے بھرے ہوے ہین اور اُس سے بخوبی واضح
ہوتا ہی کہ حق تعالی برتر ہی اس سے کہ جسم ہو یا صوت ہو یا جوہر ہو یا عرض ہو اور اسکا اعتقاد ضروری مذہب امامیہ ہے
فثبتنا اللہ علی القول الثابت **پانچوین** نفی مکان و جہت کی ہی یعنے خداوند عالم کوئی مکان و جہت نہین رکھتا
اور نہ کوئی زمانہ اُسے احاطہ کیے ہی پہلے جاننا چاہیے کہ مکان باصطلاح حکما دو معنی پر بولا جاتا ہی ایک سطح
باطن حاوی کی جو سطح ظاہر محوی کو ملی ہو اُسے مکان کہتے ہین دوسرے اُس بعد کو جو مادے سے خالی ہو مکان
کہتے ہین اور زمان نام اُس امتداد کا ہی جو حرکت فلک سے پیدا ہوتا ہی اور اس امتداد کی مقدارین جو محدود و معین
ہون اُنھین وقت کہتے ہین بالجملہ یہ تینون چیزین جسمانیت و مکان کے لوازمات سے ہین اور حق تعالی برتر ہی اُن سے
اور بطلان بضرورت عقل و نقل ثابت ہی شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین باسناد اپنی سلیمان بن مہران سے
روایت کی ہی کہ کہا اُنسے کہ مینے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا کہ آیا جائز ہی
کہ جناب باریتعالی کسی مکان مین ہو جواب مین فرمایا حضرت نے کہ وہ تعالی برتر ہی اس سے کہ مکان مین ہو اگر
ایسا ہو تو چاہیے حادث ہو کیونکہ مکان کا رہنے والا محتاج مکان ہی اور احتیاج صفت حوادث کی ہی نہ قدیم کی
جناب غفران مآب نے اس حدیث کے نقل فرمانے کے بعد لکھا ہی کہ یہ حدیث جیسا کہ دلیل نقلی ہی اُسی طرح دلیل
عقلی پر بھی مشتمل ہی اور بظاہر حاصل اُسکا یہ ہی کہ جو چیز کہ کسی مکان مین متمکن تصور کیجائے تو عقل سلیم حکم کرتی ہی نسبت
اُسکے کہ بدون مکان کے نہین ہو سکتی پس محتاج اُسکی ہوگی اور احتیاج دلیل امکان و حدوث ہی اور بھی دوسری
طرح اس مطلب کو جناب غفران مآب نے فرمایا ہی کہ جبکہ مکان مین متمکن ہونے کو بداہۃ عقل حکم کرتی ہی کہ یہ لوازم
جسمیت سے ہی اور جسمیت حق تعالی باطل ہو چکی اسی طرح اُسکا مکان مین ہونا بھی باطل ہی بالجملہ جب کوئی شخص
دونو معنی مکان کے خاطر مین لائیگا تو اُسے بخوبی واضح ہوگا کہ دعوی موحدین کا کہ حق تعالی مکان مین نہین
درست و صحیح ہی کیونکہ جب مکان سے سطح باطن حاوی جو ملاصق سطح ظاہر محوی ہو مراد لین تو جب یہ ضروری ہوگا

کہ متمکن سطح رکھتا ہو اور جب بُعد مجرد مادے سے مراد لیں تو اُس وقت ضرور ہوگا کہ متمکن کے لیے بھی ابعاد ہوں
مثل طول و عرض و عمق کے جو ابعاد مکانی پر منطبق ہوں و سطح اور بُعد کا ہونا لوازمات جسمیت سے ہے اور جب
جسمیت باطل ہوئی تو اعراض جسمانیہ بھی بالضرور منتفی ہونگے اور ان وجوہ سے خدا مکانی نہیں ہوسکتا
اب یہ کہ جہت میں بھی خدا کو نہ جاننا چاہیے اُسکا سبب یہ ہے کہ معنی کسی چیز کے جہت میں ہونے کے یہ ہیں کہ وہ
اُس جہت سے ملجائے یا قریب اُسکے ہو جائے اور یہ بھی لوازمات جسمانیت و مکانی ہونے کے ہیں اور مستلزم مکان
ہیں اور جو مکان نہیں رکھتا اُسکا کسی چیز سے قریب ہونا یا دور ہونا کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کتاب امالی میں
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ بدرستیکہ وجود جناب باریتعالی
محاط ساتھ زمانے کے اور مکان کے اور موصوف ساتھ حرکت و انتقال کے ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف
یا ساکن ہونے کو کسی مکان میں نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تعالی پیدا کرنے والا زمان کا اور مکان کا اور حرکت و سکون
و انتقال کا اُن میں ہے اور وہ برتر ہے اُس سے جسے ظالم اُسکی طرف منسوب کرتے ہیں کتاب ارشاد میں شیخ مفید
علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ایک عالم یہود کا خلیفہ اول اہل سنت ابو بکر کے پاس آیا اور کہا کہ خلیفہ پیغمبر اس امت میں
تو ہی ہے ابو بکر نے کہا ہاں اُس یہودی نے کہا کہ میں نے توریت میں لکھا پایا ہے کہ خلفائے انبیا علما اپنے پیغمبر کی امت سے
ہوتے ہیں پس خبر دے مجھے کہ خدا آسمان میں ہے یا زمین میں ہے ابو بکر نے کہا کہ آسمان پر ہے بالائے عرش یہودی نے
کہا کہ اسوقت میں زمین خدا سے خالی ہوگئی اور بنابر اس قول کے خدا ایک مکان میں ہوگا نہ دوسرے مکان میں
ابو بکر نے کہا کہ یہ کلام زندیقوں کا ہے دور ہو میرے پاس سے نہیں تو میں تجھے مار ڈالونگا پس وہ یہودی
ہنستا ہوا اور تعجب فرقۂ اسلام پر کرتا ہوا پھرا راہ میں جناب ولایت مآب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
سے ملاقات ہوئی حضرت نے اُسکی صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ اے یہودی تیرے سوال کو پہچانا میں نے اور جو تجھے
جواب ملا اُسے بھی جانتا ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ بدرستیکہ خدائے عزوجل پیدا کرنے والا مکان کا ہے پس کوئی
مکان اُسکے لیے نہیں ہے برتر ہے اس سے کہ احاطہ کرے اُسے کوئی مکان اور وہ ہر مکان میں ہے لیکن نہ اس طرح
کہ مماس و مجاور اُسکے ہو بلکہ اس طرح کہ اُسکا علم احاطہ کیے ہے اُن اشیا کو جو مکان میں ہیں اور اُسکی تدبیر سے کوئی مکان
خالی نہیں ہے اور میں تجھے خبر دیتا ہوں اُس چیز سے جو تمھاری کتابوں میں وارد ہے اور وہ میرے اس قول کا
مصدق ہے پس اگر تو پہچانے اُسے تو آیا ایمان لائیگا اُسکے ساتھ عالم یہودی نے کہا کہ ہاں فرمایا آیا نہیں پاتے تم
بعض کتابوں میں اپنی کہ حضرت موسیٰ بن عمران علی نبینا و آلہ و علیہ السلام ایک روز بیٹھے تھے ناگاہ ایک فرشتہ
مشرق سے آیا حضرت موسیٰ نے کہا کہ کہاں سے آتا ہے اُسنے کہا خدائے عزوجل کے پاس سے آتا ہوں بعد اُسکے ایک
فرشتہ مغرب سے آیا اُس سے پوچھا کہ کہاں سے آتا ہے اُسنے بھی کہا کہ خدا کے پاس سے بعد اُسکے اور فرشتہ آیا اُسنے کہا

آسمان ہفتم سے خدا کے پاس سے آتا ہون اُسکے بعد اور فرشتہ آیا اُسنے کہا ساتوین طبقۂ زمین سے خدا کے پاس سے
تم تک آیا ہون اُسوقت موسیٰ نے فرمایا کہ تسبیح کرتا ہون اُس خدا کے لیے جس سے کوئی مکان خالی نہین اور کسی
مکان سے بہ نسبت دوسرے مکان کے قریب نہین اُسوقت یہودی نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تحقیق حق یہی ہے
اور تم اپنے پیغمبر کی جگہ کے لیے سزاوار تر ہو اُس سے جو مستولی ہوگیا ہے اُس مقام پر اور اس روایت کے دیکھنے سے
معلوم ہوا کہ حنابلہ اور مشبہہ جو کہتے ہین کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے یہ پیروی وہ اپنے خلیفۂ اول کی کرتے ہین پوشیدہ نرہے
کہ اثبات صفات سے سلب صفات کہ تنزیہ حقیقی ہے مشکل اور باریک بات ہے کیونکہ عوام کے دلون مین اور
وہمون مین مالوف یہ بات ہے کہ جو موجود ہے وہ جسم ہوتا ہے کسی مکان مین ہوتا ہے کسی زمانہ مین ہوتا ہے کسی صورت پر
ہوتا ہے کسی مکان سے قریب کسی سے دور ہوتا ہے اور جب لوازم محسوسات اور عوارض مالوفات کی نفی کی جاتی ہے
تو انکے دل پریشان ہوتے ہین اور اوہام و وساوس شیطانی غلبہ کرتے ہین طرف اسکے کہ گمان کرین کہ ایسی چیز موجود
نہین ہوسکتی اور یہ العیاذ باللہ انکار الٰہ اور کفر ظاہر ہے اسلیے عقلا کو ضرور ہے کہ اگر ایسا خیال آے یا نفس پریشان ہو
تو اُسوقت اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور دیکھے کہ حق تعالیٰ نے اُسے چند حواس کرامت فرمائے ہین کہ جس سے
ادراک محسوسات مختلفہ کرتا ہے لیکن ایسا نہین ہے کہ حاسۂ بصر سے محسوسات سمعیہ کو جان سکے یا حاسۂ سمع سے
محسوسات حاسۂ بصر کو پہچانے مثلاً کور مادرزاد اگر چاہے کہ حقیقت رنگون کی دریافت کرے تو کیسی ہی سعی کرے
تھکتے ہین اور اسی طرح سمجھانے والا بھی اسے کمال مشقت اٹھائے بے پایان سمجھائے اور وہ تامل بلیغ کرے مگر
ممکن نہین ہے کہ جیسا صاحب حاسۂ بصر سمجھتا ہے وہ سمجھ سکے کیونکہ وہ حاسہ جس سے رنگ محسوس ہوتے ہین اُسمین
نہین ہے پس ایسا ہی حال ہمارے نفوس و عقول ناقصہ کا ہے کہ انکی ذات پاک کے ادراک کی قوت نہین رکھتے جسقدر
زیادہ تامل کنہ حقیقت کے جاننے مین کرین تحیر زیادہ بڑھتا ہے پس لازم ہے کہ جو مقتضاے دلائل قطعیہ ہے اُسکے موافق
اعتقاد رکھین اور اپنے نقصان فہم و عقل کے معترف رہین اور جو اپنی قدرت سے باہر ہے اُسکی تحصیل سے باز آئین کہ اُسمین
خوف ہلاکت ہے منقول ہے کہ جناب امام ابوالحسن علیہ السلام نے اوصاف جناب باریتعالیٰ مین فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ادراک
کرنا بحواس اور کسی چیز پر اُسکا قیاس کرنا ممکن نہین ہے پس ایک زندیق نے کہا کہ جب حواس سے اُسکا ادراک نہین کر سکتے
تو داخل موجودات کیونکر ہوسکتا ہے اُسکے جواب مین حضرت نے فرمایا کہ واے تجھپر جب تیرے حواس ناقصہ ادراک مین
جناب احدیت کے عاجز ہوے تو تو نے گمان کیا کہ کوئی پروردگار نہین ہے اور ہمنے جب اُسکی ذات فیض کو پایا ادراک
حواس سے اپنے بلند پایا تو ایمان لایا اس بات پر کہ وہی رب ہے اور پروردگار ہے اور وہ سب مخلوقات کے اپنے غیر ہے
اور اگر انکے مثل ہوتا تو وہ بھی ایک مخلوق ہوتا مخلوقات سے حاصل یہ ہے کہ جو کچھ کہ کہا گیا اُس سے بخوبی واضح ہوا
کہ حق تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جسمانی ہے نہ زمانی ہے نہ مکانی ہے نہ کسی جہت مین ہے نہ قابل حرکت و سکون کے ہے اور یہ سب عرضیات

دین و مذہب سے ہی اور جب موافق دلائل عقلیہ و نقلیہ کوئی امر ثابت ہو جائے اور بعد اُسکے کوئی کلام شرع مین ایسا
ظاہر کے منافی پایا جاوے تو چاہیے کہ اُسکی تاویل کرین اس طرح کہ جو معنی حق ہین یعنے دلیل عقلی و نقلی وہ ثابت ہو چکا ہی
اُسکے موافق اِسے بھی کرلین اور یہ سیدھی راہ ہی دوست دشمن سب کے مسلمات سے ہی مطابق عقل و نقل ہی کیونکہ
کبھی ایسا ہوتا ہی کہ شارع علیہ السلام بسبب اقتضاے مصالح جیسا کہ عرب مین طریقہ مجازات و استعارات کے استعمال کا
تھا اور ہی یا اور زبانون مین بھی رایج ہی وہ اپنی عبارات مین بھی فرماتے ہین اور آزمایش کے واسطے ہم سبکے محاورات
معروف و معتاد مین ایسا لفظ کہ جسکے ظاہر وضع کا مقتضی خلاف مقصود ہو ارشاد فرماتے ہین اور وہ معنی جسکے لیے
یہ لفظ وضع نہین کیا گیا ہی ارادہ فرماتے ہین اور دلالت کرنے مین اِس لفظ کے اِس معنی پر جسکے مقابل مین وہ وضع نہین
ہوا اعتماد فرماتے ہین قراین حالیہ اور علامات مقالیہ پر اور اسمین کوئی عیب نہین ہی جبکہ مراد واضح ہو اور بندگان خدا پر
حجت کا اتمام ہو سکے لیکن جنکی نظر مین شیطان نے باطل کو زینت دی ہی اُنکے پاؤن اِس آزمایش مین راہ راست سے
لغزش کر جاتے ہین اور بسبب اُسکے کہ اُنکے دل پھرے ہوئے ہین جو معنی مطلوب شارع علیہ السلام نہین ہین اُنہی شارع
علیہ السلام کی مراد قرار دیکر چاہ ضلالت مین گر جاتے ہین اور اسی امر کی طرف اشارہ قرآن مین فرمایا والذین فی
قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ و ابتغاء تاویلہ اور جو بیان ہوا کہ مراد شارع علیہ السلام
غیر ظاہر لفظ ہوتی ہی اُسی قبیل سے ہی قول خداوند عالم ید اللہ فوق ایدیہم اور قول اُسکا الرحمن علی العرش استوی
کیونکہ اصل معنی اِن الفاظ کے یہ ہین کہ خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھون کے اوپر ہی اور رحمت کرنے والا عالمیان کا عرش پر
مستول ہی ظاہر کو اُسکے دیکھکر مشبہہ نے سمجھا خدا کے واسطے اعضا و جوارح اور ہاتھ اور پاؤن اور بیٹھنا عرش پر قرار دیا
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا لیکن عاقل و ہوشیار ایسے مقامات پر جو صحیح معنے کہ مراد شارع علیہ السلام کی ہی وہ سمجھتا ہی
بایندسبب کہ جانتا ہی کہ استعارات و تشبیہات محاورات عرب مین شایع ہین اور قرینہ ہائے ظاہرہ عقلیہ و نقلیہ مانند
ایسے مقامون کے اِس امر پر قائم ہین کہ معنی ظاہری لغت کے مراد نہین ہین مثلاً کہتے ہین کہ علی علیہ السلام شیر خدا ہین
یا دست خدا ہین یا زبان خدا ہین لیکن اِس معنی سے کہ حقیقت مین شیر ہین یا ہاتھ ہین بلکہ بوجہ تشبیہ و استعارہ
جیسا کہ کہتے ہین کہ فلان شخص فلان شخص کی زبان ہی یعنے جو کہتا ہی وہ اپنے موکل کی مرضی کے موافق کہتا ہی اور اُسکے
کہنے کو موکل اُسکا پسند کرتا ہی پس اسی طرح آیۂ قرآن مین ید اللہ سے بھی مراد حقیقت لغویہ نہین ہی بلکہ مراد ید اللہ فوق
ایدیہم سے یہ ہی کہ بیعت کرنے مین پیغمبر کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کے حکم مین ہی نہ یہ کہ خدا کوئی ہاتھ رکھتا ہی کہ وہ سب
ہاتھون سے بلند ہی کیونکہ یہ آیہ خصوص بیعت رضوان مین نازل ہوا ہی اور سب آیہ یہ ہی کہ ان الذین یبایعونک انما
یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم پس جب سب آیہ کو دیکھو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ مراد استعارہ اور
تشبیہ ہی تاکہ تاکید و توثیق زیادہ ہو نہ بسبیل حقیقت مراد اور ایسے مجازات و محاورات بہت شایع ہین اور مراد العیان

علی العرش استوی سے یہ کہ حق تعالی عرش پر غالب و مستولی ہے اور ما تحت و ما فوق اسکا قبضہ قدرت میں
اسکے ہے اور اسی جہت سے ہے کہ جب ایک زندیق نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیہ کو پوچھا تو حضرت نے فرمایا
اسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ استوا ایمان پر بمعنی مستولی و غالب کے ہے اور جیسا کہ حق تعالی نے اپنی ذات مقدس کو اس
صفت کے ساتھ موصوف فرمایا ہے واقع میں متصف ساتھ غلبہ و استیلا کے ہے بے اسکے کہ عرش اسکا حامل ہو یا محیط
و محتوی اسکی ذات کے ساتھ ہو بلکہ وہ قرار دینے والا عرش کا اسکی جگہ پر و معلق رکھنے والا اسکا ہے فقط بالجملہ سمجھنا
چاہیے کہ متشابہات کا قرآن و حدیث میں محتوی بر مصالح صادر ہونا بظاہر دو طرح سے ہے **اول** یہ ہے کہ شارع اکثر ان
استعارات کو جو بحسب شایع محاورات میں بندوں کے مستعمل ہیں استعمال فرماتا ہے تاکہ تمام عالم کو اشتباہ نہ ہو جائے
کیونکہ جب اپنے محاورات کے موافق پائینگے تو خوب صاف سمجھینگے اگرچہ اہل باطل اُسے خواہ اپنی جہالت سے یا جاہل
بنکر محامل باطلہ پر حمل کرتے ہیں لیکن حقیقت بات کی منصف ہوشمند پر نہیں چھپتی اس صورت میں جسقدر شارع نے
الفاظ بحسب محاورہ شایع خود استعمال فرمائے ہوں وہ اسکے مصالح پر ہے لیکن اسکے سوا اور الفاظ کو جو بحسب شایع محاورات
ہیچ تشبیہ خالق کے بمخلوق یا تشبیہ صانع بمصنوع ظاہر ہوں اُسپر قیاس کرنا نہیں چاہیے **دوسرے** یہ کہ متشابہات
و روایات متشابہ کا امتحان خلق ہے جیسا کہ جملہ تکالیف کا منشا ہے تاکہ مکلفین کو آزمائے کہ آیا معنی حق کی طرف میلان
کرتے ہیں یا اپنے اختیار بد سے اُسے معنی غیر واقعی میں صرف کرتے ہیں اور یہ امر شارع کو بہ نسبت مکلفین کے زیبا ہے بسبب
علم کو کیونکہ تکلیف دینے والا شارع ہے اور وہ مصلحتیں اپنے اقوال و افعال کی جانتا ہے اور کسی کو نہیں پہونچتا ہے کہ ایسی باتیں
دعوی کرے کہ جیسا خدا نے متشابہات کہے ہم بھی کہتے ہیں بلکہ چاہیے کہ تشابہ کو دفع کرے یہ کہ اور بندگان خدا کو
اشتباہ میں نہ ڈالے اسی لیے علمائے بیدار التقوی شعار ہمیشہ شکوک و اوہام کو دفع کرتے رہے ہیں یہ کہ اپنی عادت ہے کہ ایسی
باتیں جنکا فساد ظاہر ہے زبان پر لائیں اور پھر جب کوئی دار و گیر کرے تو کہیں کہ اسکے معنی و تاویل یہ ہے کیونکہ اس سے
اہل باطل کو بہت توسیع دائرہ تاویل کی دی جاتی ہے اور کلام سے اُنکے امان مرتفع ہوتی ہے اور شرع حاکم ظاہر کی ہے
اور یہ ضابطہ اسلیے کیا گیا کہ آیندہ کے مباحث میں کام آئیگا انشاء اللہ تعالی واللہ الہادی الی سبیل الصواب
ششم نفی حلول و اتحاد ہے یعنے خدا کسی میں حلول نہیں کرتا اور کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہوتا اور یہ بات ضروریات
مذہب حق سے ہے کہ سمعیات کثیرہ اسپر دلالت کرتے ہیں اور قدمائے اسلام میں کسی نے بجز صوفیہ کے اس مسئلہ میں خلاف
نہیں کیا اور ابطال حلول بدلیل عقلی اس طرح ممکن ہے کہ ثابت کیا جائے کہ حلول کی دو قسمیں ہیں ایک بعرف خاص اور
دوسرا بعرف عام پہلا یعنے عرف خاص کہ جس سے اختصاص ناعتی کرکے تعبیر کرتے ہیں وہ در آنا ہے ایک چیز کا
دوسری چیز میں بطور افتقار و احتیاج جیسا کہ بو پھول میں در آتی ہے کہ وجود اسکا بدون اُسکے نہیں ہو سکتا **دوسرا**
در آنا ایک چیز کا دوسری چیز میں اگرچہ بروجہ افتقار اپنے وجود میں نہ ہو جیسا کہ پانی کپڑے میں در آتا ہے کیونکہ اپنے وجود میں

محتاج کپڑے کا نہیں ہے اسلیے کہ وہ نو وجوہ ہیں پس اگر موافق معنی اول خدا کے حلول کے قائل ہوں تو لازم آتا ہے کہ
حلول کرنے والا محل کا محتاج ہو اور یہ باطل ہے کیونکہ حق تعالیٰ غنی بالذات ہے اور اپنے وجود میں کسی چیز کا محتاج
نہیں ہے اور اگر معنی ثانی کے مطابق خدا حلول کرتا ہے تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ حق تعالیٰ مکانی نہیں ہے اور کسی جہت میں نہیں
رہتا ہے پھر کیونکر ہو کہ [illegible] جسم ایسا نہیں ہے کہ بالامکان ہو لیکن صوفیہ نے اس مسئلہ میں خلاف
کیا ہے چنانچہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق میں فرمایا ہے کہ صوفیہ نے خدا کے حلول کو عارفوں کے بدن میں تجویز کیا ہے
تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا اور جیسا کہ حلول کی نسبت خدا کی طرف نہیں ہو سکتی اسی طرح اتحاد بھی
کسی کے ساتھ ممکن نہیں ہے کیونکہ بدیہہ عقل حکم کرتی ہے کہ جب دو چیزیں آپس میں متغایر ہوں تو وہ ایک نہیں ہو سکتیں
اور یہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ واجب ہے اور ماسوا اسکے جتنے موجودات ہیں سب ممکن ہیں پھر اتحاد واجب و ممکن کیونکر
ہو سکتا ہے لیکن صوفیہ نے اس محال کو بھی تجویز کیا ہے جیسا کہ جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اسی کتاب میں تصریح فرمائی
ہے کہ مخالفت کی ہے اس حکم کی ایک جماعت نے صوفیہ سے پس حکم کیا ہے انھوں نے کہ حق تعالیٰ ابدان عارفین کے ساتھ
متحد ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض نے انکے مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ حق تعالیٰ نفس وجود ہے اور ہر موجود خدا ہے اور یہ عین کفر
والحاد ہے فقط لیکن واقع میں یہ ہے کہ [illegible] وجود کو خدا کہنا یہ تو اتحاد کے کہنے سے بھی زیادہ کفر ہے لیکن چونکہ قول
جماعت صوفیہ اہل سنت کا ہے لہذا انکی رد کو کافی ہے جو کچھ انکے بڑے مسلم الثبوت شارح مواقف نے کہا ہے یعنی
لفظی سکے یہ ہیں کہ دیا [illegible] چاہیے ان اشخاص کو صوفیہ سے جو وحدت وجود کے قائل ہیں کہ انکار حلول و اتحاد [illegible]
کرتے ہیں باین علت کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ پہلے خدا غیر تھا پھر ایک ہوا مخلوقات سے اور ہم اہل [illegible]
دو ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اس عالم میں یعنے خانہ دنیا میں اسکے سوا دوسرا موجود کوئی نہیں ہے اور یہ
عذر انکا بدتر از گناہ ہے اور بطلان قول وجودیہ کا قول ارباب حلول و اتحاد سے زیادہ باطل ہونے میں
واضح و بدیہی ہے اسلیے کہ اس بات سے انکی مخالطہ حقائق امکانیہ کے ساتھ واجب تعالیٰ کی لازم آتی ہے کہ جسپر کوئی عاقل
اور جسے تھوڑی سی تمیز بھی ہوگی جرات قائل ہونے کی نکرے گا فقط پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منشا اس
قول کے صادر ہونیکا اس طایفہ کی بے عقلی اور بے علمی ہے جسے انکا عالم حکیم پسند نہیں کرتا پھر دوسروں کو کب پہنچتا ہے
کہ اُسے اختیار کریں اور ہرگز لائق کان رکھنے کے نہیں ہے لیکن جو جماعت صوفیہ کی شیعوں میں ہے یا اتحاد کے قائل نہیں ہیں
اور کہتے ہیں کہ جب ہمنے وجود غیر کی مطلقاً نفی کی تو قائل نہیں مگر ساتھ وجود واحد کے پھر کیونکر اتحاد و حلول کے قائل
ہو سکتے ہیں حالانکہ اتحاد و حلول دونو جب تک کہ دو ہی نہو نہیں ہو سکتے اور انکا بھی یہ قول کہ وجود غیر کی نفی مطلقاً
کرکے وجود واحد کے قائل ہوتے ہیں غلط ہے کیونکہ یہ بہت صاف ہے کہ وجود خالق واجب ہے اور وجود مخلوقات ممکن ہے
اور واجب و ممکن میں یقینی تغایر ہے اور اتحاد نہیں ہے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں باسناد اپنے جناب [illegible]

جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے ان اللہ تبارک و تعالی کان لم یزل بلا زمان ولا مکان وھو الآن
کما کان لا یخلو منہ مکان ولا یشغل بہ مکان ولا یحل فی مکان ما یکون من نجوی ثلثہ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم
ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم اینما کانوا لیس بینہ وبین خلقہ حجاب غیر خلقہ احتجب بغیر حجاب
محجوب واستتر بغیر ستر مستور لا الہ الا ھو الکبیر المتعال جسکا حاصل معنی یہ ہے کہ بیشک حق تعالی ہمیشہ سے
موجود تھا اور وجود اسکا بلا زمان و مکان تھا اور وہ اب تک ایسا ہی ہے جیسا کہ تھا یعنے نہ قبل خلق فرمانے زمان و مکان کے
محتاج طرف انکے تھا نہ بعد انکے پیدا کرنے کے ذات مقدس اسکی اپنے وجود مین انکی محتاج ہے کوئی مکان خالی نہین ہے
کہ علم اسکا اسے محیط نہو اور کوئی مکان ایسا نہین ہے کہ جسمین وہ نہو اور کسی مکان مین وہ حلول نہین کرتا کوئی مکان
نہین ہے کہ وہان تین شخص بطور راز کچھ کہتے ہون مگر یہ کہ چوتھا عالم اس راز سے خدا ہی یا پانچ شخص ہون تو چھٹا عالم
انکے اسرار کا عالم حقیقی ہے اسی طرح کم یا زیادہ جہان کہین کوئی پوشیدہ بات کرتا ہے حق تعالی کا علم انکے ساتھ ہے اور درمیان
خالق و مخلوق کے سوا خلق کے کوئی پردہ نہین ہے حق تعالی بدون ہونے کسی چیز کے پردہ کیا گیا ہو مخلوقات کو نظر نہین
آتا اور پوشیدگی اسکی مخلوقات کے سامنے بغیر ستر کہ جس سے چھپایا گیا ہو یعنے جیسا کہ مخلوقات ایک سے
بذریعہ حجاب یا ستر پوشیدہ ہوتے ہین ایک دوسرے کو نہین دیکھتا اس طرح پوشیدگی حق تعالی کی نہین ہے بلکہ مخلوقات چونکہ
ممکنات ہین و ناقص ہین اس جہت سے ذات واجب تعالی کا ادراک نہین کر سکتے اور اسکا علم سبکو احاطہ کیے ہے اور
وہ بہت بزرگ ہے پس نفی حلول کی صاف اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے وھو المقصود۔ مقصد یہ ہے کہ حق تعالی بچشم ظاہر
نہین دیکھا جا سکتا نہ دنیا مین نہ آخرت مین اور یہ اعتقاد ضروری مذہب شیعہ کا ہے اور وہ بدلیل عقل و نقل ثابت ہے کیونکہ
جب یہ جانا گیا کہ حق سبحانہ تعالی نہ جسم ہے نہ جسمانی ہے نہ مکان و جہت رکھتا ہے کہ جسے کہہ سکین کہ اوپر ہے یا نیچے ہے یا جانب
جنوب مین یا شمال مین یا مغرب مین یا مشرق مین ہے تو مقابل نہین ہو سکتا اور جب مقابل نہو سکا تو اس آنکھ سے
جو سر مین خدا نے پیدا کی ہے کیونکر دیکھ سکینگے کہ اسکا احساس و ادراک بدون مقابلہ نہین ہو سکتا حق تعالی قرآن مین
فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر یعنے بینائیان اسے ادراک نہین کر سکتین اور
وہ عالم ابصار ہے اور وہ ہے صاحب لطف یا خالق مخلوقات لطیف اور خبردار اپنی مخلوقات سے اور فرماتا ہے ولقد
سألوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ وقال لن ترانی یعنے سوال کیا امت موسی علی نبینا و آلہ و
علیہ السلام نے ان حضرت سے بہت بڑا سوال اس کہا انھون نے کہ ہمین خدا کو ظاہر مین دکھاؤ یعنے اس چشم سر سے
دکھا دو اور جب انکی درخواست کو حضرت موسی نے عرض کیا تو حق تعالی نے جواب مین فرمایا کہ ہرگز تو مجھے نہین دیکھ سکتا
اور یہ دو نو آیہ نص ظاہر ہین و محکم ہین ابو جعفر ہاشمی سے منقول ہے کہ کہا اسنے یعنے جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے معنے
اس آیہ لا تدرکہ الابصار کے پوچھے حضرت نے فرمایا کہ اے ابو ہاشم وہام قلبی بہت باریک ہین بہ نسبت نظر چشم کے کیونکہ

کبھی ایسا ہوتا ہی کہ تو نے جن شہرون کو آنکھ سے نہین دیکھا مثل سندھ و ہند کے انھین بذریعہ اپنے وہم کے دریافت
کرسکتا ہی پھر ہرگاہ وہم ذات باریتعالی کے دریافت کرنے مین سائی نہین رکھتا تو بینائی چشم کی جو اس سے ضعیف
اُسکی کیا مجال ہی کہ اُسے دریافت کرسکے کتاب احتجاج مین یونس بن ظبیان سے روایت کی ہی کہ ایک شخص جناب امام
جعفر صادقؑ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ آیا آپ نے خدا کو دیکھا ہی کہ اُسکی عبادت کرتے ہو حضرت نے
فرمایا کہ مین ایسا نہین ہون کہ جسے نہ دیکھتا اُسکی عبادت کرتا عرض کی اُسنے کہ کیونکر دیکھا فرمایا کہ آنکھون نے
بمشاہدہ ظاہر نہین دیکھا لیکن دل کی آنکھون نے بحقیقت ایمانی دیکھا ہی لا یدرک بالحواس ولا یقاس بالناس
معروف بغیر تشبیہ یعنے وہ خدا ایسا ہی کہ بحواس ظاہر مثل موجودات و محسوسات خارجیہ محسوس نہین ہوتا اور
نہ قیاس کیا جاسکتا ہی ساتھ انسان کے کہ جیسا انھین ایک دوسرے کو دیکھکر پہچانتے ہین بلکہ پہچانے کہ اُسے کسی سے
مشابہ کرین پہچانا گیا ہی اور جب بدلیل عقلی و نقلی معلوم ہوا کہ دیکھنا اُسکا محال ہی تو ثابت ہوا کہ لائق دیکھنے کے نہین ہی
پس جو آیات اور روایات کہ ظاہر اُنکا خلاف اسکے ہو یعنے خدا کا دیکھنا اُس سے نکلتا ہی پائین جائین اُن میں خفی وجہ
کہ یا طرح کرین اُسے یا تاویل ایسی کرین کہ اُسکے موافق ہو جائین لیکن اشاعرہ اہل سنت نے بعض متشابہات اور
روایات موضوعات سے استناد و تمسک کرکے دست بردار اشتہ از عقل اسکی قائل ہوئے ہین کہ حق تعالی آخرت مین
بچشم سر دیکھا جائیگا اور شرائط رویت سے یکسر انکار کیا ہی اور اس نہج ہے ہین حکمائے سوفسطائیہ سے بھی گو سبقت
لیگئے ہین ورحقیقت یہ ہی کہ جیسا کہ جملہ حواس کے احساس مین شرائط ہین مثلاً حاسہ سمع کے لیے صحت آلہ اور سلامتی
قوت سمع اور قریب ہونا مسموع کا اِسقدر کہ بذریعۂ تموج ہوا عصب مفروش علی الصماخ تک آواز پہنچ سکے یا حاسہ ذوق
مین صحت آلہ و سلامتی قوت ذائقہ اور ملاقات مذوق کی آلہ ذوق سے شرط ہی اسی طرح رویت مین بھی شرائط ہین مثلاً
پہلے سلامتی حاسہ بصر دوسرے دیکھنے والے کا دیکھی گئی کے مقابل ہونا جیسے آئینہ کے سامنے بیٹھکر دیکھتے ہین تیسرے
زیادہ قریب و متصل بچشم نہو چوتھے بہت دور نہو پانچوین کوئی چیز بیچ مین رائے و مرئے کی حاجب نہو چھٹے جسے
دیکھتے ہین وہ بہت شفاف نہو مثل ہوا کے کہ وہ بھی دیکھا نہین جاسکتا ساتوین دیکھنے کا ارادہ آٹھوین تاریکی نہو
روشنی ہو رائے و مرئے کے بیچ مین اور جب یہ شرائط سب موجود ہون اُسوقت دکھائی دیتا ہی ورنہ بدیہی بات ہی کہ اگر
بصارت مین عیب ہو نہ دکھائی دیگا اسی طرح جسے دیکھتے ہین اگر پس پشت ہو یا آنکھ سے ملا ہوا ہو یا بہت دور ہو
یا مرئے اندھیرے مین ہو تو جب تک روشنی نہو دکھائی نہ دیگا لیکن تعجب ہی کہ حضرات علمائے اہل سنت اِن بدیہیات
کو بھی نہین دیکھتے اور کہتے ہین کہ شرائط کچھ ضرور نہین بلکہ وہ اندھا جو مشرق مین ہو سیاہ چیونٹی کو سیاہ پتھر پر جو
شب تاریک مین جہت مغرب مین ہو دیکھ سکتا ہی اور تجویز کرتے ہین کہ صحیح البصر کے آگے بلند پہاڑ جو برنگ ہائے مختلف
آسمان تک بلند ہون وقت روشن مین جائز ہی کہ نہ دکھائی دین سبحان اللہ کیا تعجب کی بات ہی کہ اندھا مادرزاد اس دم

بینی کے ساتھ پھر بھی اندھا رہ گیا اور صحیح البصر اس نقص کے ساتھ پھر بھی لایق اسکے ہے کہ صحیح البصر کہین معلوم ہوا کہ
غرض اس انکار بدیہیات سے تصحیح عقیدۂ رویت حق سبحانہ تعالیٰ کی بیچ آخرت کے ہے اور کوئی منشا اس چشم پوشی کا نہین ہے
جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے تحفہ مین کہا ہے کہ حق تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہین اور مومنین اسکے دیکھنے سے روز
قیامت کو مشرف ہونگے اور کافران و منافقان اس نعمت سے محروم رہینگے اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے
فقط اور واقع مین یہ ہے کہ نمونہ اس مذہب پر کوئی دلیل عقلی نہ نقلی آیات و احادیث محکمہ سی رکھتے ہین فقدان
دلیل عقلی کا اس سے ظاہر ہے کہ امام فخر الدین رازی نے ادلہ اہل سنیہ کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے کہ وظهر لك من
مجموع ما ذكرناه ان الادلة العقلية ليست قوية في هذه المسئلة یعنے ظاہر ہوئی واسطے تیرے تمام اُن چیزون سے جو
بیچ ذکر کیا ہے یہ بات کہ ادلۂ عقلیہ اس مسئلہ مین قوی نہین ہین فقط اور حق یہ ہے کہ انکی یہ بات کہ حق تعالیٰ آخرت مین
بچشم سر دیکھا جائیگا اور شرائط کی ضرورت نہین ہے خلاف بداہۂ عقل ہے اور اسکا باطل ہونا واضح او مستغنی عن البیان ہے
لیکن بسبب اعتراف انکے امام کا باوصف ادعاے ہمہ دانی گویا ادلۂ عقلیہ اہل سنت کے ضعیف ہونے کا بکنا یہ جو تصریح سے
زیادہ ہے اقرار ہو چکا اور رد ہ ہمین کافی ہے کہ خود انکا اقرار ہے کہ دلیل عقلی اس دعوے کی ضعیف ہے اب ہی دلیل نقلی جس پر انھون
نے اعتماد کر کے کوچۂ عقل سے باہر آئے ہین اور دیدہ و دانستہ نہین سمجھتے یہ ہے کہ کہتے ہین کہ اگر حق تعالیٰ کا چشم ظاہری سے
دیکھنا جائز نہوتا تو حضرت موسیٰ علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کہ پیغمبر مرسل تھے خدا سے اس امر کی درخواست نہ کرتے
اس قول سے رَبِّ اَرِنِی اُنظُر اِلَیک اسواسطے کہ دو صورتون سے خالی نہین ہے کہ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم حاصل
تھا کہ خدا پر کیا جائز ہے اور کیا جائز نہین ہے یا یہ علم نہ تھا اگر اس علم کے حصول کے قائل ہون تو سوال عبث ہوتا ہے اگر کہین کہ حضرت
موسیٰ نہ جانتے تھے تو کلیم اللہ کا جاہل ہونا لازم آتا ہے فقط خلاصہ استدلال کا انکی اثبات رویت مین یہ ہے
لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ کے سوال کو دیکھتے ہین اور جو جواب خدا نے موسیٰ علیہ السلام نے
بعد اُسکے دیا یعنے لَن تَرَانِی فرمایا اُسے نہین دیکھتے حال آنکہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اصرار قوم سے لاچار
ہوکر یہ سوال کیا تھا نہ خود اپنے ارادے سے اور تفصیل اسکی کلام سے جناب امام رضا علیہ السلام کے بخوبی ظاہر ہوتی ہے
جبکہ مامون رشید نے حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ اس آیہ کے جو حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمَّا جَاءَ مُوسیٰ لِمِیقَاتِنَا
وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ اَرِنِی اَنظُر اِلَیكَ کیا معنے ہین یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اتنا بھی نہ جانتے تھے
کہ خدا کا دیکھنا جائز نہین ہے تا اینکہ نوبت سوال کی خدا سے پہونچی پس حضرت نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ جانتے تھے
کہ حق تعالیٰ برتر ہے اس سے کہ آنکھ سے مثل مخلوقات کے دکھائی دے لیکن حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا
اور انھون نے اپنی قوم کو خبر دی کہ مجھے حق تعالیٰ نے مشرف بمکالمہ فرمایا ہے تو قوم انکی انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ہم
اسوقت ایمان لائینگے تمھارے ساتھ کہ جب خدا کے کلام کو تمھارے ساتھ اپنے کان سے سن لین جیسا کہ تم سنتے ہو

اور اسوقت انکی قوم سات لاکھ آدمی تھا پس حضرت موسی نے اُن سے ستر ہزار اشخاص کو انتخاب کیا اور پھر اُن سے سات ہزار اور پھر اُن سے سات سو اور اُسکے بعد ستر آدمی کو چنا پس اُنکو کوہ طور پر اپنے ساتھ لیگئے اور دامن کوہ مین اُنھین ٹھہرایا اور آپ پہاڑ کے اوپر تشریف لیگئے اور حق تعالی کی خدمت مین سوال کیا کہ پھر اُنکے ساتھ کلام فرماوے پس عرض انکی بھقرون بدرجہ اجابت ہوئی اور حق تعالی نے بشرف مکالمہ انکی نوازش فرمائی جب قوم نے انکی شش جہت سے آوازِ کلامِ باری کو سنا تو حضرت موسی سے کہا کہ ہم یقین نہین کرتے کہ یہ کلام خدا ہے جب تک خدا کو چشم ظاہر سے نہ دیکھ لین پس یہ سب بسبب اِس سوال کے مورد عتاب بالارباب ہوے اور معرض ہلاکت مین آکے اور اپنی جانہاے شیرین کو سپرد جان آفرین کیا جب حضرت موسی نے یہ حال دیکھا تو حق تعالی سے عرض کی کہ اے میرے پروردگار اگر اکیلا مین بنی اسرائیل مین پھر کر جاؤنگا تو وہ زبان طعن مجھپر دراز کرینگے اور کہینگے کہ تو اِنکو اپنے ہمراہ لیگیا تھا وعدہ مین سچا نہ تھا اسلئے تو نے سبکو مارا اسوقت مین کیا کہونگا اور کیا عذر کر کے نجات اُن سے پاؤنگا اسوقت حق تعالی نے اُنھین زندہ فرمایا اور پھر ہمراہ حضرت موسی علیہ السلام بھیجا حضرت موسی کی قوم نے کہا کہ اگر تم خدا سے سوال کرتے کہ وہ اپنے تئین تمکو دکھاتا اور تم دیکھکر اُسکے حال سے ہمین خبر دیتے تو ہمارے لئے کمال معرفت اس سے حاصل ہوتی حضرت موسی نے فرمایا کہ اے قوم حق تعالی آنکھ سے نہین دکھائی دیتا اور نہ اُسکے لئے کوئی کیفیت ہے خدا کی معرفت منحصر ہے اُسکے آیات و علامات کے جاننے اور پہچاننے پر کہ جسے اُسنے منصوب فرمایا ہے اُن لوگون نے حضرت موسی کے کلام پر اعتنا نکی اور اپنے سوال پر اصرار کئے گئے یہان تک حضرت موسی نے بدرگاہ آلہی عرض کی کہ خداوندا تو سنتا ہے جو کچھ یہ قوم کہتی ہے اور تو بہتر جانتا ہے کہ صلاح انکی کس بات مین ہے تب حق تعالی نے وحی نازل فرمائی حضرت موسی کو کہ جو تجھسے کہتے ہین تو سوال کر مین تجھسے تیری قوم کے جہل کا مواخذہ نہ کرونگا اسوقت حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا فلما افاق قال سبحانک تبت الیک یعنے اے پروردگار تو اپنے تئین مجھے دکھا اِس طرح کہ چشم ظاہر سے تجھے دیکھون فرمایا کہ ہرگز تو مجھے نہین دیکھ سکتا مگر یہ کہ پہاڑ کی طرف نظر کر اگر وہ پہاڑ باوجود تجلی کے اپنی جگہ پر رہ جائیگا اور متحمل ہوگا تو پھر میرے دیکھنے کی تمنا کر لینا بعد اُسکے پروردگار نے ایک نور کو ظاہر فرمایا اُس پہاڑ پر جس سے وہ پہاڑ ٹوٹ کر زمین کے برابر ہوگیا اور موسی بیہوش ہو کر گر پڑے اور جب افاقہ ہوا تو کہا موسی نے کہ تو منزہ ہے مین توبہ کرتا ہون تیری طرف جناب امام رضا علیہ السلام نے تفسیر تبت الیک مین فرمایا کہ حضرت موسی کہتے تھے کہ مین رجوع کرتا ہون اپنی معرفت کی طرف جو تیرے ساتھ تھی اُس جہل سے جو میری قوم کو ہے اور مین سب سے پہلے ایمان لانے والا ہون ساتھ اِس بات کے کہ تو لائق دیکھنے کے نہین ہے فقط جناب غفران مآب نے کتاب صوارم مین فرمایا ہے کہ قرینہ اِسپر حق تعالی کا قول ہے واذ قلتم یا موسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ

فَاَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنے بنی اسرائیل سے خطاب فرماتا ہے کہ جب کہا تمنے کہ اے موسی ہم ہرگز نہ ایمان لائینگے جب تک کہ خدا کو بچشم ظاہر نہ دیکھ لینگے پس صاعقہ تمہارے لئے ظاہر کیا گیا کہ تم اُسے دیکھتے تھے اور قول حق تعالی کا وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا یعنے جبکہ انتخاب کیا موسی نے ستر شخصوں کو اپنی قوم سے وقت مکالمہ حاضر ہونے کو پس جبکہ انکو صاعقہ نے لیا تو حضرت موسی نے کہا کہ خداوندا تو اگر چاہتا تو پہلے ہی سے انہیں بھی ہلاک کرتا اور مجھے بھی آیا مجھے ہلاک کریگا بسبب اُس فعل کے جو بے عقل جاہلوں نے میری قوم سے کہا اب اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ درخوہست خدا کے دیکھنے کی فعل ذاتی حضرت موسی کا نہ تھا والا فعل سفہائے اُمت نہ کہتے اور اِس کہنے مین بھی دو شق لازم آتی ہین کہ یا حضرت موسی علیہ السلام کو صادق جانین تو یہ قول حضرت موسی کا نہین پھر کس طرح استدلال اُس سے صحیح ہوگی اور یا کاذب جانین معاذ اللہ حضرت موسی کی خلاف بیانی خدا کے سامنے لازم آتی ہے اور استدلال قول باطل سے باطل اور بے اصل ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر کہ حضرت موسی نے خود درخوہست دیکھنے کی خدا کے نہ کی تھی بلکہ مجبور باصرار قوم کہا تھا جیسا کہ قول جناب باری اُسپر دلالت کرتا ہے فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓی اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنے تحقیق کہ سوال کیا بنی اسرائیل نے موسی سے اِس سے بھی زیادہ پس کہا انھوں نے کہ ہمین خدا کو ظاہر مین دکھا دو شیخ ابو الفتوح رازی نے اپنی تفسیر مین ذیل آیہ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ لکھا ہے کہ یہ آیہ دلیل بطلان ہے اُنکے قول کی جو کہتے ہین کہ حضرت موسی نے خود سوال رویت کیا تھا کیونکہ اول یہ ہے کہ حق تعالی نے تصریح لفظ کی اُنکے سوال کی حوالہ فرمائی ہے کہ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً دوسرے یہ کہ صاعقہ جو گرا آسمان سے وہ انہین پر گرا اور حضرت موسی محفوظ رہے اور اگر یہ درخوہست حضرت موسی علیہ السلام کی ہوتی تو صاعقہ حضرت موسی پر گرتا اور وہ محفوظ رہتے اور حق تعالی فرماتا ہے کہ يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً اور یہ کہ موسی علیہ السلام نے اِس طرح حکایت کی کہ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ سبحان اللہ اگر جماعت بنی اسرائیل نے بکمال تمنا اِس بے ادبی کی درخواست کی تو انکو صاعقہ نصیب ہوا اور حضرت موسی کو انکی ہمسائگی کے حق سے بیہوشی نصیب ہوئی اور وہ پہاڑ جسپر اُنکے پاؤن تھے اور وہ کھڑے تھے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہونا نصیب ہوا نہین معلوم کہ جو تہ دل سے یقینی اُسکا اعتقاد رکھتے ہین کہ حق تعالی کو ظاہر مین مثل اور اجسام الوان کے دیکھینگے انہین کیا نصیب ہوگا اور دلیل اہل سنت کی جواز رویت مین یہ ہے کہ حق تعالی نے اپنی رویت کو ساتھ استقرار جبل کے معلق فرمایا اور وہ فی نفسہ ممکن ہے اور معلق ممکن پر ممکن ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ استقرار جبل اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بنظر قول حق تعالی کے لَنْ تَرٰىنِیْ اور اُسکے علم ازلی کا متعلق ہونا ساتھ اِسکے کہ پہاڑ نہ ٹھہرے گا پارہ پارہ ہو جائیگا ممتنع ہے اور جب ممتنع ہوا تو معلق ممتنع پر ممتنع ہوگا نہ ممکن اور منجملہ اُسی متشابہات کے جس سے اہل سنت استدلال کرتے ہین قول

جناب باریتعالی کا ہی وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور قول اسکا حق کفار مین انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون اور یہان پر پھر شاہ صاحب دہلوی نے کہا ہی کہ پس معلوم ہوا کہ مومنین کے لیے حجاب نہین ہی اور جواب پہلی آیہ کے استدلال سے یہ ہی کہ لفظ نظر لغت عرب مین کئی معنون پر آیا ہی ایک معنی رویت ہین جیسا کہ اہل سنت استدلال کرتے ہین دوسرے معنی انتظار کرنے کے ہین تیسرے معنی آنکھ کے ڈھیلے کا پھیرنا دیکھنے کے لیے ہی اور چونکہ بدلیل عقلی و نقلی ثابت ہو چکا کہ رویت حقیقی حق تعالی کی محال ہی تو اب بالضرور آنکھ سے دیکھنے کے معنی یہان مراد نہونگے لیکن حمل کرنا اس آیہ کا اور معانی صحیحہ پر ممکن ہی پس وہ معنی جو محال ہین انہین اختیار کرنا اور اسپر اعتماد کرنا خلاف عقل ہی اور اسکی توضیح و تفصیل یہ ہی کہ امام فخر الدین رازی نے لفظ نظر کی تفسیر مین تینون معنون کو نقل کر کے جیسا کہ مذہب اہل سنت کا ہی ترجیح پہلے معنی کو دی ہی اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے کہا ہی کہ چونکہ لفظ نظر اس آیہ مین حرف الی کے ساتھ متعدی ہوا ہی تو سوائے رویت حقیقی کے دوسرا احتمال نہین رکھتا فقط حالانکہ یہ معنی بر تقدیر ثبوت اسکے بھی مراد آیہ نہین ہو سکتے کیونکہ بدیہی ہی کہ دکھائی نہین دیتی مگر وہ چیز کہ جسم ہو صاحب صورت و مکان ہو کسی جہت مین دیکھنے والے کے سامنے ہو پس اگر معنی رویت آیہ مین مراد لین تو چاہیے کہ جتنے لوازمات رویت ہین سبکو خداوند عالم کے لیے جیسا کہ انکی روایات مین ہی ثابت کرین کیونکہ ملزوم کا لازم سے جدا ہونا محال ہی اور لفظ الی کہ معنی انتہائے مسافت کے لیے موضوع ہی اس تقدیر مین صریحا دلالت کریگا اوپر انتہائے مسافت کے طرف خدا کے اور اسکے مکانی ہونے پر تعالی عن ذلك علوا كبيرا علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر مین ذیل آیہ مذکورہ مین عبد الرزاق اور احمد اور عبد حمید اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور دارقطنی و بیہقی نے ابی ہریرہ سے ایک روایت بڑی نقل کی ہی کہ حاصل مضمون اسکے بعض فقرات کا یہ ہی کہ پیغمبر خدا سے لوگون نے پوچھا کہ آیا ہم اپنے خدا کو روز قیامت دیکھینگے فرمایا کہ تم دیکھوگے خدا کو روز قیامت جیسا کہ آفتاب و ماہتاب کو بے پردہ کے دیکھتے ہو اس طرح پر کہ سبکو جمع فرما کر فرمائیگا کہ جس کسی نے تم مین سے جسکی تبعیت کی ہو وہ اسکے پیچھے ہو کر چلے پس جس کسی نے خدا کے سوا دوسرے کی پرستش کی ہو وہ اپنے معبود کے پیچھے چلے گا مومنین و منافقین اہل امت کے باقی رہ جائینگے پس حق تعالی انکے پاس بتغیر صورت و تبدیل ہیئت آئیگا اور فرمائیگا کہ مین تمھارا پروردگار ہون پس یہ نہ پہچانینگے اور کہینگے کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین تجھسے اور تیری شر سے اور ہم اپنے مقام پر رہینگے جب تک کہ ہمارا خدا آئے اور ہم اسے پہچانین پس حق تعالی اس صورت مین کہ جسمین اسے پہچانتے ہین آئیگا پھر فرمائیگا کہ مین ہون پروردگار تمھارا پس کہینگے کہ تو ہمارا پروردگار ہی پس اسکی متابعت کرینگے اور دوسری روایت مین تفسیر آیہ کریمہ یوم یکشف عن ساق فیدعون الی السجود مین بخاری سے اور ابن منذر سے اور ابن مردویہ اور ابی سعید سے نقل کی ہی کہ اسنے سنا پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ پروردگار ہمارا روز قیامت کو اپنے پنڈلی سے پردہ اٹھائیگا پس سجدہ کرینگے ہر مومن و مومنہ کہ دنیا مین عبادت خالص کرتے تھے سجدہ مین گر پڑینگے اور جسکی طاعت دکھانے و سنانے کو تھی

اسکی پیٹھ ایسی سخت ہو جائیگی کہ سجدے کے واسطے نیچا نہ کر سکیگا اور مسند ابن راہویہ سے طبرانی و دارقطنی وغیرہ سے بتصحیح حاکم روایت کی ہے ایک بڑی حدیث کہ ماحصل بعض الفاظ کا اسکے یہ ہے کہ خداوند تعالی روز قیامت مسلمانوں سے پوچھیگا کہ ہر ایک اپنے اپنے معبود کے پیچھے گیا تم کس فکر مین ہو پس یہ سب کہینگے کہ ہمارے لئے ایسا پروردگار ہے جسے ہمنے ابھی تک نہیں دیکھا پس فرمائیگا کہ آیا اپنے پروردگار کو پہچانتے ہو اگر اُسے دیکھو یہ کہینگے کہ ہمارے اُسکے بیچ مین علامت ہے اگر دیکھینگے تو پہچانینگے فرمائیگا وہ کیا علامت ہے یہ کہینگے کہ پنڈلی کا کھولنا پس ساق نورانی کو اپنے کھولیگا پس سب سر بسجدہ ہو جائینگے یہان تک دروازہ بہشت پر جائینگے اور ادنی درجہ درجہ ہائے بہشت سے دیکھینگے پس اُسکی خواہش کرینگے پس حق تعالی فرمائیگا کہ شاید یہ گھر تمکو اگر دئے جائین تو اسکے سوا کو بھی طلب کرو اُسوقت چپکے ہو رہینگے تب حق تعالی فرمائیگا کہ کیون چپ دم بخود ہوئے عرض کرینگے کہ ہمنے مانگا یہان تک کہ شرما گئے پس حق تعالی فرمائیگا کہ آیا راضی نہیں ہو اس بات سے کہ دس حصہ تمام دنیا سے زیادہ تمکو دون اُسوقت کہینگے کہ آیا تو ہمسے ہنستا ہے پس عبد اللہ اس روایت مین جب یہان تک پہونچا تو کہا اُسنے کہ اُسوقت حق تعالی اسقدر ہنسیگا کہ اسکا تالو اور راخیہ کے دانت ظاہر ہونگے اور اسیکے مانند روایات انکے یہان بہت ہین کہ جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ دیکھنا اور جو لوازمات دیدار خدا کے جسم ہونے سے اور مکان ہونے سے ہین سب متحقق ہونگے اور سب سے زیادہ جس پر ہنسی آتی ہے وہ یہ بات ہے کہ جو رویت مین بھی ضروری نہیں ہے مثل ہنسی کے اور تالو کے ظاہر ہونے کے اور ڈاڑھون کے وہ بھی خدا کے لئے ثابت کرتے ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور اگر ان سب اپنے روایات مشایخ متقدمین کے ساتھ واقع مین ارادہ تنزیہ و تقدیس جناب باریتعالی کا ہو تو ادعاے رویت ظاہری اور آیت کے حمل کرنے سے اس معنی پر دست بردار ہون و وہ معانی حقہ جو شیعہ کہتے ہین اسکی طرف رجوع کرین اور بسبب اسکے کہ خرابیان اس بیان کی بہت واضح و خلاف بدیہہ عقل ہین اسلئے محققین علماے اہل سنت نے جب دیکھا کہ جو تشنیعات اس سے لازم آتے ہین لائق دفع کے نہیں اسواسطے تاویل کرنا چاہا اور علامہ قوشجی نے نفی رویت حقیقی پر اتفاق کا ادعا کیا اور کہا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ جو نفی رویت کرتے ہین انھین بھی نزاع اسمین نہیں ہے کہ انکشاف تام علمی جائز ہے اور اسی طرح جو کہ اثبات رویت کرتے ہین انھین بھی نزاع اسمین نہیں ہے کہ ارتسام صورت مرئی کا آنکھ مین یا متصل ہونا شعاع کا جو آنکھ سے نکلتی ہے مرئی کے ساتھ ممتنع ہے اور نزاع کو خصوص حالت دراکیہ خاصہ مین قرار دیا کہ وہ ہرگز معنی حقیقی رویت کے نہیں ہین بلکہ علم تام کی طرف رجوع کرتا ہے اور شیعون کی تاویل سے قریب ہے اور اسیلئے امام اہل سنت فخر رازی نے کہا ہے واعلم ان التحقیق فی ھذہ المسئلۃ ان الخلاف فیھا یقرب ان یکون لفظیا یعنے جان تو کہ خلاف اس مسئلہ مین لفظی ہے لیکن شاہ صاحب نے سنت قدیمہ کے اتباع فرماکر رویت حقیقی کی تصریح کی اور اپنے علمائے محققین کی سعی و محنت کو جو پردہ پوشی کو عیب مذہب اہل سنت کے لئے کی تھی ناشکو تصور کر کے فتخار اپنی تحقیق پر کیا اور اسمین جو خرابی الکلام

بدیہتہ اور پیروی حکماے سوفسطائیہ کی تھی وہ لازم آتی ہی اب اہل انصاف صاف صاف ملاحظہ فرماکر کہین کہ جب
رویت حقیقی ہوئی تو خدا کا جسم ہونا اور دیکھنے والے کے سامنے ہونا اور جہت و خاص مکان مین ہونا اسکے ہمان
قائل مثل مشبہ اہل سنت کے ہین یا نہین اگر کہین نہین تو رویت حقیقی نہوگی اور اگر کہین ہان تو پھر بھی دعوی تنزیہ
و تقدیس کا خدا کی جسمیت و جسمانیت سے جو مباحث الٰہیہ مین لکھتے ہین سچا ہوگا فی الواقع جو کچھ ظاہر ہوتا ہی وہ یہی جگہ و
یہ ہی کہ صاف صاف جسمیت خدا کو نہین کہتے ولیکن پردہ وہی باتین ہین کہ جس سے تشبیہ خالق مخلوق کے ساتھ پیدا
ہوتی ہی اور اگر پھر علم تام کی تاویل کرین تو شیعون کا کیا قصور ہی اگرچہ علماے شیعہ نے اس آیہ کی تفسیر مین کبھی اس تاویل پر
رجوع نہین کی بلکہ اور معانی صحیحہ موافق احادیث کے اور اہل لغت کی تصریحات کے مراد لیتے رہے ہین چنانچہ پہلے
معنی اس آیہ کے موافق مذہب شیعہ یہ ہین کہ ناظرہ بمعنی منتظرہ ہی اور الی حرف جر ہی کتاب احتجاج طبرسی مین اس آیت کی
تفسیر مین جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا کہ یہ حال اس جگہ ہوگا کہ جب دوستان خدا حساب سے فارغ
ہوکر اس نہر پر کہ جسکا حیوان نام ہی پہونچینگے پس اسمین غسل کرینگے اور وہ پانی پئینگے جس سے انکی صورتین تر و تازہ و
نورانی ہو جائینگی اور سب کثافتین دور ہو جائینگی بعد اسکے بہشت عنبر سرشت مین جانے کو انہین حکم دیا جائیگا پس
اس جگہ سے انتظار کرینگے حق تعالی کا کہ کیونکر انہین ثواب دیتا ہی اور اسی کتاب مین ہی کہ ناظرہ بمعنی منتظرہ ہی آیا نہین سنا تو نے
قول پروردگار عالم کو جو فرماتا ہی فَنَاظِرَۃٌ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ای مُنْتَظِرَۃٌ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ اور اہل سنت کی بھی
کتابون مین یہ معنی وارد ہین جیسا کہ تفسیر منثور مین کہا ہی اخرج ابن ابی شیبہ عن ابی صالح فی قولہ وجوہ یومئذ
ناضرۃ قال حسنۃ الی ربہا ناظرۃ قال منتظرۃ الثواب من ربہا اور جو اہل سنت کہتے ہین کہ نظر بمعنی رویت
لغت عرب مین الی کے ساتھ متعدی ہوتا ہی بمعنی انتظار الی سے تعدیہ نہین ہوتا اسکی دفع کو وہی کافی ہی جو فخر الدین
رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہی وتحقیق المقام فیہ ان قولہم فی الانتظار نظرتہ بغیر صلۃ وانما ذالک فی الانتظار لمجئ الانسان
بنفسہ فاما اذا کان منتظرا لرفدہ ومعونتہ فقد قال نظرت الیہ فقط دوسرا احتمال یہ ہی کہ نظر خواہ بمعنی انتظار ہو
یا بمعنی رویت لیکن الی حرف جر نہو بلکہ آلا کا جو جمع ہی بمعنی نعمتون کے واحد ہو اسم نعمت ہو اور اس معنی مین سید مرتضی
علم الہدی نے درر و غرر مین اپنے بعض فضلا سے نقل کیا ہی یعنے منتظر یا ناظر ہونگے اپنی نعمت پروردگار کے ہو اسطے کہ
آلا جو بمعنی نعمتون کے ہی اسکے واحد مین چار لغت آئے ہین ایک اَلا مثل قفا کے دوسرے اِلی مثل رمی کے تیسرے اِلی
مثل معی اور اَلی مثل نحی کے اور فیروز آبادی نے بھی کہا ہی الالاء النعم واحدہا اَلی و اِلی و اَلو و اَلی و اِلی اور یہ
احتمال بہت متین و لطیف ہی لیکن طرفہ مضمون یہ ہی کہ امام فخر الدین رازی نے اس احتمال کے جواب مین کہا ہی کہ الی حرف
جر بالف بلا تنوین آیا ہی اور الی بمعنی نعمت تنوین کے ساتھ آیا ہی اور تیکو فائدہ ندیگا فقط تعجب ہی کہ با این ہمہ دانی قاعدہ
نحوی کو بھی محل تعصب مین بھول گیا اور اتنا نہ سمجھا کہ تنوین کے ساتھ جب اضافت نہو تو آتا ہی اور آیہ کریمہ الی ربہا

مین اضافت موجود ہی پھر کس طرح تنوین اُسکتی ہی اب جیسا اُسنے ہمکو کہا تھا کہ یہ فائدہ نہین بخشتا ہم کہتے ہین کہ
یہ تفرقہ اُسے کیا نفع دیگا اور ہمارے مطلوب کو کیا قدح کریگا تیسرا احتمال یہ ہی کہ آیۃ مین مجاز بالحذف ہو جیسا کہ اکثر
قرآن مین صنعت انسجام ہی پس تقدیر کلام یہ ہوگی ناظرۃ الی رحمۃ ربہا او ثواب ربہا علی بن ابراہیم قمی نے تفسیر
مین اپنی کہا ہی ینظرون الی وجہ اللہ ای الی رحمۃ اللہ ونعمتہ اور ایسی تقدیرین جبکہ قرینہ عقلی اور نقلی موجود ہو
تو کوئی مضرت نہین ہی اور اسکی نظیر قرآن مین بہت ہی جیسا کہ فرماتا ہی وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ یعنے قریہ سے پوچھو تو
وہ کیا جواب دیگا بلکہ مقدر یہ ہی کہ اہل قریہ سے پوچھو اور جواب آیہ کریمہ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ لَمَحْجُوبُونَ کا کہ سنیون کے
زعم مین یہ آیہ اپنے مفہوم کے ساتھ دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ مومنین محجوب نہونگے پس بہت ظاہر ہی کہ آیہ کریمہ مین
محجوبیت کا متعلق مذکور نہین ہی اور آیہ نسبت اُسکے کہ جس سے کفار حجاب کئے جائینگے مجمل ہی اور مجمل صلاحیت حجت
لانے کی نہین رکھتا یہ کہان سے معلوم ہوا کہ محجوبیت رویت سے مراد ہی تا کہ برعکس اُسکے مومنین کے لئے رویت ثابت
کرین ساتھ اس بات کے کہ بالفرض اگر محجوبیت ہر وجہ سے مراد ہو یعنے کفار جمیع مدارج قرب سے محروم ہین تو اُسکا مفہوم
یہ ہوگا کہ مومنین جمیع مدارج قرب سے محروم نہین ہین اور یہ مسئلہ منطق کا مشہور ہی کہ سلب کرنا ایجاب کلی کا حکم سالبہ
خبریہ مین ہی پس غایۃ ما فی الباب یہ ہوگا کہ مومنین بعض مدارج قرب سے محجوب نہونگے اور یہ سالبہ خبریہ مستلزم تجویز
رویت نہین ہی لیکن تعجب ہی کہ وقت استدلال ایسے مسائل ظاہرہ سے بھی غفلت کرتے ہین یا دیدہ و دانستہ چشم
پوشی ہی بالجملہ ہر طرح جب دلیل ناقص ہوئی تو مدلول کیونکر ثابت ہو سکتا ہی معہذا محاورہ عرب مین حجب عنہ بمعنے
منع من الدخول علی الامیر آیا ہی اور وہ مستلزم منع کا رویت سے نہین ہی اور کہتے ہین حجب عن المرات ای
منع عنہا اور اس معنی کو کچھ تعلق رویت سے نہین ہی پھر یہ کہان سے صحیح ہوا کہ اس آیہ کے منطوق و مفہوم کی راہ سے
نفی اور اثبات رویت کا کفار و مومنین کے لئے مراد لیا جاوے اور اسی لئے تفسیر مین اس آیہ کے اقوال مفسرین عامہ
مختلف ہین چنانچہ مولانا طبرسی نے کہا ہی کہ کفار روز قیامت کو احسان و رحمت خدا سے محجوب ہونگے اور اس معنی کو
حسن اور قتادہ سے نقل کیا ہی وقیل ممنوعون عن رحمتہ ممنوعون عن ثوابہ غیر مقبولین ولا مرضیین ابی مسلم اور
ابن بابویہ نے علی ابن فضال سے روایت کی ہی کہ اُنسے سوال کیا حضرت امام رضا علیہ السلام سے کہ کیا معنے ہین اس
آیہ کے جو فرمایا اسکا حاصل یہ ہی کہ بدرستیکہ حق تعالی کسی مکان مین حلول نہین کئے ہی کہ اُس سے بندے اُسکے چھپائے جائین
لیکن کفار ثواب پروردگار سے محجوب ہونگے آٹھوین یہ ہی کہ حق تعالی محل حوادث نہین ہی کہ احوال مختلفہ مثل سہو
و نسیان و خواب و بیداری و دل تنگی و ماندگی و لذت و الم و صحت و مرض و جوانی و پیری دکھا تا اور پیدا ہوتے ہون
اور محل کسی مقولہ کا مقولات اعراض سے جو مذکور ہو چکے نہین ہی کیونکہ یہ سب اوصاف حادث کے ہین اور دلیل
عجز و نقص و احتیاج کی ہین اور حق تعالی عجز و نقص سے مبرا ہی اور ضابطہ اُسکا یہ ہی کہ اگر وصف حادث کمال باعتبار کا

تو چاہیئے کہ کسی وقت اُس سے خالی نہو اور خالی ہونا اُس سے باریتعالی کو محال ہو اور اگر نقصان ہو تو چاہیئے نہو نا اُسکا کمال
جناب باریتعالی کا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ غنی بالذات کا متصف بوصف حادث ہونا جو دلیل احتیاج کی ہے نقص ہے اُسکی
ذات مستجمع جمیع کمالات کا پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ اُس صفت سے متصف ہو سکے کتاب کافی مین جناب امام محمد باقرؑ سے
منقول ہے کہ عمرو بن عبید نے اُن حضرت سے معنی اس آیہ کریمہ کے پوچھے ومن یحلل علیہ غضبی فقد ھوی کیونکہ ظاہر
اُسکا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ حق تعالی بھی صاحب غضب ہے اور وہ وصف حادث ہے حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ مراد غضب سے عقاب ہے اے عمرو جو کوئی گمان کرے کہ حق تعالی متغیر او متحول ایک حال سے دوسرے حال کی طرف
ہوتا ہے پس اُسنے خدا کو موصوف بصفات مخلوقین کیا بدرستیکہ خداوند عالم ایسا نہین ہے کہ کوئی چیز اُسے حرکت مین
لائے پس متغیر کرے اُسے اور ہشام بن حکم سے منقول ہے کہ ایک زندیق نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے
سوال کیا کہ خداوند عالم کے واسطے رضا و غضب ہے حضرت نے فرمایا کہ ہان لیکن نہ اُس طرح کہ جیسا مخلوقین مین وہ
پائے جاتے ہین کیونکہ رضا مخلوقین مین ایک حالت متجدد ہے کہ داخل ہوتی ہے اُسکی طبیعت پر پس پھیر دیتی ہے اُسے ایک
حال سے طرف دوسرے حال کے اور انھین حضرت سے منقول ہے کہ فرمایا کوئی چیز نہین ہے مگر یہ کہ یا ہالک ہے یا متغیر ہے
کہ داخل ہوتا ہے اُسمین تغیر و زوال ذات مین یا صفات مین کہ منتقل ہوتی ہے ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف یا
ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف یا ایک صفت سے اور صفت کی طرف یا زیادتی سے نقصان کی طرف مگر
پروردگار عالمیان پس بدرستیکہ وہ ہمیشہ سے ایک حال پر تھا اور ہمیشہ ایک حال پر رہیگا وہ ہے اول اور قبل ہر شی ہے اور
وہ ہے آخر اور بعد ہر شی کے اُسی حال پر کہ جو پہلے تھا مختلف نہین ہوتے اُسپر اسما و صفات جیسا کہ اُسکے غیر پر ہوتے
ہین مثل انسان کے کہ کبھی مٹی تھا کبھی گوشت تھا کبھی استخوان بوسیدہ ہوتا ہے اور مثل خرما کے کہ کبھی بُسر ہے کبھی رطب ہے
کبھی تمر ہے پس اُنپر اسما اور صفات متبدل ہوتے ہین بخلاف حق تعالی کے بالجملہ جو کچھ دلیل عقلی و نقلی کے بیان سے اِس
مقام مین واضح ہوا وہ یہ ہے کہ تغیر نفس ذات اور صفات باری مین مثل اُن تغیرات کے جو ذات اور صفات انضمامیہ
ممکنات کے عارض ہوتی ہین محال ہے ولیکن تغیرات صفات فعل کہ بسبب صدور افعال کے جناب اقدس الٰہی
کے لیئے ثابت ہوتا ہے مثل پیدا کرنے کے اور ایجاد کرنے کے اور معدوم کرنے کے اور فانی کرنے کے اور مارنے کے اور
زندہ کرنے کے اِسکی نفی مراد نہین ہے کیونکہ یہ امور صفات اضافیہ اور امور اعتباریہ ہین اور اُنکا حادث ہونا کسی
نقص کا مستلزم نہین ہوتا کیونکہ صادر ہونا افعال کا ساتھ حکمتون اور مصلحتون کے منوط ہے اور ہر ایک فعل و ترک
خاص جناب باریتعالی سے موافق مصلحت و حکمت صادر ہوتا ہے پس جسوقت کہ ایجاد کو مصلحت جانتا ہے موجود
کرتا ہے اور جس زمانہ مین مصلحت ناپید کرنے مین دیکھتا ہے معدوم کرتا ہے پس جسوقت کہ مخلوقات کو پیدا کرتا ہے خالق کا
اطلاق اُسپر روا ہے اور جسوقت کہ رزق و نعمت بندون کو عطا فرماتا ہے رازق و منعم اُسپر صادق آتا ہے اور باعتبار اِسکے

کہ بے جانون کو جان بخشتی محیی یعنے جلانے والا صادق آتا ہے اور باعتبار اسکے کہ زندون کو مارتا ہے ممیت یعنے مارنے والا اُسے کہتے ہین ہو الخالق البارئ المصور یحیی ویمیت ویمیت ویحیی وھو حیّ لا یموت کل یوم ھو فی شان

فصل ششم بیچ بیان اسمائے خداوند عالم کے جاننا چاہیئے کہ حق تعالی کے نام بہت ہین جیساکہ فرمایا ہے وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا یعنے خدا کے واسطے بہت نام اچھے اچھے ہین پس چاہیئے کہ انہین نامون کو وقت دعا زبان پر لاؤ مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب حق الیقین مین لکھا ہے کہ احوط یہ ہے کہ جو نام آیات واخبار مین حق تعالی کے آگئے ہین اسکے سوا اور نامون سے دعا نکرین اور زبان پر نہ لائین لیکن بہ نسبت ان اسمائے کے اختلاف درمیان فرق اسلامیہ کے ہے چنانچہ بعض فرق اسکے قائل ہوئے ہین کہ خدا کے نام عین ذات ہین جیساکہ مقدمہ کتاب ہذا مین اشارہ طرف اسکے ہوچکا ہے اور یہ بات ہذیان کے قریب ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ یہ اسما بھی قدیم ہون اور اُس سے تعدد قدما لازم آئیگا اور اُسکی خرابی مذکور ہوچکی بالجملہ حق یہ ہے کہ اسماء اللہ چند حروف معدودہ ہین اور وہ مخلوق و حادث ہین جیساکہ تصریح اسکی اخبار ائمہ اطہار سے بخوبی ثابت ہوتی ہے اور چونکہ اثبات اسکا بدلیل نقلی زیادہ مناسب ہے اسلیئے جو اس بارے مین عارفین صادقین علیہم السلام سے وارد ہے اس سے آگاہ کیا جائے تا طالب حق کبھی غلطی مین نپڑے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین باسناد اپنے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حاصل اسکا یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جسنے عبادت خدا کی بتوہم کی اُسنے کفر کیا اور جسنے عبادت اسم کی کی اور معنے کی عبادت نہ کی وہ بھی کافر ہے اور جسنے اسم و معنی دونو کی عبادت کی اُسنے شریک کیا خدا کے ساتھ اسم کو اور جسنے عبادت معنی کی کی ساتھ تابع کرانے اسما کے اُن صفات سے کہ جیسے اُسنے اپنی ذات اقدس کا وصف کیا ہے اُسنے اعتقاد کامل کیا اور زبان اُسکی ظاہر اور پوشیدہ بحق گویا ہوئی اور یہ لوگ اصحاب امیر المومنین علیہ السلام سے ہین اور بعض حدیث مین ہے کہ مومنین مین یہ اشخاص برحق ہین اور اُسی کتاب مین ہشام ابن حکم سے منقول ہے پوچھا اُسنے جناب ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہ خدا کے نام کیا ہین یعنے عین خدا ہین یا غیر خدا ہین مخلوق ہین یا قدیم ہین اور انکا اشتقاق کس سے ہے فرمایا حضرت نے کہ اللہ مشتق الہ سے ہے اور الہ مقتضی مالوہ کو ہے اور اسم مسمی کے غیر ہے پس جسنے عبادت اسم کی کی معنی کی نہین کی وہ کافر ہے اور اُسنے کسی کی عبادت نہین کی اور جسنے اسم و معنی دونو کی عبادت کی اُسنے شریک کیا اور دو کی عبادت کی اور جسنے معنی کی عبادت کی اسم کی عبادت نہین کی پس توحید ہے آیا سمجھا اے ہشام ہشام کہتے ہین مینے عرض کی کہ زیادہ کچھ فرمائیے فرمایا کہ حق تعالی کے ننانوے ۹۹ نام ہین پس اگر اسم عین مسمی ہوتا تو ہر نام الہ ہوتا و لیکن اللہ تعالی معنی ہے کہ دلالت کی جاتی ہے اُسپر ان نامون سے اور وہ سب غیر خدا ہین اے ہشام روٹی اسکا نام ہے جو کھائی جاتی ہے اور پانی اُسے کہتے ہین جو پیا جاتا ہے اور کپڑا اُسے کہتے ہین جو پہنا جاتا ہے اور آگ وہ جسم ہے جو جلانے والا ہے کیون ہشام آیا ایسا سمجھا کہ ہمارے دشمنون کو اور جو حق تعالی کے

باری مین الحاد و شرک کرتے ہین تجھین دفع کر سکے ہشام کہتے ہین مینے عرض کی کہ ہان یا ابن رسول اللہ آپ نے مین
سمجھا فرمایا کہ حق تعالی تجھے اسکا فائدہ پہچانے اور ثابت رکھے ای ہشام ہشام کہتے ہین کہ خدا کی قسم اُس دن سے
پھر کوئی اب تک مسئلہ توحید مین مجھپر غالب نہین آیا کافی کلینی علیہ الرحمہ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ فرمایا اُن حضرت نے اسم اللہ غیر اللہ و کل شیٔ وقع علیہ اسم شیٔ فہو مخلوق ما خلا اللہ یعنے خدا کا نام غیر خدا ہے
عین خدا نہین ہے یعنے خواہ مراد نام سے لفظ ہو یا کتابت ہو یا مفہوم کلی ہو جو اپنے وجود مین اور تعقل مین دوسرے
کی طرف محتاج ہوتا ہے یہ سب غیر ذات باریتعالی ہین اور جس چیز پر شیٔ اور چیز کا نام صادق آئیگا وہ مخلوق ہے سوائے خدا کے
یعنے سوائے ذات خدا کے جسکے معنی یہ ہین کہ وہ چیز کہ نام کہی گئی ہے ساتھ اسم اللہ کے فاما ما عبرتہ الالسن او
عملت الایدی فہو مخلوق اور وہ چیز کہ زبان سے بطور عبارت کہا جاتا ہے یا ہاتھ سے بطور کتابت لکھا جاتا ہے
پس وہ مخلوق ہے اور یہ اشارہ ہے طرف رد فرمانے مذاہب باطلہ کے جنھون نے اعتقاد کیا ہے اس امر کا کہ قرآن قدیم ہے
یا کلام عین متکلم ہے اور اسم عین مسمی ہے واللہ غایۃ من غایاتہ یعنے جو کچھ زبان سے نکلتا ہے اور صفحات پر لکھا جاتا ہے
اللہ کا نام اُسکی حد اور نہایت ہے کہ یہ دونو اسپر منتہی ہوتے ہین والمغیی غیر الغایۃ یعنے صاحب غایت و انتہا کا غایت
و انتہا کے غیر ہوتا ہے والغایۃ موصوفۃ وکل موصوف مصنوع اور انتہا موصوف ہوتی ہے اور ہر موصوف مخلوق و مصنوع
ہوتا ہے یعنے جو کچھ زبان سے بتلفظ اور ہاتھ سے بکتابت صادر ہوتا ہے وہ غیر اُسکے ہے جو اُس سے سمجھا جاتا ہے اور جو اُن سے
مفہوم ہوتا ہے وہ موصوف اُن سے ہوتا ہے اور ہر موصوف مصنوع ہوتا ہے کیونکہ وصف کرنے والا اپنے ذہن مین اس
موصوف اس وصف کا گردانتا ہے وصانع الاشیاء غیر موصوف بحد مسمی اور پیدا کرنے والا سب چیزون کا غیر اس سے
جو وصف کیا گیا ہے ساتھ انتہا کے ایسی انتہا کہ نام رکھی گئی ہے لم یتکون فیعرف کینونیتہ بصنع غیرہ نہ پیدا ہوا ہے
کسی چیز سے کہ پہچانی جاوے پیدایش اُسکی اور غیر کی صنعت سے ولم یتناہ الی غایۃ الا کانت غیرہ اور نہ وہ منتہی ہے
کسی نہایت کی طرف ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ نہایت اُسکے غیر ہوتی ہے لا یذل من فہم ہذا الحکم ابدا وہو التوحید
الخالص فادعوہ وصدقوہ وتفہموہ باذن اللہ یعنے جس نے اُس حکمت کو سمجھا ہے وہ کبھی ہلاک نہوگا اور وہی توحید
خالص ہے پس اُسے حفظ کرو اور اُسکی تصدیق کرو اور سمجھتے رہو بحکم خداوند تعالی من زعم انہ یعرف اللہ بحجاب
او بصورۃ او بمثال فہو مشرک لان حجابہ ومثالہ وصورتہ غیرہ اور جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اُسنے بذریعہ
پردہ کے یا صورت کے یا تشبیہ سے پہچانا ہے وہ مشرک ہے اسلئے کہ حجاب و مثال و صورت جو فرض کرو وہ اُسکے غیر ہے و انما
ہو واحد موحد فکیف یوحدہ من زعم انہ عرفہ بغیرہ اور نہین ہے وہ مگر ایک و یگانہ پس کیونکر توحید کر سکتا ہے اُسکی
وہ شخص جسنے اُسکے غیر کے ساتھ اُسے پہچانا ہو و انما عرف اللہ من عرفہ باللہ فمن لم یعرفہ بہ فلیس یعرفہ انما یعرف
غیرہ نہین پہچانا خدا کو مگر اُسنے کہ جسنے اُسے اُسی کے ساتھ پہچانا ہے اور جسنے اُسکے ذریعے سے نہین پہچانا تو اُسنے نہین پہچانا

مگر اُسکے غیر کو ولیس بین الخالق والمخلوق شئی واللہ خلق الاشیاء لا من شئی کان واللہ یسمی باسمائہ
وہو غیر اسمائہ والاسماء غیرہ اور پیدا کرنے والے اور پیدا کئے گئے کے بیچ مین کوئی چیز واسطہ خلق نہین ہی پیدا کیا اُسنے
سب چیزون کو ابتدائی پیدا کرنا یہ نہین تھا کہ کوئی چیز تھی کہ اُس سے پیدا کیا اور خدا اپنے نامون سے جو اُسنے ذات اقدس کے
لئے اپنے خلق و معین فرمائین ہین موسوم ہوتا ہی اور وہ خدا غیر اُن نامون کے ہی اور وہ نام سب غیر خدا ہین آپ
صاحب بصیرت پر پوشیدہ نرہے کہ اِس حدیث سے کسقدر توضیح و تفصیل یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ اسمائے خدا عین ذات
نہین ہین بلکہ غیر ذات ہین اور جو کچھ تلفظ و کتابت سے حاصل ہوتا ہی وہ مخلوق اور حادث ہی اور یہ کہ حق تعالی کو
سوا اُن نامون کے جو اُسنے اپنی ذات کے لئے معین فرمائے ہین اور نامون سے پکار نہین سکتے اب رہا یہ امر کہ معانی
اسماء اللہ کے وقتیکہ وہ مخلوق ہین بولے جائین ایک ہون گے یا غیر پس البتہ ملاحظہ احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہی
کہ یہ اسما جب مخلوق کی ذات پر اطلاق کئے جائین تو اُنکے معانی اور ہوتے ہین اور جب ذات مقدس پر حق سبحانہ تعالی
کی انھین بولین تو مراد اور ہوتی ہی مثل صفات کے مثلاً جب سمیع و بصیر انسان کو کہتے ہین تو مراد اُس سے صاحب آلہ
قوۂ سمع اور صاحب حاسہ بصر مراد ہوتی ہی اور جب جناب اقدس الٰہی کو سمیع یا بصیر کہتے ہین تو مراد اُس علیم عالم مسموعات
اور عالم مبصرات ہوتی ہی اور یہ کہ اسم صفت ہی حدیث گذشتہ سے بھی ثابت ہوا اور زیادہ تر ثبوت اسکا جس سے ہوتا ہی وہ
حدیث ہی جسے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین جناب امام رضا علیہ السلام سے باسناد اپنے محمد بن سنان سے
روایت کی ہی کہ کہا اُسنے پوچھا مینے اُن حضرت سے کہ اسم کیا ہی وہی فرمایا صفت ہی واسطے موصوف کے کافی کلینی مین
شیخ الطائفہ نے اور کتاب التوحید مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد اپنے فتح بن یزید سے روایت کی ہی کہ کہا اُسنے کہ
سنا مینے جناب امام رضا علیہ السلام کو کہ فرماتے تھے کہ وہ یعنے حق سبحانہ تعالی لطیف ہی خبیر ہی سمیع ہی بصیر ہی واحد ہی احد ہی
صمد ہی نہ خود کسی سے پیدا ہوا ہی نکوئی اُس سے پیدا ہوا ہی نکوئی اُسکا مثل و نظیر ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو خالق مخلوق سے
اور ایجاد کرنے والا اُن اشیا سے جنکا ایجاد کیا ہی ممتاز و معروف نہوتا بلکہ مشابہ ہوتا لیکن وہ ایجاد کرنے والا ہی تفرقہ کی ہی
درمیان اُسکے کہ جسے مجسم و مصور کیا ہی اور جسکا ایجاد کیا ہی کیونکہ کوئی چیز اُس سے مشابہ نہین ہی اور نہ وہ کسی چیز سے مشابہ ہی
مینے عرض کیا کہ بجا ارشاد فرمایا خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے لیکن آپ نے فرمایا ہی کہ احد و صمد ہی اور پھر فرمایا کہ کوئی
چیز اُس سے مشابہ نہین ہی اور اللہ بھی واحد ہی اور انسان بھی واحد ہی آیا وحدانیت متشابہ نہین ہوئے حضرت نے فرمایا
کہ تو محال لایا خدا تجھے حق پر ثابت رکھے تشبیہ نہین ہی مگر معانی مین یعنے جو تشبیہ کہ ممنوع ہی وہ معانی کی تشبیہ ہی لیکن بہت مشابہ
اسما کی لیس انمین مضائقہ نہین ہی کیونکہ دلالت اسما کی خالق و مخلوق مین ایک ہی جیسا اسم خالق ذات خالق پر جو اسکے مسمی ہی
دلالت کرتا ہی اسی طرح مخلوق کا نام اپنے مسمی پر جو ذات مخلوق ہی دلالت کرتا ہی اور یہ اس طرح ہی کہ ایک انسان کو بھی
اگرچہ واحد کہا جاتا ہی لیکن یہ اطلاق خبر دیتا ہی کہ وہ ایک جسم ہی دو نہین ہین اور انسان فی نفسہ واحد نہین ہی کیونکہ اعضا اُسکے

مختلف ہین نام اُسکے مختلف ہین اور جیسکے رنگ مختلف ہون وہ ایک نہین ہو سکتا اجزا اُسکے علیحدہ علیحدہ ہین برابر نہین
ہین خون اُسکا گوشت کے سوا اور گوشت خون کے غیر ہی اعصاب اور ہین اور رگین اور ہین بال اور ہین جلد اور ہی سیاہی
اُسکی اور ہی اور سفیدی اُسکی اور ہی اسی طرح جملہ مخلوقات کا حال ہی کہ اگرچہ ظاہر ہین اُنکی ترکیب ثابت نہو لیکن ماہیت کا
اُنکی مرکب ہونا جنس و فصل سے ضروری ہی پس انسان نام مین ایک ہی لیکن معنی مین ایک نہین ہی کیونکہ معنی اُسکے یا وہ بدن
اُسکا ہی جو مرکب ہی عناصر و اخلاط و اعضائے مفردہ اور مرکبہ سے یا حقیقت و ماہیت ہی جو مرکب جنس و فصل سے یعنے
حیوان ناطق اور دونو طرح معنی انسان واحد کے مرکب ہین اور حق سبحانہ تعالیٰ ایسا واحد ہی کہ غیر اُسکے واحد نہین ہی کسی طرح کا
اختلاف اور تفاوت اور زیادتی اور نقصان اُسکی ذات اقدس مین نہین ہی بلکہ وحدانیت اُسکی وحدانیت خالصہ ہی اور انسان
جو مخلوق اور مصنوع اور مولف ہی اجزائے مختلفہ اور جواہر متعددہ سے وہ غیر اُسکے ہی جو بسبب اجتماع کے ایک ہی راوی
کہتا ہی کہ مینے عرض کی کہ مین قربان ہو جاؤن آپکے آپ نے مجھے کشادہ دلی عطا فرمائے حق تعالیٰ آپ سے غموم و
ہموم کو دفع فرمائے لیکن جس طرح واحد کے معنی کی تفسیر فرمائی اسی طرح جو آپ نے لطیف و خبیر فرمایا ہی اُسکی بھی تفسیر فرمائیے
کیونکہ مین جانتا ہون کہ لطف بھی اُسکا لطف خلق کے سوا ہوگا کیونکہ جب خالق و مخلوق مین مشابہت نہین ہی تو یقینی
ہر چیز جدا ہوگی لیکن آپ کی زبان مبارک سے شرح اُسکی سنا چاہتا ہون فرمایا اے فتح نہین کہا ہمنے خدا کو لطیف مگر
اس معنی سے کہ وہ پیدا کرنے والا لطیف کا ہی اور علم اُسکا مخلوقات لطیفہ کو احاطہ کئے ہی آیا تو نہین دیکھتا کہ خدا تجھے توفیق
دیوے اور ثابت حق پر رکھے کہ اثر صنعت الٰہی نباتات لطیفہ او غیر لطیفہ مین کیونکر ظاہر ہوتا ہی اور کیسے کیسے مخلوقات
اُسکے لطیف و نازک ہین اور کیسے کیسے چھوٹے جانور مثل پشہ کے یا جو اُس سے بھی چھوٹے ہین کہ بینائیان اُنکو
یا اُنکے نر و مادہ کا یا اُنکے نو مولود و قدیم کا تفرقہ بسبب اُنکے چھوٹے ہونے کے نہین کر سکتین ہین اُسکے مخلوق ہین پس جب
دیکھا ہمنے کہ یہ چھوٹے ہونے پر بھی صاحب لطف ہین ہدایت پاتے ہین نر و مادہ ساتھ جماع کے بنا بر بقاء نوع و نسل
کے پس وہ باہم کو حکمی جماع کرتے ہین مرنے سے بھاگتے ہین اور جو چیز اُنکی اصلاح امور حیات مین ضروری ہی اُسے جمع کرتے
ہین اگرچہ وہ دریائی موجون مین ہو یا درختون کی پوست مین ہو یا کھیتون مین ہو یا جنگلون مین ہو اور اسی طرح
بعض اُنکے بعض کی باتین سمجھتے ہین اور اولاد اُنکی اُنکی بات کو سمجھتی ہی اور یہ غذا کو اپنی اولاد تک پہچاتے ہین بعد اُسکے
دیکھا ہمنے کہ کیا کیا رنگ اُن مین تالیف فرمائے ہین کہین سرخی زردی کے ساتھ ہی کہین سفیدی سرخی کے ساتھ ہی اور
ایسی باریکیان ہین کہ آنکھون سے ہماری اُنکی تمام خلقت نازک بسبب اُنکے چھوٹے ہونے کے جدا جدا ظاہر نہین ہو سکتی
اور بینائیان اُنکا ادراک نہین کر سکتین اور ہاتھ انہین چھو نہین سکتے تو جانا ہمنے کہ پیدا کرنے والا اس مخلوق کا لطیف ہی
کمال لطف و نازکی کو پیدا کرنے مین اُن چیزون کے جنکا ہمنے نام لیا صرف فرمایا ہی اور یہ سب بلا علاج و حروف و آلات
پیدا کیا ہی ہر چیز کا بنانے والا کسی چیز سے بناتا ہی اور حق تعالیٰ نے کہ پیدا کرنے والا چھوٹے اور بڑے کا ہی اپنے مخلوقات کو

بلا مادہ خلق پیدا کیا اور بنایا فقط اس سے بخوبی واضح ہوا کہ اسماء اللہ کے معنی اسماء مخلوقات کے غیر ہین دلالت لفظ کی اسکے معنے پر یعنے جیسا کہ اسماء اسمائے مخلوق پر دلالت کرتا ہے اسی طرح اسماء اللہ بھی اپنے مسمی پر کہ ذات مقدس خداوند عالمیان کی ہے دلالت کرتا ہے مگر وہ معنی جیسے لفظ دلالت کرتا ہے مختلف ہے جیسا کہ ارشاد معصوم علیہ السلام سے ظاہر ہوا اور واضح ہو کہ عدد مین اسماء حسنی کے بھی اختلاف ہے چنانچہ کتاب التوحید مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ایک روایت باسناد اپنے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ اس سے تین سو ساٹھ نام حق تعالی کے نکلتے ہین لیکن اکثر روایات سے نودونہ نام کی تصریح نکلتی ہے چنانچہ اسی کتاب مین باسناد اپنے سلیمان بن مہران سے کہ اُنسے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اُن حضرت نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انھون نے جناب علی بن الحسین علیہما السلام سے اور انھون نے جناب سید الشہدا علیہ السلام سے اور انھون نے اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اور اُن حضرت نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے نقل فرمایا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ حق تعالی کے واسطے نودونہ نام مشہور منجملہ سو نامون کے ہین الا ایک کا علم کسی کو نہین ہے اور جو کوئی کہ ان نامون کا احصا کریگا اور یاد رکھے گا وہ بہشت مین داخل ہوگا اور وہ یہ ہین اللہ الاله الواحد الاحد الصمد الاول الاخر السمیع البصیر القدیر القاہر العلی الاعلی الباقی البادی البدیع الاکرم الظاہر الباطن الحی الحکیم العلیم الحلیم الحفیظ الحق الحسیب الحمید الحفی الرب الرحمان الرحیم الذاری الرازق الرقیب الرؤف الرائی السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر السید سبوح الشہید الصادق الصانع الطاہر العدل العفو الغفور الغنی الغیاث الفاطر الفرد الفتاح الفالق القدیم الملک القدوس القوی القریب القیوم القابض الباسط قاضی الحاجات المجید المولی المنان المحیط المبین المقیت المصور الکریم الکبیر الکافی کاشف الضر الوتر النور الوہاب الناصر الواسع الودود الہادی الوفی الوکیل الوارث البر الباعث التواب الجلیل الجواد الخبیر الخالق خیر الناصرین الدیان الشکور العظیم اللطیف الشافی اور اسی کتاب مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد اپنے اسی روایت کو جناب امام رضا علیہ السلام سے کہ اُن حضرت نے اپنے آبائے کرام سے کہ انھون نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ حق تعالی کے لیے نودونہ نام ہین جو کوئی بذریعہ ان نامون کے حق تعالی سے دعا کرے یا اُنکا احصا اور احاطہ کرے یعنے یاد رکھے اور دیکھے داخل بہشت ہوگا لیکن بعد نقل کرنے اس حدیث کے شیخ صدوق نے کہا ہے کہ معنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اس ارشاد کے یہ ہین کہ جو کوئی اُسکا احصا کرے یعنے احاطہ کرے اور اُنکے معانی پر واقف ہو نہ یہ کہ مراد فقط شمار ان نامون کا اس قول سے مراد لیجائے اور سبھی معانی ان اسماء کے لکھے ہین لہذا مین بھی انکے معانی کو اسی کتاب سے بطور اختصار لکھتا ہون کہ تا خدا مجھے اور جو جو بذریعہ اس رسالہ کے اُس سے واقف ہون اُنھین بہشت مین داخل کرے اور نبی کے وعدے کو اپنے سچا فرمائے

وما توفیقی الا باللہ پہلے اللہ اور الہ اور معنی اللہ و الہ کے یہ ہین کہ جو مستحق ہو واسطے عبادت کے اور لائق نہین عبادت
کرنا مگر اُسکے واسطے تم کہتے ہو کہ لم یزل الٰہًا یعنے ہمیشہ سے وہ الہ تھا تو اُسکے معنی یہ ہین کہ ہمیشہ سے عبادت کا سزاوار تھا
اور اسی لیے جب مشرکین گمراہ ہوے تو اُنھون نے یہ ٹھرایا کہ عبادت تینون کے واسطے واجب ہی اور بتون کا نام
اُنھون نے الہ رکھا الواحد والاحد اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ خدا اپنی ذات مین ایک ہی اجزا اور اعضا اور ابعاض کا صاحب
نہین ہی اعداد اور اختلاف کا حمل کرنا اُسپر جائز نہین ہی کیونکہ اختلاف اشیا کو اُسنے آیات وحدانیتہ سے اپنی قرار دیا ہی
اور اُسی سے اپنی ذات پاک کے پہچاننے کو ہدایت دلالت فرمائی ہی اور اسی معنی سے کہا جاتا ہی کہ خدا ہمیشہ سے
واحد تھا اور دوسرے معنی یہ ہین کہ خدا واحد ہی یعنے کوئی اُسکا نظیر نہین ہی پس معنی وحدانیتہ مین کوئی غیر اُسکا شریک
نہین ہی کیونکہ جو شخص کہ اُسکے انظار و اشباہ ہون وہ حقیقت مین ایک نہین ہوتا اور یہ محاورہ کی بات ہی جیسا کہ کہتے
ہین کہ فلان شخص آدمیون مین یکتا ہی یعنے جس صفت سے کہ وہ وصف کیا جاتا ہی اور کوئی اُسمین اُسکا نظیر نہین اور
خدا کو جو واحد کہتے ہین تو نہ اس راہ سے کہ منجملہ خدایان معدود ایک وہ ہی کیونکہ وہ سبحانہ تعالی اجناس مین نہین شمار
کیا جاتا لیکن وہ واحد ہی کہ اُسکا کوئی نظیر نہین الصمد معنی اُسکے سردار کے ہین اور جو اس معنی کو پہونچ جائے تو جائز ہی
کہ اُسے کہین کہ ہمیشہ سے سردار تھا اور محاورہ مین جو شخص کہ سردار اور مطاع قوم ہو کہ کوئی اُسکے حکم کے خلاف نکرتا ہو اُسے
صمد کہتے ہین اور دوسرے معنی صمد کے یہ ہین کہ جسکی طرف سب کے حاجات رجوع کرین اور تفسیر سورہ اخلاص مین
اور بھی معنی اُسکے مذکور ہو چکے ہین الاول والآخر معنی اُنکے یہ ہین کہ وہ سبحانہ تعالی بغیر ابتدا کے اول ہی اور بغیر انتہا کے آخر ہی
السمیع اُسکے ایک معنی یہ ہین کہ جب مسموع کو پاتا ہی تو اُسکا سننے والا ہوتا ہی اور دوسرے معنی یہ ہین کہ دعا کا سننے والا
ہی یعنے قبول کرنے والا ہی دعا کا ولیکن سامع پیش متعدی طرف مسموع کے ہوتا ہی اور وجود مسموع کو واجب کرتا ہی
اور اس معنی سے خدا مین یہ کہنا کہ ہمیشہ سے سننے والا تھا جائز نہین اور جناب باریتعالی بغیر اسم سمیع اپنی ذات
سے ہی البصیر معنی اُسکے یہ ہین کہ جب مبصرات ہون تو اُنکو دیکھنے والا ہی اور اسی لیے جائز ہی کہ کہین ہمیشہ سے بصیر تھا
اور یہ جائز نہین کہنا کہ ہمیشہ سے دیکھنے والا ہی اسواسطے مبصر متعدی ہوتا ہی طرف دیکھے گئے کے اور اُسکے وجود کو
واجب کرتا ہی اور بصارت لغت مین مصدر بصیر کا ہی اور حق سبحانہ تعالی بصیر لذاتہ ہی اور جیسے جو خدا کی صفت مین
سمیع و بصیر کو ذکر کیا ہی تو اُس سے مراد یہ نہین ہی کہ وہ عالم ہی بلکہ معنی اُسکے یہ ہین کہ مدرک مسموعات اور مدرک مبصرات ہی
اور یہ صفت ہر زندہ کی ہی کہ اُسکے حواس کو آفت نہ پہونچی ہو القدیر والقاہر معنی اِن دونو نامون کے یہ ہین جو چیز
اُسکا ارادہ ہو اُسکے انفاذ سے اشیا کی یہ طاقت نہین کہ ممتنع ہون اور کہا گیا ہی کہ قادر اُسے کہتے ہین کہ جس سے فعل صحیح ہو
جبکہ وہ فعل حکم ممنوع مین نہو اور قہر غلبہ ہی پس وہ قدیر ہو قادر ہی مقتدر ہی اور قدرت اُسکی اس چیز پر ہی جو ابھی موجود
نہین اور پیدا کرنا اُسکا غیر موجود بالفعل کو وہی اُسکا قہر ہی اور مالک ہونا ہی اُسکے لیے اسی لیے فرمایا ہی مالک یوم الدین

حالانکہ یوم الدین ابھی موجود نہیں العلی الاعلیٰ یہ اسم مرکب ہی دو لفظون سے ایک علی دوسرے اعلی لیکن قول یعنے
علی پس ایک معنی اُسکے قاہر کے ہین پس حق تعالی بزرگ ہی اور صاحب تری ہی یعنے صاحب قدرت و اقتدار و قہر ہی اور
دوسرے معنی اُسکے یہ ہین کہ حق تعالی برتر ہی اُس سے کہ اُسکے اشباہ ہون یا جو کچھ جاہل وسوسہ کرتے ہین اور اہل ضلالت
اپنے افکار سے قرار دیتے ہین اُس سے برتر ہی اور دوسرا لفظ یعنے اعلی پس اُسکے ایک معنی قاہر کے ہین جیسا حق تعالی نے
حضرت موسیٰ سے خطاب فرمایا تھا لا تخف انک انت الاعلی ای القاہر اور دوسرے معنی اُسکے بھی برتر از اشباہ و انداد ہی
یعنے منزہ ہی جیسا کہ خود فرمایا ہی تعالی عما یشرکون الباقی معنی اُسکے موجود کے ہین جو حادث نہو اور فنا اُسکے لیے نہو
البدیع معنی اُسکے پیدا کرنے والا بدایع کا اور احداث کرنے والا اشیا کا ہی اسکے کہ کسی مثال پر بنایا ہو اور فعیل بمعنی مفعول
ہی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی عذاب الیم بمعنی مولم اور عرب کہتے ہین ضرب وجیع بمعنی موجع اور عجیب کے معنی پر بھی آیا ہی
جیسا کہ عرب کہتے ہین لقد جئت بامر بدیع ای مبتدع عجیب البارئ معنی اُسکے باری برایا ہی یعنے خالق خلائق بریۃ سے مشتق ہی
تو خلق کے معنی پر ہی اور بعض عرب گمان کرتے ہین کہ برا سے جو تراب کے معنی پر ہی اس اسم کا اشتقاق ہی اسی لیے کہتے ہین
کہ وہ مہموز نہیں ہوتا تو اب معنی اُسکے پیدا کرنے والا خلائق کا مٹی سے ہونگے الاکرم اُسکے معنی کریم کے ہین کبھی افعل کا
وزن بمعنی فعیل کے آتا ہی جیسا حق تعالی فرماتا ہی وہو اہون علیہ کہ یہان اہون بھی بمعنی ہین کے ہی اسی طرح اکرم بھی
بمعنی کریم ہی الظاہر ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ وہ تعالی باظہار اپنی آیات کے جو شاہد قدرت اُسکی ہین اور بذریعہ اپنے آثار
حکمت کے اور دکھانے ظاہر کے کہ جیسکے چھوٹے سے چھوٹے کے پیدا کرنے مین تمام خلق عاجز ہی ظاہر ہی اور دوسرے
معنی ظاہر کے یہ ہین کہ وہ غالب و قادر ہی جو چاہے وہ کرے الباطن ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ خدا و اوہام اور حواس سے
پوشیدہ ہی یعنے نہ اوہام کنہ ذات کا اُسکی احاطہ کر سکتے ہین حواس ظاہرہ انسانی اُسکا ادراک کر سکتے ہین اور دوسرے معنی
یہ ہین کہ وہ ہر شی سے خبردار ہی یعنے جو کچھ چھپا کر اور ظاہر کر کے بندے کرتے ہین وہ سب سے آگاہ ہی اُسکے سرائر کا عالم ہی
الحی معنی اُسکے یہ ہین وہ بہت کام کرنے والا اور مدبر ہی بنفسہ زندہ ہی موت اور فنا اُسپر جائز نہیں محتاج طرف حیات کے جو
اُسکی ذات کے سوا ہو نہیں ہی جیسا کہ اُسکے بندون مین ہی الحکیم معنی اُسکے عالم کے ہین اور دوسرے معنی اُسکے یہ ہین کہ
فعال اُسکے مضبوط اور محفوظ فساد سے ہین العلیم معنی اُسکے یہ ہین کہ وہ بنفسہ علیم ہی اور سب سرائر سے عالم ہی اور جو کچھ
دلون مین پوشیدہ ہی اُس سے مطلع ہی کوئی پوشیدہ اُس سے پوشیدہ نہیں ہی سب چیزون کو اُنکے حادث ہونے کے پیشتر سے
جانتا تھا اور بعد احداث کے بھی اُنکے پوشیدہ و آشکار اور ظاہر و باطن کو جانتا ہی الحلیم معنی اُسکے یہ ہین کہ گنہگار پر عذاب
نازل کرنے مین جلدی نہین کرتا الحفیظ حفیظ حافظ کے معنون پر ہی اور معنی اُسکے یہ ہین کہ سب چیزون کا حفظ کرتا ہی اور
بلاؤن کو اُن سے دفع کرتا ہی الحق ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ وہ محقق ہی یعنے سزاوار ہی اور دوسرے معنی اُسکے یہ ہین کہ اُس سے مراد
لیی جائے کہ خدا کی عبادت ہی حق ہی الحسیب ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ وہ احاطہ کرنے والا ہر شی کا ہی اور عالم ہی اُن سے کوئی

چیز اُسپر پوشیدہ نہین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ حق تعالی بندون کے اعمال کا حساب لینیے والا ہی اور جزائے عمل
دینیے والا ہی اور تیسرے معنی اُسکے کافی کے ہین یعنے خدا بس ہی جیسا حق تعالی فرماتا ہی جزاءً من ربک عطاءً حسابًا
ای کافیا الحمید یعنے محمود ہی الحفی ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ خدا عالم ہی اور دوسرے معنی اُسکے لطیف کے ہین الرب
بمعنی مالک ہی جو جس چیز کا مالک ہو وہ اُسکا رب ہی لیکن مخلوقات کو الف لام کے ساتھ الرب نہین کہتے کیونکہ الف لام
دلالت عموم پر کرتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ فلان رب فلان چیز کا ہی تاکہ اضافت کے باعث سے لفظ رب معرفہ ہو جائے
الرحمان معنی اُسکے یہ ہین کہ رحمت اُسکی اپنے بندون پر بہت وسیع ہی علی العموم سبکو روزی دیتا ہی اُنپر انعام کرتا ہی بالجملہ
بمعنی رحمت عام ہی الرحیم اُسکے معنی یہ ہین کہ مومنین کے ساتھ رحم فرماتا ہی اور آخرت مین اُنہین مخصوص برحمت
فرماتا ہی البادی اُسکے معنی خالق کے ہین الرازق اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ اپنے سب بندون کو روزی دینے والا ہی خواہ
نیک کام کرنے والے ہون یا بد کام کرنے والے ہون الرقیب اُسکے معنی حافظ کے ہین الرؤف معنی اُسکے بھی رحیم کے
ہین کیونکہ رافۃ و رحمۃ ہم معنی ہین الرائی معنی اُسکے عالم کے ہین السلام ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ سلامتی اُسکی طرف سے
پہونچتی ہی اور دوسرے معنی یہ ہین کہ حق تعالی موصوف بصفت سلامتی اسلیے ہی کہ اُسکی ذات اقدس سالم ہی اس سے
کہ اُسے کوئی عیب و نقص و زوال و انتقال پہونچے جیسا کہ بندون کو پہونچتا ہی المؤمن معنی اُسکے مصدق کے ہین اور ایمان
لغت مین بمعنی تصدیق ہی پس تصدیق بندون کی یہ ہی کہ تصدیق کرین خدا کے توحید کی اور خدا کی تصدیق یہ ہی
کہ اپنے وعدون کی تصدیق فرمایگا اور دوسرے معنی اُسکے محقق کے ہین یعنے اُسنے اپنی وحدانیۃ کو خلق پر بذریعہ
آیات قدرت کے ظاہر و تحقیق فرما دیا اور تیسرے معنی یہ ہین کہ اُسنے ظلم و جور سے بندون کو اپنے امان دی ہی المہیمن
معنی اُسکے شاہد کے ہین اور دوسرے معنی امین ہین العزیز اُسکے معنی یہ ہین کہ کوئی چیز اُسے عاجز نہین کرتی اور اُسکے ارادے
ممتنع نہین ہوتی ہمیشہ وہ سب چیزون کے لیئے قاہر ہی اور غالب ہی کہ مغلوب نہین ہوتا اور دوسرے معنی اُسکے ملک کے ہین
یعنے بادشاہ اور ملک کو عزیز کہتے ہین الجبار معنی اُسکے قاہر کے ہین کہ صاحب عظمت و جبروت ہو اور اُس تک کسی کا ہاتھ
نہ پہونچے المتکبر کبریا سے ماخوذ ہی بزرگی کے معنی پر السید اُسکے معنی بادشاہ کے ہین جو شخص کہ مالک اور بزرا قوم کا ہو
اُسے سید قوم کہتے ہین جیسا کہ جناب عائشہ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے پوچھا کہ کیا آپ سید عرب نہین ہین
فرمایا کہ مین سید اولاد آدم ہون سید عرب علی بن ابیطالب ہین اُسوقت عائشہ نے پوچھا کہ ای پیغمبر خدا سید کون ہی
حضرت نے فرمایا کہ جسکی طاعت و فرمان برداری واجب ہی جیسا کہ میری طاعت واجب ہی پس اس حدیث سے ظاہر
ہوا کہ سید کے معنی بادشاہ واجب الطاعتہ کے ہین سبوح اور یہ نام اور قدوس دونو کے معنی ایک ہین یعنے تسبیح کرتا ہون
خدا کے تنزیہ کرتے اُسکو جمیع اُن چیزون سے کہ نہین سزاوار ہی کہ وصف کیا جائے ساتھ اُسکے الشہید معنی اُسکے یہ ہین کہ
شاہد ہی ہر مکان سے اور صانع و مدبر ہی علاوہ اسکے کہ مکان مکان صنعت و تدبیر خدا کا ہی نہ یہ کہ مکان خدا کے لیے ہی

تعالی عن ذالک الصادق اسکے معنی یہ ہین کہ اپنے وعدے مین سچا ہی جو شخص کہ عہد کی اپنے وفا کرے اُسکے ثواب کو ناقص نہین
کرتا الصانع معنی اُسکے یہ ہین کہ وہ خدا خالق ہر مخلوق کا ہی اور جتنے صنائع اور بدائع ہین سبکا ایجاد کرنے والا ہی الطاہر معنی
اُسکے یہ ہین کہ جمیع اشباہ وانداد واضداد وامثال وحدود وزوال و انتقال اور جتنے معانی خلق کے ہین اعراض و جواہر سے
سب سے منزہ ہی العدل معنی اسکے یہ ہین کہ حکم کرنے والا ہی ساتھ عدل اور حق کے یعنے عادل ہی العفو یہ اسم ہی بروزن
فعول کہ مشتق ہی عفو سے جو بمعنی محو کے ہی یعنے بہت محو کرنے والا معاصی کا ہی الغفور یہ نام مشتق مغفرت سے ہی
بمعنی غافر اور غفار کے اور لغت عرب مین مغفرت بمعنی ستر و تغطیہ کے ہی پس یہان معنی غفور کے یہ ہین کہ بندون کا
اپنی رحمت مین چھپانے والا ہی الغنی معنی اُسکے یہ ہین کہ بنفسہ اپنے غیر سے بے نیاز ہی اور اسی طرح آلات وادوات وغیرہ کا
محتاج نہین ہی اور تمام اشیا سوائے خدا کے ضعف وحاجت مین متشابہ ہین بعض کا قیام بسبب بعض کے ہوتا ہی اور
بعض بعض سے بے نیاز نہین ہی الغیاث معنی اُسکے فریاد رس کے ہین یعنے مغیث ہی اپنے بندون کی فریاد کو پہونچتا ہی
الفاطر معنی اُسکے خالق اور مبدع کے ہین الفرد ایک معنی اسکے یہ ہین کہ وہ رب ہونے مین اور حاکم ہونے مین یکتا ہی سوا
خلق کے کہ وہ تنہا مالک اور حاکم نہین ہو سکتے اور دوسرے معنی یہ ہین کہ وہ تنہا موجود ہی کوئی موجود اسکے ساتھ نہین ہی
الفتاح معنی اسکے یہ ہین کہ وہ حاکم ہی الفالق یہ نام مشتق ہی فلق سے جو لغت مین بمعنی شق کے ہی چونکہ حق تعالی نے جو ہر
چیز کو پیدا کیا تو اس پیدایش مین شق واقع ہوا مثلاً رحم کو شق کیا تو اُس سے حیوان شق ہو کر نکلے اور بیج کو اور گٹھلیون کو
شق کیا تو اُس سے نباتات و اشجار شق ہو کر ظاہر ہوے اسی طرح زمین کو شق کیا تو اُس سے جو کچھ زمین سے پیدا کیا وہ
نکلا اور ظاہر ہوا اسلیے فالق اپنا نام مقرر فرمایا القدیم معنی اُسکے یہ ہین کہ سب چیزون سے پہلے تھا الملک یعنے مالک ملک ہی
ہر چیز کا مالک ہی القدوس معنی اسکے طاہر ہین اور تقدیس اور تطہیر و تنزیہ کے ایک معنی ہین القریب ایک معنی اسکے مجیب ہین
یعنے قبول کرنے والا دعاؤن کا اور دوسرے معنی اسکے یہ ہین کہ وہ وساوس کو دلون کے جانتا ہی اور کوئی پردہ اور
مسافت درمیان مین اسکے اور دلون کے نہین ہی نہ یہ کہ قریب مکانی مراد لین کیونکہ وہ خالق مکان ہی قبل مکان تھا القوی
معنی اسکے معروف ہین کہ بلا استعانت و اعانت قوی ہی القیوم معنی اسکے یہ ہین کہ بنفسہ متولی حفظ کا اور صلاح اور تقدیر
خلق کا ہی القابض یہ نام مشتق قبض سے ہی اور قبض کے کئی معنی ہین ایک معنی اُسکے ملک کے ہین جیسا کہتے ہین کہ فلان
جائداد ہماری قبضہ مین ہی یعنے ملک ہماری ہی اور اس معنی سے خدا مالک کل مخلوق کا ہی اور ایک معنی اُسکے ناپید کرنا
چیز کا ہی جیسا کہ مردہ کے لیے کہتے ہین قبضہ اللہ الیہ یعنے فنا کیا اُسے خدا نے پس اس معنی سے حق تعالی قابض نفوس ہی
الباسط معنی اسکے یہ ہین کہ روزی کا اور نعمتون کا اور جملہ فضل و احسان کا بندون پر پھیلانے والا ہی قاضی الحاجات قاضی
مشتق ہی قضا سے اور قضا حق تعالی کی طرف سے تین معنون پر مستعمل ہوتا ہی پہلے حکم اور لازم کرانا جیسا حق تعالی فرماتا ہی
وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ یعنے حکم فرمایا ہی خدا نے کہ کسی کی عبادت نکرو مگر خاص خدا کی بندگی کو واجب و لازم جانو

اور اس معنی سے حکم کرنے والا حاجات کا مراد ہوگا اور دوسرے معنی خبر کے ہین جیسا کہ فرماتا ہی وقضینا الی بنی اسرائیل
فی الکتاب یعنے خبردار کیا ہمنے انکو زبان پیغمبر سے اور ایک معنی اُسکے تمام کرانے کے ہین جیسا کہ فرمایا ہی فقضٰہن سبع
سموات فی یومین یعنے باتمام پہونچایا اُسنے انھین سات آسمان بناکر دو دن مین اور محاورہ مین بھی کہتے ہین کہ فلان شخص نے
ہماری قضاے حاجت کی یعنے اتمام کو پہونچایا میری حاجت کو جو مانگا تھا وہ دیا بنا بر اسکے معنی یہ ہونگے کہ وہ حاجتون کو
اپنے بندون کی اتمام کو پہونچاتا ہی یعنے جو مانگتے ہین وہ دیتا ہی المجید ایک معنی اُسکے کریم عزیز ہین جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی
بل ہو قران مجید ای کریم عزیز اور دوسرے معنی اُسکے یہ ہین کہ ممجد ہی یعنے خلق اُسکے تمجید یعنے تعظیم کرتی ہی المولیٰ معنی اُسکے
یہ ہین کہ ناصر مومنین ہی یعنے مددگار ہی انکا اور متولی ہی اُنکے ثواب کرامت کا اور اُنکی مدد کرتا ہی بمقابل اُنکے دشمنون کے
جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہی واللہ ولی المؤمنین المنان معنی اُسکے معطی و منعم کے ہین المحیط ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ سب چیزون کے
ساتھ محیط ہی اور عالم ہی اُن سب کا اور دوسرے معنی متولی اور مقتدر کے ہین المبین معنی اُسکے یہ ہین کہ ایسا ہی وہ کہ
ظاہر ہی حکمت اُسکی اور وہ ظاہر کرنے والا ہی اس حکمت کا انہی سبب اُسکے کہ ظاہر کیا ہی اُسنے اپنے بینات اور آثار قدرت
کو خلق پر المقیت معنی اُسکے خالق اور رقیب و رقدیر کے ہین المصور یہ نام مشتق تصویر سے ہی یعنے وہ صورت کا بنانے والا ہی
اور پیدا کرنے والا ہی خواہ رحم مین ہو یا باہر اُسکے الکریم ایک معنی اُسکے عزیز کے ہین جیسا خدا فرماتا ہی ذق انک انت العزیز
الکریم دوسرے معنی اُسکے جواد و سخی کے جو بہت دیتا ہو ہین جیسا کہتے ہین کہ فلان شخص کریم ہی یعنے بہت دیتا ہی سبکو دیتا ہی
کوئی اُسکے پاس سے حاجت مند مایوس ہو کر نہین آتا الکبیر یعنے سردار اور کبریا نام اُسکے تکبر اور تعظم کا ہی الکافی یہ نام
مشتق ہی کفایت سے اور جو شخص اُسپر توکل کرتا ہی وہ اُسے کفایت کرتا ہی دوسرے پاس جانے کی حاجت نہین ہوتی
الکاشف الضر اُسکے معنی مفرج کے ہین یعنے غم کا دفع کرنے والا ہی الوتر یعنے فرد ہی النور ایک معنی اُسکے روشن کرنے والے کے ہین
جیسا فرماتا ہی اللہ نور السموات والارض یعنے خدا روشن کرنے والا آسمانون کا اور زمین کا ہی اور حکم و ہدایت کرنے والا
مخلوقات کا ہی کہ وہ اُس سے اپنے مصالح مین ہدایت پاتے ہین جیسا کہ نور و ضیا سے راہ چلتے ہین اور یہ استعمال بطور توسع ہی
جیسا کہ عدل بمعنی عادل تھا ویسا ہی نور بمعنی منیر ہی والا نور و ضیا مخلوق خدا اور محدث ہین اور حق تعالیٰ برتر ہی اس سے
کہ محدث ہو اور اسی طرح بطور توسع قرآن کو بھی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو بھی نور کہتے ہین کیونکہ اُن دونون سے
امر دین مین ایسی ہدایت حاصل ہوتی ہی خلق کو کہ جیسا نور سے راہ چلنے مین ہدایت پاتے ہین الوہاب یہ معروف ہی کہ
مشتق ہبہ سے ہی یعنے بخشتا ہی اور دیتا ہی اپنے بندون کو جو کچھ کہ چاہتا ہی جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی یہب لمن یشاء
اناثا و یہب لمن یشاء الذکور الناصر ناصر اور نصیر کے ایک معنی ہین اور وہ حسن معونۃ ہی الواسع بمعنی غنی کے ہی کیونکہ
سعۃ اور غنی ایک چیز ہی الودود یہ نام بروزن فعول یا بمعنی مفعول ہی تو معنی اُسکے مودود اور محبوب کے ہونگے یا بمعنی فاعل ہی
تو معنی اُسکے یہ ہونگے کہ بندگان صالحین کو اپنے دوست رکھتا ہی کیونکہ وداد کے معنی محبت کے ہین الہادی معنی اُسکے

یہ ہین کہ وہ ہدایت کرتا ہے خلق کو ساتھ حق کے اور ہدایت خدا کی طرف سے تین طرح پر ہوتی ہے ایک دلالت کہ سب کو دین حق
دلالت فرمائی ہے یعنے راہ بتائی ہے دوسرے ایمان وہ بھی ہدایت ہے خدا کی طرف سے جیسا کہ نعمت ہے خدا کی طرف سے تیسرے
نجات ہے کہ اُسے بھی حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ مومنین کو مرنے کے بعد ہدایت فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے کہ والذین
قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالہم سیھدیھم و یصلح بالہم یعنے وہ لوگ کہ مارے گئے راہ خدا مین پس ہرگز اُنکے
اعمال کو ضائع نکریگا عنقریب ہے کہ انھین ہدایت کرے اور صلاح کرے انکے حال کی اور ظاہر ہے کہ ہدایت بعد مرنے کے اور
مارے جانے کے نہین ہے مگر ثواب و نجات جیسا کہ ضلال جسکا وعدہ کفار سے فرمایا ہے نہین ہے مگر ہلاک و عقاب الوفی یعنے
وفا کرنے والا ساتھ بندون کے اپنے عہد کے موافق ہے الوکیل ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ بندون کی حفاظت پر قائم ہے
دوسرے معنی یہ ہین کہ وہ معتمد اور ملجا ہے بندون کا ہر ایک اُسپر اعتماد کرتا ہے اور التجا اُسکی طرف لاتا ہے الوارث معنی اُسکے
یہ ہین کہ حق تعالیٰ نے جس جس کو صاحب ملک و ملکیت کیا ہے یہ سب جاتے رہینگے اور پھر مالک اُسکا کوئی سوا خدا کے نہین
ہوتا البر یعنے صادق ہے الباعث یعنے اُٹھانے والا اور زندہ کرنے والا روز قیامت اہل قبور کا ہے التواب معنی اُسکے
یہ ہین کہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور گناہون کا عفو کرنے والا ہے جبکہ بندہ اُس سے توبہ کرے الجلیل اُسکے معنی بھی بزرگ
اور سردار کے ہین الجواد یہ مشتق ہے جود سے جسکے معنی بخشش اور سخاوت کے ہین یعنے بہت احسان و انعام کرنے والا بندون پر
لیکن خدا کو سخی کہنا نہین چاہیے کیونکہ سخاوت وہ ہے جو مترتب ہوتی ہے دل کے ملائم ہونے پر جبکہ کسی کی حاجت اُسکی
طرف رجوع ہو اور وہ صفات محدث سے ہے بلکہ حق تعالیٰ کو جواد بمعنی کثیر الاحسان کے جاننا چاہیے الخبیر یعنے عالم ہے الخلاق
معنی اُسکے خلاق کے ہین یعنے بہت پیدا کرنے والا مخلوقات کا ہے خیر الناصرین و خیر الراحمین اُسکے معنی یہ ہین کہ فاعل نیکیون کا ہے
جب زیادہ فعل خیر اُس سے ہوے تو توسعاً خود خیر کے ساتھ نام رکھا گیا الدیان یعنے جزائے اعمال خیر دینے والا ہے بندون کو
الشکور اور شاکر دونو ہم معنی ہین یعنے شکر گذاری بندون کی بسبب اُنکے عمل صالح کے فرماتا ہے اور یہ بھی از قبیل توسع
فی الاسناد ہے کیونکہ شکر لغت مین احسان کے پہچاننے کو کہتے ہین اور حق تعالیٰ محسن عباد اور منعم ہے اُنکا لیکن چونکہ مطیعون کو
جزا دینے والا ہے اُنکی طاعت پر اسلیے اُسکی جزائے طاعت کے دینے کو بطور مجاز شکر نام رکھا گیا العظیم ایک معنی اُسکے بھی
سردار و بزرگ کے ہین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ وہ ساتھ عظمت کے وصف کیا جاتا ہے بسبب اُسکے غالب ہونے کے سب چیزون پر
اور تیسرے معنی اُسکے یہ ہین کہ وہ بزرگ ہے کیونکہ اُسکے ماسوا سب ذلیل و خاضع ہین اُسکے آگے پس وہ عظیم السلطان عظیم
الشان ہے اور چوتھے معنی اُسکے مجید کے ہین جیسا کہ کہتے ہین کہ فلان شخص مجد مین عظیم ہے بڑا ہے و لیکن مراد عظیم سے ضخیم و طویل و عریض
و ثقیل نہین ہے کیونکہ یہ معانی مخصص بمخلوقات و حوادث ہین خدا ان سے برتر ہے اور حدیث مین ہے کہ حق تعالیٰ عظیم کے ساتھ
اسلیے نام رکھا گیا کہ پیدا کرنے والا خلق عظیم کا ہے اور رب عرش عظیم کا اور اُسکا خالق ہے اللطیف ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ
بندون پر لطف و احسان فرمانے والا ہے اور دوسرے معنی یہ ہین کہ اپنے فعل و تدبیر مین لطیف ہے اور تیسرے معنی یہ ہین کہ

لطیف ہی یعنے پیدا کرنے والا خلق لطیف کا ہی اور یہ معنی حدیث مین وارد ہوئے ہین الشافی یہ نام مشتق ہی شفا سے کہ جو خد مرض ہی یعنے وہ شفا دینے والا ہی جیسا کہ حضرت ابراہیم سے فرمایا و اذا مرضت فهو یشفین یعنے جب تو بیمار ہوتا ہی تو مرض کو دفع وہ کرتا ہی اب جاننا چاہیے کہ یہ سب نود و نہ نام ہین حق تعالی کے جنھین اسماء حسنی کہتے ہین اور لیکن تبارك پس وہ برکت سے ہی یعنے خدا صاحب برکت ہی اور فاعل اور خالق برکت ہی اپنے خلق مین تبارك و تعالی یعنے صاحب برکت ہی اور بزرگ ہی خدا ولد سے اور صاحب شریک سے اور جو کچھ ظالمین مشرکین کہتے ہین بلند ہو نیکر اور شیخ صدوق نے کتاب التوحید مین باسناد اپنے یحیی خزاعی سے نقل کیا ہی کہ کہا اُسنے کہ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ گیا ایک شخص کے یہان کہ وہ مومن تھا اور وہ حضرت اُسکی خبر پرسی کو تشریف لیگئے تھے مین نے دیکھا کہ وہ شخص آہ آہ بہت کرتا تھا مین نے کہا کہ اے بھائی خدا کو یاد کر اور اُس سے فریاد کر حضرت نے فرمایا کہ آہ بھی ایک خدا کا نام ہی پس جسنے آہ کہا اُسنے استغاثہ خدا کے ساتھ جو صاحب برکت بزرگی ہی کیا اور اُسی کتاب مین باسناد اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے نقل کی ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آسمان سے میرے اوپر یہ دعا لیکر نازل ہوئے اور ہنستے ہوئے بہت خوش ہوکے آئے اور کہا کہ السلام علیك یا محمد حضرت نے فرمایا علیك السلام یا جبرئیل بعد اُسکے کہا کہ حق تعالی نے ایک ہدیہ تمھارے پاس بھیجا ہی حضرت نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کیا ہی اے جبرئیل کہا کلمات خزاین عرش سے ہین کہ حق تعالی نے اُنکے ساتھ تم پر اکرام فرمایا ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ کون سے کلمات ہین جبرئیل نے کہا کہ کہو یا من اظہر الجمیل و ستر القبیح یا من لم یؤاخذ بالجریرۃ و لم یہتك الستر یا عظیم العفو یا حسن التجاوز یا واسع المغفرۃ یا باسط الیدین بالرحمۃ یا صاحب کل نجوی و یا منتہی کل شکوی یا مقیل العثرات یا کریم الصفح یا عظیم المن یا مبتدأ بالنعم قبل استحقاقها یا ربنا و یا سیدنا و یا مولنا و یا غایۃ رغبتنا اسئلك یا اللہ ان لا تشوہ خلقی بالنار اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل اِن کلمات کے پڑہنے کا کیا ثواب ہی جبرئیل نے کہا کہ افسوس افسوس کہان ہی علم یہان علم قطع ہوتا ہی کون اُسکے ثواب کو جان سکتا ہی و بیان کرسکتا ہی اگر ساتون آسمان و ساتون طبقات زمین کے فرشتے مجتمع ہون اِس بات پر کہ اُسکے ثواب کا وصف کرسکین تعین روز قیامت تک ہزار جز سے ایک جز کا بھی اُسکے بیان نکر سکینگے جسوقت بندہ کہتا ہی یا من اظہر الجمیل و ستر القبیح تو حق تعالی اپنے پردہ رحمت مین اُسے دنیا مین چھپاتا ہی اور آخرت مین اُسے صاحب نیکی کا کرتا ہی اور ہزار پردے اُسکے اوپر ڈالتا ہی اور حساب نہین کرتا اُسکا روز قیامت و رنہ اُسکے پردہ کو پھاڑتا ہی جسدن کہ سب کے پردے پھٹ جائینگے اور جب بندہ کہتا ہی یا عظیم العفو تو حق تعالی اُسکے گناہون کو بخشتا ہی اگرچہ مثل کف دریا ہون اور جب کہتا ہی یا حسن التجاوز تو حق تعالی درگذر کرتا ہی گناہون سے اُسکے حتی کہ چوری اور شراب خواری اور سوا اُسکے و کبائر سے اور جب کہتا ہی یا واسع المغفرۃ تو کھولتا ہی حق تعالی اُسکے لیے ستر دروازے اپنی رحمت کے پس وہ رحمت خدا مین چلا جاتا ہی جب تک کہ دنیا سے جائے اور جب کہتا ہی بندہ یا باسط الیدین بالرحمۃ تو حق تعالی پھیلاتا ہی اپنے دست رحمت کو اُسپر

جب کہتا ہی یا صاحب کل نجوی ویا منتہی کل شکوی توحق تعالی اُسے ثواب ہر مصیبت زدہ اور ہر سالم اور
ہر مریض اور ہر ضریر اور ہر مسکین اور ہر فقیر کا جو قیامت تک اسی حال میں ہے عطا فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا کریم
الصفح توحق تعالی کرامت بزرگی پیغمبرون کی اُسے عنایت فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا عظیم المن توخدا اُسے روز قیامت
اپنی طرف سے امان ورخلائق کی طرف سے امان عطا فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا مبتدئا بالنعم قبل استحقاقہا توحق تعالی
اُسے ثواب عطا کرتا ہی موافق عدد اُس شخص کے جسنے اُسکی نعمتون کا شکر ادا کیا ہو اور جسوقت کہتا ہی یا ربنا یا سیدنا
توحق تعالی فرماتا ہی کہ ای ملائکہ میرے گواہ رہو کہ مین نے اُسے بخشا اور دیا اُسے ثواب موافق عدد اُسکے جسے پیدا کیا ہے
مین نے بہشت مین اور دوزخ مین اور آسمانون مین اور ساتون مینون مین اور آفتاب و ماہتاب اور کواکب اور قطرہ ہای
باران اور انواع مخلوقات اور پہاڑ اور سنگ ریزے اور زمین نمناک اور سوا اُسکے عرش اور کرسی ان سبکے عدد کے
موافق ثواب عطا فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا مولانا توحق تعالی اُسکے دل کو ایمان سے بھرتا ہی اور جب کہتا ہی یا غایۃ
رغبتنا تو عطا کرتا ہی خدا اُسے روز قیامت اُسکی رغبت کے موافق اور تمام خلق کی خواہش کے موافق اور جب کہتا ہے
اسئلک یا اللہ ان لا تشوہ خلقی بالنار توجبار جل جلالہ فرماتا ہی کہ میرے بندے نے اپنی آزادی آتش جہنم سے مجھسے
طلب کی گواہ رہو ای ملائکہ میرے کہ مین نے اُسے آتش جہنم سے آزاد کیا اور آزاد کیا اُسکے والدین کو اور اُسکے بہنون کو
اور اُسکے بھائیون کو اور اُسکے اہل کو اور اولاد کو اور ہمسایہ کو اور جو صاحبان حق شفع ہون اُسکے ہزار شخص تک کہ
جنکا آتش جہنم مین داخل ہونا واجب ہو سبکو آزاد کیا اور اُسے پناہ دی مین نے شر آتش جہنم سے پس تعلیم کر و ای محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ ان کلمات کو اُن لوگون کو جو نیکوکار ہون اور نہ بتاؤ انھین بدکارون کو کیونکہ یہ کلمات دعائے مستجاب ہین اپنے
کہنے والون کے لیے انشاء اللہ تعالی اور یہ دعا ہی بیت المعمور کے گرد رہنے والون کی جب طواف اُسکے گرد کرتے ہین تو
اُسے کہتے ہین فقط حق تعالی توفیق بجالانے عمل خیر کی اور پڑھنے کی ان کلمات کے مع اُس ثواب کے جسکا وعدہ حامل
وحی نے مبلغ تنزیل سے کیا مجھے اور جمیع موحدین مومنین کو عطا فرمائے اور جب اس کتاب سے مومنین منتفع ہون
اور اس ہدیہ بے بہا کو پائین تو اول شکر جناب باریتعالی کرین جسنے اس ہدیہ رحمت کو بھیجا اور دوسرے صلوات اور
سلام بھیجین اوپر محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم کے جو رحمت خدا ہین اور جسکے لیے یہ ہدیہ نازل ہوا اور تیسرے درود
بھیجین جبرئیل علیہ السلام پر جو اس ہدیہ کو بحکم رب جلیل بہترین نبیل خلیل پر لائے اور اُسکے ثواب منافع بیان کیے کہ
سبب رغبت وحصول اجر ہوا اور تیسرے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کو بدعائے نزول رحمت یاد کرین جنھون نے اپنی
کتاب مین اس حدیث کو بعینہ نقل کیا اور پانچوین اس راقم اوراق کو بدعائے مغفرت یاد کرین جسنے اردو مین ترجمہ
کرکے لائق فائدہ مند ہونے مومنین ومومنات ہندوستانی کے کیا ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین والحمد
للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

باب دوسرا بیچ بیان اصل ثانی کے اصول خمسۂ دینیہ سے

کہ وہ عدل ہے اور وہ صفات فعل سے ہے اگرچہ صفات فعل اسی مین منحصر نہین ہین چنانچہ بعض اُن کے مثل صفت خالقیت اور
رازقیت بحث توحید مین مذکور ہو چکے اور انمین کسی کو نزاع بھی فرق اسلامیہ مین نہین ہے لیکن چونکہ عدل اصل بزرگ اور
عمدہ ارکان ایمان سے ہے کیونکہ جملہ قواعد اسلامیہ بلکہ احکام دینیہ سب اسپر موقوف ہین اور بدون اسکے دین تمام نہین ہو سکتا
اور نہ کسی پیغمبر کی تصدیق ہو سکتی ہے ہر چند یہ بھی مسائل باب توحید سے ہے لیکن چونکہ مباحث طویل الذیل اسمین آئینگے
لہذا اسکو ایک باب علیحدہ قرار دیا یعنے جیساکہ باب اول مین بھی اثبات واجب تعالی کہ واحد ہے اور صفات ثبوتیہ اور
سلبیہ سب کچھ مذکور ہین لیکن چونکہ عمدہ توحید ہے اسی کے نام سے وہ باب مختص ہے اسی طرح اس باب مین بھی صفات افعال
سب مذکور ہین جو صفت فعل کے سب مین عمدہ ہے یعنے عدل اسی کے ساتھ یہ باب بعموم مختص ہوا بالجملہ جاننا چاہیے کہ
حق تعالی عادل ہے یعنے فعل قبیح کو نہین کرتا اور فعل واجب کو ترک نہین کرتا اور اسکے ساتھ جو مباحث متعلق ہین وہ چند
فصلون مین بیان ہونگے **فصل پہلی بیچ بیان اعتقاد امامیہ کے بہ نسبت حسن و قبح افعال کے** جاننا چاہیے کہ
مذہب حق امامیہ یہ ہے کہ حسن و قبح افعال کا عقلی ہے حسن اس فعل کا نام ہے کہ جب فاعل قادر اُسے کرے تو نظر عقلا مین مستحق
مدح کا ہو اور قبیح وہ فعل ہے کہ جب فاعل اپنے اختیار و قدرت سے اُسے واقع کرے تو لائق مذمت و ملامت کے ہو اور یہ معنی
حسن و قبح کے افعال خداوند قادر مطلق کو بھی شامل ہین اور کبھی تعریف مین حسن و قبح کے لفظ استحقاق ثواب کا اور استحقاق
عقاب کا بھی بڑھایا جاتا ہے اور اسوقت مین یہ صفات بندون کے افعال کے ساتھ مختص ہونگے مگر یہ کہ فرقہ امامیہ کے
نزدیک حسن و قبح جو عقلی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہر فعل اپنی ذات مین ایک صفت دونو صفتون سے رکھتا ہے کہ جب قطع نظر
کرکے ورود شرعی سے دیکھین تو یا جہت حسن کی یا قبح کی رکھتا ہوگا کہ جسکے سبب سے اسکا فاعل مستحق مدح یا ثواب
یا مستحق مذمت اور عقاب ہوتا ہے اور اس جہت کا حال مختلف ہے کبھی ایسا ہے کہ بدیہیہ عقل اُسے بسبب اسکے ظاہر ہونے کے سب
سمجھتے ہین جیسا سچ بولنا اس مقام پر کہ اس سے فایدہ ظاہری بھی حاصل ہو اور جھوٹ بولنا ایسی جگہ پر کہ اس سے نقصان
و ضرر بھی ظاہر ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حسن و قبح بعض افعال کا بتامل و فکر ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بسبب نقصان
عقل کے ہمکو اسکے کنہ معلوم نہین ہوتے لیکن شارع جب بیان فرماتا ہے تب ہم اس سے آگاہ ہوتے ہین جیساکہ اکثر احکام شرعیہ کا
حال ہے مثلاً روزہ آخر روز ماہ رمضان کا حسن اور روزہ اول ماہ شوال کا قبح کہ یہ موقوف بیان شارع پر ہے اور اگر حسن و
قبح اشیا مین بنظر انکی ذات کے یا بنظر انکی صفات لازمہ یا مفارقہ کے علاوہ حکم شارع کے متحقق نہوتا تو امر و نہی شارع کے
مستلزم ترجیح بلا مرجح کو ہوتی لیکن اشاعرہ اہل سنت نے جیساکہ افعال عباد کی نسبت طرف خدا کے عموماً کر دی اسی طرح
دست برداشتہ از عقل یہان بھی کہتے ہین کہ افعال بذات و صفات اپنی کوئی جہت حسن و قبح کی نہین رکھتے بلکہ ہر فعل کی
خوبی اور بدی تابع امر و نہی شارع کے ہے جسکے لیے شارع حکم کرے وہ اچھا ہے اور جسکے لیے نہی کرے وہ برا ہے مثلاً اگر وہ

جھوٹ بولنا کہ اُس سے ضرر ہو کسی کے لیے حق تعالی حکم فرماوے تو وہی خوب اور واجب ہو جائے اور وہ سچ بولنا کہ جس سے
فائدہ ہو سکے لیے منع فرماوے تو وہی بد اور حرام ہو جائے اور اسی طرح اگر قتل اور خونریزی بے گناہ ناحق کو یا پیغمبرون کی
تعذیب کو جنھون نے ہمیشہ اطاعت مین زندگانی کی کیسی ہی مکارہ اور کلفتون مین بسر کی حکم کرے تو وہی حسن ہے اور ظالمون
اور گنہگارون کو جنھون نے ہمیشہ خود سری اور نافرمانی مین عمر کاٹی بانواع الطاف و عنایات فرمان بردارون پر ترجیح
دی تو وہی مستحسن اور بجا ہو گا بالجملہ اُنکے نزدیک خوبی اور بدی کسی فعل مین نہین ہے مگر بعد حکم شارع اچھا ہو جاتا ہے اور بعد
نہی برا ہو جاتا ہے اور یہ عقیدہ بوجوہ باطل ہے **اول** یہ کہ حسن و قبح افعال کا عقلی ہونا ایسی چیز نہین ہے کہ عاقل اُس سے انکار کر
سکے اسی لیے یہ بات ایسی ہے کہ جو لوگ کسی شریعت اور طریقہ کے پابند نہین ہین وہ بھی اُسکا اعتراف کرتے ہین مثلاً وہ جھوٹ
جو مضر ہو اُسکا برا ہونا یا وہ سچ جو مفید ہو اُسکا اچھا ہونا یا انصاف کا اچھا ہونا اور امانت کسیکی صاحب مال کو پھر پہونچا دینا
اُسکی خوبی یا دریا مین ڈوبتے ہوئے کا نکالنا جبکہ اپنے لیے مضر نہو خصوصاً ہر گاہ وہ ڈوبنے والا مقرب خدا ہو اُسکا اچھا
ہونا اور خوبی احسان کرنے کی اُسکے مستحق کے ساتھ اور جہل اور ظلم کا بد ہونا اور ناحق اہل حق کے مارنے کی بدی یا پانی
کے رہنے والیکو ہوا مین اڑنے کی تکلیف دینا جو اُس سے نہو سکے اُسکی برائی پھر یہ باتین ایسی نہین ہین کہ اُنکی نیکی اور بدی پر
کوئی عاقل تامل کرے یا کسی پر پوشیدہ ہو اور اس سے انکار ضروریات کا انکار ہے اور اسکی تائید کو یہ کافی ہے کہ اگر عقلمند نے
پہاڑون پر یا ایسی جگہ کہ جہان آواز دین اہل دین کا نہ پہونچا ہو پرورش پائی ہو اور سن عقل و تمیز کو پہونچا ہو اُسے اختیار دین
کہ چاہے سچی بات کہے اُسمین بھی اُسے ایک اشرفی ملیگی یا جھوٹی بات کہے اُسمین بھی ایک اشرفی ملیگی تو بالضرور سچ بات
کہنے کو جھوٹ پر ترجیح دیگا حالانکہ احکام شرعیہ کو نہین جانتا اِس سے بخوبی معلوم ہوا کہ قطع نظر احکام شرعیہ کے خوبی اور
بدی ہر فعل کی عقلاً بھی ثابت ہوتی ہے کہ عقلا اُسکے پابند ہوتے ہین پس اب گنجایش انکار حسن و قبح عقلی سے افعال مین از
روے انصاف کے کہان باقی رہی بلکہ یہ انکار اختیار کرنا مذہب سوفسطائی کا ہے کہ حکم ضروری اور بدیہی سے منکر ہوتے ہین
دوسرے یہ کہ اگر افعال سب یکسان ہون ایک دوسرے پر ترجیح نہ رکھتا ہوتا تو حق تعالی کا ایک کے لیے حکم فرمانا
اور دوسرے کے واسطے منع فرمانا بے معنی ہوتا اور ترجیح ایک چیز کی دوسرے پر بلا مرجح کے ہوتی **تیسرے**
یہ کہ اگر ثبوت حسن و قبح کا موقوف سمع پر ہوتا تو اُس سے یہ لازم آتا ہے کہ حق تعالی کا معجزات کو ظاہر کرنا پیغمبر کاذب کے ہاتھ پر
بھی جائز ہو اور اِس صورت مین تمیز درمیان نبی کے جو سچا ہو اور درمیان اُسکے جو جھوٹا ہو اور اپنے تئین جھوٹ پیغمبر
بنایا ہو باقی نرہیگا پس اثبات نبوت ممکن نہوگا بیان مفصل اسکا یہ ہے کہ اگر حسن و قبح شرعی ہو تو چاہیے کہ جتنے واجب ہین
بعد آنے شرع کے واجب ہون اور اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے کہ پیغمبرون کی حجت تمام نہونے پاوے جبکہ وہ ادعاے رسالت
کرین اور معجزات ظاہر فرماوین کیونکہ جنکی دعوت کرتے ہین اُنھین پہونچتا ہے کہ وہ کہین ہمین نظر کرنا تمھارے معجزات کی طرف
اُسوقت واجب ہے کہ جب یہ پہچان لین ہم کہ تم راست گو ہو پس ہم نہ دیکھینگے معجزات کو جب تک کہ تمھاری راستی کو نہ پہچانین

اور بہت کوئی تمہارے نہین پہچانتے ہم مگر ساتھ فکر و نظر کے اور قبل اسکے امتثال امر ہم پر واجب نہین ہے تو اسوقت مین کلام
پیغمبر کا منقطع ہوتا ہے اور کچھ جواب اسکا نہین ہے چھٹے یہ کہ اگر حسن و قبح افعال کا شرعی ہو تو چاہیے کہ جو منکر شریعت
ہین وہ کسی فعل کی نسبت حسن و قبح کی طرف نہ کرین اور یہ باطل ہے کیونکہ براہمہ سب انکار جمیع ادیان و شرایع سے کرتے ہین لیکن
جو افعال کہ انکا حسن و قبح بضرورت عقل ظاہر ہے انھین اچھا برا کہتے ہین یہی طرح بہت سی قباحتین اور فضیحتین مذہب اشاعرہ کو
لازم آتی ہین لیکن جب انھون نے عقل کو چھوڑ دیا اور کسیکو قبیح نہ جانا تو کب کسی برائی کو برا جانینگے اور حق تو یہ ہے کہ حسن و
قبح اشیا کا عقلی ہونا از جملہ بدیہیات اولیات سے ہے کیونکہ اطفال نابالغ اور زنان ناقص العقل اور وہ لوگ جو کسی ملت کے
پابند نہین ہین حسن و قبح مین تفرقہ کرتے ہین پانچوین یہ کہ آیات قرآنیہ بھی اس طریقہ غیر مرضیہ کے جو مختار اشاعرہ ہے تکذیب کرتے
ہین جیسا کہ فرمایا ہے و اذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها اباءنا والله امرنا بها قل ان الله لا یامر بالفحشاء اتقولون
علی الله ما لا تعلمون یعنے جسوقت کوئی فعل بد عمل مین لاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے یہی حال پر اپنے باپ دادا کو
پایا ہے اور خدا نے ہمین ان کامون کے واسطے حکم فرمایا ہے پس کہو ای محمد صلی الله علیه و آله وسلم کہ حق تعالی برائیون کے ساتھ
حکم نہین فرماتا آیا نسبت دیتے ہو طرف خداے عز و جل کی اس بات کی جسے نہین جانتے ہو اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے
قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها و ما بطن یعنے کہو ای محمد صلی الله علیه و آله کہ سوا اسکے نہین ہے کہ حرام فرمایا ہے
خدا نے برے کامون کو خواہ قباحتین اور برائیان انکی ظاہر ہون یا پوشیدہ ہون اس جگہ سے صاف مثل نور روشن ظاہر ہے
کہ مراد اینجا قبح عقلی ہے نہ محض شرعی کیونکہ ظاہر ہونا اور پوشیدہ ہونا قباحت کا قبح عقلی مین ممکن ہے اس طرح سے کہ جسکی قباحت
بادی النظر مین ظاہر ہے مثل صدق نافع کا ترک اور کذب ضار کا اختیار اسے قبیح ظاہر کہین اور جسکی قباحت محتاج طرف دقت
نظر کے یا موقوف اوپر تعلیم شارع کے ہو اسے کہین اگرچہ اسکا ظاہر بد نہین ہے لیکن باطن بد ہے ولیکن قبح شرعی کہ عبارت ہے
اس فعل سے جسکے لیے نہی الہی واقع ہوئی ہے اسمین ظہور و پوشیدگی کہان ہو سکتی ہے منہی عنہ سب برابر ہین اور سبکی قباحت
بحیثیت تعلق منع ظاہر ہے پوشیدگی کو اسمین گنجایش نہین ہے اور یہ بات جسے تھوڑی بھی عقل ہوگی وہ سمجھ سکتا ہے اسی طرح
قرآن مجید نصاً و صراحتاً اس مذہب کی تکذیب پر اکثر مقام سے دلالت کرتا ہے اور احادیث ائمہ کرام علیہم السلام جو مصدق
کلام اہل حق ہین بہت ہین لیکن چونکہ یہ مقام بیان ادلہ عقلیہ کا ہے نہ سمعیہ کا اس جہت سے انکا ذکر مناسب نہین ہے جو کچھ
کہا گیا یہ بھی بطور الزام اشاعرہ ہے جنھون نے اس مسئلہ مین مخالفت حق کی کی ہے اور عمدہ سبب انکے اس مذہب سخیف
کے اختیار کرنے کا دو امر ہوے ایک یہ ہے کہ انھون نے بذریعہ ظواہر بعض آیات کے اور بعض مغالطات وہمیہ کے بندون کو
افعال مین مجبور جانا اور فاعل اور موثر جمیع افعال عباد مین خالق کو گردانا اور یہ بات مستلزم اسکی تھی کہ جمیع اقسام ظلم
و عدوان و قبایح کا صدور جناب باری کی طرف سے لازم آئے اسلیے انھون نے اپنی مخلصی کے لیے اس الزام سے یہ
عقیدہ فاسد اختیار کیا ولیکن واقع مین بناے فاسد مفاسد پر رکھی جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا انشاء الله تعالی دوسرے

اسی سبب قوی اس اختیار کا ہوا کہ جب امامیہ نے اہل سنت کو تعیین اشخاص خلافت مین انپر ترجیح مرجوح اور تفضیل مفضول
کو جو قبیح عقلی اور محال ہے بنا بر انہین کے قول کے لازم کیا تو اسوقت انکو کچھ چارہ نہوا بجز اسکے کہ اس اصل اصیل اور قاعدہ جلیل سے
دست بردار ہون تا فرقہ امامیہ کے الزام سے تخلصی حاصل ہو اور حمایت خلفا مین اسقدر ترقی و غلو کیا کہ انبیا کی طرف بھی خطا کی
نسبت جائز رکھی تا خطا ہائے خلفا بطریق اولی محل طعن امامیہ سے محفوظ رہے **فصل دوسری بیان مین اس
امر کے کہ حق تعالی عادل ہے** ظلم و فعل قبیح کو نہین کرتا اور واجب کو ترک نہین کرتا اور محال کی تکلیف بندون کو
نہین دیتا اور فعل عبث اس سے صادر نہین ہوتا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ
قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جناب مقدس الہی سے صدور فعل قبیح اور
ترک واجب محال ہے کیونکہ قبیح وہ فعل ہے کہ اسکا کرنے والا عاقل حکیم کی نظر مین مستحق ملامت اور مذمت کا ہو اور واجب وہ کام ہے
کہ جسکا کرنے والا عقلا کی نظر مین لائق مدح اور تعریف کے ہو اور ترک کرنے والا اسکا مستحق مذمت کا ہو مثل اسکے کہ جو وعدہ
اپنے بندگان فرمان بردار سے اپنے اجر جمیل اور ثواب جزیل کا آخرت مین فرمایا ہے اگر اسے ترک کرے تو یقینی عقلا کی نظر مین
برا ہوگا اور مستحق مذمت ہوگا اور جب ایفا اس عہد کا فرمائے تو یقینا لائق مدح و ستایش کے ہوگا جیسا کہا ہے کہ جب اہل
بہشت متنعم بصنوف نعمائے بہشت ہون گے تو کہینگے الحمد للہ رب العالمین پس ایسے فعل کا ترک کرنا خدائے حکیم سے نظر
حکمت اسکے محال ہے اور فعل قبیح کا صادر ہونا اس سے ممکن نہین ہے اور دلیل عقلی اسکے لیے یہ ہے کہ جب کوئی واجب اس سے ترک
ہو یا کوئی قبیح اس سے سرزد ہو تو چند صورتون سے باہر نہوگا یا یہ کہ اسکی نیکی اور بدی سے عالم نہ تھا مثل اس جاہل کے
جو بسبب جہالت کے معصیت کرتا ہے یا یہ کہ علم بدی کا رکھتا ہے لیکن قادر ترک پر نہین ہے مثل علت موجبہ کے جس سے اثر اسکا
جدا نہین ہو سکتا یا مجبوری یہی ہے کہ باکراہ فعل بد اس سے سرزد کرائے یا قدرت بھی رکھتا ہے لیکن اسکا محتاج ہے اور احتیاج ایسی
اپنی بدون اسکے کہ قبیح کو عمل مین لائے رفع نہین کر سکتا مثل اس محتاج کے جس پاس کھانا نہو اور بسبب گرسنگی کے چوری
کرتا ہو یا احتیاج بھی نہ رکھتا ہو ولیکن عبث اور بے فائدہ اس فعل کو واقع کرے اور ان سب صورتون مین بنا بر پہلی صورت کے
فاعل کا جہل لازم آتا ہے اور بنا بر دوسری صورت کے عجز اور بنا بر تیسری صورت کے احتیاج اور بنا بر چوتھی صورت کے
سفاہت اور خلاف حکمت لازم آتا ہے اور یہ سب حق تعالی پر محال ہین کیونکہ باب اول مین علم و قدرت و بے نیازی اسکی
ہر چیز سے اور حکمت اسکی ثابت ہو چکی ہے پھر قبیح اس سے کیونکر صادر ہو سکتا ہے اور واجب کو کس طرح ترک کر سکتا ہے اور
جب یہ ہوا تو لا محالہ حق تعالی عادل ہے اور یہی مطلوب ہے لیکن اشاعرہ چونکہ کسی چیز کو فی نفسہ قطع نظر حکم شارع سے
نیک و بد نہین جانتے اور اسمین خلاف بدیہہ عقل کرتے ہین حق تعالی کی عدالت کے قائل نہین ہوتے اور ہر قبیح کو
اسکی ذات اقدس پر جائز رکھتے ہین اور کیا مقام تاسف و حیرت ہے کہ بنظر غور یہ نہین دیکھتے کہ اسمین کسی پیغمبر کی پیغمبری کا علم اور
کسی شریعت کی صحت کا یقین حاصل نہین ہو سکتا اور کسی وعد و وعید الہی پر اعتماد باقی نہین رہتا اور اکثر ضروریات دین

برہم ہوجاتے ہیں اور ایسے اعتقاد کے ساتھ کہ نہ کسی نبی کا نہ کسی عادۃ خانہ اسکے وعید کا نہ کسی شریعت کی صحت کا یقین ہو
عبادت کیونکر ہو سکتی ہے اور اسکے ساتھ روز قیامت کو حق تعالیٰ سے کس منھ سے اور کس کے ذریعہ سے ملاقات کرینگے
اسکا بیان مفصل یہ ہے کہ اگر جناب باری تعالیٰ اُس صفت عدالت کے ساتھ جو پہلے مذکور ہوئے متصف نہو تو کسی نبی کی نبوت
ثابت نہیں ہوتی کیونکہ جب صادر ہونا قبایح اور افعال بد کا حق تعالیٰ سے جائز ہوا تو ممکن ہے کہ حق تعالیٰ باظہار معجزات
تصدیق مدعی نبوت کی جسنے جھوٹا دعا کیا ہو فرماوے اور اس احتمال کے ساتھ کسی پیغمبر کی نبوت پر یقین نہیں حاصل ہو سکتا
اور جب یہ یقین حاصل ہوا تو صحت شریعتوں کی اور تمام تکالیف سمعیہ اور وعد و وعید کی انکے بھی حاصل نہوگی اور وہ غایت
جسکے لیے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور فرماتا ہے لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ
جو ایجاد خلایق سے اور پیغمبروں کے بھیجنے سے مقصود تھی کہ عبادت مذکورین مترتب ہو حاصل نہوگی اگر اسکے جواب میں وہ یہ کہیں
جو تمنے کہا کہ اس صورت میں احتمال کذب و صدور قبایح باری تعالیٰ سے جایز ہوتا ہے یہ بنا بر تجویز عقلی ہے لیکن عادت حق تعالیٰ کی اسکے
برخلاف جاری ہوئی ہے تو ہم جواب میں کہینگے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کیونکہ اسکا علم اس بات پر موقوف ہے کہ جب ہم
حضرت آدم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے زمانے سے اب تک جتنے پیغمبر ہوگئے ہیں سب کی راست گفتاری کے عالم ہوں تاکہ
عادت مستمرہ اسکا ثابت ہو اور یہ تو پہلا مسئلہ ہے جس میں نزاع شروع ہوئی ہے علاوہ اسکے جب کوئی نص نہیں ہے تو یہ کہاں سے
پیدا ہوا کہ حق تعالیٰ اپنی عادت کو نہیں بدلتا اور برخلاف زمان اول زمان ثانی میں نہیں کرتا بلکہ مضمون آیہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ
کا تو یہی مقتضی ہے کہ کبھی کچھ کرے کبھی کچھ کرے پس جایز ہے اور محتمل ہے کہ کبھی معجزات کو مدعی صادق کے ہاتھ پر ظاہر کرے کبھی مدعی
کاذب پر اور جب احتمال آیا تو استدلال باطل ہوا اور مخبر اول لازم آیا ولیکن دلائل سمعیہ جو حق تعالیٰ کے عادل ہونے پر
دلالت کرتے ہیں وہ بہت ہیں انہی سے یہ ہے کہ متعدد آیات قرآنی میں وارد ہوا ہے کہ حق تعالیٰ قائم ہے ساتھ قسط کے اور قسط کے
معنی عدل ہیں اور اُسی سے ہے کہ حق تعالیٰ نے مکرر قرآن میں بلفظ حکیم متصف فرمایا ہے اور حکیم کا فعل خالی حکمت سے نہیں ہوتا
پس قبیح اور عبث اُس سے صادر نہیں ہو سکتا اور اُسی سے ہے جو قرآن میں فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَ
إِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ یعنے حق تعالیٰ حکم فرماتا ہے ساتھ عدل
کرنے کے اور نیکی کرنے کے اور قرابتداروں کے دینے کے اور نہی فرماتا ہے فحشا اور منکر اور بغاوت کے عمل میں لانے سے یعنے
جو جو بد کام ہیں اُن سے منع فرماتا ہے اور تمھیں وعظ و نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو ورنہ بھولو پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ بندوں کو
عدل و انصاف کرنیکو حکم فرماوے اور فحشا اور منکرات سے نہی کرے اور خود برخلاف عدل و داد عمل کرے حالانکہ خود یہ
فعل بہت برا ہے اور خود بھی فرمایا ہے أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ آیا حکم کرتے ہو آدمیوں کو نیکی کرنیکا
اور اپنے لیے اس حکم کو بھولے ہوئے ہو آیا ہو سکتا ہے کہ بندوں کو سرزنش فرماوے اس بات پر اور خود مصداق تَنسَوْنَ
أَنفُسَكُمْ کا ہو معاذ اللہ تعالیٰ عن ذلك علواً کبیراً اور اُسی سے ہے جو فرمایا ہے وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ یعنے بدرستیکہ

حق تعالیٰ

حق تعالی ظلم کرنے والا بندون کے لیئے اپنے نہین ہی اور ظلم کیا ہی جو خلاف عدل ہو کیونکہ عدل یہ ہی کہ جو جس چیز کا
مقام ہی اُسے وہان رکھے مثلاً مطیع کا مقام یہ ہی کہ اُسکو کچھ دین دل خوش کرین کہ اُسکی اطاعت کے عوض مین احسان
ضرور ہی اور ظلم اُسکا نام ہی کہ جو مقام جس چیز کا ہی اُسے وہان نہ رکھین مثل اسکے کہ مطیع کو انعام خیر کی عوض مین بلا مین معذب
کرین رنج پہونچائین پس جب ظالم نہوا تو بالضرور عادل ہوگا اور وہی مطلوب ہی اور اُسی سے ہی جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے
کتاب التوحید مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اصل دین توحید و عدل ہی اور بیان
عدل مین فرمایا کہ اما العدل فان لا تنسب خالقک الی ما لامک یعنے عدل وہ ہی کہ خدا کو جو تیرا خالق ہی منسوب
اُس امر کی طرف نکر جسکے کرنے مین تجھپر ملامت ہو اور اکثر فقرات مین دعاؤن کے ہی عدل فی الحکم قایم بالقسط لا
جور فی حکمہ و لا حیف یعنے عادل ہی اپنے حکم فرمانے مین اور قائم ساتھ عدل کے ہی حکم مین اُسکے ظلم جبر نہین ہی لیکن یہ بات
کہ حق تعالی اپنے بندون کو وہ تکلیف نہین دیتا جو اُنکے اختیار سے باہر ہی پس ظاہر ہی کہ تکلیف محال کی دنیا قبیح ہی پس
نظر بحکمت اُسکے محال ہی کہ بندون کو اُس چیز کی تکلیف دے جو اُنکے حیطۂ قدرت سے باہر ہو اور حق تعالی نے قرآن مین بھی
فرمایا ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنے حق تعالی کسی نفس کو تکلیف نہین دیتا مگر قدر اُنکی طاقت و برداشت کے
لیکن اشاعرہ تجویز کرتے ہین کہ حق تعالی محال کی تکلیف بندون کو دیتا ہی پس ممکن ہی کہ عاجز و زمین گیر کو تکلیف دے کہ
آسمان پر اُڑ جا یا مشرق و مغرب کی دونو جہتون مین جو ایک دوسرے کے سامنے ہین ایک ہی وقت مین پہونچ جاے
یا مردے کو زندہ کر دے اور آفتاب کو زمین پر لے آے اور تکلیف دے اُسکو کہ دریا کے پانی کو ایک گھونٹ مین پی جاے
یا پہاڑ کو سوئی کے سوراخ مین داخل کر دے اور جب بندے سے یہ نہو سکے تو اُسے مبتلاے عذاب کرے اور اُسکا بطلان
ظاہر ہی کہ خلاف عقل و نقل ہی جیسا کہ مذکور ہوا **فصل سوم** جان تو کہ تکلیف دینا حق تعالی کا اپنے بندون کو امور اختیاریہ
مین امر و نہی کے ساتھ یہ اچھا فعل ہی کیونکہ اسی مین استحقاق ثواب پیدا ہوتا ہی اور عذاب سے دور کیا جاتا ہی اور اسی
کے ذریعہ سے جناب رب الارباب کا بندہ مقرب ہوتا ہی اور اسی کے ذریعہ سے آداب الہی کا ادب حاصل ہوتا ہی کہ اس سے
مؤدب و مہذب ہوتا ہی بلکہ معارف حقہ ایمانی کی تحصیل اور عقاید ربانی کی تکمیل کہ جس کے جہل و غفلت بنظر حکمت و
مصلحت جائز نہین اسی سے ہوتی ہی پس از جانب خالق حکیم علیم اُسکی تکلیف واجب ہوئی اور ترک اس تکلیف کا
عقلاً قبیح ہوا اور چونکہ حق تعالی غنی بالذات ہی تو فائدہ اُسکا کچھ خدا کے واسطے عاید نہین ہوتا بلکہ بندون کی منفعت
اسمین خدا نے منظور فرمائی ہی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباے طاہرین سے نقل فرمایا ہی کہ جناب
امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ حاصل اُسکا یہ ہی کہ حق تعالی نے بکمال تفضل و احسان جب فرایض کو اپنے بندون پر
واجب فرمایا تو یہ تکلیف اسلیے نہ تھی کہ حق تعالی محتاج اُنکی عبادت کا تھا بلکہ حکمت و مصلحت یہ تھی کہ بذریعہ اس تکلیف کے
خبیث طیب سے سب کی نظر مین جدا ہو جاے اور سب کے باطن حال کی آزمایش ظاہر ہو جاے اور ایک دوسرے کے سامنے

پروردگار کی رحمت کی طرف سبقت کرین اور بسبب اسکے درجات اُنکے بہشت مین بڑھین اور یہ مذہب علمائے امامیہ اثنا عشریہ کا ہے کہ حق تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہین ہے بلکہ مشتمل غرض و مصلحت پر ہوتا ہے لیکن فائدہ اُسکا بندون کے عائد حال ہوتا ہے اور جتنی تکلیفین حق تعالیٰ نے دی ہین سب مشتمل اوپر غرض و حکمت کے ہین خواہ یہ غایات و مصالح ہمکو خود معلوم ہو جائین یا بتعلیم شارع معلوم ہون لیکن کوئی فعل عبث نہین ہے کیونکہ عبث قبیح ہے بلکہ سب حسن ہین جیساکہ مذکور ہوا اور اُسکے موید ہے جو جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت کو خبر پہونچی کہ ایک قوم اُن حضرت کی اصحاب مین سے حق تعالیٰ کے عدالت مین اور جور مین خوض و فکر کر رہے ہین تو ممبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی کے جو فرمایا اُسکا یہ حاصل ہے کہ جب حق تعالیٰ اپنے مخلوق کو تنگنائے عدم سے فضائے وجود و شہود مین لاچکا تو مشیت الٰہی متعلق اس امر سے ہوئے کہ بندے اُسکے صاحب آداب رفیعہ اور اخلاق شریفہ ہون پس بعلم ازلی اپنے جانا کہ یہ بات تمام نہین ہوسکتی مگر جب تک اُنکو یہ نہ پہچنوایا جائے کہ کیا کیا اُنکے لیے مفید ہے اور کون کون چیزین اُنہین ضرر پہونچانے والی ہے اور یہ پہچنوانا ظاہر نہوسکتا تھا اور تمام نہوتا تھا مگر ساتھ امر و نہی کے اور یہ نہین ہوتی تھی مگر وعد و وعید کے ساتھ اور وہ نہین ہوسکتا تھا مگر رغبت دلانے سے بنعیم بہشت اور ڈرانے سے عذاب جہنم کے اب دیکھنا چاہیے کہ اس حدیث سے ترتب غایات کا اور صدور تکالیف کا بضرورت عرض ثابت ہوتا ہے اور جناب غفران مآب نے فرمایا ہے کہ جب ہمکو بیانات سابق سے یہ بات واضح ہوئی کہ حق تعالیٰ کے جتنے کام ہین وہ سب اچھے ہین تو ضرور ہے کہ مصالح اور غایات صحیحہ رکھتے ہون گے پس بنا بر اسکے بعلم الیقین ہمکو معلوم ہوا کہ تکالیف الٰہی نیک ہین اور اُنکے لیے غایت ہے لیکن ہم نہین ادعا کرتے کہ جمیع غایات کی تفصیل بھی ہم دریافت کرسکتے ہین کیونکہ کتاب عیون و علل مین فضل ابن شاذان سے منقول ہے کہ کہا انھون نے کہ اگر کوئی سوال کرے اس طرح کہ آیا جائز ہے کہ حکیم اپنے بندے کو ایسے کام کی تکلیف دے کہ جسکی کوئی غایت اور علت نہو تو ہم جواب دینگے کہ یہ جائز نہین ہے کیونکہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ حکیم ہے جاہل و عابث نہین ہے پس اگر کوئی کہے کہ حق تعالیٰ نے بندون کو کیون تکلیف دی ہے تو کہا جائیگا کہ غایات کثیرہ پر مترتب ہین پس اگر کوئی کہے کہ ہمین بتاؤ کہ یہ علل و غایات موجود و معروف ہین یا نہین تو جواب مین ہم کہینگے کہ جو سکے اہل ہین اُن پاس سب موجود و معروف ہین پھر اگر کوئی کہے کہ تمکو اُسکا علم حاصل ہے یا نہین تو ہم کہینگے کہ ہم بعض کو جانتے ہین اور بعض کو نہین جانتے پس ادعائے ہمہ دانی علم علل و غایات افعال و تکالیف یزدانی مین نہین چاہیے لیکن یہ فقیر مین کہتا ہون کہ تکالیف الٰہی کئی طرح پر متعلق ہین ایک تکلیف تحصیل معرفت الٰہی اور تکمیل عقائد حقہ کی ہے جو عبادت دل کی ہے اور کوئی شبہہ نہین ہے کہ اُسکی غایت ظاہر ہے کیونکہ بدون اُسکے انسان مثل جماد و حیوان ہے بلکہ غفلت اُسکے بعض مقام پر بدرجہ تحیر و تاذی کی ہوتی ہے اور جب تک اُسے حاصل نکرلے لائق عبادت کے نہین ہوسکتا جو عمدہ غایت خلق و تکوین ہے اور اُسکا فائدہ بھی ہمارے لیے ہے نہ خدا کے واسطے علاوہ اسکے اکثر مقام ایسے ہین کہ وہان خلوت مین

شیطان تحریک گناہوں کے کرنے پر کرتا ہی پھر اُسوقت جنھین حق تعالی بچاتا ہی وہ بذریعہ انھین عقائد کے جب
سمجھتے ہین کہ حق تعالی عالم ہی اور کوئی پوشیدہ شی اوس پر پوشیدہ نہین گناہ کے عمل مین لانے سے باز رہتے ہین اور یہ کتنا بڑا
فائدہ ہی تکلیف کا ہی کہ جس سے دنیا و آخرت کی بندون کو منفعتین حاصل ہوتی ہین دوسرے تکلیف اُن عبادات
ظاہری کی ہی جو متعلق باعضاء ظاہرہ ہین مثل صلوٰۃ و صوم و حج و زکوٰۃ و خمس و جہاد کے اور اُسکے فوائد بھی مختلف ہین عموماً استحقاق
ثواب و حصول قرب بالارباب کہ وہ بھی مفید بحال عباد ہی اور خصوصاً بھی بعض کے مصالح خفی ہین اور بعض کے
ظاہر ہین مثلاً نماز جماعت مین کسقدر دوستیان اور معرفتین مومنین کی آپس مین پیدا ہوتی ہین کہ وہ معاملات دنیا
مین بہت کام آتی ہین یا روزہ رکھنے سے فضول بدنی تحلیل ہوتے ہین اور اُمرا فاقہ کی اذیت اُٹھا کر فقرا کی اذیت
فاقہ سے آگاہ ہوتے ہین اور وہ سب اُنکے لین قلب کا اور ترحم کا بحال فقرا ہوتا ہی اسی طرح حج کرنے سے قید مشقت
سفر اور شرکت مجمع کثیر کی اور باعث انس و معرفت اکثر حجاج سے ہوتا ہی جسکی منفعتین وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی ہین
اسی طرح زکوٰۃ و خمس سے کسقدر فقرا و مساکین وغیرہ کو فائدے حاصل ہوتے ہین اسی طرح جہاد کی شرکت سے دفع
دشمن کا اور غلبہ و استیلا اسلام کا اور منفعت مال غنیمت سے ہوتی ہی اور یہ غایات و مصالح ظاہر ہین علاوہ اسکے
جو جو منافع عبادات کے شارع نے بیان فرمائے ہین اور کتب احادیث مین موجود ہین اُسکے دیکھنے سے بخوبی
معلوم ہوتا ہی کہ تکلیف عبادات بھی عبث نہین ہی بلکہ مشتمل اوپر انواع اغراض و منافع کے ہی من شاء فلیرجع الیہا
تیسرے تکلیف معاملات و عقود شرعیہ اور حدود و قصاص کی ہی اور یہ ظاہر ہی کہ وہ محض مصالح اور آداب ہین
اور تقدیرات ہین جسکے ذریعہ سے فوائد خاص تعیش مین انسان کو حاصل ہوتے ہین اور ہم بخوبی جانتے ہین کہ جہان
جہان پر احکام شرعیہ کہ تکالیف الٰہی ہین جاری اور نافذ ہین وہان فسادات معاملات وغیرہ مین کم ہین اور ظلم و معصیت
بہت کم ہی اور وہان کے باشندے بہت خوش وقتی سے اپنی زندگانی بسر کرتے ہین بخلاف اُسکے کہ جہان انتظام
موافق رائے انسانی ہی وہان بڑے شدائد اور مضائق ہین اور اس سے بہت اچھی طرح معلوم ہوتا ہی کہ تکالیف الٰہی
سب اچھی ہین اور مشتمل اوپر غرض و منفعت کے ہین جسکا فائدہ عاید بحال بندگان ہی لیکن بڑے تعجب کی بات ہی کہ
اشاعرہ نے یہ اعتقاد کیا ہی کہ جائز نہین ہی کہ حق تعالی کسی کام کو کسی غرض کے لئے یا مصلحت کے لئے جسکا فائدہ
بندون کو عائد ہوتا ہی کرے اور اُنکے امام اعظم فخر الدین رازی نے کہا ہی کہ حق تعالی نے ایمان کی تکلیف اُسکو دی جسے
جانتا تھا کہ ایمان نہ لائیگا اور یہ تکلیف نہین ہی مگر تکلیف دینا اس امر کی جو نہو سکے لا یطاق ہو پس قبیح ہوگا اور اگر تسلیم
کرین ہم کہ خدا کے جاننے سے کہ یہ ایمان نہ لائیگا موجب استحالہ ایمان آوری نہین ہو سکتا پھر بھی تو تکلیف خالی قباحت سے
نہین ہی اور بیان اسکا یہ ہی کہ عقلا قبیح جانتے ہین اس بات کو کہ کوئی کسی غرض سے ایسا کام کرے جسے جانتا ہو کہ
میری غرض اوس پر مترتب نہو گی بلکہ مقدمہ بالعکس اُسکے ہوگا پس بدرستیکہ جو شخص لونڈی غلامون کو اپنے ایک مکان

یا یہ غرض جمع کرے کہ اجتماع سے انکے شہوات حرکت مین آئین اور پھر اپنے تئین فعل شنیع سے باز رکھین اور سبب
اسکے کہ انھون نے اپنے تئین فعل شنیع سے باز رکھا مستحق اجر و تعظیم کے ہون باوجود اسکے کہ یقینی اس بات کو جانتا ہو کہ
امتثال اس امر کا نہو سکیگا بلکہ مرتکب زنا اور فواحش کے ہونگے تو بلا شبہ عقلا اسے اچھا نہ کہینگے بلکہ برا جانینگے انتہی
کلامہ اور اسکا جواب ظاہر ہے کہ علم حق تعالی کا اس امر سے کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا موجب حسن قبیح تکلیف کا نہین ہوسکتا
کیونکہ تکلیف مشتمل اوپر مصالح کثیرہ کے ہے فقط ایک غرض جو ثواب عرض ہے نہین ہے از انجملہ حفظ انتظام عالم ہے تعریض آدمی کا
وسیلہ رستگاری بہ سعادت ابدی ہے اس شخص کے لیے جو امتثال اسکا کرے اور جب تک تکلیف عام ہو ترتب ان
مصالح کا نہین ہوسکتا پس مجرد اسکے کہ کفار باوجود عقل و دانش دیدہ و دانستہ بمقابل احسان کہ تعریض ثواب ہے
قبول نکرین اور اپنے تئین جہنم مین ڈال دین تو کیونکر تکلیف کا حسن بدل بقبیح ہوسکتا ہے اور تمثیل وہ اجتماع عبید
و اِماکی لایا ہے جس سے قبح تکلیف کو ثابت کیا ہے اسکا جواب ہے کہ اسنے قیاس غلط کیا ہے کیونکہ یہان دونو صورتون مین بہت
سی فارق موجود ہین پہلے یہ کہ تمثیل مذکور مین فائدہ اجتماع منحصر دو چیزون مین کیا ہے ایک امتناع دوسرے تعظیم فقط
اور حق تعالی نے جو زن و مرد کو پیدا کیا ہے اسکے منافع انہین دو مین منحصر کرنا ممنوع ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جملہ غایات سے
ایک اظہار کمال قدرت و کمال صنعت بھی ہو جو انکی پیدائش مین ودیعت فرمائی گئی ہے چنانچہ اسی لیے انسان کو
عالم صغیر کہتے ہین اور ممکن ہے کہ انکی پیدائش اظہار فضیلت کو ملائکہ مقربین پر ہو کیونکہ نفوس مقدسہ باوجود قوائے
شہوانیہ اپنے تئین حرام کھانے سے اور پینے سے اور جماع حرام سے اور جملہ منہیات الہی سے باز رکھتے ہین اور یہ
ایسا مقام ہے کہ حق تعالی ایسے بندون سے ملائکہ مقربین پر مباہات فرماوے اور ممکن ہے کہ غایت اس آفرینش کی شدت کا
فائدہ ہو ان نعمتون سے جنکا حصر نہین ہوسکتا پھر رازی کا حصر کرنا دو چیزون مین کہان صحیح ہوا اور جب یہ ہوا
ثواب تکلیف کیونکر قبیح ہوگی اور یہی اسنے جو فرض کیا ہے کہ حق تعالی جانتا تھا کہ سب مرتکب فواحش ہونگے
یہ بھی غلط ہے کیونکہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام سب کے سب بلکہ صلحائے مومنین بھی ارتکاب قبایح سے منزہ ہین اور اگر
بعض مومنین سے کوئی قبیح سرزد بھی ہوتا ہے تو نیک اعمال بھی تو صادر ہوتے ہین اور تدارک اسکا توبہ بھی تو
کرتے ہین جو حسن ہے اور فارق یہ ہے کہ تمثیل مین صورت اجتماع عبید و اِما مین کوئی راہ دفع شہوت کی معین نہین
کی بخلاف حق تعالی کے کہ اسنے مرد و عورت کو دنیا مین پیدا کر کے جماع کرنا بھی زن حلالہ کے ساتھ مقرر بلکہ مستحب
فرمایا ہے اور جمع کرنا لونڈی غلامون کا ایک حجرہ مین بلا کسی غرض و مقصود کے محض تہییج شہوت کے لیے جو کیا ہے
تو حق تعالی نے مرد و عورت کو ایسا اس عالم وسیع مین پر اپنے لونڈی غلامون کو نہین کھا ہے پھر قیاس امام فخر
کیا ہے اسنے فوارق کے ساتھ قیاس صحیح نہین ہے بالجملہ اشاعرہ کی اس مذہب سخیف پر بہت قباحتین لازم آتی ہین کہ
انمین سے بعض یہ ہین کہ اس صورت مین یہ لازم آتا ہے کہ فعل حق تعالی کا عبث و لعب ہوتا ہے جبکہ کوئی غایت

اور غرض اُسکے لیے نہو کیونکہ غایت وہی ہی جو کام بلا غرض و حکمت کرے اور اسکی نفی قرآن سے ظاہر ہی جیسا کہ فرماتا ہی
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا
اور یہ سب مبطل اور مکذب مذہب اشاعرہ ہی اور دوسرا تا ہی أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسی
مخالفت قرآنی کو سچا جاننا چاہیے اور اس صورت مین یہ لازم آتا ہی کہ حق تعالی محسن اور منعم اور راحم اور کریم اور جواد بہ نسبت
بندون کے نہو اور یہ سب منافی قرآن اور اخبار متواترہ اور اجماع کافہ مسلمین ہی کیونکہ کسیکو اس مین خلاف نہین ہی کہ
حق تعالی متصف ان صفات کے ساتھ بوصف حقیقی ہی نہ بطور مجاز اور بیان لزوم مذکور کا یہ ہی کہ احسان نہین صادق آتا
مگر جبکہ کوئی کام محسن اس غرض سے کرے کہ اسکا فائدہ فلان کو پہونچے اور اگر ایسا نکرے تو محسن نہین ہو سکتا پھر حسب اعتقاد
یہ ہوا کہ حق تعالی کا کوئی فعل اس غرض کے لیے نہین ہی کہ بندون کو اُسکا فائدہ پہونچے تو کس طرح یہ صادق آسکتا ہی اور
اسی طرح حال اور صفات کا سمجھنا چاہیے اور اس صورت مین یہ لازم آتا ہی کہ جتنے منافع کہ حق تعالی نے سب چیزون مین
ودیعت فرمائے ہین وہ سب مقصود و مطلوب حق تعالی کے نہون بلکہ اُنکی وضع و پیدایش عبث ہو پس آنکھ دیکھنے کے لیے پیدا
کی نہ کان سُننے کے لیے نہ زبان گویائی کے لیے نہ ہاتھ مارنے کو اور کام کرنے کو نہ پاؤن چلنے کے لیے اور اسی طرح جتنے
اعضا انسان و حیوان مین ہین سب عبث ہون آگ کی پیدایش حرارت و احراق کے لیے نہو پانی تبرید کے لیے نہو آفتاب و ماہتاب
و کواکب عالم کے روشن کرنے کو نہون و نیز اوقات حساب کرنے کو نہون اور یہ مبطل اغراض کا اور مبطل جمیع حکمتہائے الہی کا جس سے
اثبات مین اُسکے استدلال کرتے ہین اور خود بھی تفکر کرنے کو ہمین حکم فرمایا ہی ہوتا ہی اور اسکا ضرر دیکھنے کے لائق ہی کہ
کہان تک پہونچتا ہی اور جب سب عالم کا ایجاد غرض و مصلحت کے لیے نہوا بلکہ لعب و عبث ہوا تو اُسکا پیدا کرنے والا اب
کیونکر حکیم تصور کیا جا سکتا ہی بلکہ بڑا لاعب و عابث ہوگا تعالی عن ذلك علوا كبيرا بالجملہ حق تعالی ایسے مذہب کے
اختیار کرنے سے محفوظ رکھے جو ایسا ظاہر الفساد ہو اب جو کچھ کہ اُسکا ذکر بیان مناسب ہی وہ چند مبحث مین لکھا جاتا ہی

مبحث اول تحقیق افعال اختیاریہ بندگان مین

اور یہی مسئلہ جبر و اختیار کا ہی اور اگرچہ مین اس مسئلہ کو
مع جوابات مقدمہ مین اس کتاب کے ترجیح مذہب کے ذیل مین لکھ چکا ہون لیکن چونکہ یہ مقام کلام ہی اسلیے پھر کچھ
ذکر اُسکا جسقدر مناسب مقام ہی کرتا ہون تاکہ سلسلہ بیان مین خلل نہ واقع ہو پس جاننا چاہیے کہ بنا بر مذہب حق امامیہ کے
بندے اپنے اکثر افعال مین کہ اُنکے بعضون سے تکالیف الہیہ شرعیہ بھی متعلق ہی قادر اور مختار ہین ساتھ اپنی قدرت ذاتیہ کے
جو مستقل ہی بلکہ اُس قدرت و قوت سے جو حق تعالی نے اُنھین کرامت فرمائی ہی اور اُن اعضا و جوارح و آلات و قوی سے
جو اُنھین بخشے ہین اور اگر اُس قدرت و اختیار کو سلب کرلے تو کسی مین کچھ طاقت نہین ہی اور اگر ایمان و کفر یا گناہ اُنھین
چھوڑ دے تو اُسے دفع نہین کر سکتے لیکن حق سبحانہ تعالی نے بندون کی آزمایش کے واسطے بغرض لطف و رحمت و حکمت
و مصلحت اُنھین اُنکے افعال مین قدرت و اختیار عنایت فرمایا ہی اور اُسی کے موافق اُنھین تکلیف بھی دی ہی اور اسباب خیر کے

جمع کرنے سے جسے توفیق کہتے ہین یا اُسکی ضد جسے تشدید کہتے ہین بندگان مستحق کی تائید فرماتا ہی اسی لیے کہتے ہین
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور ہر حال مین بندے امیدوار اعانت کے اور ابقاے وجود و طاقت کے رہتے ہین
اور جو لوگ کہ کفر و معصیت پر اصرار کرتے ہین انھین اپنی توفیق و تائید سے محروم رکھتا ہی نہ یہ کہ العیاذ باللہ انھین کافر و
گنہکار رہنے مین مجبور کرتا ہی اور اشاعرہ کہتے ہین کہ بندون کے سب کامون کا فاعل خدا ہی اور بندون کو مطلقا کچھ
اختیار نہین ہی حق تعالی افعال کو اُنکے ہاتھ پر جاری کرتا ہی اور بندے انمین مجبور ہین چنانچہ جناب سید رضا نے حدیقۂ سلطانیہ
مین شاہ عبد العزیز دہلوی سے نقل فرمایا ہی کہ لکھا ہی انھون نے جسکا محصل یہ ہی کہ بیسوان عقیدہ یہ ہی کہ جو کچھ بندہ سے یا حیوانات
سے صادر ہوتا ہی خیر اور شر اور کفر و ایمان و معصیت سے وہ سب خدا کا پیدا کیا ہی اور اُسی کا ایجاد ہی بندہ کو قدرت ایجاد کی
اُسکے نہین ہی ہان کسب و عمل بندے کا ہی اور اسی کسب و عمل پر جزا پاتے ہین یہی مذہب اہل سنت کا ہی اور یہ کلام صریح دلالت
اس بات پر کرتا ہی کہ بندے مجبور ہین کچھ قدرت نہین رکھتے مگر عمل و کسب کی نسبت بندون کی طرف دی ہی مگر اسکا بھی کوئی
محصل نہین ہی کیونکہ عامل اور کاسب اگر با اختیار خود ہین تو البتہ لائق جزا و سزا کے ہین لیکن پھر اشاعرہ کا کیون خلاف کرتے
ہین وہ بھی تو یہی کہتے ہین کہ بندے اپنے افعال مین مختار ہین اور اختیار یہی ہی کہ کام کو خود اپنے اختیار سے کرین اور اگر عامل
اور کاسب باکراہ و اجبار ہین تو استحقاق جزا و سزا فعل بے اختیاری مین کیسا بالجملہ کلام اہل سنت اسکے معنی کے بیان مین
مضطرب ہی ایک جماعت نے اُن سے اسقدر کہا ہی کہ بندہ قدرت غیر موثر رکھتا ہی یا ارادہ بندون سے بسبب اس قدرت
غیر موثر کے قریب اسکے کہ فعل بندہ سے سرزد ہو ظاہر ہوتا ہی لیکن وہ قدرت و ارادہ مطلقا کچھ دخل وجود فعل مین نہین رکھتا
بلکہ حق تعالی خود قریب صادر ہونے فعل کے موافق بندے کی خواہش کے ہر کام کو چاہے وہ نیک ہو یا بد مثل شرور و
معاصی کے بنا بر تخفیف تصدیع بندۂ مکلف اپنے کے واقع کر دیتا ہی اور بعض یہ کہتے ہین کہ کسب اسیکا نام ہی کہ بندے
محل طاعت و معصیت ہین خدا کی طرف سے ہین جیسا کہ روزبہان کے کلام سے واضح ہوتا ہی اور قاضی محب اللہ
بہاری نے مسلم مین لکھا ہی کہ جہمیہ اہل سنت کہ جبریہ صرف ہین اُنکے نزدیک کسی طرح کی قدرت بندے مین نہین ہی بلکہ
آدمی مثل جمادات کے ہی اور یہ مذہب اہل حق کے نزدیک بگمان اُنکے اشاعرہ اور حنفیہ ہین سفسطۂ محض ہی بلکہ ایک قدرت
کاسب فعل بندہ مین ہی لیکن اشاعرہ کے نزدیک کسب کے معنی فقط ایک قدرت موہوم کا وقت فعل کے ہونا ہی بدون
اسکے کہ بندے کو کسی طرح کی مداخلت فعل مین ہو اور کہا ہی انھون نے کہ اسیقدر تکلیف کے جائز ہونے کو کافی ہی اور قاضی
مذکور نے اس سے اعتراف کیا ہی کہ واقعی یہ بھی ہم پلہ جبر محض ہی اور حنفیہ کے نزدیک کسب سے مراد یہ ہی کہ ایک قدرت بندے
مین ہی کہ اسکا اثر تصمیم عزم ہی اور بعد عزم کے ارادۂ فعل مقصود کو خدا خلق فرماتا ہی بحسب اپنی عادت خلق کے فقط اور اس
کلام سے قاضی محب اللہ کے یہ بخوبی معلوم ہوا کہ اشاعرہ کی بیتکا کلام بھی ہم پلہ قول مجبرہ ہی اور اُن کا قائل ہونا قدرت
غیر موثرہ کے ساتھ بھی کچھ مفید نہوگا کیونکہ جب قدرت غیر موثر ہوئی تو پھر اجبار الہی باقی رہا اور یہی حال مقال حنفیہ کا ہی

پس کسب کے قائل ہونا عذر بدتر از گناہ ہے اور رافع جبر کا نہین ہوتا اور یہ قول سخیف انکا باطل ہے بچند وجہ اول یہ کہ عقل مستقیم اور ذہن سلیم بخوبی دریافت کرتے ہین اور فرق ظاہری پاتے ہین اسمین کہ ہمارے ہاتھ کی حرکت لکھنے کے وقت جو اپنے ارادے سے واقع کرتے ہین اور ہے اور رعشہ کی حرکت جو بیماری ہے اور بے اختیاری سے ہے اور ہے اور اسی طرح اسمین بھی فرق پاتے ہین کہ کوئی کوٹھے سے بارادہ اختیار اپنے کود پڑے اور اس سے جو بلا ارادہ نیچے گر پڑے اور یقینی ہم جانتے ہین کہ ان دونو باتون مین حرکت کتابت کے وقت ہاتھ کی اور کودنے کے وقت کوٹھے سے بدن کی ہمارے ارادے اور اختیار سے ہے مثلاً اگر چاہین تو کتابت کو ترک کرین اور اسی طرح کوٹھے سے نیچے کودنا موقوف رکھین تو حرکت موقوف ہو جاے گی اور کوٹھے سے نیچے نہ آئینگے بخلاف رعشہ کی حرکت کے اور کوٹھے سے نیچے گرنے کی حرکت کے کہ اسمین بالکل ہمارے ارادے کو دخل نہین ہے پس اگر کوئی فعل بارادہ و اختیار ہمارے نہین ہے تو کیا وجہ ہے کہ ان دونون باتون مین فرق صریح ہے بالجملہ بالضرور ہر عاقل کو فرق افعال اختیاری اور غیر اختیاری مین معلوم ہوتا ہے اور یہ ایسی بات نہین ہے کہ محتاج دلیل کی ہو بلکہ ادنی تامل سے خود واضح ہو جاتا ہے مناسب اس مقام حکایت مناظرہ بہلول مرحوم ہے ساتھ ابو حنیفہ کے جیسے قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہٗ نے مجالس المومنین مین لکھا ہے کہ ایک روز بہلول ابو حنیفہ کے دروازے پر سے گذرے سنا انھون نے کہ وہ اپنے شاگردون سے کہتا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام تین باتین کہتے ہین کہ مین اُسے پسند نہین کرتا پہلے یہ کہ وہ کہتے ہین کہ شیطان آگ سے عذاب کیا جائیگا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے پھر کیونکر آگ سے عذاب کیا جائیگا دوسرے کہتے ہین کہ خدا کو دیکھ نہین سکتے یہ کیونکر ہو کہ جو چیز موجود ہو اُسے نہ دیکھ سکین تیسرے کہتے ہین کہ بندہ خود اپنے فعل کا فاعل ہے حالانکہ نصوص اسکے برخلاف وارد ہین جب یہ بات ابو حنیفہ کی تمام ہوئی تو بہلول نے ایک ڈھیلا زمین سے اُٹھا کر ابو حنیفہ کو مارا اور بھاگے اتفاقاً وہ اُسکی پیشانی پر پڑا اور اس سے درد ہوا اُسوقت ابو حنیفہ مع اپنے شاگردون کے اُنکے پیچھے دوڑا اور پکڑا انھین لیکن چونکہ بادشاہ کے داماد تھے اسلیے انہین مار نہ سکا خدمت خلیفہ مین لے گیا اور اظہار شکایت کی اُسوقت بہلول نے کہا کہ مین نے تجھپر کیا ستم کیا اُسنے کہا کہ تو نے پتھر میری پیشانی پر مارا جس سے درد ہے بہلول نے کہا کہ درد کو مجھے دکھا ابو حنیفہ نے کہا کہ درد کو کیونکر دیکھے گا اُسوقت بہلول نے کہا کہ پھر تو اعتراض امام جعفر صادق علیہ السلام پر کیون کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اسکے کیا معنی کہ خدا موجود ہے لیکن اُسے دیکھ نہین سکتے دوسرے تو دعوے مین اپنے جو کہتا ہے ڈھیلا مارنے سے درد ہوا جھوٹا ہے کیونکہ ڈھیلا بھی خاک ہے اور تو بھی خاک سے ہے تو چاہیے خاک خاک سے متاثر اور معذب نہو بر قیاس اُس اعتراض کے جو تو امام علیہ السلام پر کرتا تھا کہ شیطان کی خلقت آگ سے ہے پھر کیونکہ آگ سے معذب ہوگا تیسرے تو استبعاد قول امام سے کرتا تھا کہ بندہ کو فاعل اپنے فعل کا کہتے ہین اور جب بندہ اپنے فعل کا فاعل نہوا تو پھر مجھے کیون خلیفہ کے پاس لایا ہے اور دعویٰ قصاص کرتا ہے جب ابو حنیفہ نے دیکھا کہ مثل ایسے کلام معقول کے جواب

نہو سکے گا شرمندہ ہو کر صحبت سے اُٹھ گیا دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حکم اطاعت فرمایا ہے اور ثواب اسپر مقرر کیا ہے
اور گناہ سے منع کیا ہے اور وعید عذاب و عقاب اسپر فرمایا ہے جیسا کہ قرآن شریف اسپر دلالت کرتا ہے قولہ تعالیٰ اقیموا الصلوٰۃ
واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین یعنے نماز کو برپا کرو اور زکوٰۃ کو دو اور رکوع کرو ساتھ رکوع
کرنے والوں کے اور یہ اشارہ ہے طرف نماز جماعت کے اور فرمایا ہے فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ یعنے جو کوئی
تم سے ماہ رمضان میں حاضر ہو مسافر نہو اُسے چاہیے کہ روزہ رکھے اور فرمایا کہ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط
الابیض من الخیط الاسود من الفجر یعنے کھاؤ اور پیو جب تک کہ ظاہر ہو تمہارے واسطے سفیدی صبح صادق کی
اور فرمایا واتموا الصیام الی اللیل یعنے تمام کرو روزے کو رات تک اور فرمایا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا یعنے خدا کے واسطے ایک حق لازم ہے حج کرنا خانہ کعبہ کا اُس شخص کے لیے جو استطاعت حج کے جانے کی
رکھتا ہو اور فرمایا ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنے نیکی کی جزا نہیں ہے مگر نیکی کرنا اور فرمایا من جاء بالحسنۃ
فلہ عشر امثالہا یعنے جو کوئی نیک عمل بجالاوے گا اُسکے دس حصہ اُسکے لیے ثواب ہے اور فرمایا لا تقربوا الزنیٰ انہ
کان فاحشۃ وساء سبیلا یعنے نزدیک جاؤ زنا کے کہ امر ناشائستہ اور بدراہ ہے اور فرمایا ومن یقتل مؤمنا
متعمدا فجزاؤہ جہنم یعنے جو کوئی دیدہ و دانستہ مومن کو قتل کریگا اُسکی جزا جہنم ہے اور فرمایا ولا تاکلوا اموال الیتامیٰ یعنے
نہ کھاؤ یتیموں کے مالوں کو ظلم اور فرمایا ولا تاکلوا الربوا یعنے سود کو نہ کھاؤ اور فرمایا انما الخمر والمیسر والانصاب
والازلام رجس من عمل الشیطان یعنے نہیں ہیں شراب و قمار و صنام و ازلام کہ وہ بھی ایک قسم قمار کی ہے مگر نجس اور
عمل شیطان ہے اب دیکھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے اس آیہ میں خلق کے ڈرانے کے لیے ان اشیا کو نجس و شرب خمر کو
عمل شیطان شمار و تعبیر فرمایا اور فرمایا فمن یعمل سوء یجز بہ یعنے جو کوئی برا کام کرے گا اُسکی سزا پائیگا اور سوا اسکے بہت
آیات اسی طرح وارد ہیں پھر اگر بندوں کے افعال اُنکے اختیار میں نہوتے تو یہ تکلیف انہیں کیوں دیجاتی اور انکا معذب
کرنا اور ثواب دینا سب بیجا ہوتا مثلاً کوئی اپنے غلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈالدے اور پھر اُس سے کہے کہ فلان جگہ آ
اور جب وہ نہ آسکے تو اُسے کوڑے مارے یا جانور کو جو نہیں سمجھتا اُس سے کوئی حکم کرے اور پھر اُسے مارے کہ تو کیوں
نہیں سمجھتا اور مشغول اس کام میں نہیں ہوتا اس سے بُری کون سی بات ہوگی پس حق تعالیٰ جس سے فعل قبیح نہیں
صادر ہوتا اُس سے ایسا فعل شنیع کیونکر سرزد ہوگا اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے کہ کفر و معصیت کو دل اور زبان اور
ہاتھ پر بندوں کے انکی بے اختیاری کے ساتھ جاری کرے اور بعد اسکے ابدالآباد انہیں جہنم میں جلانے حالانکہ خود
مکرر قرآن میں فرمائے کہ خدا ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر نہیں ہے اور فرماتا ہے وما اللہ یرید ظلما للعباد یعنے خدا ظلم کا
ارادہ بندوں کے واسطے نہیں فرماتا ہے وما ظلمناہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون یعنے ہم نے اُنپر ظلم نہیں کیا اُنھوں
نے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اور فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ اور واقع میں یہ ہے جو علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اس جگہ

کشف الحق مین فرمایا ہی کہ اِس سے زیادہ کیا ظلم ہوگا کہ خداوند عالم اپنے بندے مین ایک معصیت کو پیدا کرے اور پھر اُس گناہ پر اُسے معذب کرے بلکہ اُسے سیاہ رنگ پیدا کرکے مارے اور کہے کہ تو کالا کیون پیدا ہوا یا قد اُسکا دراز پیدا کرکے پھر معذب فرمائے کہ تو دراز بالا کیون ہوا اور رفتارِ اُڑنے کی آسمان کی طرف پیدا نکرے اور بندے مین پھر عذاب کرے کہ کیون نہ اُڑا پس آیا عاقل منصف کو جائز ہی کہ اپنے پروردگار کو ایسے امورِ قبیحہ کی طرف منسوب کرے حالانکہ اگر ہمین کسی شخص کی طرف ایسی بات کی نسبت دین اور اُس سے کہین کہ تو نے اپنے غلام کو قید بھی کیا ہی اور پھر اُسے مارتا ہی کہ کام کرنے کو کیون نہین جاتا تو وہ ہرگز اسپر راضی نہوگا اور تکذیب و انکار سے مقابلہ کرے گا پھر کیونکر جائز ہوگا اپنے خالق کو ایسے کام کی طرف جسکی برائی کو مخلوق بھی باوجود ناقص ہونے کے پسند نکرے منسوب کرین اور بندون کو اُس سے منزہ رکھین مولانا طبرسی نے کتاب احتجاج مین روایت کی ہی کہ ابوحنیفہ داخل مدینہ ہوا اور عبداللہ بن مسلم اُسکے ساتھ تھا اُسنے کہا کہ اے ابوحنیفہ اِس شہر مین جعفر بن محمد علماے آل محمد صلوات اللہ علیہ وآلہ سے تشریف رکھتے ہین مجھے اپنے ساتھ اُنکی خدمت مین لے چل کہ کچھ فوائد علمی اُن سے حاصل کرون جب دونون دولت سراے اُن حضرت کی پہونچے تو دیکھا کہ ایک جماعت شیعون کی منتظر باہر تشریف لانے کے یا امیدوار حضرت کے طلب فرمانے کے حاضر ہی ناگاہ ایک نوجوان باہر تشریف لائے پس سب حاضرین بسبب اُنکی ہیبت کے اُٹھ کھڑے ہوئے اُسوقت ابوحنیفہ ملتفت ہوا اور کہا اُسنے کہ یہ کون ہین ابومسلم نے کہا کہ یہ موسیٰ فرزند ارجمند اُن حضرت کے ہین ابوحنیفہ نے برخلاف باطنی کے کہا کہ خدا کی قسم ہی مینے اِسکے شیعون کے سامنے ملزم کرونگا ابن مسلم نے کہا کہ حیف وہ یہ کبھی نہو سکے گا ابوحنیفہ نے اصرار کیا اور کہا کہ قسم ہی خدا کی ایسا ہی کرونگا بعد اُسکے از راہِ استخفاف پہلے مسئلہ خلا کو پوچھا اِس طرح کہ یا غلام این یضع الغریب حاجتہ فی بلدکم یعنے مرد تازہ وارد اپنی حاجت بشری کو تمھارے شہر مین کہان رکھتا ہی حضرت نے جواب مین فرمایا کہ صاحب حاجت کو چاہیے کہ پس دیوار اپنے تئین چھپائے اور دیکھنے والون سے پوشیدہ کرے اور کنارہاے نہر پر نہ بیٹھے اور جہان درخت سے میوہ گرتا ہی وہان قضاے حاجت نہ کرے اور استقبال قبلہ و استدبار قبلہ سے اجتناب کرے پھر بعد اُن امور کے رعایت کرنے کے اختیار ہی جہان چاہے اپنی حاجت کو رفع کرے جب یہ جواب شافی سنا تو اپنے چشم مین اب بہت مسئلہ باریک سے سوال کیا کہ اے پسر گناہ کسکی طرف سے ہوتا ہی جواب مین حضرت نے فرمایا کہ گناہ تین حال سے باہر نہین ہی یا یہ کہ خدا کی طرف سے ہو اور بندے کو اُسمین کچھ دخل نہو پس سزاوار نہین ہی پروردگار کریم کو کہ اپنے بندے پر اُس کام مین عذاب کرے جو اُس سے نہین صادر ہوا یا یہ ہی کہ بشرکت خدا اور بندہ گناہ ہوتا ہو تو اُس صورت مین بھی جائز نہین ہی کہ شریک قوی شریک ضعیف پر عذاب کرے یا یہ ہی کہ فقط بندے سے صادر ہوتا ہی اور واقع مین یہ بھی یونہین ہی پس اگر خدا چاہے تو بندے کو اُسکی شامت گناہ کے باعث سے عذاب کرے اور اگر چاہے تو اپنی چشم کرم و بخشش سے عفو فرمائے اُسوقت ابوحنیفہ ایسا چپ ہوا کہ گویا منھ مین پتھر بھر دیا

سبحان اللہ کیا بات ابوحنیفہ کی ہے ابھی کل کی بات ہے کہ ادنا متعلقان خاندان اہلبیت علیہم السلام مثل بہلول مجذوب سے
تو جواب ہی مین ساکت و عاجز ہوا وہ ری بے عقلی کہ ابھی ہوس مناظرۂ امامزادگان سے من بھری ہوئی تھی جیسے
حروف لاف وگزاف زبان پر لایا تھا ویسا ہی نبوہ عام مین خجل ہوا ابن مسلم کہتا ہے کہ مین نے کہا کیون تجھ کو نہ تھا
کہ اولاد رسول کے درپے نہو کہ انکے مقابلہ کی لیاقت تجھے نہین ہے تیسرے یہ ہے کہ حق تعالی نے اکثر مقامات مین مقربان
درگاہ احدیت کی اپنے مدح فرمائی ہے انکی فرمان برداری طاعت پر اور مردودان بارگاہ عزت و جلال کی مذمت فرمائی ہے
انکے کفر و معصیت پر پس اگر انکے فعال باختیار انکے نہوتے تو انکی مدح اور مذمت بے موقع ہوتی چوتھے یہ ہے کہ حق تعالی
قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ
سُرَادِقُهَا یعنے کہو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ حق تمھارے پروردگار کی جانب سے ہے پس جو چاہے وہ ایمان لائے
اور جو چاہے وہ کافر ہے بدرستیکہ مین نے مہیا کیا ہے ستمگارون کے واسطے اس آگ کو جو گھیرے ہوئے ہے انھین سراپردے
اسکے اور فرماتا ہے اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ یعنے جو چاہو وہ کرو بدرستیکہ حق تعالی دیکھتا ہے اُسے
جو کرتے ہو اور کچھ اُسپر پوشیدہ نہین ہے اور فرماتا ہے نَذِيرًا لِلْبَشَرِ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ یعنے درحالیکہ
جہنم کا ذکر ڈرانے والا ہے انسان کو جس کسیکو تم سے چاہے سبقت کرنا نیکی اور طاعت مین یا باز رہنا معصیت سے
یعنے جہنم ڈرانے والا سب مکلفون کا ہے کہ عنان اختیار نیکی اور بدی کی انکے ہاتھ مین دی ہے اگر چاہین سبقت طاعات اور
خیرات مین کرین اور اگر چاہین گناہ کرنا اختیار کرین اور فرمایا ہے کہ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا یعنے جو چاہے راہ
رضاے پروردگار کی اپنے اختیار کرے اور اسی طرح بہت سے آیات بصراحت دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ بندے
اپنے اعمال مین مختار ہین جو چاہتے ہین وہ موافق اپنے ارادے اور مشیت کے کرتے ہین پانچوین یہ ہے کہ آیات قرآنی صاف
دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ حق تعالی نے کفار کو سرزنش اور توبیخ فرمائی ہے اور یہ کہ انکو کوئی چیز مانع ایمان لانے سے
نہین ہے اور کفر کی طرف مضطر نہین کرتی جیسا کہ فرمایا ہے وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا یعنے کیا چیز آدمیون کو مانع
ایمان لانے سے ہوئی ہے اور فرمایا ہے فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ یعنے کیا حالت ہے انکی کہ تذکرہ سے روگردان ہین
اور فرمایا ہے لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنے کس خبر نے حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کیا ہے اور فرمایا ہے لِمَ تَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ یعنے آدمیون کو راہ خدا سے کیون باز رکھا ہے اور یہ سب آیات ثبوت اختیار بندگان اور بطلان مذہب
اشاعرہ پر دلیل واضح ہین کیونکہ اگر مذہب اشاعرہ صحیح ہو تو بندے جواب مین کہین کہ تو نے ہمین ایمان سے منع کیا ہے اور کفر کو
ہمارے محل مین پیدا کیا ہے اور پھر ہم پر سرزنش فرماتا ہے شارح مقاصد نے اسکے جواب مین کہا ہے کہ مراد اس آیت کی یہ ہے کہ کوئی
کوئی ظاہرین مانع نہین ہے پس تم کسلیے ایسا اور ایسا کرتے ہو یا نہین کرتے ہو اور ظاہر ہے کہ یہ عجب جواب ہے جسکا کوئی
محصل نہین ہے کیونکہ مانع چاہے ظاہر ہو یا پوشیدہ لیکن آشکار و پوشیدہ کے جاننے والے کے آگے تو ظاہر ہوگا خصوصا

جبکہ فعل اُسی کا ہی تو حکایت ظہور و خفا کو اِس جا کہ کیا ما اخلت ہی یقینی حق تعالی کا ایراد بنہ پر وارد نہوگا اور اگر اُس پر یہ امین
حجت خدا کو ظاہر مین درست کر لیا تو باطن مین یقینی یہ حجت نا درست ہیگی بلکہ دوسری اور خرابی لازم آئیگی کہ باطن مین
تو حق تعالی مانع رہے ایمان لانے سے ور ظاہر مین اُنپر اسرار کرے کہ تم کیون نہین ایمان لاتے کون تمھارا مانع ہی طلب و قت
حجت دھوکا دیا اور بعد اُسکے عذاب کیا دو قبیح صادر ہوئے تعالی عن ذلک علوا کبیرا اور علاوہ اُسکے حق تعالی کا جو قول
صادق ہی فللہ الحجۃ البالغۃ یہ کس طرح اِس احتجاج مین صادق آئیگا جبکہ خود باطن مین مانع ہو اور ظاہر مین حجت لائے کہ کون
تمکو ایمان سے منع کرتا ہی چھٹے وہ آیات ہین کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ کفار اور عصات و قیامت اعتراف اپنے
گناہون سے کرینگے اور حق تعالی نے اُس سے گواہی دی ہی جیسا کہ فرماتا ہی ما سلککم فی سقر قالوا لم نک
من المصلین ولم نک نطعم المسکین یعنے کون چیز تمکو دوزخ مین لائی تو کہینگے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور کھانا مسکینون
نہ دیتے تھے اور فرماتا ہی کلما القی فیہا فوج سألہم خزنتہا الم یأتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا
نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء یعنے ہر بار کہ کافرون کی فوج سے جہنم مین پھینکے جائینگے تو اُن سے نگاہبان جہنم
پوچھینگے کہ آیا ڈرانے والا نذیر آیا تھا تو کہینگے کہ آیا تھا جو ڈراتا تھا جہنم سے لیکن ہمنے اُسے جھوٹا بنایا اور کہا کہ کچھ
خدا کی طرف سے تو نہین لایا اسی طرح بہت سے آیات اسپر دلالت کرتے ہین کہ گنہگار اپنے گناہ کا اعتراف و اقرار کرینگے کہ گناہ
ہمنے خود کیا تھا یہ نہ کہینگے کہ خدا نے ہمسے گناہ کرایا تھا ساتوین یہ ہی کہ شیطان بھی معترف ہوگا کہ اُسنے گمراہ کیا
اور حق تعالی بھی اُسکی گواہی دیتا ہی جیسا کہ فرماتا ہی وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق جسکے معنی یہ ہین
کہ شیطان کہیگا اُسوقت جبکہ معصیت و گناہ رکھے جائینگے بدرستیکہ خدا نے تمھارے ساتھ سچا وعدہ و وعدہ کیا تھا
اور مین نے تمھارے ساتھ وعدہ کیا اور پھر اُس سے مخالفت کی یعنے جھوٹھا وعدہ کیا اور مجھے کچھ تمپر غلبہ نتھا سوائے اُسکے
کہ مین نے تمھین بلایا اغوا کیا پس تمنے میری دعوت کو قبول کیا پھر اب مجھے کیون ملامت کرتے ہو اپنے تئین ملامت
کرو اور فرماتا ہی ان الذین ارتدوا علی ادبارہم من بعد ما تبین لہم الہدی الشیطان سول لہم واملی لہم
یعنے بدرستیکہ جو لوگ حق سے پھرے ہوئے ہین بعد اُسکے کہ سیدھی راہ اُنکے واسطے روشن ہو چکی ہی شیطان نے افعال
قبیحہ کو اُنکی نظر مین زینت دیا ہی اور امید و آرزوون کو اُنکی دراز کیا ہی یہ معنی اُملی کے اُسوقت مین ہو موافق قرأت مشہور صیغہ
واحد مذکر ماضی معروف پڑہا جائے کہ ضمیر فاعل شیطان کی طرف پھری اور اگر بنا بر قرأت غیر مشہور کے صیغہ واحد متکلم
مضارع باب افعال سے پڑہا جائے تو معنی یہ ہونگے کہ مین نے مہلت دی ہی اُنھین اور اسی طرح اگر صیغہ ماضی مجہول
پڑہا جائے جیسا کہ ایک قرأت آئی ہی تو اسناد اُملی کے خدا کی طرف ہو سکتی ہی اب اِسکے بعد نہین معلوم کہ اشاعرہ کو
کیا فائدہ ہی جو قول خدا کی رد اور تکذیب کرتے ہین اور شیطان کی تنزیہ کرتے ہین جسکا وہ مقر و معترف خود ہوگا
یہ ایسے بھی چاہتے ہین کہ خدا کی طرف جائے بڑی مددگاری شیطان کی کی ہی اور بہت اچھے وکیل ہین موکل سے

زیادہ حیثیت ہین موکل تو کہیگا بھی لیکن کیسی طرح نہین اقرار کرتے کہ ضلال فعل شیطان ہی بلکہ خدا ہی کی طرف منسوب کرتے ہین اِس لیے کہ شیطان کو جھوٹا جانکر اِس اعتراف واقرار کو بھی اسکے مقابل اپنے اعتقادات فاسدہ و وہمیہ کے جھوٹ سمجھتے ہین لیکن بڑی خرابی یہ ہی کہ اِس عقیدے کے ساتھ گواہی صدق الصادقین کی بھی جو اُسنے فرمایا ہی بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ جھوٹی ہوئی جاتی ہی اور شیطان بے قصور ٹھہرتا ہی آٹھوین وہ آیتین ہین کہ جنسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اسناد فعل کے اور نسبت خلق و ایجاد فعل کی طرف بندون کے ہی جیسا کہ فرماتا ہی فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ یعنے ویل ہی برحال اُنکے کہ جو کتاب کو اپنے طرف سے اور اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین اور بعد اُسکے کہتے ہین کہ یہ خدا کی طرف سے اتری ہی اور فرماتا ہی ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ یعنے حق تعالی کی دار و گیر کفار کے واسطے بسبب اِسکے ہی کہ خدا نہین ہی تغیر دینے والا کسی نعمت کا جو اُسنے انعام فرمایا ہو کسی قوم پر جب تک کہ تغیر دین وہ قوم اُس حال کو کہ جو اُنکے نفسون مین ہی اور فرماتا ہی كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ یعنے ہر شخص جو اُسنے کیا ہی اُسمین گرو ہی اور فرماتا ہی اَلْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ یعنے اِس روز ہر ایک جزا دیا جائیگا ساتھ اُس چیز کے جو اُسنے کسب کیا ہی کیونکہ کسب کے معنی ایجاد کے ہین وہ کہ جو اشاعرہ نے معنی اختراع کیے ہین کہ جسکا محصل ابتک ابو الحسن اشعری کے زمانہ سے باوجود اِسکی کہ فضلاے اہل سنت ہمیشہ ہاتھ پاؤن مارتے ہین اور کیا کیا اُسکی تاویل مین اُنچون و سائی کرتے ہین لیکن کچھ کبھی معلوم و مقرر نہین ہوتا سوا اِسکے کہ ابو الحسن اشعری قائل ہوا ہی ہمکو بھی قائل ہونا چاہیے خواہ مجھین اور حق ہو یا نہو جیسا کہ شارح مواقف نے کہا ہی کہ البتہ تفرقہ افعال اختیاریہ و اضطراریہ مین ہم پاتے ہین اور فارق کو کسب کہتے ہین گو اُسکی حقیقت و معنی کو ہم دریافت نکر سکین سبحان اللہ کیا تقلید ہی کہ جو شیخ نے کہا ہی وہ حق ہی خواہ خطا ہو یا صواب سب حق ہی بھلا اگر احکام تعبدیہ مین کوئی ایسا کہے تو بجا ہی کہ بہ نسبت شارع کے یہ احتمال رہا ہی کہ گو ہمکو اُسکی حکمت معلوم نہو لیکن حکیم کا فعل ہی کوئی مصلحت ہوگی نہ یہ کہ جس سے خطا کا ہونا ممکن ہی اُنکی بھی ایسی بات مین جسکا محصل معلوم نہوتا ہو غور و فکر نہ کیجاے اور خطا و صواب دیکھا جاے غرض یہ مذہب ایسا ہی کہ آخر نصین کے علما مین اختلاف اِس مسئلہ مین ہو گیا ہی مولوی کمال الدین حنفی نے اپنی کتاب عروة الوثقی مین لکھا ہی کہ ظلم کی نسبت خدا کی طرف دینا موافق مذہب اشاعرہ کے لازم آتی ہی کیونکہ وہ قدرت وہمیہ کے قائل ہوے ہین اور اِسی لیے کہا گیا ہی کہ وہ مثل جبر کے ہی اور شارح مواقف کے بعضے محشیون نے کہا ہی کہ یہ قول ابو الحسن سفسطہ ہی جیسا کوئی کہے کہ بہرا قوت سامعہ رکھتا ہی لیکن اُس سے سنتا نہین ہی جیسا کہ جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہی بالجملہ جاننا چاہیے کہ باوصف اِن آیات کثیرہ محکمہ کے جوبات اشاعرہ کے لیے باعث اِس التزام قبایح کا ہوئی کہ اُس سے جبر خدا کا اور تجویز انواع ظلم و عدوان کی نسبت طرف بادشاہ دیان کے ہوئی دو قسم پر ہی ایک از قبیل شبہات و مغالطات کے ہی کہ اگر وہ تمام ہو جاے تو حق تعالی کی بھی قدرت اختیار کی

راہ بند ہوتی ہے مثل اسکے کہ کہتے ہین کہ اگر بندہ فاعل مختار ہو فعل کے اختیار پر یا ترک پر تو کوئی مرجح درکار ہوگا
اور واقع کرنا مرجوح کا راجح کے موجود ہونے کے ساتھ محال ہے پس چاہیے کہ اپنے فعل مین مجبور ہو اور مثل اسکے کہتے
ہین کہ حق تعالی بندون کے حال کو قبل وقوع جانتا ہے اور یقینی مطلع ہے کہ فلان شخص سے فلان وقت مین اچھا یا برا کام
صادر ہوگا پس خلاف اسکے محال ہے ورنہ جہل باریکا لازم آئیگا اور یہ دونو تقریرین بعینہ افعال باری مین بھی جاری ہوتی
ہین کیونکہ کہہ سکتے ہین کہ اگر باری فعل کے اختیار و ترک پر قادر ہو تو چاہیے کہ کوئی مرجح ہو جسکے باعث سے ترک و اختیار
فعل کرے الا راجح کے ہوتے مرجوح کا واقع کرنا محال ہے اور جب مرجح کی طرف احتیاج ہوئی تو قدرت و اختیار کہان رہا
پھر خدا سے بھی قدرت و اختیار کی نفی کیون نہین کرتے جو بندے کو اپنے قادر علی الاطلاق نے اختیار و قدرت عطا
فرمایا تھا اسکی نفی چاہتے تھے ناحق کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی دلیل لائے جس سے نفی قدرت خدا بھی لازم آگئی جو
سب سے زیادہ فحش ہے دوسرا سبب اس مذہب کے اختیار کا انھین یہ ہے کہ ظواہر بعض آیات و روایات متشابہ کا
کہ جو اسکے معنی جلی اور مراد شارع کے خلاف تھا اسنے اپنی طبیعت کی کجی سے اپنا مستمسک گردانا اور بنائے کار کو معنی
فاسد اور تاویل کاسد پر رکھا اگر علماء راسخین آل محمد کہ ائمہ معصومین علیہم السلام ہین اُنکے تاویلات صحیحہ کو جو عالمان ظاہر
و باطن قرآن ہین اور بہ نسبت ان آیات متشابہ کے فرمائے ہین دیکھتے اور سمجھتے اور اختیار کرتے تو کبھی یہ خرابیان
نہوتین بالجملہ جو انکی گمرہی کا سبب بے عقلی سے انکی ہوا وہ ظاہر اس آیہ کا ہے جو حق تعالی فرماتا ہے فیضل اللہ
ما یشاء و یہدی من یشاء کیونکہ ظاہر سے اسکے یہ سمجھتے ہین کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت
کرتا ہے اور اسکی کنہ حقیقت کو نہین پہونچے جیسا کہ انشاء اللہ بیان کیا جائیگا اور اسی آیہ کے ظاہر کے ذریعہ سے گمان
کیا ہے کہ حق تعالی بدی کو اور گمرہی کو اور کفر و ایمان کو خود بندون کے دلون مین پیدا کرتا ہے اور انکی زبانون پر کلمات
انکار و تصدیق جاری کرتا ہے اور بعد اسکے عذاب کرتا ہے اور ثواب دیتا ہے سبحان اللہ لائق غور ہے کہ کسقدر یہ بدگمانی ہے
کہ اشد انواع ظلم کو خدا پر روا رکھتے ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا یہ وہی بدگمانی ہے جسکے لیے حق تعالی فرماتا ہے وذلکم
ظنکم الذی ظننتم بربکم اردکم فاصبحتم من الخاسرین اور انکے اس استدلال سے کئی طرح جواب ممکن ہے پہلے
یہ کہ اگر انکے گمان کے موافق جو معنی ہین اگر صحیح ہون تو چاہیے بندگان الہی کفر و ایمان مین مجبور ہون پس جو مذمت کفار
کی اور مدح مومنین کی آیات قرآنیہ مین وارد ہے اور اسی طرح عقاب کفار و منافقین کا اور ثواب مومنین و متقین کا
اسکے لیے گنجایش نہو دوسرے یہ کہ اس تقریر مین ظلم صریح لازم آتا ہے کہ خود کفر کو کفار مین پیدا کرے اور پھر انپر عذاب
جہنم وارد کرے اور ظلم خدا پر کیونکر روا ہوگا حالانکہ وہ فرماتا ہے ان اللہ لیس بظلام للعبید تیسرے یہ کہ حق تعالی
نے قرآن مین نسبت گمرہی اور ضلال کی دوسرون کی طرف کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے ولقد اضل منکم جبلا
کثیرا اور فرماتا ہے کہ واضل فرعون قومہ اور فرماتا ہے واضلہم السامری اور ایک نسبت دو طرف یعنی خدا و غیر خدا

کی طرف بطور حقیقت نہین ہو سکتی مگر جبکہ خدا کو اور مخلوقات کو ضلال کا فاعل حقیقی قرار دین اور یہ بالاتفاق باطل ہے
کیونکہ شیعہ خدا پر قبیح کو روا نہین کہتے اور اہل سنت مخلوق کو فاعل حقیقی نہین جانتے تو یہ احتمال باجماع مرکب باطل ہوا
پس یقینی ایک جگہ ضلال حقیقی مراد ہوگا اور دوسری جگہ مجازی اور یہ جب ہوا تو کہان سے لازم آیا کہ گمراہ کرنے کی
نسبت خدا کی طرف بطور حقیقت ہو اور مخلوقات مین مجازی ہو کیون عکس نہین کہتے کہ نسبت گمراہی کی بندون کیطرف
حقیقی ہے اور خدا کی مجازی ہے جو سمجھے یہ ہے کہ ضلال و ہدایت کے معانی متعدد ہین اور ہر معنی کے لیے ایک مقام مناسب
ہوتا ہے کہ وہان وہ مراد لیا جاتا ہے نہ یہ کہ ہر جگہ ہر معنی کو مراد لین پس ایک معنی سے نکلے وہ ہے جسکے نسبت حق تعالی کی طرف
روا ہے اور بعض وہ معنی ہین جسکی نسبت شیطان کی طرف جائز ہے پس کیا بے عقلی ہے کہ معنی شیطانی کو خدا کی طرف نسبت دین
اور شیطان کو اس سے منزہ اور بری کرین لیکن جب عقل سے کام ہی نہین ہے اور صاف کہتے ہین کہ امور دینیہ مین عقل کو
دخل ہی نہین ہے تو نسبت کرنا بھی اُنسے دور نہین ہے جان تو کہ ایک معنی ضلال اور ہدایت کی راہ سے لیجانا اور راہ پر
لانے کے ہین چنانچہ مولانا طبرسی نے کہا ہے فیضل اللہ من یشاء عن طریق الجنۃ اذ کانوا مستحقین للعقاب و
یھدی من یشاء الی طریق الجنۃ فی الآخرۃ یعنے پس دور لیجائیگا خدا جسے چاہیگا راہ جنت سے جبکہ وہ مستحق عذاب کے
ہونگے اور پہونچاویگا جسے چاہیگا راہ جنت کی طرف آخرت مین اب دیکھنا چاہیے کہ اس معنی مین کیا قباحت ہے اور کیا
ضرور ہے کہ وہ معنی ضلال کے جس سے بندے کے دل مین کفر پیدا کرنا خدا کا کام ہو قرار دیے جاوین اور مولانا طبرسی نے اور قول الہی کے
ذیل مین کہا ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین الذین الخ اس جگہ پر کہا ہے کہ ضلال
کبھی بمعنی اہلاک و عذاب کے آتا ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے ان المجرمین فی ضلال وسعر اور فرماتا ہے والذین قتلوا
فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم ای لن یبطل سیھدیھم ویصلح بالھم بعد اسکے جناب طبرسی نے فرمایا ہے کہ بنابر
اسکے معنی آیہ کے یہ ہونگے کہ حق تعالی ضلال کرتا ہے قرآن کے ساتھ یا ساتھ اس مثل کے جو قرآن مین لایا ہے اکثر آدمیون کو بسبب
انکے کفر کے پس راہ ثواب و طریق بہشت سے انھین لیجاتا ہے اور بہت آدمیون کو بسبب اُنکے ایمان کے راہ ثواب و بہشت
کی طرف لاتا ہے اور ابو علی جبائی نے کہا ہے کہ دلالت کرتا ہے اس معنی پر قول حق تعالی کا وما یضل بہ الا الفاسقین کیونکہ
فسق متقدم کرایک نوع ضلال کی ہے خدا کا فعل نہین ہو سکتا و الا تسلسل لازم آے کیونکہ کوئی ضلال بمفاد اس آیہ کے
نہین ہے مگر فاسقون کے لیے پس چاہیے کہ اُسکے پہلے کوئی دوسرا فسق ہو اور اسی طرح بڑھتا جائیگا و الا لازم آئیگا کہ
خدا نے غیر فاسق کو گمراہ کیا اور وہ حصر کے منافی ہے بلکہ بندے کا فعل سبب فعل کا ہوتا ہے پس وہ ضلال کہ جس پر ترتب
فرمایا ہے ہوگا مگر عذاب و ضلال راہ بہشت سے اور اُسی معنی سے ایک معنی شدت آزمایش کے ہین کیونکہ جب آزمایش
بہت سخت ہوتی ہے تو اکثر اشخاص کے پایہ ثبات کو لغزش ہو جاتی ہے جیسا کہ زمان حضرت موسیٰ مین جب ہارون کو
وصی کیا اُسوقت کہ فتنہ گوسالہ سامری پڑا ہوا تھا تو ہزاروں آدمی مرتد ہو گیا اسی طرح عہد کرامت مہد جناب پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ میں جب نوبت شاہ ولایت علیہ السلام کے وصی کرنے کی پہونچی تو کسقدر اشخاص اس امت سے اطاعت
خدا و رسول سے سرتابی کر گئے اور دین حق سے پھر گئے اور ابھی تک وہ انحراف چلا جاتا ہے جس سے یہ خرابی ہوئی کہ خدا سے
حسد و قبیح کو جائز جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا بندے کے دل میں اور زبان پر کفر و انکار کو پیدا کرتا ہے پس اس امتحان
میں کسقدر پاؤں لغزش کھا گئے کہ سوا چند شخصوں کے کہ جنکو حق تعالی نے بچایا سب گر گئے مولانا طبرسی نے کہا ہے
کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ جب حجت بہت شدید ہوتی ہے تو اسوقت کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اسکا نام ضلال کہتے ہیں اور جب
سہل ہو تو اسوقت سب کچھ معلوم ہوتا ہے تو وہ ہدایت سے موسوم ہوتی ہے پس جو کچھ کہ قرآن میں فرمایا ہے یضل به
کثیرا و یهدی به کثیرا اس تقدیر پر کہ حکایت کفار کی ہو جیسا کہ ظاہر ہے کوئی مشکل اور دشواری اسکے معنی میں نہیں ہے اور
جب یہ فرض کریں کہ حکایت نہیں ہے تو مراد اس سے یہ ہوگا کہ جب حق تعالی نے قرآن کو نازل فرمایا اور حق کی مثال انکے
بارے میں بیان فرمائی اور کفار نے استخفاف و انکار کیا پس چونکہ امتحان کے قریب اسکے کفر ظاہر ہوا تو گویا انپر یہ صادق
آیا کہ بسبب قرآن کے نازل ہونے کے کافر ہوے یعنے اسکے انکار کرنے کے سبب سے کافر ہوے اور مومنین نے جو تصدیق
کی تو انپر یہ صادق آیا کہ وہ بسبب قرآن کے راہ راست پر آئے کیونکہ اضافہ تھوڑی مشابہت سے روا ہو جاتی ہے پس یہ
صحیح ہوا کہ کہیں کہ حق تعالی نے بسبب قرآن کے بہتوں کو گمراہ کیا اور بہتوں کو ہدایت فرمائی اور اسی طرح یہ بات ہے کہ
حق تعالی کا لطف بہ نسبت ان بندوں کے کہ جو ایمان کی صلاحیت رکھتے ہیں مبذول ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا میں
مشرف بہ نعمت ایمان اور آخرت میں متنعم بانواع نعمتہائے بہشت ہوتے ہیں اور جنکو رسوخ جہالت سے قابلیت الطاف
کبریائی کی نہیں ہے انپر اثر اس لطف کا موثر نہیں ہوتا بلکہ انہیں انکے حال پر چھوڑتا ہے کہ وہ ہمیشہ مبتلا بکفر ان نافرمانی الہی
رہتے ہیں اور بجز خسران دارین کچھ نہیں حاصل کرتے نہ یہ کہ معاذ اللہ حق تعالی کفر میں کفار کو اور ایمان قبول کرنے میں مومنین
کو مجبور و مضطر کرتا ہے پس یہ معنی اور جو پیشتر گذرے لائق ہو سکتے ہیں کہ حق تعالی کے لیے شایان ہوں اور جو معنی اضلال کے
تغلیط کے ہیں یعنے غلطی میں ڈالنا یا تلبیس ہے کہ مراد اس سے باطل کو حق بنا کر دکھانا ہے اور تمویہ ہے یعنے حق و باطل کا ملا جانا
اور تشکیک یعنی کسیکو شک میں ڈالنا کہ حق تک پہونچ سکے اور اغوا یعنے بہکانا اور تحریک و تہییج ساتھ قبیح کے پس اضلال ان
معانی کے ساتھ لایق ہو سکے ہے کہ شیاطین جن و انس میں مراد ہو نہ یہ کہ معاذ اللہ ان معانی کے ساتھ نسبت انکی طرف
حق تعالی کے جو خیر محض ہے کی جاوے اور انہیں معانی میں اس لفظ کا استعمال حق تعالی نے قرآن میں بحق شیاطین فرمایا ہے
مثل واضل فرعون قومه اور جو مثال اسکے مذکور ہوئے اور انمیں کبھی کسی عاقل کو یقینی سوا اس تاویل کے قبول کرنے کے
چارہ نہوگا مگر ہاں اتباع شیاطین البتہ اس ضلال شیطانی کو تو مستلزم اجبار نہیں جانتے اور وہ ضلال حقانی کہ مثلاً
سلب لطف بسبب عدم قابلیت ہدایت ہے اسے ایسا موثر جانتے ہیں کہ ضلال اجباری کی نسبت خدا کی طرف کرتے ہیں
اور اسوقت میں شیطان معذور ہوتا ہے اور جناب باری تعالی محجوج ہوتا ہے پس چاہیے کہ عاقل منصف پردہ تعصب کو

آنکھ پر سے اٹھا کر دیکھے کہ کتنے مفاسد مذہب اشاعرہ پر لازم آتے ہین دیکھنی تو بیان معہ ان کے قول پہ مترتب ہوتی ہان
لائق غور ہی کہ آیا کفر و معصیت کے پیدا کرنے کی نسبت اور اسناد زندقہ و ضلالت کی خداوند کریم کی طرف اور اسکے بعد
بدگمانی کرنا کہ حکیم علیم باوجودیکہ خود ضلال و ضلالت گناہ و قبایح کا مرتکب ہوتا ہی اور پھر برخلاف واقع اسکے نسبت شیطان
کی طرف اور بندون کی طرف کرتا ہی اور جنکا واقع مین کچھ گناہ نہین ہی انھین بلا باعث عذاب الیم مین مبتلا کرتا ہی جیسا
اشاعرہ کا مختار ہی یہ بہتر ہی یا عقیدہ خدا کے ساتھ اچھا ہی کہ حق تعالی کہ قادر اور حکیم مطلق ہی اپنے بندون کو اعضا و جوارح
اور قدرت و طاقت و اختیار بعض افعال کا انکے اور عقل و فہم انھین کرامت فرمایا ہی اور راہ ہدایت اور راہ بدی انپر واضح کی
اور پیغمبرون کو بھیج کر اور اوصیاؤن کو انکے قایم کر کے دلیلین اور راہین حقیقت امر کی ظاہر فرمائین ہین اور حجت بالائے
حجت انپر وارد کر کے تکلیف اختیار کرنے کی ایمان کے اور ترک کرنے کفر و عدوان کی انھین دی ہی اور اس تکلیف کے بعد
تمام احکام شرعیہ سے کہ وہ اوامر و نواہی ہین باہو فرمایا ہی اور غرض و غایت اسکی اس تکلیف سے آزمایش خلق ہی اور سبکی
نظر مین نیک کا بد سے جدا کرنا ہی تا کہ بعد تکلیف و تاکید حجت جس کسی کو سبب اطاعت فرمان واجب الاذعان انہی کے
مستحق جزائے نیک کا پاوے اسکے حسن اختیار سے ثواب اخروی سے جو دائمی ہی سرفراز فرماوے اور جسکو راہ حق سے
منحرف پاوے اسکی شامت اعمال اور بد اختیاری سے اسکے معذب بعذاب دائمی فرماوے اور داد عدل و انصاف
دے اور دنیا مین چونکہ منظور آزمایش ہی ہرگز ظلم و جبر و اکراہ کفر و ایمان پر نہین فرماتا کیونکہ درصورت اکراہ پائے امتحان
اکھڑ جاتا ہی ہان اسباب بعیدہ ضلال و ہدایت کے اسکی طرف سے ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ تفسیر آیہ یضل من یشاء کے
مین گذرا کہ جنکو صلاحیت و استعداد حق کی طرف زیادہ ہی انکے لیے الطاف و توفیقات حث و ترغیب و زواجر کو مساعد
فرماتا ہی اور جنکو خبث طبیعت اور رسوخ جہالت سے اپنے حق سے دوری ہی انسے ان الطاف کو سلب فرماتا ہی اور انھین
انکے حال پر چھوڑتا ہی اور اسی جہت سے بعض افعال کی نسبت مثل ضلال اور ہدایت جو بمعنی ایصال ہی مجازاً اپنی طرف
فرماتا ہی اور ایسی نسبت جو بطور مجاز ہو کلام عرب مین اور انکے غیر مین بھی بہت ہی مثلاً کہتے ہین کہ فلان پادشاہ نے
وہ شہر بنایا ہی حالانکہ شہر مجموع عمارات کا نام ہی کہ اسے معمار بناتے ہین لیکن مجازاً بادشاہ کو بانی کہتے ہین اور جو کوئی
اپنے غلام کی تادیب کو چھوڑ دے اگرچہ مصلحت کیون نہو تو کہتے ہین اسے کہ فلان مالک نے اپنے غلام کو ان حرکات
ناشائستہ پر رکھا ہی حالانکہ غلام نے باختیار اپنے کیا ہی جو کچھ کہ کیا ہی تو اتنی مداخلت پروردگار کی بھی افعال انسان مین
اگر ہو تو اسکا کوئی مانع نہین ہی بلکہ وہ عین مصلحت ہی کیونکہ مستحقین کی تائید اور غافلین کی تنبیہ بنا بر مزید تاکید کے
جو باعث تحصیل مطلوب کا ہو اور اہل ایمان کی اور انکی معصیت کے بیچ مین وہ حائل ہو مستحسن و بجا ہی اور چشم پوشی اور
سلب کرنا اعانت کا انسے جو کفر و ضلالت مین راسخ ہین بسبب ناخوشی اور مہلت دینے کے بعید از عقل نہین ہی اور اس
توفیق و خذلان سے بندون کا اختیار کفر و ایمان مین اور اطاعت و نافرمانی مین برطرف نہین ہوتا اور اسی جہت سے

حق تعالیٰ نے قدرت وطاقت بندون کو عنایت فرمائی ہی اور اگر وہ قدرت نہ دیتا یا اب سلب کر لے تو بندون مین
کچھ طاقت نہین ہی یا اگر بااکراہ کفر و ایمان پر نہین رکھتا تو اُسکی مدافعت اُنسے غیر ممکن ہی پس جسکو صلاح جانتا ہی توفیقات
سے عنایت کرتا ہی اور جسکو لائق لطف وعنایت نہین جانتا اُسکا خذلان کرتا ہی اسی معنی سے جو مدد کو رہے مومنین
ہر وقت مین مدد اعانت اُس سے ہو کر کہتے ہین ایاک نعبد وایاک نستعین اور ہمیشہ جو لوگ اہل ایمان ہین وہ سلب
توفیق سے ڈر کر کہتے ہین اللّٰھم لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ابدا اور یہی معنی ہین جو معصوم علیہ السلام نے فرمایا ہی
کہ لاجبر ولا تفویض بل امر بین امرین یعنے نہ جبر ہی نہ تفویض ہی بلکہ ایک بات ان دونو باتون کے بیچ مین ہی اور موید ہی
اُس سے وہ روایت جو جناب امام رضا علیہ السلام سے فقہ رضوی مین منقول ہی جبکہ سوال کیا آنحضرت سے ایک شخص نے کہ
آیا حق تعالیٰ بندون کو اُس امر کی تکلیف دیتا ہی جسکی طاقت اُنمین نہین ہی فرمایا کہ خدا عادل تر ہی اس سے کہ تکلیف اپنے
بندون کو اُس چیز کی دے جسکی طاقت نہین رکھتے سائل نے عرض کیا کہ آیا بندے اپنے کامون مین اسکی قدرت رکھتے ہین کہ
جو چاہین وہ کرین فرمایا کہ بندے عاجز تر ہین اس سے اور موید ہی اُس سے جو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہی عرفت ربی
بفسخ العزائم یعنے پہچانا مین نے خدا کو اپنے ارادون کے ٹوٹنے سے کیونکہ اکثر انسان کسی کام کو چاہتا ہی اور پھر خداوند عالم
ایسا سبب پیدا کرتا ہی کہ وہ اُس سے باز رہتا ہی بالجملہ قدرت بندے کی قدرت ناقصہ ہی مثل قدرت تامہ الٰہی کے نہین ہی
کہ جو معارض نہین رکھتی بلکہ قدرت انسان کی کہ جبکہ وہ قادر ہی مشروط بتائید الٰہی و دفع موانع ہی اور جبکہ قادر نہین اُسنے ہر چند
کیے اُسکا صدور اُس سے نہین ہو سکتا اور اسی سے پہچانتا ہی کہ کوئی پروردگار قادر و توانا رکھتا ہی کہ اُسکی قدرت سبکی
قدرتون سے بلند ہی اور اگر وہ قدرت بندے کی اور اُسکے مقدور مین حائل ہو جائے تو بندہ تحصیل مراد سے اپنے عاجز
ہو جاتا ہی اور خدا کسی چیز سے عاجز نہین ہی حق الیقین مین جناب آخوند صاحب نے فرمایا ہی کہ بہت احادیث مین وارد ہوا ہی
کہ نہ جبر ہی کہ بندون کو اُنکے افعال مین جبر فرمایا ہو نہ تفویض ہی کہ اُنکو بحال خود چھوڑا ہو بلکہ امر بین الامرین ہی اور اکثر نے کہا ہی
کہ اُسکی مراد یہ ہی کہ خدا نے جبر نہین فرمایا بلکہ بندون نے جو کچھ کیا ہی اپنے ارادہ سے کیا ہی لیکن اسباب اُسکے خدا کی طرف سے
ہین مثلاً اعضا و جوارح و قویٰ بدنی اور روحانی اور مثال اسکے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہین اور امر بین الامرین کے معنی
یہی ہین اور حق یہ ہی کہ مدخلیت حق تعالیٰ کی افعال بندگان مین اس سے زیادہ ہی کیونکہ ہدایات خاصہ اور توفیقات خدا کے
اُسکے لیے جو اُسکا مستحق ہو ساتھ اچھے ارادون کے اور نیک عملون کے فعل طاعات مین یقینی دخیل ہی اور خذلان خدا کا
اور چھوڑ دینا اُسکا بندے کو اُسکے حال پر فعل معاصی مین بھی دخیل ہی لیکن کوئی اسمین سے اُس حد کو نہین پہونچا کہ جس سے
سلب اختیار بندون کا ہو جائے اور بطور اضطرار اُنسے نیک و بد کام صادر ہون اور اسکی مثال یہ ہی کہ ایک آقا دو غلام
رکھتا ہی اور وہ دونون کو ایک کام پر مامور فرمائے مثل اسکے کہ دونون سے کہے کہ تم کل جانا اور وہ مال میرے لیے خرید کر لاؤ
اور جو یہ کام کریگا اُسے سو اشرفی دونگا اور جو نکریگا اُسے دس کوڑے مارونگا پس اگر وہ مالک اتنا کہکر دونون کے بارے مین

رہ جاے اور ایک غلام تعمیل مر اپنے آقا کا کرے اور دوسرا نکرے تو فی الواقع جسنے کیا ہو وہ مستحق سو اشرفی کا ہو اور جسنے
نہین کیا اُسے استحقاق دس کوڑے کا ہو اور ایک غلام زیادہ فرمان بردار ہو اور خدمتین اُسنے بہت سی کی ہین اور اسنے
اسکی خدمت سے زیادہ دوست رکھتا ہو تو بعد اسکے کہ دونون کو حکم برابر دیا اور حجت کو دونون پر تمام کیا لیکن اُس بندۂ
مطیع محبوب کو تنہائی مین بلاے اور اسکے حال پر مہربانیان کرے اور پھر تاکید کرے کہ کل اُس خدمت کو ضرور کرنا اور
رات کو اُسے کھانا بھی بھیجے اور بہ نسبت دوسرے غلام کے الطاف زیادہ کرے اور دوسرے روز یہ غلام خدمت
بجالاے اور دوسرا نکرے تو اگر مطیع کو سو اشرفی وہ دے اور نافرمان کو دس کوڑے مارے تو کوئی اسکی مذمت نکریگا
کیونکہ نہ غلام مطیع بجا آوری خدمت مین مجبور کیا گیا تھا اور نہ نافرمان بردار ترک خدمت کے لیے مجبور تھا دونون نے
اپنے اختیار سے بجا آوری اور ترک خدمت کو کیا ہو آقا کی حجت دونون پر برابر تمام ہوئی تھی بقدر مدخلیت حق سبحانہ تعالی کی
اعمال بندگان مین آیات و احادیث سے معلوم ہوتی ہو اُسی قدر پر اکتفا کرنا چاہیے اور زیادہ خوض و فکر اِس مسئلہ مین نہین
چاہیے کہ بہت مشکل ہو اور مقام لغزش قدم کا ہو اور زیادہ تفکر سے اِسمین شارع کی نہی وارد ہوئی ہو انتہی کلامہ
اعلی اللہ مقامہ بالجملہ نسبت بندگان مطیع کے بنظر اُنکے حسن طاعت و امتثال اوامر و نواہی کے حق تعالی کی ہدایت
و توفیقات کا اُنکی شامل حال ہونا امر ممکن ہو بلکہ واقع مین ایسا ہی جیسا کہ آیات و احادیث سے بخوبی معلوم و مفہوم
ہوتا ہو اور جب بسبب کسی استحقاق کے ایک کو دوسرے پر مزید الطاف و عنایت مین ترجیح دی تو لائق تعجب نہین ہو اور
اِسی طرح جو نافرمان و بدکار ہین اُنسے اگر بمقتضاے حکمت سلب توفیقات فرماے تو کوئی مانع نہین ہو ہان ممتنع البتہ ہو
کہ بدون اسکے کہ کوئی مرجح ہو ایک بندے کو دوسرے پر ترجیح دے یا باوجود سلب قدرت و اختیار اُنسے تکلیف دے
کیونکہ یہ قبیح ہو اور قبیح کا خدا سے صادر ہونا جائز نہین ہو اور یہی معنی عطاے توفیق اور سلب توفیق مین مراد ہین
اور جس خبر سے اشاعرہ اِس مذہب فاسد پر استدلال کرتے ہین ظاہر اِن آیات کا ہو قل اللہ خالق کل شی یعنی خدا ہر چیز کا
پیدا کرنے والا ہو تو اب اُنکے زعم مین ظلم و کفر اور خدا اور انبیا کو بد کہنا یہ بھی تو ایک چیز ہین تو انکا بھی فاعل خدا ہی ہوگا
غیر خدا فاعل نہین ہو سکتا اور فرماتا ہو ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ یعنی خدا نے کافرونکے دلون
پر مہر کی ہو اور اُنکی سماعت و بصارت پر پردہ پڑا ہو جس سے وہ نہ کلمہ حق کو سمجھ سکتے ہین اور نہ سن سکتے ہین نہ دیکھ سکتے ہین یہ
معنی موافق اُنکی مراد و استدلال کے ہین اور جب ایسا ہوا تو یقینی کفر باجبار الہی ہوا نہ بندے کی طرف سے اور اختیار سے
اور اس جگہ انھون نے غور نہین کیا اور معارض کو اِن آیات کی نہین دیکھا اپنا عقیدہ بلا تحقیق کر لیا چنانچہ جواب
اسکا کئی طرح ممکن ہو پہلے یہ کہ کیون جائز نہین ہوتا کہ ہر شی کے پیدا کرنے سے مراد یہ ہو کہ بواسطہ پیدا کرے یا بے واسطہ
دوسرے یہ کہ خلق کی تخصیص کیجاے ساتھ خلق تمام جواہر کے کیونکہ عمدہ افراد خلق پیدا کرنا جواہر و اجسام کا ہو
کیونکہ افعال تو از قبیل حرکات و سکنات ہین جسکا وجود ذاتی ثابت نہین ہو سکتا اور اگر ثابت بھی ہو تو بمقابل جواہر

و اجسام کے ضعف افراد وجود ہوگا تیسرے یہ کہ بر تقدیر تسلیم کرنے ارادہ یعنے عام کے چونکہ مفاسد عمیم کے
بہت ہین مثل اسکے کہ جبر و ظلم لازم آتا ہی جو شایان باری تعالیٰ نہین ہی اگر بہر آیہ کریمہ کی تخصیص کرین تو پیش
عقل مستبعد نہین ہی جیسا کہ اکثر قرآن کا عموم مخصص ہی بلکہ یہ کہا گیا ہی کہ ما من عام الا وقد خص اور اشاعرہ کو بھی
تو اسکی تخصیص ضرور ہی کیونکہ بعضی انکے ارادے کو اور بعض انکے کسب کو مخلوق بندے کا جانتے ہین تو اگر یہ آیہ
اپنے عموم پر رہیگا تو جب سوا خدا کے کوئی خالق نہین ہو سکتا تو بندہ کیونکر خالق ارادہ کا یا کسب کا ہوگا اور
یہ کہ خلق کی نسبت غیر خدا کیونکر کرین تو خدا نے خود قرآن مین اس نسبت کو اپنی غیر کی طرف فرمایا ہی جہاں
ارشاد فرماتا ہی و اذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر چوتھے ممکن ہی کہ کہین کہ یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہی کہ اس
آیہ مین مراد خلق سے خلق تکوینی ہی بلکہ ممکن ہی کہ خلق تقدیری مراد ہو کیونکہ کبھی تقدیر کو بھی عبارت مین بلفظ
خالق بولتے ہین چنانچہ بروایت عمش مین جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ فعال
بندون کے مخلوق خدا ہین لیکن یہ خلق تقدیری ہی تکوینی نہین ہی اور خدا ہر چیز کا خالق ہی پانچوین یہ کہ ختم اللہ
کے معنی یہ ہین کہ چونکہ حق تعالیٰ نے کفار سے بسبب انکی رسوخ جاہلیت کے اور مرتبہ لطف کے دور ہو جانے سے
روگردانی فرمائی ہی اور اس روگردانی کے باعث سے کفر انکے دلون مین ایسا جاگزین ہوا ہی کہ توقع ایمان
لانے کی انسے برطرف ہو گئی ہی پس بطور تشبیہ اسکو طبع اور ختم سے تعبیر فرمایا ہی اور یہ تفسیر علمائے امامیہ نے کی ہی
چھٹے یہ کہ تمسک سمعیات کے ظاہر سے اسوقت معتبر ہی جب کوئی معارض نقلی اور عقلی نہو اور جب دلائل عقلیہ اسکے
مخالف ثابت ہون اور سمعیات بھی اسکے خلاف پر شاہد ہون تو پھر کیونکر بعض آیتون کے ظاہر سے کہ عموم اسکا
جبر پر دلالت کرتا ہی اعتماد کرنا جائز ہوگا اور اگر ایسا ہی ہی تو حق تعالیٰ کی جسمیت ظاہر آیہ الرحمن علی العرش استوی
اور اسکے امثال سے تو بخوبی ثابت ہوتی ہی اسے بھی ثابت کرو اور بسبب منافات ادلہ عقلیہ کے اور مخالفت ادلہ
سمعیہ کی جیسا اسمین رجوع طرف تاویل کے کرتے ہو نکرو اور اگر اسمین تاویل کرتے ہو تا کہ جسم ہونا خدا کا ثابت
نہو تو ان آیات مین بھی تاویل ہماری طرح کرو تا کہ ظالم و جابر ہونا خدا کا ثابت نہو فصل پنجم بیچ بیان قضا و قدر کے
جان تو کہ معانی ان دونو لفظون کے خصوصاً قضا کے زیادہ ہین جیسا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین
بعض اہل علم سے نقل فرمایا ہی کہ لفظ قضا دس طرح بولا جاتا ہی علم ہی حکم ہی قول ہی حتم ہی امر ہی اعلام ہی فعل ہی اتمام ہی
خلق ہی فراغ ہی اور ہر محاورہ کا اسکے شاہد قرآن سے آیات لائے ہین با این ہمہ قضا منحصر انہین معانی مین نہین ہی
اور بعض علمانے بعض ان معانی مذکورہ پر اقتصار کیا ہی اور بعض نے قضا و قدر کو مترادف جانا ہی خواہ یہ ترادف
بعض معانی مین ہو یا سب مین ہو اور جناب سید سند اعلی اللہ مقامہ نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ
تقدیر کے معانی بھی ان معانی مین منحصر نہین ہین کیونکہ کبھی لفظ تقدیر تعیین کے معنی پر آتا ہی اور اسی طرح لفظ قضا

بھی اس معنی مین مستعمل ہوتا ہے لیکن ہم جو سمین اہم ہے اسپر اقتصار کر کے کہتے ہین کہ قضا کبھی بمعنی خلق مستعمل ہوتا ہے جیسا فرمایا ہے
فقضاهن سبع سموات اور کبھی بمعنی حکم آتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاه اور کبھی بمعنی اعلام
وخبر دینے آتا ہے جیسا فرمایا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب اور ظاہر یہ ہے کہ جب قضا کو علم کے معنی پر لیوین تو یا
مراد اس سے ایک چیز کا معین کرنا مرتبہ عقل مین ہو کہ چاہیے اس طرح واقع ہو جیسا کہ حق تعالی کے افعال مین ہے یا تحقیق
پہچانتا اسکا جو واقع ہوا اور خصوصیات کا اسکے جاننا مراد ہو جیسا کہ فعل غیر مین اسکے ہے اور جاننا خدا کی تائید و منع کا
بذریعہ اپنے الطاف کے یا اسے منع کرنے کا یا سلب کرنا تائید کا اور منع کرنا اسے اور مانند اسکے ہوگا جناب علیہ السلام سے
منقول ہے کہ اعمال تین طرح ہوتے ہین فرائض ہین اور فضائل ہین اور معاصی ہین لیکن فرائض پس وہ بامر الہی واقع
ہوتے ہین یعنے حتمی حکم خدا کا اسکے لیے اور رضا اسکی اور قضا اسکی یعنے حکم اسکا اور تقدیر اسکی یعنے تعین انکی اور مشیت
انکی یعنے بارادہ و علم اسکے ہوتے ہین اور فضائل پس اسکے حکم سے نہین یعنے حتمی حکم اسکا نہین ہے و لیکن موافق اسکی مرضی اور قضا و قدر
اور مشیت اسکی کے ہین بحث ارادہ مین پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ارادہ خدا کا بہ نسبت بندون کے افعال کے یا بمعنی علم ہے
یا بمعنی عدم منع ہے و لیکن معاصی پس ہرگز حکم خدا سے نہین ہین و لیکن بقضا و قدر الہی و مشیت و علم اسکے ہین صدوق
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مراد گناہون کی بقضائے الہی ہونے سے یہ ہے کہ اسکی نہی سے قریب ہین کیونکہ حکم خدا کا اسکے
بندون پر اسکے خصوص مین یہ ہے کہ اُس سے باز رہین اور معنی گناہون کے قدر الہی سے ہونے کے یہ ہین کہ حق تعالی انکی
مقدار و مبلغ کو جانتا ہے اور جناب سید سند اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ پوشیدہ نہ رہے کہ بندون کے افعال مین سوا امر و
نہی الہی اور اسکے علم سے جو خصوصیات کے ساتھ ان افعال کے ہے علم ساتھ اعانت و امداد یا سلب توفیق اور مانع مراد
ہونے سے اسکے بھی معتبر ہے گو تصریح اسکی صدوق نے نہ فرمائی اور مؤید اس امر کا کہ قضا بمعنی علم ہے قول جناب امیر علیہ السلام ہے
جبکہ سائل نے پوچھا کہ قضا و قدر جسکا آپ نے ذکر فرمایا یا امیر المومنین وہ کیا ہین تو فرمایا اسکے جواب مین الامر بالطاعة
والنهي عن المعصية والتمكين من فعل الحسنة وترك المعصية والمعونة على القربة اليه والخذلان لمن عصاه
والوعد والوعيد والترغيب والترهيب كل ذلك قضاء الله في افعالنا وقدره لاعمالنا اور بھی ظاہر ہے کہ مراد اس کلام سے
علم ہے ان مدارج کا اور تقدیر کا اطلاق بھی اسی کے قریب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ تقدیر واقع ہوتی ہے
قضا کے اوپر ساتھ امضا کے یعنے اجرا کے اور یہ دو چیزون کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ قضا مشتمل ہے سب تفصیلون کو جو
خارج مین موجود ہین دوسرے یہ کہ تقدیر قضا اور امضا کے بیچ مین واسطہ ہے اور کلام صدوق علیہ الرحمہ سے جانا گیا کہ قدر
عبارت ہے علم سے جو ساتھ مبلغ و مقدار شی کے ہو صاحب قاموس نے کہا ہے کہ القدر محرکہ القضاء والحکم و مبلغ الشی
اور تقدیر کے معنی مین کہا ہے کہ التقدیر تدبیر الامر اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مراد قدر سے واقع کرنا ہر شی کا اسکے
موقع پر ہے جیسا کہ چاہیے اور جناب سید نے فرمایا ہے کہ لیکن قدر پس بمعنی کتابت و خبر دینے کے آیا ہے اور بمعنی لکھنے اشیا کے

انکی جگہ پر بدون زیادتی اور نقصان کے بھی آیا ہی جیساکہ حق تعالی فرماتا ہی وقدر فیہا اقواتہا اور بمعنی بیان کرنے
مقادیر وتفاصیل اشیا کے بھی آیا ہی بالجملہ بیان سے واضح ہوتا ہی کہ ہرگاہ قضا وقدر کا اطلاق اعلام یعنے اطلاع دہی پر
کرتے ہین تو مراد اُس سے اعلام ساتھ تعیین مدارج تعیّن و تعیّنات علمی کے ہوتا ہی اور گویا جو کچھ لوح محفوظ مین یا لوح
محو و اثبات مین بقلم تقدیر موافق و مطابق علم علیم خبیر لکھا جاتا ہی دوسرا مرتبہ تقدیر کا ہی جو مرتبہ تقدیر علمی کے بعد کا ہی اور
متاخر ہی اُس سے اور جو کچھ باعلام خدا بواسطہ اُس لوح کے فرشتون پر حقیقت تقدیر سے ظاہر ہوتا ہی یا انبیا و اوصیا
علیہم السلام پر واضح ہوتا ہی وہ تیسرا مرتبہ تقدیر کا ہی پس جو احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر چیز بحسب قضا و قدر
واقع ہوتی ہی مراد اُس سے یہی ہی کہ مطابق علم خدا یا مطابق اعلام الٰہی اور موافق تعیّن و تقدیر ربانی واقع ہوتا ہی کیہ
جملہ کائنات اور حوادث یہان تک کہ بندون کے بھی کام خدا کے پیدا کرنے سے پیدا اور ظاہر ہوتے ہین پس اشاعرہ
جو کہتے ہین کہ بندون کے افعال بقضا و قدر واقع ہوتے ہین تو اگر مراد انکی اس سے یہ ہی کہ خدا کے پیدا کرنے سے واقع
ہوتے ہین تو اُسکا فساد فصل سابق مین بیچ بیان مسئلہ جبر و اختیار کے بیان ہو چکا غلطی اُسکی واضح ہی اور اگر مراد یہ ہی
کہ بحسب علم و تعیین علمی خدا کے واقع ہوتے ہین تو صحیح ہی کیونکہ کوئی چیز خدا پر پوشیدہ نہین ہی اور اُسکا علم سب افعال کو
اور اُسکے غیر کے افعال کو احاطہ کیے ہوے ہی پس کوئی فعل اور کوئی چیز اُسکی دائرہ علم سے باہر نہین ہی لیکن یہ معنی
مستلزم جبر کے نہین ہو سکتے گو اشاعرہ اسکا اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ مستلزم جبر اس طرح ہوتا ہی کہ حق تعالی کلیات و جزئیات
کا عالم ہی جو ہو گیا ہی اور جو آیندہ ہوگا سبکو قبل وجود اُسکے جانتا ہی اور جہل اُسپر محال ہی پس جو کچھ کہ وہ جانتا ہی محال ہی کہ
اُسکے خلاف واقع ہو والّا علم اُسکا مطابق واقع نہوگا پس بندہ خلاف اُسکے نہین کرسکتا والّا علم الٰہی منتقل بہ جہل ہو
پس جو کچھ کہ اُسکے علم مین گذرا ہی طاعت اور معصیت و کفر و ایمان سے لامحالہ وہ بندون سے واقع ہوتا ہی اور خلاف
اُسکا ممتنع ہی مثلاً خدا جانتا ہی کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا تو اب اگر وہ ایمان لاے تو محال ہی والّا علم منتقل بجہل ہو جائیگا
اور وہ مستحیل ہی اور یہی معنی جبر کے ہین تعالی اللّٰہ عن ذلک علوًا کبیرًا شارح مقاصد نے اس دلیل کو محل تعویل و اعتماد جانا ہی
اور صاحب تفسیر کبیر نے کہا ہی کہ اگر سب عقلا عالم کے جمع ہون تو قادر نہین ہین کہ ایک حرف قدح و جرح مین اس دلیل کے زبان پر
لا سکین مگر یہ کہ حسب عقیدہ ہشام کا التزام کرین خاص علم الٰہی مین جو وہ اعتقاد کرتا ہی کہ حق تعالی قبل وقوع اشیا کے
انکا عالم نہین ہی تمام ہوا محصل کلام مفسر تفسیر کبیر لیکن پوشیدہ نرہے کہ یہ دلیل علیل ہی اور جواب اُسکا بطور معارضہ و حل دلیل
واضح ہی لیکن جواب بطور معارضہ پس تقریر اُسکی یہ ہی کہ اگر علم خدا کا موثر ایجاب فعل ہین و موجب اضطرار کا ہو تو اُس سے
سلب اختیار حق تعالی کا لازم آتا ہی کیونکہ حق تعالی جیساکہ افعال کو اپنے بندون کے قبل وقوع انکے جانتا ہی اسی طرح اپنے
افعال کو جانتا ہی اور یہ جاننا بطریق اولی ہی پس جبکہ جانتا ہی کہ زید کو فلان سال مین پیدا کرونگا تو آیا ممکن ہی کہ اُس سال مین
اُسے نہ پیدا کرے یا ممکن ہی اگر کہو کہ ممکن ہی تو تمھارے زعم کے موافق علم منقلب بجہل ہوا اور اگر کہو کہ نہین ممکن ہی تو جبر و

اضطرار خدا کا لازم آیا یعنے خدا بھی اپنے افعال مین فاعل مختار نہین بلکہ مجبور ہے اب جو تم جواب اُسکا دو وہ ہم جواب اُسکا دینگے سبحان اللہ در پردہ بندون کے اثبات اضطرار مین پروردگار عالمیان کا اضطرار ثابت کرنے لگے اب اُس دلیل پر وہ فخر کرنے والا کہان ہے کہ یا اسکا جواب دے یا اپنے دعا سے دست بردار ہو اور امام فخر رازی تو کیا اگر تمام عالم کے عقلا جمع ہو جواب مین اِس معارضہ کے قیامت تک آنحوان فرسائی کرینگے تو ممکن نہین ہے کہ سوا رجوع کرنے کے طرف حق کے جو ہمارا مقصد ہے چارہ پائین واللہ یحق الحق بکلماتہ ولو کرہ الکارھون اور جواب بطور حل یہ ہے کہ علم حکایت ہے ذی علوم محکی عنہ ہے پس اگرچہ علم متقدم ہو لیکن مرتبہ حکایت مین ہوتا ہے اور اسی جہت سے علم کو معلوم کا تابع کہتے ہین بالعکس کہ معلوم تابع علم کا ہو پس جو کچھ کہ واقع ہونے والا ہے اُسے خدا جانتا ہے نہ یہ کہ جو خدا جانتا ہے وہ واقع ہونے والا ہے اِس جہت سے کہ خدا جانتا ہے اور اِن دونون باتون مین بہت دوری ہے اور یہ بات بہت باریک ہے لیکن صاحب عقل صائب پر پوشیدہ نہین ہے پس یقینی خدا کا علم مطابق واقع ہے لیکن جو علم کہ مطابق واقع ہوا سے یہ ضرور نہین ہے کہ وقوع معلوم مین بھی موثر ہو جیسا کہ ہم جانتے ہین کہ قیامت آئیگی لیکن قیامت کے آنے مین ہمارے اِس علم کو کیا دخل ہے حاصل یہ ہے کہ مسببات آثار اپنے اسباب کے ہین نہ یہ کہ آثار علم کے ہین ورا گر ایسا ہو تو ایک معلول شخص پر تعدد علتون کا لازم آئے اور وہ صحیح نہین ہے علاوہ اسکے حق تعالی جانتا ہے کہ فلان کام کو مین اپنے اختیار سے کرونگا یا وہ بندہ اُس کام کو اپنے اختیار سے کریگا پس اگر خدا کا جاننا باعث صدور کا اِس کام کے بندے سے بطور اضطرار ہو تو مخالفت علم باری کی لازم آئیگی کیونکہ خدا نے نہین جانا مگر یہ کہ وہ بندہ طاعت یا معصیت اپنے اختیار سے کریگا پس جب اختیار منقلب باضطرار ہوا تو اب علم منقلب بجہل ہوگا پس اب ضرور ہوا کہ اختیار اور علم باختیار ہو کہ ہمیشہ علم مطابق واقع رہے اور وہی مطلوب ہے لا اکراہ فی الدین ولا جبر ولا ظلم فے حکم رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وحدہٗ اصبغ بن نباتہ نے روایت کی ہے جناب مولانا امیر المومنین علیہ السلام سے کہ جب وہ حضرت جنگ صفین سے پھرے تو ایک شخص کہ مرد پیر تھا اٹھا اور قریب حضرت کے جا کر عرض کی کہ آیا بقضا و قدر الہی ہم شام کی طرف گئے تھے یعنے آپ کے لشکر مجاہدین کا جانا بقضا و قدر الہی تھا یا نہین اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور بندے کو پیدا کیا کہ ہمنے قدم نہین اُٹھایا ہے کسی جگہ اور اُترے نہین کسی منزل مین اور کسی بلندی پر چڑھے نہین مگر بقضا و قدر الہی اُس وقت اُس سائل نے عرض کی کہ پس تعب و حرکت ہماری عبث ہوئی اِس صورت مین کوئی مزد اپنے لیے نہین دیکھتا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے مرد پیر بلکہ حق تعالی نے بہت بزرگ گردانا ہے تمھارے مزد کو اِس راہ چلنے مین جبکہ تم باغیون کے مقاتلہ کی طرف جاتے تھے اور جب تم وقت معاودت وہان سے پھرے اور تم کسی حال مین اِس مرتبہ مین نہ تھے کہ تمکو کسی نے باکراہ مضطر کر کے اِس معرکہ مین بھیجا یا تھا اُسنے عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ قضا و قدر نے ہمین جہان چاہا کھینچا فرمایا وائے تجھپر تو اپنے نزدیک قضا سے مراد وہ قضا لیتا ہے

جو لازم ہوا اور وہ تقدیر لیتا ہے جو محتوم ہے اگر ایسا ہوتا تو یقینی ثواب و عقاب بندون کا باطل ہوتا اور وعدہ ثواب کا
اور وعید عقاب کا اور امر و نہی سب برہم ہو جاتے اور گنہگار کے لیے خدا کی طرف سے ملامت کرنے کی جگہ اور فرمانبردار کے
لیے مدح کرنے کی باقی نرہتی اور اچھے کام کرنے والے بدکارون سے اولی تعریف و مدح مین نہوتے اور نہ بدکار
اچھے کام والون سے اولی بمذمت ہوتے ایسا اعتقاد مقالہ بت پرستان و لشکریان شیطان کا ہے اور یہ کلام گواہان
کذب کا اور کور باطنون کا ہے کہ جنھون نے وجوہ ثواب کو نہین پایا ہے اور یہ قدریہ اس امت کی اور مجوس اس شریعت کے
ہین بتحقیق کہ حق تعالی نے جو حکم فرمایا ہے وہ اختیار دینے کے ساتھ حکم کیا ہے اور جو نہی فرمائی ہے وہ مشتمل بہ تحذیر ہے یعنے
ڈرایا ہے عذاب آخرت سے اور تکلیف جو دی ہے بندون کو وہ بہت تھوڑی ہے بلکہ بدرستیکہ حق تعالی نے اپنے بندون کو
جو حکم طاعت دیا ہے وہ اُس وقت مین ہے کہ جب اختیار دیا ہے انھین اور نہی و سرزنش جو انھین فرمائی ہے وہ بطور تحذیر و تخویف
نہ از راہ اکراہ و قسر اور تکلیف نہین دی ہے مگر تھوڑی کہ اُسکے متحمل ہو سکین یعنے تکلیف مالا یطاق نہین دی ہے کسی نے
نافرمانی اُسکی از راہ معارضہ اور غالب آکر خدا پر نہین کی اور نہ طاعت اُسکی کسی نے مجبور ہو کر اُسکی کی ہے پیغمبرن کو عبث
نہین بھیجا اُسوقت اُس مرد پیر نے عرض کی کہ پھر وہ قضا و قدر کہ بے اُسکے ہم نہین گئے کیا ہو گی فرمایا کہ وہ حکم خدا ہے
اور تلاوت فرمایا وقضی ربّك الا تعبدوا الا ایاہ پس وہ پیر مرد خوش ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور بہت اشعار مشتمل بر مدح
عرض کیے کہ ایراد اُسکا موجب تطویل ہے بالجملہ حضرت کا فرمانا اس حدیث مین کہ یہ کلام بت پرستون کا اور اس امت کے
قدریہ کا ہے دلیل صحیح اسپر ہے کہ مراد قدریہ سے جو خبر متفق علیہ مین وارد ہے کہ القدریۃ مجوس امّتی فرقہ اشاعرہ مین کیونکہ
بندون کی قدرت کی نفی کرتے ہین اور سبب جملہ افعال کی اچھے ہون یا برے خدا کی طرف کرتے ہین اور معتزلہ
اثبات استطاعت مستقلہ کا بندے مین کرتے ہین اور اسکے قائل ہین کہ حق تعالی نے اعمال کو انھین تفویض کیا اور
اُسمین دخل نہین دیتا بلکہ دخیل ہو نہین سکتا اور یہ بھی مثل قول جبریہ باطل ہے جیسا کہ جناب آخوند صاحب نے تصریح
اسکی فرمائی ہے کہ دونو گمراہ ہین اور حق یہ ہے کہ امر بین الامرین ہے اور حق یہ ہے کہ احادیث اس بارے مین مختلف ہین بعضون سے
نفی استطاعت بندہ کی ثابت ہوتی ہے اور بعض سے اختیار بجت مگر اکثر سے اثبات استطاعت واضح ہوتا ہے لیکن مراد
اُس استطاعت سے جسکی نفی فرمائی ہے وہ قدرت مستقلہ ہے اور مقصود اُس استطاعت سے جسکا اثبات ظاہر ہوتا ہے
قدرت غیر مستقلہ ہے علی ابن یقطین علیہ الرحمہ نے جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
کہ جناب امیر علیہ السلام اہل کوفہ کی ایک جماعت پر گذرے اُسوقت کہ وہ مسئلہ قدر مین مخاصمہ کرتے تھے پس جو شخص
کہ کلام کر رہا تھا اُس سے فرمایا کہ اگر تو یہ گمان رکھتا ہے کہ باعانت خدا استطاعت و قدرت رکھتا ہے تو قدرت تیری
کسی چیز پر مستقل نہین ہے اور اگر تیرا یہ گمان ہے کہ خدا کے ساتھ استطاعت رکھتا ہے یعنے وہ بھی قادر اور تو بھی قادر ہے تو تو نے
یہ گمان کیا ہے کہ ملک مین اُسکے ساتھ شریک ہے اور اگر یہ گمان کرتا ہے تو کہ سوا خدا کے تو مستطیع ہے تو تو نے خدائی کا دعوی کیا ہے

اُسنے عرض کی کہ یا امیرالمومنین ایسا نہین ہی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ مین قادر ہون بواسطہ اُسکے کہ خدا نے مجھے قدرت توانائی
دی ہی بسبب عطا فرمانے آلات و اسباب کے اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اگر تو اُسکے سوا کلام کہتا تو مین تجھے ابھی
قتل کرتا جناب آخوند صاحب نے ایک اپنے رسالہ مین فرمایا ہی کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید اور کتاب عیون اخبار الرضا
مین جناب امام رضا علیہ السلام سے بسند صحیح روایت کی ہو کہ حضرت کے سامنے مسئلہ جبر و تفویض کا ذکر ہوا پس فرمایا
حضرت نے کہ آیا ایسا فائدہ تمھین بخشون کہ جس سے آئین ہر خلاف و مخاصمہ کوئی ہمارے دشمنون مین سے تمسے نکر سکے
مگر یہ کہ تم اُسکی حجت کو توڑ دو اور باطل کر دو اُسوقت سب نے عرض کی اگر مصلحت جانیے تو شفقت فرمایئے پس حضرت نے
فرمایا کہ بدرستیکہ حق تعالی بالکراہ اطاعت نہین کیا گیا کہ جبر فرماتا اطاعت کرنیکو اور معصیت نہین کیا گیا ساتھ غلبہ کے
یعنے اس طرح کہ خدا نہ چاہتا گناہ کرنیکو اور وہ غالب آکر گناہ کرتے اور بندون کو اپنے ملک مین مہمل نہین چھوڑا اور وہ
ہر چیز کا مالک ہی جو کچھ انکی ملکیت و اختیار مین دیا ہی اور قادر ہی اُسپر جو انکی قدرت مین بخشا ہی اگر فرمان برداری بندے کرین
تو خدا اُس سے انھین باز نہین رکھتا اور اگر نافرمانی کرین تو اگر چاہے انکی اور انکی معصیت مین کوئی چیز حائل کردے
جس سے باز رہین اور اگر حائل نکرے تو معصیت کر سکتے ہین پس خدا انھین اُس کام مین داخل نہین کرتا پس فرمایا کہ جو کوئی
اس کلام کو ضبط کریگا تحقیق کہ مخاصمہ مین مخالفون پر غالب آئیگا اب جاننا چاہیے کہ بعض اشاعرہ بعض روایات
متشابہ شیعہ سے اپنی صحت مذہب پر استدلال و تمسک کرتے ہین اور وہ یہ ہین کہ کلینی نے روایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے
کی ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حق تعالی نے بعض کتب سابقہ مین جو نازل فرمائین فرمایا ہی کہ تحقیق کہ مین ہون اللہ
کہ کوئی لائق پرستش نہین ہی مگر مین آگاہ ہو کہ مین نے پیدا کیا ہی خیر کو اور شر کو پس خوشا حال اُسکا جسکے ہاتھ پر نیکی کو
ظاہر کرون اور بد حال اُسکا ہی جسکے حال پر شر کو ظاہر کرون اور مثل اُسی کے وہ روایت ہی قمی نے جو جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے نقل کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ مین ہون اللہ اور کوئی معبود بحق نہین ہی مگر
مین جو پیدا کرنے والا نیکی اور بدی کا ہون اور مثل روایت معویہ بن وہب کے جو اُس نے جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے کی ہی کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ وہ خبر کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی فرمایا اور توریت
مین اُسپر نازل کیا یہ ہی کہ تحقیق کہ مین ہون اللہ الخ چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بھی بعد نقل کرنے کے بعض ان روایات
کے کہا ہی کہ ان روایات مین حضرات ائمہ نے یہ مضمون کتب سماویہ اور کلام الہی سے کہا ہی اور یہ سب فرقہ ہائے امامیہ
اور کیسانیہ چشم پوشی کرکے کہتے ہین کہ شر اور گناہ اور کفر و فسق مخلوق شیطان و انسان و نبی جان ہی اور دوسرا
فاعل خدا کے ساتھ شریک کرتے ہین جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین اس مقام پر فرمایا ہی کہ استدلال کرنا شاہ
عبدالعزیز کا ان روایات سے عجب کی بات نہین ہی مگر تعجب یہ ہی کہ فاضل معاصر سید کاظم رشتی نے بھی باوصف ادعائے
تشیع بیان مراتب توحید مین کہا ہی کہ تیسرے توحید افعال ہی یعنے سب افعال خدا کے مخلوق ہین اور کوئی فاعل عالم

وجود مین اُسکے سوا نہین ہی اور کہا ہی اُنھون نے کہ یہ مرض لا علاج ہی اور مردون کے قدم کی لغزش کرنے کی جگہ ہی
اور ایک طائفہ نے اِس توحید سے انکار کیا ہی بایں گمان کہ یہ منافی ہی اُس اختیار کے جو بندون کو اپنے افعال مین ہی اور اِس
قول کا فاضل مذکور کے برخلاف نفس الامر واقع ہونا ظاہر کیا ہی کیونکہ اشاعرہ بھی یہ کہتے ہین کہ خدا خلق کرنے والا ہر چیز
کا ہی پس اگر بندہ اپنے افعال کا خالق ہو تو شرک لازم آئیگا اور اُنکے بعض اتباع و تلامذہ نے اصلاح کلام استاد مین اپنے کہا ہی
کہ حق تعالی کا خالق خیر و شر کا ہونا جو بعض روایات مین وارد ہوا ہی مراد اُس سے خلق تقدیری ہی تکوینی نہین ہی
اور ہمارے استاد کی بھی مراد یہی ہی اور واقع مین یہ ہی کہ اِس تاویل کی گنجایش نہین ہی کیونکہ فاضل مذکور نے توحید کو
دو طرح بیان کیا ہی ایک کو موافق اصول شیعہ کے اور رتبۂ توحید عوام سے اُسکا مرتبہ مقرر کیا ہی جیسا کہ کہا ہی کہ بیان اُسکا
اِس طرح کہ قریب افہام مرتبۂ عوام مین ہو یہ ہی کہ واحد گردانا جاے خدا اپنے افعال مین اس طرح کہ کوئی شریک اُسکا نہ قرار
دیا جاے اور نہ کسی سے اُسنے مددگاری چاہی ہو اپنے مخلوقات کے پیدا کرنے مین اور یہ بات اُسکی اُن افعال مین ہی جو مخصوص
ساتھ خدا کے ہین اور اگرچہ فعل غیر کا بھی اُسکے بدون اُسکی اعانت کے اور اُسکی قدرت بخشنے کے خاص اُس فاعل مین
نہین ہوتا جیسا کہ افعال اختیاریہ مین بندون کے ہی اور بعد اس کلام کے کہا ہی کہ یہ بیان اُن علما کے مذاق پر ہی جو
فرق کرتے ہین درمیان ذوات و صفات و افعال کے جو بندون کے اختیار سے صادر ہوتے ہین اور افعال غیر اختیاریہ
مین اُنکے مثل حرکت مرتعش اور خوابندہ کے اور جو مثل اُسکے ایسے ہون کہ اختیار کو اُسمین دخل نہین ہی اور لیکن بیان اِس
توحید کا بنا بر مذاق اُن علما کے ہی جو خلق ذوات و صفات مین فرق نہین کرتے اور تصدیق حق تعالی کے قول کی
کرتے ہین جو اُسنے فرمایا ہی اللّٰہ خالق کل شیءٍ اور اُسکے قول کی وَمَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ و
أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ اور جو مثل اُسکے وارد ہین اور تصدیق کرتے ہین اقوال ائمہ ہدی علیہم السلام کی کہ ہر چیز بمشیت و
ارادہ و قضا و قدر الٰہی واقع ہوتی ہی اور تصدیق کرتے ہین اُسکی جو حدیث قدسی مین ہی کہ مین خدا ہون اور معبود بحق
کوئی نہین مگر مین کہ مین نے پیدا کیا ہی خیر کو پس خوشحال اُسکا جسکے ہاتھون پر اُس نیکی کو جاری کرون اور مین نے
پیدا کیا ہی شر کو پس وای ہی اُس شخص کے لیے کہ اُسکے ہاتھ پر وہ بدی جاری کرون پس یہ علما تفرقہ ذات و صفات و متممات
و شرائط کے نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جو کچھ ہی وہ فعل خداوند عالم ہی کہ جاری فرماتا ہی اِس طرح کہ اضطرار لازم نہ آے
کیونکہ خداوند عالم جاری کرتا ہی اور عطا فرماتا ہی ہر ایک کو جو کچھ وہ اپنی زبان حال استعداد سے طلب کرتے ہین
اور یہ استعدادین بھی بفیض الٰہی اُسے پہونچی ہین پس جمیع اشیا اور حیثیت اطلاق کے پیدا نہین ہوے مگر اُسکے حکم سے
جو بلفظ کن فرمایا تھا اور اُنکے اختیارات اور قابلیات نہین پیدا ہوے مگر جب وقت فیکون آیا پس یہ راز ہی کلام معصوم کا
جو فرمایا ہی امر بین الامرین اور حقیقۃ کا اِس مسئلہ کی بیان اِس طرح کہ پوشیدگی نہ رہے اور سب سمجھین یہ ممکن نہین ہی کہ عقول
متحمل نہین ہوسکتے اور اسی لیے امیر المومنین علیہ السلام نے جب حضرت سے اُسکی حقیقت پوچھی گئی تو فرمایا دریا

عمیق ہی اسمین پیرنے کا ارادہ نکر اور جب دوبارہ پوچھا تو فرمایا طریق مظلم لا تسلکہ یعنے اندھیری راہ ہی اسمین راستہ
نہ چل یہ ملخص کلام سید کاظم تھا اب انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہی کہ جو دوسری تقریر انکی ہی جسے درجہ
عوام سے بلند جانا ہی اور اسمین افعال اختیاریہ اور غیر اختیاریہ کا تفرقہ اٹھا دیا ہی اور تفرقہ استعداد کے ساتھ جو عین
کسب مخترع اہل سنت موافق تصریح فضل بن روزبہان ہی کہ جبر کے لازم آنے سے بھاگ کر اسکے متمسک ہوتے ہین
اور بندون کے اضطرار کو رفع کرتے ہین کیا تفاوت مذہب اہل سنت سے رکھتا ہی واقعی شرم کی بات ہی کہ مدعی
تشیع ہوکر ایسی بات کہین شیعہ جاہل بھی اس سے احتیاط کریگا کیونکہ مخالفت اس عقیدہ کی شیعون کے اعتقاد سے
واضح تر ہی بالجملہ تاویل شاگرد کی جو بہ نسبت استاد کے قول کے کی درست نہین ہی کیونکہ اگر مراد خلق اور خلق شر سے
تقدیری ہو تکوینی نہو تو توحید افعال کیونکر متحقق ہوگی کیونکہ یہ توحید یقینی توحید تقدیری ہی اور اس تقدیر پر قول انکا
کہ پس تمام اشیا جہتہ اطلاق پر پیدا نہین ہوئے مگر اسکے حکم سے جو بلفظ کن فرمایا تھا کس کام کا ہوگا اور جو طعن و تعریض انپر
کرتے ہین کہ جنھون نے مثل شیعون کے فعل اختیاری اور غیر اختیاری مین فرق کیا ہی بسبب تصدیق کرنے اس آیہ
اور احادیث کے جو انھون نے ذکر کیے کیونکر درست ہونگے کیونکہ انھون نے کب کہا ہی کہ خلق تقدیری افعال اختیاریہ
اور غیر اختیاریہ کو عام نہین ہی تفرقہ انکا خلق تکوینی مین ہی پھر اگر یہ تفرقہ خلق تکوینی مین ہی پھر اگر یہ تفرقہ خلق تکوینی مین
فاضل رشتی کے نزدیک مسلم ہو تو طعن مشترک الورود ہوگی اور اگر مسلم نہو تو فاضل رشتی شیعہ نہین ہو سکتے پھر ایسے
کلمات جو انھون نے کہے یا مراد اس سے اظہار مزید فضل اپنا ہی یا میلان طرف غلاۃ کے ہی کہ وہ بھی بعض احادیث کے
مفاد سے بقول اہل سنت قائل ہوے ہین اور جو انھون نے لکھا ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس مسئلہ مین خوض
کرنے سے منع فرمایا ہی وہ اسلیے ہی کہ چونکہ مقام باریک ہی کہین سخنان باطل اہل جبر مین گرفتار نہو جائین اسلیے فاضل
مذکور کو زیبا تھا کہ رفع اشتباہ عوام کرتے نہ یہ کہ اور شبہات کو انکے تقویت دین بالجملہ یہ معلوم ہوا کہ اس راہ مین اشاعرہ ہی
غول طریق تنہا نہین ہین بلکہ بعض مدعیان تشیع بھی بہکانے والے ہین اسلیے ضرور ہی کہ جواب اس اصل استدلال کا
جس سے یہ متمسک کرتے ہین ایسا دندان شکن دیا جاے کہ سبکو کافی ہو جاے پس کہتا ہون مین کہ جو استدلال آیہ اللہ
خالق کل شیء سے انھون نے کی ہی جواب مفصل اسکا لکھا جا چکا ہی اور اب دوسری تقریر سے کہا جاتا ہی کہ جو اشاعرہ
کہتے ہین کہ اگر بندہ بھی فاعل خلق ہو اور خدا بھی فاعل خلق ہو تو تشریک غیر کی لازم آتی ہی اور اس آیہ سے بالضرور
ثابت ہوتا ہی کہ خدا خالق ہر چیز کا ہی تو اب انسے پوچھا جاے کہ ارادہ کو تو وہ بھی مخلوق بندگان کہتے ہین پھر جب
یہ ہوا تو اب تخصیص آیہ کی اور تشریک خلق مین غیر کی تم پر بھی لازم آتی ہی یا نہین علاوہ اسکے حق تعالی خود قرآن مین
فرماتا ہی تبارک اللہ احسن الخالقین پس جب اسنے اپنے تئین بہترین خالقان فرمایا تو اسنے اور خالق کے وجود پر بھی
بالضرور دلالت کی اور جب ایسا ہوا تو ان دونون آیتون کے رفع اختلاف اور جمع کے لیے ضرور ہی کہ کہین مراد اس آیہ کریمہ

اللہ خالق کل شیٔ کی یہ ہی کہ وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا ہی جواہر و اجسام سے اور یہ یقینی ہی کہ خدا کے سوا پیدا کرنے پر چھوٹے بڑے جواہر و اجسام کے کوئی قادر نہیں ہی جیسا کہ خود فرمایا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ الخ یعنے وہ کہ جنکو تم خدا کے سوا معبود قرار دیتے ہو ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ سب ملکر جمع ہوں اُسکے پیدا کرنے کے لیے پس یہاں سے کیسا صاف واضح ہوتا ہی کہ جو کچھ خدا کے ساتھ مختص ہی وہ جواہر و اجسام کا پیدا کرنا ہی نہ پیدا کرنا حرکات و سکنات کا اور جو اُنکے اور اعراض سے تابع ہین اور یہ کیونکر نہو حالانکہ خود فرماتا ہی فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ یعنے پس جو چاہے وہ ایمان لاے اور جو چاہے وہ کفر اختیار کرے اور فرمایا ہی وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ یعنے نہیں پیدا کیا ہمنے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ انکے بیچ مین ہی مگر ساتھ حق کے اور یقینی معلوم ہی کہ کفر حق نہیں ہی پھر مخلوق خدا نہ ہوگا اور فرماتا ہی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ یعنے اے وہ گروہ جو ایمان لاے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی اِس سے طلب فعل رکوع و سجود و عبادت کی ظاہر ہی اور طلب فعل اُن مکلف سے جیسے حکم فرمایا دلالت کرتا ہی کہ وہ صاحب قدرت ہی پھر کیونکر نفی قدرت کی اُس سے کر سکتے ہین اور سوا اسکے ممکن ہی کہ اللّٰہ خالق کل شیٔ مین مقدر کل شیٔ اسم فاعل بکسر دال مشددہ مراد ہوا اور اِس صورت مین کسی اور تاویل کی حاجت نہ ہیگی کیونکہ خلق تقدیر کے معنی مین کوئی قباحت نہیں ہی اور جواب اُن اخبار سے بھی جو مذکور ہوے کسی طرح ممکن ہی پہلے یہ کہ احادیث جو نفی جبر پر دلالت کرتے ہین ور پہلے گذرے اور وہ مؤید باد لہ عقلیہ و آیات محکمہ قطعیہ ہین پس جو خبر انکے مخالف ہو یا وہ مطروح ہوگی یا احتمال کہ یہ احادیث وضیعہ ہون جیسا کہ چند روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہی صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب التوحید مین اور عیون اخبار الرضا مین بسند اپنے حسین بن خالد سے روایت کی ہی کہ عرض کی مین نے خدمت مین آنحضرت کی کہ اے فرزند رسول لوگ تشبیہ و جبر کی نسبت اہلبیت علیہم السلام کی طرف کرتے ہین اِس جہت سے کہ آپ کے آباے طاہرین سے جو روایات وارد ہوے ہین وہ اسپر دلالت کرتے ہین یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے پسر خالد یہ کہہ تو کہ جو روایات کہ ہمارے آباے طاہرین سے تشبیہ مین منقول ہین وہ زیادہ ہین یا وہ اخبار جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے اس بارے مین مروی ہین وہ زیادہ ہین راوی کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ جو جناب رسالتمآب سے مروی ہین وہ زیادہ ہین حضرت نے فرمایا کہ پھر کیا وجہ ہی کہ اِس بات کی نسبت پیغمبر خدا کی طرف نہیں کرتے پسر خالد کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ پیغمبر کی نسبت یہ گمان رکھتے ہین کہ یہ روایات بہتان و افترا پیغمبر پر ہین آنحضرت نے ایسا کلمہ ارشاد نہیں فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح ہمارے آباے طاہرین نے بھی ایسا کلمہ نہیں فرمایا لوگون نے آنحضرت پر تہمت کی ہی اور افترا قول تشبیہ و جبر کا نہیں باندھا مگر غالیون نے کہ عظمت و بزرگی کو حق تعالیٰ کی سبک کیا ہی پس جو انہین دوست رکھے گا اُسنے ہمارے ساتھ دشمنی کی اور جو انہین دشمن سمجھے وہ ہمارا دوست ہی یہان تک کہ فرمایا اے پسر خالد جو کوئی ہمارے شیعون سے ہو

اُسے چاہیے کہ اُنھین اپنا دوست و مددگار نہ بنائے فقط اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ احادیث مذکورہ کلام ائمہ طاہرین
نہین ہین بلکہ تہمت وضعیہ غلاۃ ہین اور یا وہ احادیث مطروح ہونگے تقیہ کے احتمال سے اسلیے کہ روایات عامہ کے
موافق ہین کیونکہ انھین علما کے طریقہ سنت کے موافق ابن عباس سے مروی ہے کہ پیغمبر نے فرمایا اور ابن ماجہ نے جو اہل سنت سے ہے
روایت کی ہے پیغمبر سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے خیر و شر کو پیدا کیا ہے پس خوشحال اُسکا کہ
جسکے ہاتھ پر تقدیر خیر کرون اور وائے ہو اُسکے لیے جسکے ہاتھ پر تقدیر شر کرون پس صاف اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اخبار
مذکورہ ائمہ علیہم السلام سے ان اخبار سے جو بطریق اہلسنت پیغمبر خدا سے منقول ہین ایک معنی پر ہین و موافق ہین اور
جو اخبار کہ اُنکے معتقدات خاص کے روایات سے موافق ہون یقینی لائق طرح کرنے کے ہین یا اُن اخبار کی تاویل کیجائیگی
ساتھ خلق تقدیری کے اور یہ بھی موید ہے جو اخیر روایت مذکورہ مین وارد ہے کہ خوشحال اُسکا جسکے ہاتھ پر تقدیر خیر کرون
اور یہ معنی نفی خلق تکوینی کے خیر و شر کی بندون سے نہین کرتے اور بندون کے فاعل ہونے کو اُنسے سلب نہین کرتے
اور جب یہ ہوا تو تفرقہ کرنا درمیان بندون کے افعال اختیاری اور اضطراری کے خلق تکوینی مین ممکن ہوگا اور وہ منافی
تصدیق کو عموم آیت قرآنی اور روایات ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے جو دلالت کرتے ہین خلق تقدیری کے شامل ہونے کو
جملہ اشیا کے لیے نہوگا اب صاحب عقل سلیم پر پوشیدہ نہ ہے کہ بعد ان احتمالات صحیحہ کے استدلال اشاعرہ اور جو اُس
استدلال سے متمسک ہون اُنکے استدلال باطل ہوئے کیونکہ مشہور ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال نہ یہ کہ ابطال
استدلال سمعیہ متشابہ بلکہ سمعیہ کہ قوت نص کی اور محکم کی رکھتے ہین کیا گیا اور اب بحمد اللہ جو عقیدہ فرقہ حقہ کی حقیت سے ہے
وہ اپنے حال پر باقی رہے بلکہ سب سے بلند ہوئے اللھم اجعلنی من المؤمنین المصدقین فی الدنیا والآخرۃ فصل
چھٹی بیان مین اس امر کے کہ حق تعالی حکیم ہے اور اُسکے سب کام بحکمت و مصلحت منوط ہوتے ہین اور فعل عبث
اور بے فائدہ اُس سے نہین صادر ہوتا اور افعال مین اُس کے اغراض صحیحہ اور بڑی بڑی حکمتین ملحوظ ہوتی ہین لیکن
غرض افعال الٰہی مین بندون کی طرف عائد ہوتی ہے یہ نہین ہے کہ کوئی غرض اُسکی اپنی منفعت کے حاصل کرنے کو ہے
اور یہ بات ضروریات مذہب شیعہ سے ہے اور اہل سنت سے معتزلہ اُنکے اس سے موافق ہین مگر اشاعرہ بتبعیت حکما کہتے ہین
کہ افعال خدا کے معلل باغراض نہین ہین اگرچہ اسکا اعتراف کرتے ہین کہ ہر کام خدا کے کامون سے مقرون بانواع
حکمت و ثمرات ہے لیکن یہ گمان کرتے ہین کہ حق تعالی کو یہ ثمرات افعال مین اپنے مقصود نہین ہوتے اگرچہ اُسپر مترتب ہوتے ہین
بلکہ محال ہے کہ کوئی کام اُسکا خالی فوائد و ثمرات سے ہو بالجملہ کوئی اہل اسلام سے اسکا منکر نہین ہے کہ خدا کے کام مشتمل
مصالح حکمت پر نہین فرق اتنا ہے کہ بعض اقرار لفظی اور انکار معنوی کرتے ہین مثل اشاعرہ کیونکہ لفظ تو اُنکا مذکور ہوا
اور معنوی انکار اُنکا یہ ہے کہ اُنکے علما تصریح کرتے ہین مثل امام فخر رازی و شارح مقاصد و شارح مواقف کہ کیا غایت و مصلحت ہے
اس مین کہ حق تعالی کفار کو تکلیف ایمان دے باوجود اسکے کہ جانتا ہے کہ وہ ایمان نہ لائینگے اور پھر اُنھین ہمیشہ آگ مین رکھے

بعض نے انکے کہا ہی کہ بعض افعال خدا کے کچھ فائدہ نہین رکھتے جیسا کہ کفار کا ہمیشہ آگ مین رہنا ہی کہ اس سے
کسی کو فائدہ نہین ہی اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے کہا ہی کہ شیطان کا پیدا کرنا اور اُسے مہلت دینا اور اغواے
انسانی پر قدرت بخشنا اور تصرف دینا اُسے ہر ایک دل پر مادۂ صلح کو قطع کرتا ہی اور ایسی باتون سے اُنکے اوصاف
ظاہر ہوتا ہی کہ انکا یہ دعوی کہ افعال خدا کے مشتمل اوپر حکمتون کے اور مصلحتون کے ہین یہ اقرار زبانی ہی اور باطن مین
مصالح ربانیہ سے یقینی انکار ہی اور عبث و قبیح کی نسبت خدا کی طرف جائز سمجھتے ہین حالانکہ یہ منافی ہی آیہ کریمہ
أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا لیکن امامیہ پس بحمد اللہ بموافق ارشاد اپنے ائمہ ہدیٰ ظاہر و باطن مین اسکا اقرار و یقین
کرتے ہین کہ کوئی فعل خدا کا اُسکے کامون سے خالی علت و حکمت سے نہین ہی اگرچہ یہ لازم نہین ہی کہ ہمارے
عقول ناقصہ بھی کنہ حکمت تک ہر فعل کی اُسکے پہونچ سکین جیسا کہ توحید مفضل مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
منقول ہی اور خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ بعضے ملحدین سے کہ انکار صانع مدبر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کچھ اس عالم مین
واقع ہوا ہی از روے صنعت و حکمت و تدبیر نہین ہی اور جو انکے مانند بعض عوام سے ہین وہ بسبب اپنے نقصان
عقل کے ادراک مصالح اور حکمتہاے بزرگ کا جو نہین کر سکتے تو گمان کرتے ہین کہ یہ امور خالی حکمت و مصلحت سے
ہین پس حق تعالی بلند ہی اس سے جو یہ وصف کرتے ہین وہ یہ ضلالت مثل چند اُن نابیناؤن کے ہی کہ ایسے گھر مین
داخل ہون جو نہایت نیکی و استحکام سے بنا ہوا اور بہت عمدہ فرش فاخرہ اُسمین بچھا ہوا اور جو جو کچھ کہ چاہیے کھانا
اور پانی اور پوشاک وغیرہ کہ آدمی اُسکی طرف محتاج ہوتا ہی وہ اُسمین مہیا ہوا اور ہر چیز مقام مناسب پر رکھی ہو
پس وہ اندھے اُس مکان بلند مین چپ و راست پھرین اور اُس گھر مین جو درجات کہ آراستہ ہین اُنمین داخل ہون
اور اپنی آنکھ کے نہونے سے نہ اُس گھر کی بنا کو دیکھین جو اُسکے رہنے والون کے لیے مہیا کیا گیا ہی اُسے دیکھین بلکہ
بسا ہی کہ اندھون کی طرح پاؤن مارین کسی ظرف پر یا کسی چیز پر کہ جو مقام و موقع سے رکھی ہی اور اُسکی طرف احتیاج
بہت ہی اور یہ نہ جانین کہ کس جہت سے یہ چیز یہان رکھی تھی اور اِس ٹھوکر کے لگنے سے غصہ کرین اور اُس گھر کی
اور گھر کے بنانے والے کی جسنے خوب بنایا اور خوب آراستہ کیا مذمت کرین بعینہ یہی حال ہی اُس گروہ کا بھی
جو سنت تقدیر معبود حقیقی اور کمال تدبیر عالم وجود مین انکار کرتے ہین کیونکہ جب اذہان ناقصہ اُنکے اسباب و علل و فوائد
اشیا مین ادراک سے قاصر ہین دریافت نہین کر سکتے تو اِس عالم امکان مین نادان و حیران پھرتے ہین اور جو کچھ
اِس گھر مین حسن صنعت اور درستی نظام و استحکام خلقت کی صنعتین کام مین لائی گئی ہین اُسے نہین سمجھتے اور جو ایک
شخص نے اُنہین سے اُنہین مطلع اِن حکمتون پر کیا اور وہ چیز کہ اُسکے سبب کو نہین جانتے اور اُنکی عقل اُسکی حکمت کو
نہین پہونچتی بتایا تو اُسے موصوف بخطا کرتے ہین اور بے عقل جانتے ہین فقط اور اشاعرہ کا استدلال اپنے مذہب سے
یہ ہی کہ اگر خدا کے کام کسی غرض و غایت کے لیے ہون تو اُس سے لازم آتا ہی کہ حق تعالی اپنی ذات مین ناقص ہو اور اپنے

غیر سے کمال حاصل کرے کیونکہ غرض و غایت کا ہونا کام کرنیوالے کے حق مین اولی ہے اور کمال کے بھی یہی معنی ہین
لیکن تعجب کی بات ہے کہ نہین سمجھتے کہ ذات مقدس اُسکی کامل ہے جمیع الجہات ہے اور کامل بالذات کا مقتضی یہ ہے
کہ اپنے غیر کو فائدہ پہونچائے اور متحقق ہونے شرائط اور ارتفاع موانع کے اپنے تئین فائدہ پہونچانے سے باز نرکھے پس
فائدہ کا نہ پہونچانا باوجود قدرت وارتفاع موانع نقص ہے کہ فائدہ پہونچانا نقص ہے اور اگر حق تعالی کسی چیز کو بدون
غرض و غایت کے واقع کرے تو شیخ کامون مین داخل ہو اور عابث ہوگا اور عبث کا صادر ہونا البتہ حماقت و بے عقلی ہے
اور اِس سے حق تعالی نے خود انکار فرمایا ہے جیسا کہ آیۂ افحسبتم الخ مین مذکور ہوا اور اگر فائدہ کا پہونچانا اُسکے پہونچانے سے
بہ نسبت ذات باری کے اولی ہوا تو ہمین کیا نقصان ہے کیونکہ یہ امور ازقبیل صفات فعل ہین اور تقیقتی بات ہے
کہ فعل اُسکا ہر چیز کو ایک وقت مین اور ترک کرنا اُسی فعل کا دوسرے وقت مین اولی و الیق ہوتا ہے اور ایسا کہ یہ
امور اضافیہ اور اعتباریہ ہین ان مین تغیر لازم آتا ہے حاصل یہ ہے کہ اگر صفات کمالیہ ذات مین اُسکی محتاج غیر ہون تو نقص ہے
ولیکن یہ امور اعتباریہ اور اسمائے اضافیہ کہ بسبب صدور افعال کے اُسکی ذات اقدس کی طرف منسوب ہوتے ہین
تو حقیقت مین خالی ہونا اُنسے اُسوقت مین کہ جب اصلح نہو نہ عیب ہے نہ نقص ہے اور نہ متصف ہونا اُسکا وقت صلح
مین استکمال ہے بلکہ ایک کمال ہے کہ اُسکی ذات سے صادر ہوتا ہے اور اگر کوئی اِس کمال کا نام استکمال رکھے تو انکی اصطلاح
خاص ہے اور اصطلاح مین ہر کسیکو اختیار ہے کیونکہ کمال ذاتی کمال فعلی مین جاری نہین ہوسکتا سوا اِسکے اور جو قبائح اِس
مذہب پر بطلان مصالح الٰہی سے لازم آتے ہین وہ دوسری فصل مین اِس باب کی مذکور ہوئے حاجت اعادہ کی
نہین ہے اور مولانا ے مجلسی علیہ الرحمہ نے حق الیقین مین کہا ہے کہ بعضے متکلمین کا اعتقاد یہ ہے کہ افعال الٰہی متضمن مصلحت
ہوتے ہین مگر اصلح ہونا ضرور نہین ہے حاصل یہ ہے کہ خدا کا کام عبث نہین ہوتا مثل سفہا اور حمقا کے کامون کے بلکہ
کسی نہ کسی مصلحت پر مشتمل ہوتا ہے اب رہا یہ کہ وہ اصلح ہے پس یہ ضرور نہین ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس امر خاص مین بھی تفکر
ضرور نہین ہے جیسا کہ اخوند صاحب نے بھی اِسی کو اختیار کیا ہے فصل ساتوین بیان مین بعض الفاظ کے
جو ذکر صفات الٰہی مین مذکور ہوتے ہین اور اکثر وہ سات لفظ ہین لطف و توفیق و خذلان و ابتلاء
و تمحیص و محق و استدراج جاننا چاہیے کہ اکثر متکلمین امامیہ اور معتزلہ نے کہا ہے کہ لطف حق تعالی پر بحسب عقل واجب ہے
خواہ اُسکی عدالت کی جہت سے یا بسبب اُسکے کریم ہونے یا کرم و عدالت دونون کے باعث سے لیکن لطف میں اسکے
شرائط کئی ہین کہ اُنکے ساتھ واجب ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہونگے اور لطف یہ ہے کہ اپنے بندۂ مکلف کو طاعت سے
قریب کردے اور گناہ سے دور کردے ساتھ اُسکے اختیار کے باقی رکھنے کے اور جبر نکرنے کے مثل پیغمبرون کے بھیجنے کے
اور ائمہ علیہم السلام کے منصوب کرانے کے اور وعدہ کرنا ثواب کا اور وعید فرمانا عقاب کا اور سوا اُسکے جو اور [illegible]
ہین خواہ نعمتون کی قسم کے ہون یا آلام ہون عدمی ہون یا وجودی ہون بعد اُسکے یہ لطف حاصل کرانے والا واجب کا

یا مطلق اچھے کام کا ہو جو راجح ہے تو وہ توفیق ہے اور اگر باعث ترک معصیت کا ہو تو وہ عصمت ہے اگر ان دونوں وصفوں سے خالی ہو تو وہ مقرب ہے یعنے حاصل نہیں کرتا کسی نیکی کو اور دور نہیں کراتا کسی بدی کو لیکن انسے قریب کرا دیتا ہے پھر آئندہ مکلف کو اختیار ہے اور خذلان منع کرتا ہے اس لطف سے اور گویا وہ ضد توفیق ہے اور کلام علما میں لطف کا اطلاق کئی وجہ سے ہوتا ہے ایک لطف محصل ہے جو فعل مامور بہ کی تمکین میں مداخلت رکھتا ہو دوسرے لطف خفی ہے کہ اُسے تمکین اور قادر کرانے پر مکلف کے فعل مامور بہ پر قدرت دخل نہیں ہے اور متکلمین امامیہ میں یہ معنی معروف ہیں تیسرے معنی عام ہیں جو دونو کو شامل ہیں یعنے قریب کرے طاعت سے اور دور کرے معصیت سے اور عام اس سے ہو کہ دخل اُسے تمکین میں ہو یا نہو جیسا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب حق الیقین میں فرمایا ہے کہ حق تعالی پر لطف بحسب عقل واجب ہے اور لطف ایک امر ہے کہ مکلف کو نزدیک گردانتا ہے طاعت سے اور دور کرتا ہے معصیت سے مثل پیغمبروں کے بھیجنے کے اور اماموں کے نصب کرنے کے اور وعدہ ثواب و وعید عقاب کرنے کے اور جو اسکے مثل ہون اور شارح مقاصد نے لطف مقرب کی مثال میں ارزاق اور آجال اور قوی اور اکمال عقل اور دلیلوں کا نصب بیان کیا ہے اور جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اعطاے قوۃ عقلیہ از جملہ لطف ہے اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے بھی تصریح فرمائی ہے ساتھ اِس بات کے کہ معرفت لطف کی عام ہے اور یہ سب عموم لطف پر دلالت کرتا ہے پس جو لطف کہ تمکن و اقتدار طاعات اور ترک سیئات پر مداخلت رکھتا ہے اور وہ اسباب و آلات ہیں کہ بے اُنکے بندے توانائی و اقتدار طاعت و ترک معصیت پر بہم نہیں پہونچا سکتے مثل زبان و اعضاء و جوارح کے کہ شکر بدون اُسکے یا اور طاعتیں بے اُنکے نہیں ہو سکتیں اور اسی طرح اکمال عقل اور جو کچھ کہ تکلیف و امتثال امر اُسپر موقوف ہے سکا دینا یقینی خدا پر واجب ہے والا تکلیف بیجا اور مستقبح ہوگی اور اسی جملہ سے ارسال رسل ہے اور معجزات کا اُنکے ہاتھ پر جاری کرنا ہے اور اقامت دلائل کی حقیت عقائد حقہ پر کیونکہ ہمین شک نہیں ہے کہ جملہ شرائط تکلیف سے مکلف کا جاننا یا متمکن ہونا اُس چیز کے جاننے سے ہے کہ ساتھ اُسکے تکلیف کی گئی ہے اور قدرت اُسکی اُس کام پر ہے اور یہ بات سمعیات میں بدون بعثت پیغمبران ممکن نہیں ہے پس اسکا واجب ہونا ثابت ہے گو حسب اصطلاح اسے لطف نہ کہیں اب رہا یہ جو کچھ طاعت سے قریب کرے اور گناہوں سے دور کرے گو مداخلت عطاے تمکن و قدرت میں نرکھتا ہو اور طاعت کا کرنا اور اسی طرح ترک اسکا بے اسکے بھی متصور ہو پس اسکے بھی واجب ہونے میں فی الجملہ کوئی خلاف جو متکلمین میں معروف ہو نہیں ہے اور جناب آخوند صاحب نے بھی حق الیقین میں کہ یہ کتاب بحار کے بعد کی ہے اعتراف اُسکے وجوب سے کیا ہے اور مشہور دلیل وجوب کی اس لطف کے یہ ہے کہ اگر خداوند عالم باوصف اسکے کہ اُسے بندوں کا مطیع ہونا مطلوب ہے تا کہ انھین ثواب دے لطف مقرب کو عمل میں نہ لاے تو اُسکی غرض کے مناقض ہوگا لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ حق تعالی کسی جگہ اسے ترک نکرے کیونکہ اس لطف کا واجب ہونا من حیث الحکمۃ بہ نسبت جمیع مکلفین کے ثابت نہیں ہے بلکہ مختار امامیہ یہ ہے کہ جیسا

یہ لطف واجب ہی اسی طرح استدراج اور ختم اور طبع اور اضلال بھی خدا کی طرف سے ہوتا ہی جیسا کہ مولانائے طبرسی نے
تفسیر مجمع البیان میں کہا ہی کہ اضلال کبھی اس معنی پر آتا ہی کہ حق تعالیٰ اُس لطف کو جو مومنین پر بطور جزائے ایمان انکے بندول
فرماتا ہی اُنہی کفار سے منع کرے اور اس سے یہ صاف معلوم ہوا کہ یہ لطف بعض مکلفین کی نسبت نہین واقع
ہوتا اور یہ کیونکر نہو حالانکہ ظاہر ہی کہ جو کفار و فساق کہ اہلیت الطاف ربانیہ کی نہین رکھتے بدل الطاف انکی نسبت ہرگز
سزاوار نہین اور جب لطف عام ہوا تو مشروط بشرائط اور منوط ساتھ رفع موانع کے ہوگا اور جب یہ معلوم ہوچکا تو
جاننا چاہیے کہ جملہ شرائط وجوب لطف سے خدا کا جاننا ہی اس امر کو کہ مکلف بعد حصول لطف جسکی تکلیف دی گئی ہی
اُسے بجا لائیگا کیونکہ جب جانین کہ بذل لطف اُس شخص کی نسبت کوئی فائدہ نہ بخشے گا تو لطف کا کرنا عبث ہوگا
مگر اُس مقام پر کہ جب اتمام حجت اور بندون کے عذر کا قطع کرنا یا جو اُسکے مثل اور مصالح ہون ملحوظ ہو اور اُسی
شرائط سے سبق استحقاق ہی والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی چنانچہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کہا ہی کہ کوئی شبہ اسمین نہین ہی
کہ حق تعالیٰ کی نعمتین تمام خلق کو شامل ہین مگر ان نعمتون میں بھی بعض کو بعض سے اختصاص ہی اور یہ یا بسبب انکی
اختصاص کے ہی یا اور کسی سبب سے جو مقتضی اختصاص کو ہوا ہو اور مرتبے اسکے یکسان نہین ہین اسی طرح لطف کے
درجات برابر نہین کیونکہ جو الطاف بہ نسبت انبیا اور اوصیا کے مرعی ہوتے ہین وہ دوسرون کو ضرور نہین ہین
اور منجملہ انہین شرائط سے یہ ہی کہ لطف منافی تکلیف نہو والا مناقض غرض آزمایش ہوگا کیونکہ یہ ظاہر ہی کہ دنیا نام
اُس گھر کا ہی جسمین آزمایش بندون کی اور تمیز نیکون کی بدون سے ہوتی ہی پس اگر حق تعالیٰ جو کچھ طاعت گذار نے والے کی
طبیعت چاہے وہ اُسے میسر کردے تو جو مقصود اصلی امتحان ہی وہ کہان رہے اور مطلوب امتحان سے ہی کہ مقربان
بارگاہ احدیت کے مراتب کا اظہار کرے اور انکی بلندی شان و مرتبہ کی سب کو دکھائے کہ اس دار محن مین جیسے دل
چاہتا ہی کتنے دور رہے ہین اور راہ خدا مین کیا کیا رنج و مصائب کے متحمل ہوئے ہین اور ہر حال مین خدا کی یاد کو
نہین بھولے اور ہجوم بلا و مصائب مین کبھی دلتنگ نہین ہوئے اور طاعت کے کرنے سے اور گناہون کے اجتناب سے
کبھی غافل نہین ہوئے اور مقتضائے رحمت ربانی کو ہمیشہ اپنی مقتضائے طبیعت پر ترجیح و تفضیل دیتے رہے ہین
پھر کیونکر ہوسکے کہ انکا حال مثل اُن لوگون کے ہو جو طاعت نفس کو طاعت خدا پر مقدم رکھتے ہین اور اگر انکی خواہش
نفس کے موافق اسباب ظاہریہ بہم پہونچے تو بالعرض طاعت خدا کی کرتے ہین اور اگر کسی مصلحت کے لئے حق تعالیٰ نے
کہ علم اُسکا سب سے زیادہ ہی انکی مطلوب و مرغوب کے موافق نکیا تو طاعت مین کسل کرتے ہین اور قضائے الٰہی پر
راضی نہین ہوتے پھر اگر بے اسکے کہ تکلیف و تمیز مستحق کی غیر مستحق سے کرے اور بے اسکے کہ سابق مین کوئی امتحان کرچکا ہو
ہر ایک کی موافق تمنا کے اسباب جمع کردے جس سے عبادت اُنسے ہوسکے تو یہ بھی ضرور ہوگا کہ اُس طاعت کو خدا
قبول کرے اور جو ایسا ہو تو پھر تمیز نفوس قدسیہ و نفوس خبیثہ اور خسیسہ مین کیونکر حاصل ہو اسلیے حکمت او رافت الٰہی مین

یہ امر جائز نہین ہوا کہ عطاے قدرت و تمکین پر جسکی تکلیف دی گئی ہے سب مکلفون کو شریک کرے تاکسیکو حجت عذر
اور محل کلام نہ باقی رہے اور آزمایش کے لیے اور سب کی نظر مین مستحق کو غیر مستحق سے ممتاز ہونے کے لیے اور عالی و
سافل کے فرق کے ظاہر ہونے کو تحمیل امور شاقہ کی اور اُن چیزون کی جو منافی طبع ہین فرمائی تاکہ اگر ایک بھی ان
متحمل ان امور کا ہو کر رضاے خدا کو اپنی رضاے نفس پر مقدم رکھے اُسکے لیے جتنا الم و رنج راہ خدا مین اُٹھاے
اُسی قدر ثواب و جزا زیادہ تر فرمائی جاے اور جو کوئی اپنی رضاے نفس شوم کو رضاے الٰہی پر مقدم کرے و شیطان کی
اطاعت کرے تو چونکہ حق تعالی نے تکلیف امر ممکن کی فرمائی تھی جسکا صادر ہونا اُس سے محال نہ تھا اور حجت کو اُسپر تمام کیا تھا
اور کوئی گنجایش اُسے عذر و کلام کی نہین تھی اُسکے لیے اگر وہ لائق رحمت و عنایت کے ہے تو اعانت اُسکی ساتھ متوجہ
کرنے اسباب کے طرف مطلوب خیر کے اُسکی استحقاق کے باعث یا محض اپنے تفضل سے فرماتا ہے اور اگر لائق عنایت
نہین ہے بسبب اپنی شومی نفس کے تو حکیم علیم اپنے لطف و مہربانی کو اُس سے سلب فرماتا ہے اور بیان شافی اس مطلب کا
خطبہ قاصعہ مین ہے جو جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے اور نہج البلاغہ مین سب موجود ہے کہ وہ بحر ذخار ہے اور چند فقرے
اُسکے مع ترجمہ حدیقہ سلطانیہ مین بھی مذکور ہین من شاء فلیرجع الیہ بالجملہ تین لفظون کے معنی الفاظ ہفتگانہ سے
بیان ہو چکے چار لفظ یعنے ابتلا و تمحیص و محق و استدراج کا بیان یہ ہے کہ ابتلا بمعنی آزمایش ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے لیبتلی
اللہ ما فی صدورکم یعنے تاکہ آزماوے خدا اُسے جو کچھ کہ تمھارے سینون مین ہے تمھارے اعمال سے کیونکہ خداوند عالم
ہر چند بعلم غیب حال ہر چیز کا جانتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس بہ نفسہ و نحن اقرب
الیہ من حبل الورید یعنے ہمنے آدمی کو پیدا کیا ہے اور ہم جانتے ہین اُسے جو اُسکے دل مین آتا ہے اور ہم اُسکی رگ گردن سے بھی
زیادہ اُس سے قریب ہین لیکن حق تعالی چاہتا ہے کہ اُنکے اعمال کا معاینہ فرماوے پس اُنکے ساتھ آزمایش کا معاملہ فرماتا ہے تاکہ
اُنکے حال کو سب پر ظاہر فرماے گو خود محتاج آزمایش نہین ہے اور تمحیص خالص کرتا ہے اور محق ناپید کرنا ہے کسی چیز کا ایک حال سے
دوسرے حال کے بعد جیسا کہ فرماتا ہے و لیعلم اللہ الذین امنوا الی ان قال و لیمحص اللہ الذین امنوا و یمحق الکافرین
یعنے تاکہ آزماے خدا اُن اشخاص کو جو ایمان لاے ہین اور تاکہ خالص کرے اُنکو گناہون سے بسبب ابتلا کے اور ہلاک
کرے کافرون کو بسبب اُنکے گناہون کے وقت آزمایش مین اُنکے تخلیہ کے ساتھ درمیان اُنکے اور اُنکی خواہشون کے
اور فرماتا ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنة و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم و یعلم الصابرین جناب مولاناے طبرسی نے
جو اسکی تفسیر مین فرمایا ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ حق تعالی کی غرض اختبار و ابتلا سے یہ ہے کہ مومنین کو تمیز بایمان مشاہدہ فرماوے
کیونکہ حق تعالی اُنکے ایمان کو قبل اُنکے اظہار کے ویسا ہی جانتا ہے جیسا کہ بعد اظہار اُنکے جانتا ہے پس قبل از اظہار ایمان جانتا تھا
کہ نزدیک ہے کہ بسبب ایمان کے یہ دوسرون سے ممتاز ہونگے پس جبکہ اُنھون نے ایمان ظاہر کیا تو جانا کہ اُنکا تمیز و امتیاز
قوت سے مرتبہ فعل مین آیا اور یہ تغیر جو واقع ہوا تو واقع مین اور بالاصالة معلوم ظاہر ہے ذات باری مین نہین ہے

کیونکہ ذات عالم ہے ولیکن بسبب اِن تعلقات کے علمِ ذاتی متغیر ہوتا ہے اور اِسمین کچھ نقصان نہین ہے اور بعضون نے
کہا ہے کہ مراد اِس سے یہ ہے کہ تا دوستان خدا انکو تمیز بایان جانین پس اظہار حال دوسرون پر فرشتون سے در غیر انکے
جو ہون چاہتا ہے تاکہ حجت اُنکی مثاب کے ثواب دینے مین اور معذب کے اوپر عذاب کرنے مین سبکی نظر مین تمام
مشاہد ظاہر و واضح ہوجاے اور اپنی طرف جو اِسکی نسبت دی ہے اِسلیے کہ تا تفضیح حال اُنکے زیادہ تر ظاہر ہو و فی الواقع
دونون معنی صحیح ہین اور معنی استدراج کے وہ ہین جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جبکہ راوی نے پوچھا
فرمایا کہ استدراج حق تعالیٰ کا فعل بہ نسبت اُس بندہ کے ہے جو گناہ کرتا ہے پس حق تعالیٰ اُسے مہلت دیتا ہے اور اپنی نعمتون کو
اُسپر زیادہ فرماتا ہے پس زیادہ تر استغفار سے غافل ہوتا ہے اور اِسی معنی سے قرآن مجید مین اشارہ فرمایا ہے ولا تتبع من
اغفلنا قلبہ یعنے اُسکی پیروی نکر جسکے دل کو غافل کر دیا ہے ہمنے پس حق تعالیٰ نے اُس سے استدراج کیا ہے اِس طرح کہ وہ
نہین سمجھتا کتاب کافی مین جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جب خداوند عالم کسی بندے
اپنے بندون مین سے لطف و رحمت فرماتا ہے تو جب وہ گناہ کرتا ہے تو اُسے کسی بلا مین مبتلا کرتا ہے کہ جلد اُسے استغفار یاد
آوے اور طلب مغفرت مین اپنی کوشش کرے اور جب کسی بندے پر اپنے بندون مین سے خشمناک ہوتا ہے اور وہ گناہ
کرتا ہے تو حق تعالیٰ اُسپر نعمت کو زیادہ کرتا ہے تاکہ استغفار اُسکے دل سے نکل جاے اور گناہ مین مشغول رہے و یہی معنی
ہین قول خدا کے جو فرمایا ہے سنستدرجہم من حیث لا یعلمون **فصل ہشتم بیان مسئلہ اصلح مین** و موضوع
اِس مسئلہ کا مسئلہ لطف کے موضوع سے عام ہے کیونکہ ہر لطف اصلح ہے لیکن ہر اصلح لطف نہین ہے کیونکہ جائز ہے کہ ہر اصلح کو
طاعت سے قریب کرانے مین و گناہون سے دور کرانے مین دخل نہو اور یہ بات اُس اصلح مین جو بسبب دنیا ہے
بہت واضح ہے لیکن جو اصلح بسبب دین ہے اُسمین بھی تامل کے بعد معلوم و ظاہر ہوتا ہے کیونکہ مثلاً شدت سکرات موت کی
بسبب اِسکے کہ کفارہ گناہون کا ہے مومن کے لیے اصلح ہے لیکن وہ کسی طاعت سے قریب نہین کرتا ہے یا اُس عمل خیر کی
توفیق جو مردہ کے بعد اُسکے پس ماندہ بجا لائین مردہ کے لیے اصلح ہے لیکن اُسے کسی طاعت سے نہ قریب کرتا ہے نہ کسی گناہ سے
دور کرتا ہے اور اِسی کے مثل ہے وہ کہ زندگی مین حق تعالیٰ اپنے بندے کے لیے ایسے اسباب جمع کر دے کہ باعث زیادتی
ثواب کا اور اُسکے تقرب کا خدمت رب الارباب مین ہو جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ جو عمل کہ دشوار تر ہے ثواب اُسکا
زیادہ ہے پس اجتماع اسباب مشقت باعث زیادتی ثواب طاعت ہوتا ہے ہر چند کہ صورت خفت مین بھی بندہ طاعت سے
قریب ہوتا ہے اور اِسی طرح اِسکے موضوع کے عموم کی نظیرین بہت ہین اِسی لیے مسئلہ لطف کے بیان کے بعد حاجت
اِس مسئلہ کے بیان کی طرف داعی ہے لیکن معتزلہ بصرہ اصلح کو بمعنی انفع لیتے ہین اور معتزلہ بغداد اصلح بحسب حکمت
و تدبیر مراد لیتے ہین و در حقیقت یہ ہے کہ جو شخص قواعد عدل الٰہی سے بہرہ مند ہے وہ جانتا ہے کہ استدراج مقام استدراج مین
اور اِسی طرح اضلال و طبع و ختم اُسکے مقام پر عین لطف و صواب ہے جیسا کہ لطف و اصلح اور ہدایت یعنے ہدایت کرنا اور

توفیق یعنے اسباب خیر کا مہیا کرنا اپنے مقام پر ہین اور خانۂ دنیا کہ محل ابتلا و آزمایش کا ہی وہ جس طرح یہ چاہتا ہی او راسکا
محتاج ہی کہ اُسمین پیغمبران و اُنکے اوصیا مبعوث و منصوب ہون او رہمیشہ حجت خدا زمین پر رہے اسی طرح اُسکا مقتضی
یہ بھی ہی کہ قوائے شہوانی او رشیطان بھی اُسمین ہو او راسکا حال بعینہ خانۂ مسکونہ کا ہی کہ وہ جس طرح یہ چاہتا ہی کہ ایک جگہ
اُسمین نفیس اُٹھنے بیٹھنے او راستراحت کرنے کو ہو اسی طرح یہ چاہتا ہی کہ ایک مقام کثیف بھی ہو اُسے بیت الخلا بنائین و
اُسمین سب جا کر بول و غائط دفع کیا کرین لیکن اگر کوئی اندھا اُس گھر مین جاے اور اُسے بیت الخلا کو اپنا خانۂ راحت
بنالے اور اس جہت سے اذیت سکونت کی اُسمین اُٹھا کر اپنی بوچگوئی سے صاحب خانہ کی تنقیص و تفضیح کرے تو واقع مین
نقص صاحب خانہ کا نہین ہی نہ اُس گھر کا ہی بلکہ وہ نقص اُسکے نابینا ہونے کا ہی او روہ گھر مشتمل مصالح پر ہی خانۂ استراحت بھی
اُسمین ہی او ربیت الخلا بھی ہی او ردونون کا ہونا ضرور ہی اسی طرح جو فعل حق تعالیٰ کا جسکے ساتھ موافق اُسکے ہی وہ اصلح ہی مگر کلام
علما کا اِسمین خالی اجمال سے نہین ہی چنانچہ کتاب تجرید مین محقق طوسی علیہ الرحمہ نے کہا ہی کہ اصلح کبھی واجب ہوتا ہی بسبب
پائے جانے داعی کے اور نہونے اُسکے صارف کے اور جناب آخوند صاحب نے حق الیقین مین بھی فرمایا ہی کہ اکثر
امامیہ کا اعتقاد یہ ہی کہ جو کچھ خلق و انتظام عالم کے لیے اصلح ہو اُسکا کرنا حق تعالیٰ پر واجب ہی اور بعض متکلمین کا اعتقاد
یہ ہی کہ فعل الٰہی کو متضمن مصلحت پر ہونا چاہیے اصلح ہونا ضرور نہین ہی اور ظاہر اً فکر اس مسئلہ مین ضرور نہین ہی انتہی
کلامہ اور حقیقت یہ ہی کہ جناب آخوند صاحب نے جن بعض کے اِس کلام کو نقل کیا ہی اُنکے جواب مین ممکن ہی کہ یہ کہا جاے
کہ جب حکیم مطلق پر یہ جائز نہین ہی کہ دو متساوی سے ایک کو ترجیح دے تو اختیار کرنا مرجوح کا بطریق اولیٰ روا نہوگا او ر
اِسمین کوئی شک نہین ہی کہ اصلح جو اُس سے ادون ہی اُسپر ترجیح رکھتا ہی پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ خدا اپنے کام مین اصلح کو چھوڑ کر
ادون کو اختیار فرمائیگا او رجب ثابت ہوا تو پھر مذہب مشہور اکثر امامیہ کا اپنے حال پر باقی رہیگا لیکن جو نقل اکثر کے مذہب کی
فرمائی ہی وہ بھی خالی اجمال سے نہین ہی اور جناب سید سند اعلی اللہ مقامہ نے حدیقۂ سلطانیہ مین فرمایا ہی کہ محصل مقصود
اِس جگہ یہ ہی کہ اصلح نسبت ہر شخص کی بطریق کلی خدا پر لازم نہین ہی بلکہ جو خدا پر لازم ہی وہ یہ ہی کہ اصلح کو بحسب نظام کلی
ملحوظ رکھے اور محقق طوسی نے شرح اشارات مین بھی یہی اختیار کیا ہی اور مراد ظاہری اُنکی یہ ہی کہ حق تعالیٰ پر اصلح جمیع
وجوہ سے ہر واحد کی نسبت واجب نہین ہی لیکن اصلح فالاصلح یعنے جو ضرور ہو اُسے ساتھ رعایت شرائط استحقاق کے
اور رفع موانع خارجیہ کے عمل مین لانا لازم ہوگا او راِس صورت مین اصلح مطلق کی بھی قوت جبکہ شرائط مختل نہ ہو
ممنوع نہوگی اور ضابطہ کی قدح نکرے گی اور شاید کہ جو تجرید مین محقق نے فرمایا ہی کہ اصلح کبھی واجب ہوتا ہی ساتھ
وجود داعی کے اور نہ پائے جانے اُسکے صارف کے اِسی لیے ہو کیونکہ فوت ہو جانا اُس اصلح کا جو اعلیٰ مرتبہ مین ہو
بہ نسبت ایک شخص کے یا اِسلیے ہوگا کہ اُسے استحقاق اُسکا نہین او راسکا ترک منافی عدالت کے نہین ہی اور یا بسبب
ضرورت انتظام کے جو سبکے لیے بہتر ہی ترک اُسکا کیا گیا ہو او راس صورت مین خداوند عالم تدارک اُسکا جو اُسکے لیے

یہان جھوٹ گیا آخرت مین برتقدیر فرض استحقاق وفا ہووے گا جیسا کہ آلام غیر مستحقہ کی تاویل مین وارد ہی اور یہ بھی منافی
عدل نہین ہی اور یہ بھی ممکن ہی کہ مین کہ حق تعالیٰ بہ نسبت دونو فرقون کے اصلح عمل مین لاتا ہی لیکن ساتھ رعایت اسکے
شرائط استحقاق کے متحقق ہونے کے و مفقود ہونے موانع کے ہونے کے اور ضرور نہین ہی کہ جو کچھ ظاہر کے دیکھنے مین اصلح ہو وہ مطابق
واقع ہو کیونکہ مراد اصلح سے اصلح بحسب حکمت ہی نہ اصلح بحسب ظاہر ہی اور یہ بہت ہی کہ ایک بات دیکھنے مین اچھی معلوم ہوتی ہی اور
باطن مین مشتمل اوپر مفاسد و موانع کے ہوتی ہی اور کبھی اسکے بالعکس ہوتی ہی یعنے باطن مین اچھی ہوتی ہی اور ظاہر مین بُری ہوتی ہی
لیکن حق تعالیٰ کہ سب مصالح اور مفاسد کو جمیع امور کے جانتا ہی اور باریکی کو ہر چیز کے ظاہر و باطن کی پہچانتا ہی تجویز کرتا ہی
واسطے جو کچھ اُسکے لیے اقرب بصلاح ہی عمل مین لاتا ہی پس بنابر اسکے مراد یہ ہوگی کہ حق تعالیٰ پر لازم ہی کہ جو کچھ بندے کے واسطے
اصلح ہو اُسے عمل مین لائے مگر با اجتماع شرائط و رفع موانع لیکن اس جگہ پر شبہہ قوی ہوتا ہی کہ ہرگاہ حق تعالیٰ ہمیشہ
رعایت اصلح کی ہی تو پھر دعا کرنے سے کیا فائدہ ہی بلکہ منافات قول اصلح سے رکھتا ہی جیسا کہ شارح مقاصد نے کہا ہی کیونکہ
بنابر اس قول کے جو کچھ کہ اصلح ہی وہ واجب الصدور ہوگا اور دعا سے تغیر اُسمین ممکن نہین ہی اور یہ قول اُسکا باطل ہی کیونکہ
نفس دعا ممکن ہی کہ متغیر مصلحت ہو جاوے تو جیسا کہ قبل دعا مصلحت ایک امر کے واقع کرنے مین تھی اسی طرح دعا کے بعد
مصلحت اُسکے ترک مین ہو جائیگی اور جو اُسنے کہا ہی کہ اُس واجب الصدور مین تغیر ممکن نہین ہی یہ بھی باطل ہی کیونکہ
اصلح و لطف و تفضل ہین موجب اُسکا ساتھ پائے جانے شرائط استحقاق اور رفع موانع کے ہوتا ہی علاوہ اسکے ادلہ سمعیہ سے
ثابت ہی کہ دعا کرنا واجب ہی اور دعا سے مطالب حاصل ہوتے ہین اس لیے اُسکا ترک کرنا نہین چاہیے بلکہ جاننا چاہیے
کہ کبھی ایسا ہی کہ مصالح ادعیہ و تصدقات و اعمال خیر سے متبدل ہو جاتے ہین جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہی
ادعونی استجب لکم یعنے دعا کرو مجھسے تا قبول کرون تمھارے واسطے اور حدیث قدسی مین فرمایا ہی فاسئلونی
اکفکم واھدکم سبیل رشدکم یعنے مجھسے سوال کرو تا تمھارے مہمات کی کفایت کرون اور راہ نیک کی تمکو
ہدایت کرون اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ دعا مومن کی سپر ہی اور جب تم کسی دروازے کو زیادہ کھٹکھٹاتے ہو
تو وہ کھل جاتا ہی یعنے صاحب اُسکا تمھارے لیے کھول دیتا ہی بالجملہ اس آیہ کریمہ اور مضمون حدیث قدسی اور
روایت سے معلوم ہوا کہ دعا کرنا ضرور ہی اور وہ جواب شارح مقاصد کے لیے بطور حجت سمعی کافی ہی لیکن خود دعا کے
باب مین تین اشکال وارد ہوتے ہین اُسے مع جوابات کے جو بطور حل مشکل ہی اور معصوم علیہ السلام کی طرف منسوب ہی
لکھتا ہون جیسا کہ جناب غفران مآب نے مواعظ حسنیہ مین فرمایا ہی اول یہ کہ یقینی ہم دیکھتے ہین کہ اکثر آدمی
حق تعالیٰ سے اپنی خواہش کے موافق طلب کرتے ہین اور حاجات اُنکے روا نہین ہوتے اور بنابر اسکے لازم آتا ہی
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہی ادعونی استجب لکم اُسمین وفا نہ فرمائی نعوذ باللہ منہ اور جواب اسکا یہ ہی کہ
اسباب دعا کے نہ قبول ہونے کی چند چیزین ہین ایک یہ ہی کہ کسی شرائط مین اُسکے اختلال کرے چنانچہ منقول ہی کہ

ایک شخص جناب صادق علیہ السلام کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ دو آیتہ قرآن مین ہین کہ انکا اثر مجھپر ظاہر نہین ہوا حضرت نے فرمایا کہ وہ کون آیہ ہین اُسنے عرض کیا کہ ایک یہ آیہ ادعونی استجب لکم کیونکہ مین نے دعا کی اور حق تعالی نے اُسے قبول نہ فرمایا حضرت نے فرمایا کہ آیا تو یہ تجویز کرتا ہی اس سے کہ حق تعالی نے خلاف وعدہ فرمایا اُسنے عرض کیا نہین پھر حضرت نے فرمایا کہ جب یہ تو تجویز نہین کرتا تو جو نہ قبول ہونے کا دعا کے سبب ہی تو جانتا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتا حضرت نے فرمایا کہ مین تجھے خبر دیتا ہون کہ جب آدمی اطاعت و فرمانبرداری حق تعالی کی کرتا ہی جس طرح اُسنے حکم فرمایا ہی اور بعد اُسکے جو طریقہ دعا کا ہی برعایت اُسکے دعا کرتا ہی تو یقینی حق تعالی دعا کو اُسکی قبول فرماتا ہی عرض کیا اُسنے کہ طریقہ دعا کیا ہی فرمایا حضرت نے کہ پہلے خدا کی حمد و ستایش کر بعد اُسکے حق تعالی کی نعمتون کو یاد کر کے اُسکا شکر ادا کر بعد اُسکے درود محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین پر بھیج بعد اُسکے اپنے گناہون کو یاد کر کے طلب آمرزش کر خدا سے پس یہ طریقہ دعا کا ہی بعد اُسکے فرمایا کہ دوسرا آیہ کون ہی اُسنے عرض کیا کہ وہ قول حق تعالی کا ہی وما انفقتم من شیٔ فهو یخلفه یعنے جو کچھ کہ تم راہ خدا مین خیرات کروگے تو خدا اُسکا عوض تمکو دیگا پس بدرستیکہ مین انفاق کرتا ہون اور اُسکا عوض نہین پاتا حضرت نے فرمایا کہ اسمین بھی گمان کرتا ہی تو کہ حق تعالی خلاف وعدہ فرماتا ہی اُسنے عرض کیا کہ نہین پھر حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے اُس مال کو جو بوجہ حلال پیدا کیا ہی راہ خدا مین صرف کرتا ہی تو یقینی اُسکا عوض حق تعالی اُسے دیتا ہی دوسرے دعا کے نہ قبول ہونے کے اسباب سے یہ ہی کہ کبھی بندہ کی حاجت کا بر لانا حق تعالی کے علم مین باعث بندہ کے فساد عمل کا ہوتا ہی اور چونکہ بندہ بسبب اسکے کہ اُسے علم انجام کار کا نہین ہی وہ اپنے مطلب مین نیکی کے سوا نہین دیکھتا اِس لیے اُسے حق تعالی سے طلب کرتا ہی اور حق تعالی کہ علیم مطلق ہی بمقتضاے علم و حکمت و مہربانی کے جو بندون کے حال پر ہی اُسکی حاجت کو روا نہین کرتا اور اسپر آیہ کریمہ عسی ان تکرهو شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون گواہی دیتا ہی اور بندہ کا حال اِس بارے مین اُس بیمار کا ہی کہ جو عقل و علم سے بہرہ نہین رکھتا اور وہ رجوع کرے طرف ایک طبیب کامل حاذق کے جو بیمار مذکور کے حال پر شفیق ہو اور وہ بیمار بنظر خوبی ذائقہ کے بعضی غذاؤن کو جو اُسکے حق مین مضر ہین اپنی جہالت کے باعث سے حکیم سے کہے کہ اُسکے لیے وہ کھانا اُسکا تجویز کر دے اور وہ حکیم چونکہ جانتا ہی مضرت کو ان اغذیہ کی اِس لیے اجازت نہ دے اور از جملہ اسباب تاخیر اجابت دعا زیادتی صلاح و پرہیزگاری کی ہی کیونکہ کبھی حق تعالی جس بندہ کو اپنے دوست رکھتا ہی اُسکی آواز مناجات کا سُننا چاہتا ہی جیسا کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ اُسکا حاصل مضمون یہ ہی کہ کبھی دوست خدا کسی امر کے لیے دعا کرتا ہی اور حق تعالی جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہی کہ حاجت اُسکی روا کر لیکن تھین دیر کر پس بدرستیکہ مین دوست رکھتا ہون کہ آواز اپنے بندے کی ہمیشہ سنا کرون اور کبھی ایسا ہی کہ دشمن خدا دعا کرتا ہی اور حق تعالی جبرئیل سے فرماتا ہی کہ اُسکی حاجت جلد روا کر کہ مین اُسکی آواز کا سُننا مکروہ جانتا ہون اور اسی طرح اور بھی اسباب ہین کہ تفصیل اُسکی موجب

تطویل ہی بعضی احادیث مین وارد ہی کہ تین آدمیون کی دعا مقبول نہین ہوتی ایک وہ کہ حق تعالیٰ نے اُسے روزی
دی اور اُسے اُسنے غیر راہِ خدا مین صرف کیا اور پھر کہتا ہی کہ خداوندا مجھے روزی دے تو حق تعالیٰ جواب مین اُسکے فرماتا ہی کہ
آیا مین نے تجھے روزی نہین دی دوسرا وہ شخص کہ اپنی زوجہ پر ظلم کرے اور اُسے بددعا دے تو حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ
طلاق کیون نہین دیتا تیسرا وہ شخص کہ گھر بیٹھے اپنے اور سعی روزی کے لیے اپنی نکرے اور کہے خداوندا مجھے روزی دے
تو حق تعالیٰ جواب مین فرماتا ہی کہ آیا مین نے کوئی راہ تیری روزی کے لیے نہین کردی ہی اور دوسری اشکال
یہ ہی کہ ہرگاہ ثابت ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے افعال موافق حکمت و مصلحت کے ہوتے ہین اور جو کچھ کہ خلاف مصلحت ہی
اُسے نہین کرتا پھر دعا کا کیا فائدہ ہی کیونکہ اگر دعا کرنے والے کا مطلب موافق حکمت ہی تو یقینی حق تعالیٰ سے صادر ہوگا
اور اگر برخلاف اُسکے ہی تو محال ہی کہ خدائے حکیم سے صادر ہو خواہ دعا کرے یا نکرے اور یہ موافق تقریر شارح مقاصد ہی
اور ہرچند جواب اِسکا لکھا جا چکا ہی لیکن وہ شان جواب مخالف کے تھی اور اب دوسری طرح لکھا جاتا ہی جاننا چاہیے
کہ ممکن ہی یہ بات کہ ایک امر پیشتر دعا کرنے والے کی دعا کرنے سے برخلاف مقتضائے حکمت تھا اور بعد دعا کرنے کے
مقرون بمصلحت ہوگیا کیونکہ حق تعالیٰ کی مصلحتین باعتبار تبدل اوقات و ازمان و اشخاص مبدل ہوتی رہتی ہین
اور اسی جہت سے کہ مصالح ہمیشہ بدلتے رہتے ہین آیات قرآنی اور شرعیتین منسوخ ہوتی رہین پس ممکن ہی کہ دعا کے باعث سے
مصلحت بدل جائے مثلاً زید بسبب غفلت کے یاد خدا سے اور انہماک معاصی مین مستوجب اِسکا تھا کہ آلام اُسے
پہونچائے جائین لیکن جب اُس سے متنبہ ہوا اور توبہ کی اور حق تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو اب مصلحت یہ ہوئی کہ اُسے بصنوف
نعمات مکرم فرمائے اور بڑا شاہد اِسپر قصہ اُمت حضرت یونس ہی کہ جب اُنھون نے نبی کی تکذیب و اصرار اپنے کفر و معاصی پر
کیا تھا تو اصلح اُنکے واسطے تعذیب تھی اور جب اُنھون نے بمعاینہ آثار غضب الٰہی توبہ کی اور ایمان لائے اور نبی کی تصدیق کی
تو اب اصلح اُنکے حال کے موافق ترحم ہوا اور یہ ترحم بذریعہ دعا ہوا اسی طرح ممکن ہی کہ دوسری جگہ بھی بذریعہ دعا کے
تبدل مصلحت ہوجائے اور بعد دعا کے حق تعالیٰ دوسری مصلحت کے موافق فرمائے علاوہ اِسکے یہ بھی ممکن ہی کہ کہا
جائے کہ دعا خود عبادت مستقل ہی اور انسان اُسپر ماجور ہوتا ہی گو موثر انجاح مرام کو نہو اِس لیے بھی اُسے عمل مین لانا چاہیے
اور فی الواقع یہ ہی کہ جیسا اظہار خلوص مرتبہ عبودیت دعا اور مناجات مین ہی یہ اور عبادات مین نہین ہی ہی لیے دیکھو
کہ کسقدر ادعیہ اور مناجات قاضی الحاجات کے ساتھ جو پیغمبر خدا اور ائمہ کرام علیہم السلام نے اوقات خلوات مین اپنے
کیے ہین بکثرت کتب ادعیہ مین مسطور ہین اور مشتمل کیسے کیسے مضامین جلیلہ و لطیفہ پر ہین خصوصاً ادعیہ ماثورہ سلطان العارفین
و پیشوا و صف سالکین صابرین جناب علی بن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام سے صحیفہ کاملہ مین کس کس فصاحت کلام
اور مضامین خلعت انضمام پر محتوی ہین کہ اُسکے دیکھنے اور پڑھنے سے رقت قلب و وہ حالت حاصل ہوتی ہی کہ جو غلام کو
اپنے آقائے جلیل کے سامنے زیبا ہی جسنے بلحاظ اُنکے معانی کے پڑھا ہی وہ جانتا ہی پس یقینی اِن ادعیہ کا اور مناجات کا پڑھنا

اظہار شان عبودیت ہی جو اچھی طاعت ہو اور ضرور ہی گو مفید حصول مرام کو نہین لیکن بالضرور لطف عبادت و طاعت
دنیا مین اُس سے حاصل ہوتا ہی اور آخرت مین انشاءاللہ تعالی باعث حصول اجر جزیل ہوگا تیسری اشکال یہ ہی کہ اکثر
سُنا جاتا ہی کہ بعض طلسمون مین اور نقشون مین اور فسونون مین اشخاص تاثیرات کا ظہور بیان کرتے ہین کہ ہم ہرگز وہ آثار
ادعیہ مشروعہ اور ماثورہ مین نہین پاتے اور اسی جہت سے یہ ہی کہ اکثر ابناے روزگار ان ادعیہ کو چھوڑ کر ان اشخاص
کی طرف رجوع کرتے ہین کہ جنکو مہارت علم تکسیر وغیرہ مین ہو یا صاحب فسون نقوش ہون اور یہ بات بھی سبب اسکا
ہوتی ہی کہ جسے دعا ضرور نہین ہی لیکن جواب اسکا یہ ہی کہ دنیا عالم اسباب ہی یعنے حق سبحانہ تعالی نے بمقتضاے حکمت و
مصلحت اپنی بعض چیزون کو بعض کا سبب گردانا ہی یعنے جب سبب موافق وجہ مخصوص متحقق ہو تو چاہیے اثر اسکا حاصل ہو
خواہ وہ موافق مشروع ہو یا برخلاف اسکے مثلاً مقاربت مرد کی عورت کے ساتھ ساتھ وجود شرائط اور عدم مانع کے
سبب بچہ پیدا ہونے کا ہی خواہ یہ مقاربت زن حلال کے ساتھ ہو یا حرام کے ساتھ ہو یا چوری مین دوسرے کا مال
ملجاتا ہی یا تلوار کا کام کاٹنا ہی اور آگ کا کام جلانا ہی اور حق تعالی نے امتحان کے لیے یا اور مصلحتون کے واسطے کہ وہ اُسے
بہتر جانتا ہی اپنے بندون کو حکم فرمایا ہی کہ بروجہ خاص اس عالم فانی مین تصرف کرو اور حد شرع سے تجاوز نکرو خواہ اس
صورت مین تمھاری تمنا کے موافق دنیا کی منفعتین حاصل ہون یا نہون اور جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے
کہ ممکن ہی کہ فسون بھی سبب کسی امر کے حصول کا ہو جیسا کہ چوری کرنا مال کے ملنے کا سبب ہوتی ہی اور زنا بچہ پیدا ہونیکا
سبب ہوتا ہی لیکن جبکہ برخلاف نہج شرعی ہی تو عقلمند کو چاہیے کہ ایسے فائدہ کے لیے جو چند روزہ ہی نقصان ابدی اور
عذاب سرمدی کو بسبب مخالفت شرع کے اختیار نکرے علاوہ اسکے حکیم علی گیلانی نے شرح قانون مین لکھا ہی کہ مینے
بہت کچھ دیکھا کہ ارباب رقی بذریعہ فسون و نقوش وغیرہ علاج امراض کرتے ہین لیکن بعد تامل یہ امر واضح ہوا کہ ترتب آثار کا
انکے انھین پر ہوتا ہی جو ناقص العقل اور جاہل ہین علما اور صاحبان عقول سلیمہ اور کاملہ پر کبھی اثر ظاہر نہوا اور سبب اسکا
یہ ہی کہ وہ اشخاص جو ان باتون کے معتقد ہین جب اُنکے پاس کوئی تعویذ لکھنے والا یا نقش بھرنے والا یا منتر پڑھنے والا
آیا اور اُسنے تعویذ دیا یا نقش لکھا یا منتر پڑھا تو چونکہ اُنکو اُس سے حسن ظن ہی جانتے ہین کہ بس اب ضرور اس سے فائدہ حاصل
ہوگا اور وہ ذریعہ ہوتا ہی اُنکے نفوس کی قوت کا اور جب نفس قوی ہوا تو وہ آلام بدنیہ کی صلاح کرتا ہی کیونکہ اصل معالج
نفس ہی نہ طبیب لیکن وہ موثر اُس منتر اور نقش کو جانتے ہین اپنے نفس کی صلاح و تاثیر کو نہین پہچانتے اسی طرح اور امور
مین بھی سمجھنا چاہیے کہ کسی نے کوئی نقش بھرنا کسی امر کے لیے اختیار کیا اور آخر وہ امر امور دنیا سے ہوگا کیونکہ کوئی
یہ آرزو دنیا مین نہین کرتا کہ بہشت یا حور عین کو یہان طلب کرے بلکہ جو امور کہ از روے عادت کے انکا حصول
ممکن ہی اُسی کی طلب کرتے ہین اور اتفاقاً مطلوب مل گیا جیسا کہ امور دنیا مین اتفاق کو دخل ہی تو یہ اپنی نادانی سے
اس اتفاق کو اور امکان حصول کو اور اسباب حصول کو جو اتفاقیہ جمع ہو جاتے ہین اور اپنے یا اپنے غیر کی ان تدبیر کو

جو اسکے سوا ہوین یا دنیا ... الٰہی کو خاطر مین نہین لاتے بلکہ اسی نقش بھرنے کو اپنی جہل و حماقت سے موثر سمجھتے ہین و
اسکی تاثیر کے ساتھ اعتقاد جازم رکھتے ہین اور ہر ایک کے سامنے بیان کرتے ہین اور جو انکی طرح بے عقل و بے علم ہین وہ
اسے سنکر اسکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور معتقد ہوتے ہین اور وجہ ملازمت حصول مطلوب کو اس نقش اور منتر کے ساتھ نہین
دیکھتے اور غور نہین کرتے تا کہ ظاہر ہو اُنپر کہ آیا اسے لیاقت اسکی ہی کہ مطلوب کو حاصل کرا دے یا نہین فقط کاغذ اور روشنائی
یا اسماے جنات اور الفاظ مہملہ پیند کی ہی یہ حقیقت ہی کہ خلاف امور الٰہی موجود کر سکین بخلاف اسکے ادعیہ و مناجات کہ ائمہ معصومین
خدا کی طرف جو معطی مقاصد اور قادر ہی رجوع کیجاتی ہی اور ممکن ہی کہ اگر وہ خلاف مصلحت نہ جانے تو تمنا کے موافق ہمارے
عطا کرے کہ ہر چیز کا دینے والا وہ ہی نفوس خبیثہ جنکے اسما اکثر منترون مین ہوتے ہین کیا حقیقت ہی کہ کائنات اور مخلوقات
الٰہی مین متصرف ہون هذا ما یخطر بالبال و ربّی اعلم بحقیقۃ الحال **فصل نہم بیچ بیان مسئلہ آلام و اعواض**
کے ہی یہ بات ظاہر ہی کہ خانۂ دنیا ایک گھر ہی جو رنج و عنا اور محنت و بلا سے بھرا ہوا ہی اور زندگانی اس عالم فانی کی طرح
طرح کے آلام روحانی اور امراض جسمانی کے ساتھ بسر ہوتی ہی اور راحت اسکی ملی ہوئی با نواع درد و ملال ہی اور اطمینان و
صحت اسکی مشتمل اوپر خوف اضطرار و کلال ہی اور یہ رنج و الم اس عالم مین نیک و بد اور مستحق اور غیر مستحق سبکے لیے مہیا و آمادہ
پس کوئی یہ توہم نکرے کہ یہ باتین حق تعالیٰ کے عدل کے منافی ہین کیونکہ بعض ان آلام سے جو خدا کی طرف سے انسان کو
واقع ہوتے ہین وہ حقیقت مین منافی عدل و حکمت اور مخالف فضل و رافت خدائے عادل رحیم کے نہین ہین اور جو
آلام کہ مخلوقات کی طرف سے ظاہر ہوتے ہین وہ نہ فعل خدا ہین اور نہ خدا اُس سے راضی ہی بلکہ حق تعالیٰ اُسکا تدارک فرمائیگا
اور خواہ دنیا مین یا آخرت مین سزا ظلم کی ہر ظالم کو دیتا ہی اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ الم کی دو قسمین ہین ایک حسن و
دوسرا قبیح قبیح کا صادر ہونا حق تعالیٰ سے محال ہی بلکہ یہ بندگان گنہگار سے واقع ہوتا ہی اور الم حسن کا خدا سے صادر ہونا
کوئی عیب نہین رکھتا بلکہ مستحسن ہی بلکہ بندون سے بھی اُسکا وقوع مستحسن ہی اور علماے امامیہ نے کہا ہی کہ الم چند جہت سے
مستحسن ہوتا ہی پہلے وہ الم ہی کہ بہت فائدہ اُسپر مترتب ہو اور دکھ پہونچانے والا اُسکا عوض اور بہت فائدہ اُسپر مقرر کرے
یہان تک کہ دردمند منتظر اُسکی زیادتی منفعت کے اُسپر راضی ہو جاے اور یہ کچھ مستبعد نہین ہی کیونکہ بہت مشاہدہ
مین گذرا ہی کہ آدمی بتوقع فوائد بسیار تھوڑی درد و محنت کو گوارا کرتے ہین جیسا کہ اہل دنیا اُسکے طلب کرنے مین کیا کیا
زحمتین و مشقتین اپنے اوپر گوارا نہین کرتے اور طالبان علم اُسکی تحصیل مین کسقدر متحمل تعب و مشقت کے نہین ہوتے
مگر چونکہ جانتے ہین بڑے فائدے اُسپر مترتب ہونگے اور انجام اس رنج کا راحت ہوگی اسلیے اُسے گوارا کرتے ہین دوسرے
یہ کہ الم و رنج دفع کرنے والا اُس ضرر کا ہو جو اس رنج سے زیادہ ہی جیسا کہ طبیب کسی شخص کے لیے جسے عادت کسی فصل مین
بیمار ہونے کی ہی قبل اسکے کہ بیمار ہو فصد و مسہل تجویز کرتا ہی اور وہ شخص اس خیال سے کہ اگر یہ استعمال نکرونگا تو مبادا پھر اُسے
زیادہ تکلیف اُٹھانا پڑے اُس مشقت علاج کو گوارا کرتا ہی یا جب کسی کے کسی عضو مین فساد ہو جاے اور طبیب اُس

خیال ہے کہ اگر یہ عضو فاسد نہ کاٹا جائے گا تو سبب اسکا ہوگا کہ فساد سب بدن کے لیے عام ہوگا اور باعث ہلاکت کا
بیمار کی ہوگا اُس عضو خاص کا جو فاسد و متعفن ہوگیا ہو کاٹنا تجویز کرتا ہو اور وہ بیمار نظر بر دفع ضرر آیندہ کہ زیادہ اس مشقت
قطع سے ہو اسے قبول کرتا ہو تیسرے یہ کہ رنج و الم بروجہ مدافعت ہو یعنے ایک دوسرے کو دفع کرے مثلاً کوئی
شخص کسی کے مارنے کا ارادہ کرے اور وہ دوسرا پیشتر اس سے کہ پہلے کا ارادہ ظاہر ہو اور اسکی تلوار چلے یہ اُسے
مجروح یا قتل کرے چوتھے یہ کہ وہ الم ایسا ہو کہ عادت اسکے ساتھ جاری ہو جیسا کہ آگ مین گر کر جل جائے یا دریا مین
گر کر ڈوب جائے کیونکہ اس الم کا انتساب خدا کی طرف اس راہ سے کہ آگ کو اور دریا کو کیون پیدا کیا قبیح نہین ہوسکتا
پانچوین یہ کہ درد ایسا ہو کہ جزا اُسکے عمل کی ہو مثل اسکے کہ اُسنے خون ناحق کیا اور اُسے مقتول کے قصاص مین مارتے ہین
چھٹے یہ کہ تعب و الم مین ڈالنا اسلیے ہو کہ مزدوری اُسے زیادہ دیجائے جیسا کہ اُجرت بوجھ اُٹھانے والے کی اور کارپردازی
کی دیجاتی ہو اور جو قسم آلام کے اسکے سوا ہین وہ مستحسن نہین ہین اور وہ یہ ہو الم اُس شخص کو دے جو مستحق الم نہ تھا اور پھر اسکے
ساتھ عوض بھی نہ دے کہ جو باعث خوشنودی اور رضامندی کا دردمند کے ہوتا اور جب یہ معلوم ہوچکا تو جاننا چاہیے
کہ جو درد و الم کہ حق تعالی طرف سے بندون کو پہونچتا ہو بالضرور کوئی نہ کوئی وجہ وجوہ حسنہ سے انہین ہوتی ہو لیکن بعض وجہ
اُن وجوہ سے مخصوص بندون کے ساتھ ہو مثل تیسری وجہ کے کیونکہ حق تعالی کو کسی سے خوف ضرر رسانی اپنے لیے
نہین ہو کہ اسکی مدافعت فرمائے لیکن یہ ممکن ہو کہ دوسرے بندے کے دفع ضرر کے لیے ایسا فرمائے جیسا کہ قصۂ حضرت
موسی اور حضرت خضر مین فرمایا ہو کہ حضرت خضر نے کہا کہ فخشینا ان یرهقهما طغیانا وکفرا بالجملہ کسی طرح ہو لیکن جب مورد
الم مستحق الم رسانی ہو تو الم پہونچانا اُسے جائز ہوگا اور دنیا مین جو بندے فقر و عنا اور مرض و بلا و مصیبت مین مبتلا
رہتے ہین تو کبھی یہ ہو کہ وہ سزائے عمل اُنکی اسی جہان مین ہوتی ہو اور کبھی ایسا ہو کہ جو عمل بہت سخت ہو تو سزائے عمل
عقبی مین بھی چھیا رہتی ہو اور وہ مستحسن ہو اور کبھی ایسا ہو کہ یہ ابتلا کفارہ گناہون کا واقع ہو جاتا ہو اور وبال آخرت سے
رہا ہوجاتے ہین اور کبھی ایسا ہو کہ الم لطف ہوتا ہو کہ طاعت سے قریب کراتا ہو یعنے آگاہ کرتا ہو توبہ و انابت پر اور وہ باعث
مغفرت و بخشش کا ہوتا ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ کفارہ گناہ کے سوا اجر و ثواب بھی اسکے لیے ہوتا ہو جبکہ قدر مستحق سے
الم زیادہ ہو اور آلام ابتدائی جو بدون سابق ہونے استحقاق کے خدا کی طرف سے ظہور مین آتے ہین جیسا کہ مصائب
اہل عصمت و طہارت کے ہین یا آلام اطفال و مجانین کے ہین انہین ضرور ہو کہ دو چیزین سے ایک پائے جائے
ایک حاصل ہونا اُس عوض کا جو الم سے زیادہ ہو اس طرح کا اگر کسی شخص سے کہین کہ تمھین اختیار ہو ان دو باتون مین کہ
چاہو فلان مشقت و درد کو گوارا کرو تو ایسا عوض اسکا ملیگا یا تحمل درد کے نہو تو کچھ عوض بھی نہ ملیگا تو وہ یقینی ہو
درد کو جسکے لیے عوض کثیر مقرر کیا ہو نہ قبول کرنے پر ترجیح دیکر قبول کریگا دوسرے یہ کہ اُس الم مین کوئی لطف متألم کے
حق مین یا اسکے غیر کے حق مین متحقق ہوتا ہو تا عبث لازم نہ آئے مثل چھوٹے بچے کی بیماری کے کہ اُس سے والدین کو

اسکے عقبہ توبہ کے ساتھ ہوتا ہی بالجملہ جو آلام کہ خدا کی طرف سے بندون کو ابتدائی اور بدون سبقت جرم و حصول استحقاق عذاب و الم پہونچتے ہین اُسپر مثوبات جزیلہ و حسنات جلیلہ بقدر مترتب ہوتے ہین کہ اگر بندے اُسکی تفصیلون کو جانین تو بالضرور قضاے الٰہی پر راضی رہین بلکہ اُسکی تمنا کیا کرین اور جو آلام کہ بعد وقوع جرم و حصول استحقاق تعذیب کے حاصل ہونے کے بعد پہونچتے ہین اُنمین ترتب ثواب ضرور نہین ہی جیسا کہ علامہ حلّی علیہ الرحمہ نے کشف الحق مین اِسکی تصریح فرمائی ہی لیکن راقم رسالہ کی نظر قاصر مین عجب نہین ہی کہ بعض مشتمل او پر لطف کے اور بعض مین ثواب بھی ہو اور امتحان و یقین اِسکا اُسی وقت ہوگا جب معائنہ امور اخروی کا ہوگا یہان بقدر اعتقاد کرنا ضروری ہی کہ ایلام خدا کی طرف سے اپنے بندون کو بھی قبیح نہین ہی مستحسن ہی اخبار خاصہ مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ سے منقول ہی کہ فرمایا کہ ہمیشہ مومن اپنے انجام کی بدی سے ڈرتا رہتا ہی اور یقین کلّی خدا کی رضامندی سے اُسے حاصل نہین ہوتا جب تک کہ وقت احتضار و ملک الموت کے آنیکا نہین آتا یہ حدیث بڑی ہی مگر بمقام استدلال اسی قدر نقل پر اکتفا کیا گیا الغرض احادیث بہت کثرت سے دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ جو آلام مومن کو اس دار فانی مین پہونچتے ہین اُس سے زیادہ راحت آخرت مین حق تعالی اُسے عطا فرماتا ہی کیونکہ اگر عوض نہ دے یا کم دے تو ظلم ہوگا اور اگر برابر الم کے دے تو فعل عبث ہوگا اسلیے ضرور ہی کہ جسقدر یہان رنج و بلا پہونچین آخرت مین اُس سے زیادہ ثواب عوض مین ملتا ہی اور حق تعالی عوض ان آلام دنیا کے بعطاے ثواب مومن کو راضی فرماتا ہی اور کیونکر نہو ہرگاہ بعض ذبایح حیوانات کو اہل بہشت کے مراکب فرماکر داخل بہشت کرے گا عوض اُس الم ذبح کے جو اُنھین بحکم خدا پہونچا تو کیا بندہ مومن کو کہ جسنے اقرار توحید خدا و عدل الٰہی و نبوت جناب رسالتمآب و امامت علی بن ابیطالب اور یازدہ اولاد کی کہ اُنکے امامت کا کیا اور اعتقاد ساتھ روز قیامت اور ضروریات مذہب کے رکھا اور جو کچھ در طاعت و عبادت اعضاے ظاہرہ کی متعلق ہو سکی وہ بھی بجا لایا پھر ساتھ اسکے اُسے آلام دنیا مین خدا کی طرف سے پہونچین اور خدا اُسکا عوض اُسے آخرت مین نہ عطا کرے هیهات ما هکذا الظن بالرب الرحیم العادل اور احادیث اِس بارے مین اگرچہ بہت ہین لیکن بطور استدلال چند حدیثین نقل کرتا ہون اور ان احادیث سے تخصیص آلام ابتدائی کی نہین نکلتی اگرچہ ممکن ہی کہ کہا جاے کہ ثواب مومن مذکور ہی اور مومن سے مراد مومن کامل ہی لیکن تصریح ثواب ابتدا دلالت نہین کرتی جیسا کہ اس حدیث مین ہی جو کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ مومن کا ثواب موت فرزند پر بہشت ہی چاہے وہ صبر کرے یا نکرے کیونکہ ظاہر اُسکا عام ہی مومن کامل اور غیر کامل کو والا ممکن نہین کہ مومن کامل صبر نکرے اور جب ایک فرزند مومن کے سامنے سے جاتا رہے تو وہ بہتر ہی ستر فرزندون سے اُسکے جو اُسکے بعد رہین اور سب جہاد راہ خدا مین مارے جائین اور پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جسکا آگے جانا والا نہو وہ بہشت مین نہین داخل ہوتا ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جسکا فرزند نہو یا اُسکا فرزند مرا نہو اُسکا کیا حال ہوگا

حضرت نے فرمایا کہ برادر مومن اسکا پیش رو ہوگا اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شب کی تپ کفارہ
گناہان گذشتہ و آیندہ ہے اور منقول ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اگر مومن جانے اُس چیز کو جو حق تعالی نے
بلا کے عوض میں مہیا فرمایا ہے تو ہر آئینہ تمنا کرے دنیا میں اس بات کی کہ کوئی اسکے بدن کو قینچیون سے کاٹے اور ثقۃ الاسلام نے
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ ایک پیغمبر پیغمبران بنی اسرائیل سے ایک مُردہ پر سے گذرے کہ اسکے اوپر دیوار
گری تھی بعض بدن اسکا دیوار کے نیچے دبا ہوا تھا اور جسقدر دیوار سے باہر تھا اُسے گوشت اسکا جانوران وحشی و
درندون نے کھایا تھا بعد اسکے اور جنازے پر سے گذرے دیکھا انھون نے کہ اسکی نعش کو تخت پر لٹا دیا ہے اور پارچہ
حریر و دیبا اُسپہ اُڑھایا ہے اور گرد اسکے مجمر خوشبوئیون کی رکھی ہے جب پیغمبر نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ خداوندا گواہی
دیتا ہون کہ تو احکم الحاکمین اور عادل ہے لیکن پہلے بندے نے کبھی تیرے سوا کسی کی عبادت نہین کی تھی
موحد تھا باوجود اسکے کس مذلت سے اُسے موت آئی اور دوسرا بندہ کہ کبھی تیرے ساتھ ایمان نہین لایا باوجود اسکے
اسکے جسد نجس کو کیسا مزین فرمایا ہے جواب مین ارشاد ہوا کہ ہان ای میرے بندے مین ایسا ہی ہون جو تو نے کہا
کہ عدالت و حکمت کسی چیز کو میری ساحت کبریائی مین دخل نہین ہے لیکن پہلے بندے کو جو تو نے دیکھا اُس سے
ایک گناہ سرزد ہوا تھا جسکے عوض مین ذلیل کرکے مارا کہ کفارہ گناہ کا ہو جاے اور دوسرے بندے سے ایک نیکی
ہوئی تھی اسلیے اُسے اسطرح مارا مین نے کہ تا عوض اسکی نیکی کا ہو جاے اور پھر کوئی نیکی اسکی میرے پاس نہ رہ جاے
بالجملہ حق تعالی کا عوض دینا ایلام پر احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور جب یہ بھی معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ
بندون کو آپسمین ایک کو دوسرے کا مارنا بدون جہت استحقاق جائز نہین ہے بلکہ قبیح ہے کیونکہ یہ عوض ذلیل کرکے
دینے پر جو رضامندی مقتول کا باعث ہو قادر نہین ہین پس انکا الم پہونچانا الم محض ہے کہ سوا مقتول کو ضرر پہونچانے
اور ورثہ کو دردمند کرنے کے اور خدا کے خلاف حکم عمل مین لانے کے اور کچھ اُسپر مترتب نہین ہوتا بخلاف مالک
رقاب و رکافل ثواب کے کہ ایک نظر رحمت اسکی دنیا و مافیہا کے مقابل نہین ہو سکتی پس وہ جسقدر کہ کلفت مشقت و سختی
بندون کو آزمایش کے لیے پہونچاے سزاوار ہے کیونکہ وہ جان دینے والا اور لینے والا ہے اور اسکے حکم سے سرفروش
مجاہدان بجا ہے دیکھو کہ جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام و یاران جان نثاران آنحضرت کے کسقدر روز عاشورا
داد وفا و مردانگی دے گئے اور وقت آزمایش کیسا کشادہ پیشانی سے ثبات قدم دکھا کر جان بازی کر گئے کہ
زبان موافق و مخالف اُسکے اقرار مین معترف ہے چنانچہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام
حسین علیہ السلام اور بعض مخصوصین آنحضرت کے معرکہ کربلا مین جب لڑائی شروع ہوئی تو اُنکے رنگ روشن تھے
اور اعضا انکے ساکن تھے اور دل اُنکے مطمئن تھے پس آپسمین کہتے تھے کہ دیکھو حضرت کچھ مرنے کی پروا نہین رکھتے
اور ہر ایک آنحضرت کے اصحاب سے ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور مدارج عالیہ نظر مین رکھتے تھے پس نظر تامل

دیکھین تو موت و حیات سبکی حق تعالی کے قبضۂ قدرت مین ہو پس اگر اس تکلیف الم رسانی کو خدا کی نسبت جائز نہین جانتے تو اُسکے حکم رسانی کو ملک الموت کے واسطے قبض ارواح عباد کے لیے بھی کوئی استبعاد کرین اور قدرت مین اُسکی قباحت پیدا کرین حقیقت یہ ہو کہ حق تعالی ہر ایک کے حق مین جو مصلحت جانتا ہو وہ فرماتا ہو اور کوئی اُسپر حاکم نہین ہو جو اُس سے پوچھے کہ یہ کیون کیا اور وہ سب پر حاکم ہو سب اُسکے زیر حکم ہین سبکی پرسش در مواخذہ خدا سے متعلق ہو لا یقاس رب الناس بالناس لیکن وہ آلام جو کہ سب آدمیون سے واقع ہوتے ہین یہ بھی چند صورتون سے باہر نہین ہو ایک یہ کہ با جازت خداوند عالم ہین اور مباح محض ہین جیساکہ حیوانات کا ذبح کرنا گوشت کھانے کے لیے یا واجب ہین مثل قربانی کے مقام منیٰ مین حاج کے واسطے مناسک حج مین یا سنت موکدہ ہین مثل قربانی کرنے کے جمیع بلاد مین پس ان صورتون مین عوض اُسکا حق تعالی کے ذمہ مین ہو اور جو براہمہ اعتراض کرتے ہین کہ بے گناہ جانورون کا مارنا قبیح ہو وہ کلام فاسد ہو کیونکہ قبیح اُس صورت مین ہو جو عوض نہو اور جبکہ خدا نے ان آلام کو جائز کیا تو اُسکی عدل کا مقتضی یہ ہو کہ ضرور عوض دیگا اور جب فیاض مطلق نے اپنے خزائن رحمت سے الم رسیدہ کو عوض پہونچایا تو قباحت برطرف ہوئی چنانچہ بعض روایات مین وارد ہو کہ جو حیوانات ذبح کیے جاتے ہین ان پر اہل بہشت سوار ہونگے بہشت مین تو اس سے معلوم ہوتا ہو کہ حیوانات بھی بذریعہ اس الم کے بہشت مین رہینگے اور ظاہر مراد حیوانات سے اس جگہ وہ ہین جو قابل رکوب ہین دوسرے یہ کہ خدا کے حکم سے کسیکو الم نہ پہونچایا ہو بلکہ برخلاف نہی الٰہی واقع کیا ہو اور اُسکی قباحت ظاہر ہو اور اُسکا عوض ظالم پر بقدر ظلم ہو اور حق تعالی پر لازم ہو کہ مظلوم کا انصاف فرماے اور ظالم کو سزا دے جیساکہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ آگاہ ہو ظلم تین قسم ہو ایک پہلے وہ جو لایق بخشش نہین دوسرے وہ ظلم ہو کہ اُسکا صاحب بازخواست سے نہین چھوٹتا تیسرے وہ ظلم ہو کہ امید بخشش کی رکھتا ہو لیکن پس پہلا وہ شرک ہو جیسے حق تعالی فرماتا ہو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اور دوسرا وہ بندون کا ظلم ہو کہ ایک کا دوسرے پر ہو کہ جب تک مظلوم راضی نہو گا ظالم اُسکی بازخواست سے نہ چھوٹے گا اور قصاص آخرت بہت سخت ہو اور تیسرا ظلم وہ آدمی کا اپنے نفس پر ہو یعنے گناہ کرنا اسمین ممکن ہو کہ حق تعالی اپنی تفضل کی راہ سے بخش دے اور بعضی روایات مین منقول ہو کہ فرمایا ذنب مغفور یہ ہو کہ حق تعالی صاحب معصیت کو دنیا مین مبتلا بمواخذہ کرے پس حق تعالی اس سے زیادہ کریم ہو کہ ایکبار مواخذہ کرکے پھر دوبارہ عذاب مین گرفتار کرے تذنیب چونکہ ذکر معاصی آگیا اسلیے کچھ اُسکی تفصیل اور دواء الذنوب کہ توبہ ہو اُسکا ذکر مناسب مقام ہو جاننا چاہیے کہ گناہ دو قسم پر ہین کیونکہ یا حق الناس ہو یا حق اللہ ہو پس جو کچھ کہ خدا سے تعلق رکھتا ہو اگر شرک ہو یا جو اُسکے حکم مین ہو مثل انکار نبوت و امامت و جو جو ضروریات دین و مذہب سے ہین پس اگر اسمین ایمان و توبہ کی طرف رجوع کرکے اُسکا تدارک نکرے تو وہ پہلی قسم مین ظلم کی جو مذکور ہوئی داخل ہوگا کہ جو لیاقت بخشش کی نہین رکھتا اور اُسکا مرتکب ہمیشہ آتش جہنم مین رہیگا اور اگر اسکے سوا ہین مثل اور سب

گناہون کے پس اگر صاحب معصیت ایمان صحیح رکھتا ہو اور توبہ کر چکا تو یقینی اُسکا گناہ بخشا جائیگا لیکن اس مسئلہ
مین اختلاف ہے کہ توبہ کا قبول کرنا حق تعالی پر از روے استحقاق و از راہ عدل واجب ہے یا براہ تفضل و رافت اپنے اوپر اُسنے
التزام فرمایا ہے اکثر احادیث اور دعاؤن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق تعالی نے اپنی مہربانی سے اپنے اوپر اسکا التزام
فرمایا ہے جیسا کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین لا یجب لاحد ان تغفر له باستحقاقه ولا ان ترضی عنه
باستحقاقه فمن غفرت له فبطولك ومن رضیت عنه فبفضلك یعنے کسی کے واسطے یہ واجب نہین ہے کہ اسکے استحقاق کے
باعث سے تو اُسے بخشے یا اُسکے مستوجب رضامند ہونے سے تو اُس سے راضی ہووے پس جسے تو نے بخشا ہے
وہ اپنے احسان سے اور جس سے تو راضی ہو گیا وہ تیرا تفضل ہے لیکن ممکن ہے کہ مراد عدم استیجاب سے یہ ہو کہ بنظر قصور
و تقصیر کے جو طاعت مین واقع ہوتا ہے اور جو مدارج عالیہ توبہ و انابت کے ہین وہ کسی سے نہین ہو سکتے لہذا کسیکو
استحقاق مغفرت نہین ہے کیونکہ کوئی شخص ایسی طاعت تک جو خدا کی شان رفیع کے لائق ہو نہین پہونچ سکتا ہان
موافق اپنی وسعت و طاقت کے عبادت و انابت عمل مین لاتے ہین گو وہ خدا کے لائق نہو لیکن اپنے موافق عبادت
کرنے والا ممکن ہے کہ بمفاد یا من یقبل الیسیر و یعفو عن الکثیر حق تعالی بمزید رحمت و مہربانی اپنے اُسے قبول فرماے
پس اگر معنی استحقاق کے یہ لیے جائین کہ موافق لیاقت شان پروردگار کے خضوع و خشوع و اطاعت عمل مین آوے
تو اُسکی نفی جملہ بندگان سے سزاوار ہے جیسا کہ انبیا و اوصیا ہمیشہ زبان ساتھ اعتراف و اقرار تقصیر طاعت کے کھولتے رہے ہیے
اور اگر مراد استحقاق سے یہ ہے کہ بندے اپنی امکان موافق کوئی طاعت و انابت عمل مین لائین اور بموجب وعدہ
الہی مقبول درگاہ کبریائی ہو جاے تو اُسکی نفی نہین ہو سکتی والا تکلیف بیکار ہو جاے اور آزمایش کا مقام باقی نرہے
اور اشاعرہ کا قول صادق آئیگا اگر خدا چاہے مطیع کو جہنم مین اور گنہگارون کو بہشت مین رکھے کیونکہ جب فرمانبردار
مقصر ہوے تو محل مواخذہ مین ہونگے اور گنہگار بہشت مین پہونچینگے پس نفی استحقاق کی معنی اوّل سے مستلزم
نفی استحقاق کو دوسرے معنی سے نہین ہو سکتی تا کہ وہ ایسے فقرون مین دعا کے یا جو اُسکے مثل ہون کوئی حجت
کر سکین ساتھ اس بات کے کہ ترجیح مرجوح اور تفضیل یا حکیم علی الاطلاق سے قبیح ہے بالجملہ جو کچھ ہو خواہ قبول فرمانا
توبہ کا باستحقاق بندہ یا بتفضل پروردگار لیکن حق تعالے قرآن مجید مین حکم فرمایا ہے توبوا الی اللہ توبةً نصوحاً الخ
یعنے توبہ کرو خدا کی طرف ایسی توبہ کہ جو نصیحت کرنے ہو آیندہ کے لیے یا جیسی توبہ نصوح نے کی تھی قریب ہے کہ
پروردگار تمھارا گناہون کو تمھارے تم سے برطرف کرے اخبار اہلبیت علیہم السلام مین وارد ہے کہ لفظ عسی اس
آیہ مین موجب ہے یعنے دلالت کرتا ہے وجوب اجابت پر اور وفا کرنے والا اپنے وعدون پر ہے جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے
کہ توبہ عبارت ایسی ہے کہ انسان اپنے گناہون پر نادم اور پشیمان ہو اور درگاہ غفار منان کی طرف رجوع کرے اور دل سے
ارادہ اور زبان سے عہد و قرار کرے کہ پھر گناہ نکرونگا اور عبادت و فرایض سے غفلت نکرے اور جو گناہ کہ تلافی کے

محتاج ہین اُسکا تدارک عمل مین لائے پس اگر گناہ از قسم منہیات الٰہی ہین اور آدمیون کا حق اُسمین شریک نہین ہو
مثل شرب خمر اور زنا اُس عورت کے ساتھ جو شوہر دار نہین ہو تو اُسکا چھوڑ دینا از روے ندامت و پشیمانی کے اور
عزم بالجزم اِس امر کا پھر اُسے آیندہ نہ کیا کافی ہے اور اسی طرح اگر کسی واجب کو ترک کیا ہو جیسا نماز عید کا ترک کرنا
جبکہ وہ واجب ہوا اُسمین بھی فقط ندامت کافی ہے کیونکہ اُسکے لیے قضا نہین ہے لیکن سب افراد واجبات کے ایسے نہین ہین
بلکہ کبھی محتاج تلافی کے ہوتے ہین اور وہ تین طرح ہے پہلے یہ کہ فقط قضا کرنے سے تلافی ہو جاتی ہے مثل نماز ہاے یومیہ
اور خمس و زکوٰۃ کے دوسرے یہ کہ کفارہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ جب کسی نے بدون عذر شرعی ماہ رمضان
کا روزہ نہ رکھا ہو تو اُسمین قضا و کفارہ شرط توبہ ہین تیسرے یہ کہ تدارک اُسکا فقط کفارہ ہے جیسا کہ کوئی خلاف
قسم کے اور عہد شرعی کے کرے لیکن اِس جگہ سے کوئی یہ نہ توہم کرے کہ جب کفارہ کا ارادہ کر لین تو فعل نامشروع
مشترع ہو جاتا ہے اور نہ یہ کہ بالمرہ باعث سقوط معصیت کا ہوتا ہے بلکہ یہ ایک قسم کا جرمانہ ہے اور دنیا مین ایک
مواخذہ الٰہی کی راہ ہے باقی آخرت کا امر باختیار خدا ہے جو چاہیگا وہ فرمادیگا اور اگر گناہ ایسا ہو کہ آدمی کا حق بھی
اُسمین شریک ہو تو تنہا ندامت یقینی اُسمین کافی نہین ہے بلکہ توبہ و انابت کے ساتھ چاہیے کہ اُسکے حق کو اُس سے یا
اُسکے عوض کو پہونچاوے اور اگر عوض نہو تو اُسکے لیے استغفار کرے اور اُسکے حلال ہونے کو اُس سے چاہے پس اگر وہ حق
کوئی مال ہو کہ کسی سے غصب کر لیا ہو یا کوئی اور حق ہو اُسکے حقوق سے کہ اُسے غصب کیا ہو اور اُسکا صاحب معلوم ہو
یا موجود ہو یا اُسکی مقدار مشخص ہو تو اُسے پہونچادے اور اگر اُسکا صاحب مرگیا ہو تو اُسکے ورثہ کو دے یا اُنسے ابرا چاہے
اور اگر صاحب مال کو جانتا ہو اور مقدار کو اُسکی نہ جانتا ہو تو اُس سے مصالحہ کرے اور اُسے راضی کرے اور اگر مقدار
اُسکی جانتا ہو لیکن صاحب مال کو نہ پہچانتا ہو تو اُسکا تدارک یہ ہے کہ اگر وہ مال از قسم لقطہ ہے یعنے مثل پوٹلی کے یا گٹھری کے
کپڑے مین بندھا ہو تو اُسکے لیے چاہیے کہ لوگون کو دکھاوے اور پہچنواے خصوصا جہان جہان کہ زیادہ آدمی جمع
ہوتے ہین مثل مساجد و مشاہد کے اور ایک سال تک ایسا کرے بعد اُسکے اُسے اُسکی طرف سے تصدق کر دے اور
اگر لقطہ نہو جیسا کہ کسی کی اشرفی یا روپیہ راہ مین پاوے تو اُسمین انتظار کی سال بھر کے ضرورت نہین ہے بلکہ بلا انتظار
اُسے اُسکی طرف سے تصدق کر دے پھر اگر وہ صاحب مال کا حال معلوم ہو اور وہ راضی اِس فعل سے ہو تو بہتر ورنہ
اپنے پاس سے اُسے عوض اُسکا دے اور اگر مال حرام حلال کے ساتھ ملگیا ہو اور اُسکی مقدار اور اُسکے صاحب کو نہ پہچانتا ہو
تو اُسکا خمس سادات کو پہونچاوے اور اگر لاوارث کا مال ہو تو اُسے امام علیہ السلام کی خدمت مین یا جو اُنکے نائب ہین
اُنکے پاس پہونچادے اور اگر حق ناس اِس قسم سے ہو کہ کسیکو قتل کیا یا اُسکے بدن پر زخم لگایا ہو تو اگر خون ناحق کیا ہو
تو تین مواخذے اُسکے ذمہ ہین ایک مواخذہ ربانی کیونکہ حق تعالیٰ نے قتل مومن کو حرام کیا ہے اور تہدید بلیغ کے لیے
فرمایا ہے من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا پس اُسکے بعد جو اِسپر جسارت کرے تو اُسنے خدا کی نافرمانی کی

دوسرا مواخذہ ورثہ کا کہ اُنکے دل کو دردمند کیا تیسرا مواخذہ خود اُس مقتول کا کہ جسے جان سے مارا ہی اور وہ اُسکے باعث سے تمتعات زندگانی سے محروم رہا پس مواخذہ اول کی تلافی یہ ہو کہ کفارہ دے اور توبہ کرے بصدائے تضرع وزاری اور دوسرے مواخذے کے لیے یہ چاہیے کہ یا ورثہ سے عفو کرائے یا اُنھیں اختیار دے استیفائے قصاص کے ساتھ اور اسی طرح جراحت رسانی مین ہو کہ مجروح سے عفو کرائے یا اُسے تمکین دے کہ وہ بھی اُسے مجروح کرے اور اسکی یہ صورت ہو کہ اپنے تئین صاحب حق کی خدمت مین حاضر کرے کہ اگر چاہے وہ قصاص لے یا دیت اور خون بہا لے یا عفو کرے اور لیکن تیسرا پس اُسمین چارہ نہین ہی سوا اسکے کہ صاحب اُسکا آخرت مین اُس سے درگذرے کیونکہ اِس بات کی رجوع اُسکی طرف ہوگی اور اُسکا حال معلوم نہین ہو اور اسی طرح ہو اگر زنائے محصنہ کیا ہی یا کسیکا مال غصب کیا ہو اور دنیا مین اُسکی تلافی نہین کی کہ بدون عفو کرنے صاحب حق کے رہائی اُسے ممکن نہین ہو پس ایسی صورت مین خداوند عالم یا بسبب بازخواست مظلوم کے ظالم سے بمزید تعذیب انتقام کریگا یا ظالم کے حسنات لیکے مظلوم کو دیگا اور راضی کرا دیگا اور کبھی ایسا ہو کہ جب توبہ بصدق دل عمل مین لاے اور بذریعہ طاعات اپنے خدا کو بندۂ مومن راضی کرلے تو حق تعالی بمزید رافت اپنی طرف سے مظلوم کو راضی فرمالیتا ہی چنانچہ بعض روایات مین ہو کہ حق تعالی نے درجات عالیہ بہشت مین عفو کرنے والون کے لیے آمادہ و مہیا فرمائے ہین کہ اُنھین صاحب حق کی نظر مین جلوہ گر فرمائیگا کہ اگر فلان بندہ مومن سے تو درگذرے تو یہ درجات تیرے لیے ہونگے پس وہ بکمال رضامندی اُسکی تقصیر سے درگذرتا ہی اور اگر معصیت از قبیل ضلال و گمرہی ہو کہ آدمیون کو گمراہ کیا ہو تو اُسکی تلافی یہ ہی کہ ہدایت اُنکی کرے اور راہ ضلالت سے راہ ہدایت پر اُنھین پہونچاے بدون اسکے توبہ قبول نہوگی واضح ہو کہ یہ جو کچھ کہ لکھا گیا ہی حقیقت توبہ کامل ہی لیکن بسا ایسا ہوتا ہی کہ توفیق توبہ ایسے وقت پر ہوتی ہی کہ اتنی وسعت نہین ہوتی کہ سب کچھ کرسکے تو اس خیال سے کہ اگر شرائط متحقق ہوسکتے تو مین توبہ کرتا اور چونکہ بسبب ضیق وقت کے ممکن نہین تو کیا فائدہ توبہ سے پھر توبہ کرنا بیکار ہی کہ شرائط قبول مفقود ہین توبہ نکرے اور بلا توبہ اس عالم سے جاے بلکہ چاہتا ہی کہ جتنے اقسام معاصی کے ہین وہ سب منہی عنہ ہین اور مواخذہ الٰہی سب کے ساتھ متعلق ہی اور توبہ عبارت اس سے ہی کہ پشیمانی وندامت مخالفت الٰہی سے کرے اور سمجھے کہ کس بادشاہ حقیقی جلیل الشان کی کہ اُسکے احسانات غیر متناہی ہین مین نے کس ضعف و بے حقیقتی کے ساتھ مخالفت کی ہی جو کبھی زیبا نہ تھی اور بعد اس مخالفت کے نہ مجھے اُسکے عذاب کے دفع کرنے پر قدرت ہی اور نہ جاے گریز اُسکی سلطنت سے ہی کوئی چارہ نہین ہی اُس بندے کے لیے کہ جسنے اپنے آقا کی نافرمانی کی ہو سوا اسکے کہ دست بستہ بکمال تضرع وزاری اور انابت شرمساری اُسکے آگے حاضر ہو اور یاد کرے کہ مجھسے کیا کیا خلاف حکم ہوا اور اسے یاد کرکے ہاتھ کو اُٹھاے اور آنکھ کو جھکاے اور آنسوون کو گراے اور سر و رو کو اپنے خاک مذلت پر ملے یہان تک کہ وہ آقا اُس سے رضامند ہو اور گناہ کو اُسکے عفو فرماوے اور

پھر بار بار یاب ہونیکا حکم اُسکے لیے اپنے بندگان شیع کے ساتھ دے اور ندامت پشیمانی گناہ سے ایسی چیز نہیں ہے کہ
وسعت و ضیق وقت کی محتاج ہو لیکن اسے صدق دل سے ہونا ضرور ہے اور وہ امر دشوار نہیں ہے کیونکہ جب اپنے
تئین بندہ سمجھے گا اور خدا کو آقائے حقیقی جانیگا اور معصیت کو اُسکی مخالفت تصوّر کریگا تو فوراً اس تصوّر کے ساتھ
ندامت دل پر طاری ہوگی اور اسی سے ترک ارتکاب آئندہ کا عزم پیدا ہوگا اس چاہیے کہ کسی حال مین توبہ کو چھوڑ نا چاہیے
تا اس عالم سے و اخذہ ربانی ایکدیجا نہین اور اسی واسطے حق تعالی نے بمزید کمال شفقت اپنے بندون کے لیے دروازہ
توبہ کا ہر وقت مفتوح رکھا ہے جیسا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ
و آلہ نے جبکہ خطبہ فرمارہے تھے کہ ایہا الناس جو شخص کہ ایک برس پیشتر اپنے مرنے سے توبہ کرے تو حق تعالی اُسکی توبہ کو
قبول فرمائیگا بعد اُسکے فرمایا کہ برس بہت ہے جو ایک مہینا پیشتر مرنے سے اپنے توبہ کرے تو خدا اُسکی توبہ کو قبول کریگا
بعد اُسکے فرمایا کہ مہینا بہت ہے جو ایک جمعہ پیشتر یعنے سات روز جب مرنے کے باقی رہین توبہ کرے تو توبہ اُسکی مقبول ہے
پھر فرمایا کہ ایک جمعہ بہت ہے جو ایک روز پیشتر مرنے سے توبہ کرے خدا اُسکی توبہ کو قبول کریگا پھر فرمایا کہ ایک دن بھی
زیادہ ہے جو شخص پیشتر اس سے کہ معاینۂ اُمور آخروی کرے توبہ کرے تو خدا توبہ اُسکی قبول کریگا اور اسی حدیث مین
بسند دیگر ہے کہ حتی ادمی یبلغ الی الحلق الشریف یعنے فرمایا کہ یہ بھی زیادہ ہے جب تک کہ روح حلق تک پہونچے جب بھی
توبہ کریگا تو خدا توبہ کو قبول کرتا ہے شاید مراد اس سے یہ ہو کہ معاینۂ اُمور آخروی کا مرتبہ اسکے بعد ہوگا یعنے جب روح حلق سے
بھی آگے بڑھتی ہے اُسوقت معاینۂ اُمور آخروی ہوتا ہو تا کہ مخالفت جاتی رہے بالجملہ مومن کو چاہیے کہ کبھی گناہ نکرے کیونکہ
لذتہاے دائمی کے مقابلہ پر لذات دنیاے فانی کی کچھ حقیقت نہین ہے اور اگر شامت نفس سے مجبور ہو کر بمفاد ان
النفس لامارة بالسوء مرتکب معصیت ہو جاے تو اُسکے بعد بھی فوراً سات گھنٹے کے اندر جب تک گناہ لکھا نہین جاتا
توبہ کرے والا یہ گناہ ایکشے رہیگا بعدد ریگ بیابان بلکہ اُس سے زیادہ ہو جائینگے کیونکہ توبہ بعد معصیت واجب ہے اور
جب نہ کیا تو ایک وہ معصیت تھی دوسرے ترک توبہ ہوا اب اسکے بعد اگر دیر ہوئی تو دو گناہوں کی توبہ نہ کی تین ہوے
پھر توبہ نہ کی چار ہوے اسی طرح جتنی دیر ہوگی معاصی بڑھتے جائینگے اور اگر شامت اعمال سے تاخیر کی تو جسوقت
ہوسکے توبہ کرے اور اُس سے کسی وقت مین غفلت نہ کرے کہ دواے ذنوب یہی ہے وفقنا اللہ و جمیع المومنین
بالتوبة و یقبل اللہ التوبة عنی و عن جمیع المومنین الی یوم الدین انہ هو الرحم الراحمین تتمہ مہمہ تحقیق حال مسئلہ آجال کے
اکثر وقتون مین یہ توہم ہوتا ہے کہ جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون
یعنے جب موت آتی ہے تو اُسی وقت مرنے والے مرتے ہین تقدّم اور تاخر اُس سے ناممکن ہے اس قول سے تعیین وقت
اجل کے سمجھے جاتے ہین اور جب ایسا ہوا تو پہونچتا ہے کہ یہ کہا جاے کہ اگر مقتول کی موت جبکہ قاتل نے اُسے مارا
مقدر تھی تو قاتل چاہتا کہ اُسے مارتا یا نہ مارتا زندگانی اُسکی منقطع ہوتی پھر قاتل سے مواخذہ کی کیا وجہ ہے اور اگر موت

اُسکی ابھی مقدار نہوئی تھی تو اجل موعود سے پہلے مرنا منافی مفاد آیہ مذکورہ کے ہوگا اور جواب اُسکا یہ ہے کہ اکثر احادیث ائمہ معصومین علیہم السلام اور اقوال علماے دین سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اجل دو قسم پر ہے ایک وہ کہ جسمین تاخیر تقدیم جائز نہیں ہے اور دوسری وہ کہ تقدیم و تاخیر اُسمین متصور ہے تفسیر عیاشی میں مصدق بن صدقہ سے روایت کی ہے کہ کہا اُسنے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے تفسیر قول جناب باری تعالیٰ میں ثم قضی اجلا و اجل مسمی عندہ فرمایا کہ وہ اجل جسکا نام نہیں لکھا گیا موقوف و معلق ہے کہ تقدیم و تاخیر اُسمین ہوسکتی ہے اور اجل مسمی وہ ہے کہ شب قدر کو جسکی حق تعالیٰ خبر دیتا ہے اور اُسے حکم فرماتا ہے کہ تا شب قدر آیندہ کسقدر رہیگا اور روایت حمران میں وارد ہے کہ یہ اجل مراد ہے قول میں خدا کے اذا جاء اجلہم لا الایہ اور بعض روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ پہلا لفظ اجل جو آیہ ثم قضی اجلا و اجل مسمی میں ہے وہ وہ ہے جسپر اطلاع ملائکہ اور انبیا کو حاصل ہوتی ہے اور اجل مسمی وہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے خلق سے پوشیدہ فرماتا ہے جناب غفران مآب نے مواعظ حسینیہ میں فرمایا ہے کہ بعض احادیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اجل مسمی میں بدا واقع ہوتا ہے اور اجل محتوم و مقضی وہ ہے جسمین بدا کے واقع ہونے کی قابلیت نہو اور ظاہر ان احادیث سے وہ ہے جو علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اجل مقضی اجل محتوم ہے کہ حق تعالیٰ نے اُسے حکم حتمی کے ساتھ جاری فرمایا ہے پس اُسمین تغیر نہیں ہوسکتا اور اجل مسمی وہ ہے جسمین بدا ہوسکتا ہے اور جب بدا کا ہونا ممکن ہوا تو تقدم و تاخر بھی اُسمین ہوسکتا ہے اور اجل محتوم ایسی نہیں ہے یعنے یہ مطابق لوح محفوظ ہے جو کچھ واقع ہونے والا ہے اُسمین لکھا ہے اُسمین تخلف نہیں ہوتا اور تغیر و تبدل کو اُسمین راہ نہیں ہے خواہ سبب اُسکا محض تقدیر ربانی ہو یا اُسمین مداخلت کسی انسان کی ہو جیسا کہ کوئی کسیکو مار ڈالے اور اجل مسمی مثل لوح محو و اثبات ہے کہ اُسمین تغیر اور تقدم اور تاخر ہوتا ہے بالجملہ اجل معین قطع نظر اُس سبب کے جو تقدیر ربانی یا مداخلت انسانی سے ہو کبھی مصادف فعل قتل کو واقع ہوتی ہے اور کبھی اُس سے زیادہ ہوتی ہے اور اس صورت میں مواخذہ کا تعلق قاتل کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ قاتل نے اس صورت میں اُسکی زندگانی کو کھویا اور مرنے میں اُسکے جلدی کی کیونکہ تعجیل اجل مسمی میں جو بمعنی اجل محتوم ہے نہیں ہوسکتی اور جو بمعنی اجل غیر محتوم ہے ہوسکتی ہے پس بسبب اسکے کہ منافع مقتول کو قاتل نے ضائع کیا قابل مواخذہ ہوا اور جبکہ اجل معین مصادف قتل کی واقع ہو تو اس صورت میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مرنے کی نسبت اس وقت میں فعل الٰہی کی اور فعل قاتل کی دونو کی طرف بر سبیل بدل ممکن ہے یعنے چاہیں کہیں اس صورت میں کہ خدا نے مارا یا کہیں کہ قاتل نے مقتول کو مارا لیکن جو الم و درد کہ خداوند عالم کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اُسکا عوض حق تعالیٰ پر ہے جسکے خزانے مہربانی و بخشش کے بے انتہا ہیں اور جو الم کہ بندے کی طرف سے صادر ہو اُسکا عوض اُسکے ذمہ میں ہے اور وہ عاجز ہے اس سے کہ حق الم کو ادا کرسکے اور ان دونو صورتوں میں اجل محتوم بندے کی مداخلت اور تقدیر ربانی کی مساعدت سے واقع ہوتی ہے کیونکہ اگر حق تعالیٰ موت کو اُسکی اُس وقت مقدر نہ فرماتا اور اجل محتوم نہ پہونچتی تو یقینی اُسکی ضربت کارگر نہوتی کتاب التوحید میں

خثان تیمی سے کہ جو جنگ صفین میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا مروی ہے کہ ایک روز وہ حضرت اُس لڑائی مین صف
لشکر کے آگے کھڑے تھے اور معاویہ ملعون بھی اپنے لشکر کے آگے اپنے گھوڑے پر سوار برابر حضرت کے کھڑا تھا اور
اُسکا گھوڑا جلدی وتندی کرتا تھا اور جناب امیر علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور حربہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ آپ کے ہاتھ مین تھا اور ذوالفقار کو گلے مین حمائل فرمائے ہوئے تھے پس ایک شخص نے
آنحضرت سے عرض کی کہ اے امیر المومنین خبردار رہیے مین ڈرتا ہون کہ یہ ملعون آپ کے ساتھ کوئی مکر کرے اور کوئی آسیب
آپکو پہونچاوے حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تونے کہا وہ بجا ہے واقع مین اسکی دیانت وامانت پر اعتماد نہین ہے کہ یہ شقی
ترین قاسطین اور ملعون ترین خارج ہے کہ امام زمان پر خروج کیا ہے لیکن اتنا جان کہ سبکی موت نگہبان ہے یعنے جب تک وقت
موت نہین پہونچتا آدمی نہین مرتا کوئی شخص نہین ہے مگر یہ کہ ملائکہ اسکی حفاظت کرتے ہین اس سے کہ کنوئین مین گر پڑے یا
دیوار اسپر گرے یا کوئی بدی اُسے پہونچا سکے اور جسوقت موت اسکی پہونچتی ہے تو ملائکہ اُسے چھوڑ دیتے ہین پس اسی طرح
جب میری موت پہونچے گی تو شقی ترین خوارج اُٹھیگا اور میرے سر کے لہو سے میری داڑھی کو رنگین کریگا اور
وہ عہد معہود ہے اور ایسا وعدہ ہے کہ جسمین خلاف نہین ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تقدیر ربانی کی مساعدت ضرور
ہوتی ہے ورنہ اگر خداوند عالم قاتل ومقتول کے بیچ مین حائل ہو تو اگر تمام عالم یکجا ہون تو اسکی حفاظت کے ساتھ ضرر
نہین پہونچا سکتے اور اگر حق تعالی بنظر کسی مصلحت کے مانع نہو تو شر ظالم مظلوم تک پہونچ سکتا ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ
ظالم دشمن خدا ہے عموماً پھر دشمنون کو دوستون پر مسلط کرنا خلاف عدل ہے یا نہین تو اسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ
خانہ دنیا جائے آزمایش کی نیکون کی بدکارون سے ہے اور جلوہ گاہ مدارج استحقاق عذاب وثواب جاودان ہے پس اگر
حق تعالی آدمیون کو اُنکے حال پر نہ چھوڑے تو کس طرح مدارج صابرین اور ہلاکت وگمراہی سرکشان بیدین سب پر ظاہر ہو
اور روز فصل وتدارک دنیا کے بعد آئیگا کتاب احتجاج مین ابن بابویہ قمی سے کہ انھون نے محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی
روایت کی ہے کہ کہا اُسنے مین خدمت مین ابو القاسم حسین ابن روح وکیل ناحیہ مقدسہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی
حاضر تھا کہ ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اُسنے کہ مجھے خبر دی حال سے امام حسین بن امیر المومنین علی بن ابیطالب کے کہ آیا
دوست خدا تھا یا نہین فرمایا یقینی دوست خدا تھا کہا اُسنے کہ خبر دی مجھے کہ قاتل ملعون اُسکا دشمن خدا تھا یا نہین کہا
انھون نے کہ یقینی تھا وہ ایسا ہی تھا عرض کیا اُسنے کہ آیا جائز ہے کہ خدا اپنے دشمن کو دوست پر مسلط کرے حسین بن روح نے
کہا کہ کوئی خدا کو ظاہر مین نہین دیکھ سکتا اور منھ سے باتین اُس سے نہین کر سکتا لیکن خدا نے پیغمبرون کو جو جنس
بشر سے تھے مقرر فرمائے تا کہ اُنسے متوحش ومتنفر نہون اور تصدیق کی غرض سے معجزات اُنکے لیے قرار دیے مثل
اسکے کہ کسی پر آگ کو سلامتی اسکی گردانا اور دوسرے کے لیے دریا کو پھاڑا اور عصا کو اژدہا کیا اور کسی کے تصرف سے اندھون کی
آنکھین روشن کین اور مردہ کو زندہ کیا اور یہ سب اسلیے کیا کہ کبھی غالب ہون اور کبھی مغلوب ہون تا کہ سب جانین کہ رب و

حرہو بلاصد خالق و مخلوق مین فرق ہی یہ صفت مخصوص خالق کے لیے ہی کہ ہمیشہ غالب رہتا ہی پس اگر انکو مبتلا نکرتا
اور مرتبہ آزمایش مین نلاتا تو خدا کے سوا انہین کو خدا بناتے اور عبادت کرتے اور اگر یہ نہوتا تو انکے صبر کی زیادتی
بلایا و محن پر اور امتحان مین ثبات انکا کیونکر سب کو معلوم ہوتا انتہی کلامہ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ حق تعالے
اپنے بندون کی مصلحت بہتر جانتا ہی اور تدارک ہر چیز کا اسکے دست قدرت مین ہی جب چاہتا ہی ضرر کو اپنے
دوستون سے دفع کرتا ہی اور جسکو مصلحت جانتا ہی ظالم ستانی کے تدارک کو عمل مین لاتا ہی اور صابرین ہمیشہ راضی
بقضاے الٰہی رہتے ہین لا جور فی مشیته ولا ظلم فی قضیته تکملہ جان تو کہ بندون کا پیدا کرنے والا انہین روزی کا
پہونچانے والا ہی جیسا کہ کتاب مجید مین فرمایا ہی وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها یعنے کوئی زمین مین
راہ چلنے والا نہین ہی مگر یہ کہ اسکی روزی خدا پر ہی اور یہ ظاہر ہی کہ روزی دو قسم پر ہی ایک حلال جو بروجہ شرعی ہے
دوسری حرام ہونا شرع ہو اور حرام روزی کی نسبت بنا بر مذہب اہل عدل کے خداوند عالم کی طرف نہین
ہوسکتی اور اگر حرام روزی مین شمار کیا جاے تو اس سے یہ لازم آتا ہی کہ جو اشخاص عمر بھر مال حرام کھایا کیے وہ
مرزوق خدا نہون اسلیے ضرور ہوا کہ متکلمین بحث عدل مین مسئلہ رزق کو بھی لکھتے ہین پس تحقیق اسکے حال
کی بھی ضرور ہی اور جب یہ معلوم ہوچکا تو جاننا چاہیے کہ اشاعرہ کہتے ہین کہ روزی وہ ہی جو کھائی جاے چاہے
حلال ہو یا حرام پس حرام انکے نزدیک روزی مین داخل ہی اور واقع مین یہ ہی کہ جب انھون نے کسی قبیح کو بجالا
او جو چاہا وہ خدا کی طرف نسبت کردی تو انکے مذہب کے موافق دور نہین ہی مگر اس سے یہ ضرور پیدا ہوتا ہی کہ
انکے نزدیک حرام روزی مین محسوب ہی اور اسناد حرام کے رازق نام کی طرف قبیح ہی ولیکن اہل عدل کے موافق
یہ ہی کہ روزی وہ چیز ہی کہ جس سے فائدہ مند ہونا صحیح ہو اور کسیکو بسبب شرع اُسسے منع جائز نہو پس حرام انکے نزدیک
روزی نہوگی اور اسپر یہ ضرور وارد ہوتا ہی کہ جسنے حرام کھا کر زندگانی بسر کی وہ مرزوق خدا نہین اسلیے کبھی انکو یہ
ضرورت اسکی ہوتی ہی کہ اس امر کے ثابت ہونے کو کہ مرزوق خدا ہی یہ کہتے ہین کہ رزق فقط ماکول و مشروب کا نام
نہین ہی بلکہ وہ عام ہی کھانے کو اور پانی کو اور ہوا کو پس جسنے کہ کھانا حرام کھایا اُسنے ہوا بھی پی تو چونکہ ہوا و نسیم ایسی چیز
نہین ہی کہ اُس سے فائدہ مند ہونے کو حرمت شرعی مانع ہوسکے تو اسی جہت سے مرزوق خدا ہوگا اور حق یہ ہی
کہ یہ وجہ بھی بعید ہی بالجملہ واقع مین طرفین کا کلام لائق اسکے نہین کہ دل قبول کرلے اور جو بات کہ ذہن سلیم مین
قابل انطباع ہی وہ یہ ہی کہ کہا جاے کہ حق تعالی کی طرف جو رزق کی نسبت کرتے ہین وہ باعتبار خلق ہی کیونکہ رزق
مطلقًا خدا کا پیدا کیا ہی اور حق تعالی رازق ہی یعنے روزی کا پیدا کرنے والا ہی اور اصل روزی کا پیدا کرنا اچھا
فعل ہی اور حق تعالی نے مخلوقات کی روزی کو حلال سے مقرر و مقسوم کیا ہی اور بعض آدمی اپنے اختیار بد سے
وجہ حلال کو ترک کرکے حرام کی طرف رغبت کرتے ہین اور خود روزی کو اسکی صلاحیت نہین ہی کہ حلال و حرام

اسکی صفت واقع ہو لیکن تحصیل واکتساب اسکا بوجہ حلال وحرام ممکن ہے اور تحصیل بندے کا فعل ہے جو متعلق
نیکی اور بدی کے ہو سکتا ہے کیونکہ کبھی بروجہ حلال اُسکی تحصیل کرتا ہے اور وہ مستحسن ہوتا ہے بلکہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ
اپنی ضرورت و عیال واجب النفقہ کی جب ضرورت کے لیے آدمی مضطر ہو تو اُسوقت روزی کی تحصیل بروجہ حلال
واجب ہوتی ہے اور جب غرض توسعہ عیال پر منظور ہو تو اُسوقت تحصیل مستحب ہے اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جبکہ ارادہ
کرے کہ میں مال حلال کو جمع کرون اپنے پاس تو یہ سعی تحصیل مکروہ ہوتی ہے اور کبھی بروجہ حرام یعنے بنہج غیر مشروع
اُسے حاصل کرتا ہے تب وہ حرام ہوتا ہے اور یہ برائی خدا کی طرف نہیں پھر سکتی کیونکہ یہ خاص بندے کی سوء اختیار سے
برائی ہوئی ہے اور اسی جگہ سے ہے جو فرمایا ہے حق تعالی نے کہ کوئی چلنے والا زمین پر نہیں ہے مگر یہ کہ اُسکی روزی خدا پر ہے
کیونکہ اُسنے اختیار و تمکین بندے کو تحصیل کا حلال روزی کی عطا فرمایا ہے اور جسقدر اُسنے اُسے حرام سے لیا ہے
وہ اپنے سوء اختیار سے کیا ہے اور مؤید ہے اُس سے جو کہ کلینی مین ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے
اُسنے نقل کیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حجۃ الوداع مین کہ آگاہ ہو کہ جبرئیل نے میرے دل مین ڈالا
اس بات کو کہ کوئی متنفس نہین مرتا جب تک اپنی سب روزی نہین لے لیتا پس پرہیز کرو برے خیالات بد نیامین
اور مبالغہ و چشم پوشی نکرو اور حلال سے جو دیر مین پہونچے وہ تم مضطر نکرے اس بات پر کہ حرام سے روزی
حاصل کرنے مین جلدی کرو پس بیشک خداوند عالم نے روزی کو اپنے بندون کے درمیان مین حلال قسمت
فرمایا ہے نہ حرام سے پس جو کوئی کہ پرہیز کریگا اور صبر کریگا حق تعالی اُسکی روزی کو حلال سے پہونچائیگا اور جو پردہ دری
کریگا اور غیر حلال سے لیگا پس حق تعالی اُسکی حلال کی روزی سے کم کریگا اور داروگیر محاسبہ مین اُسے لائیگا اور
صفوان ابن مہران سے مروی ہے کہ مین پیغمبر خدا کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ ناگاہ عمرو بن قرہ آیا اور اُسنے عرض کی کہ ای
رسول خدا حق تعالی نے اس شخص کے لیے شقاوت کو مقدر فرمایا ہے کہ مین اپنی روزی کو دف زنی مین منحصر دیکھتا ہون
پس اجازت دیجیے مجھے کہ غنا کرون جہان حرام نہین حضرت نے فرمایا کہ ہرگز اجازت نہ دونگا تجھے ای دشمن خدا خدا نے
تیرے لیے حلال روزی قسمت فرمائی ہے لیکن تو نے وہ طریقہ تحصیل کا اُسکی اختیار کیا ہے کہ جسے حق تعالی نے اپنی روزی
کو تیرے اوپر حلال کرنے کی جگہ حرام فرمایا اور آگاہ ہو کہ اگر بعد اسکے پھر ایسا کیا تو تجھے مارونگا ایسا مارنا جو بہت درد انگیز ہو
اگرچہ اہلسنت اس حدیث کی بعد تضعیف سند تاویلات کیا کرتے ہین کیونکہ اس سے کسی طرح غنا کی اباحت نہین نکلتی
اور وہ اُنکے خلاف ہے لیکن حق یہ ہے جو گذرا پس حق تعالی کو نہین کہ سکتے کہ حرام سے روزی دیتا ہے اور روزی کا
پیدا کرنا صفات مختصہ جناب باری سے ہے اور قسمت روزی کی حلال سے اور سبکا وظیفہ مقرر کرنا اور ہر ایک کو
تمکین کا دینا بہ نسبت اُس روزی کے یہ بھی خدا کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت سلیمان باوجود
اس شان و شوکت و اقتدار و سلطنت کے ایک مخلوق کے اُسکے کھلانے سے عاجز آگئے شارح تو شجی نے کہا ہے کہ

روزی ہی حلال وہ مباح ہو کہ اُسے بندہ نے اپنی مشقت سے پیدا کیا ہو اور خدا ے تعالی کو بسبب اسکے رزاق
نہین کہتے اور جو روزی کہ بغیر فعل بندہ اور بے اسکے کہ بندہ نے اُسمین مشقت کی ہو خدا پہونچاتا ہو حق تعالی کو
بسبب اسکے رازق کہتے ہین بعض فضلا نے اسکے جواب مین کہا ہو کہ یہ کلام قوشجی کا اُسکے مذہب کے منافی ہو کیونکہ
وہ اشعری مذہب ہو اور اشاعرہ کا مذہب یہ ہو کہ بندہ اپنے کسی فعل کا فاعل نہین ہو پس بندہ کو کیونکر رازق کہتے ہین
حالانکہ اعتقاد شارح مذکور کا یہ ہو کہ بھلا بندہ خود کوئی کام نہین کرتا اور راقم رسالہ کے نزدیک اگرچہ اس ایراد کا جواب
نہین دیا لیکن ہو کہ میکن سبب اس انتساب و استناد کا یہ ہو کہ چونکہ اوّل مین ظاہر فعل بندے کا تھا جو اُسنے مشقت
تحصیل مین روزی کے کی تھی اسلیے اُسے بندے کی طرف منسوب کیا اور خدا کو اُس روزی کا پہونچانے والا نہین کہا
اور جو تا دوسری قسم مین کوئی مشقت تدبیر بندے سے ظاہر نہین ہوئی محض قدرت خدا اور اُسکی روزی رسانی سے
پہونچی تو فعل خدا اسمین ظاہر تھا اس روزی کا استناد خدا کی طرف کیا گیا اور خدا کو اسکا رازق کہا لیکن حقیقت
یہ ہو کہ یہ مخالفت جیسے بعض فضلا نے وارد کیا ہو یہ مخالفت ظاہر مذہب کی ہو کیونکہ باطن مین اُنکے مذہب کی
غایت یہ ہو کہ جتنے برائیان بندون کی ہین اُنکی نسبت خدا کی طرف کی جاے تاکہ بندون پر کوئی ملامت نکر سکے
نہ یہ کہ اچھی باتین بھی خدا کی طرف منسوب ہون ظاہر مین خیر و شر کی نسبت خدا کی طرف اسلیے ہو کہ کوئی یہ نہین کہے
کہ جب بندہ خود برا نہین کر سکتا تو اچھا بھی نہین کر سکتا دوسرے جنکے عیوب کی پردہ پوشی منظور ہو اُنکی
نیکیان کہان تھین کہدینے کے لیے یہ بات ہو والا مقصود اصلی نسبت قبایح کی ہو کہ تا جنھین اچھا بتانا چاہتے ہین
کوئی اُنکے مطاعن نہ کہے کہ وہ سب افعال خدا کے پیدا کیے ہین اُنھون نے کیا اختیار تھا اسی لیے روزی حلال کے لیے
جو اچھا کام ہو خدا کو رازق نہ کہا اور جسمین حرام کا احتمال ہو مثل اسکے کہ کوئی بذریعہ حکومت ظاہری اور حصول اقتدار
دنیا کسیکا مال غصب کر کے بے مشقت کھا لے اُسکے لیے خدا کو رازق کہتے ہین تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ اُنھون نے ایسا کیا
بلکہ خدا نے اُنھین دیا بالجملہ امامیہ کے علماے محققین کے نزدیک عرف شرع مین حلال کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہین
نہ حرام کو اور رزق کے معنی روزی عطا کرنے کے ہین اور علی العموم اُسکے صاحب کو پہونچانا خدا کی طرف منسوب
نہین ہوتا مگر باعتبار تخلیہ یا تمکین یا باعتبار تقدیر و قضا اور جو اسکے مانند ہو توفیق و سلب توفیق سے اور معانی
ان الفاظ کے پیشتر بیان ہو چکے ہین اور انھین معانی پر بعض آیات جنکا ظاہر مخالف ہو مثل قوله تعالیٰ ان الله بعث
علیکم طالوت ملکاً یعنے خدا نے تم پر بھیجا طالوت کو بادشاہ کر کے یا والله یوتی ملکه من یشآء
یعنے خدا اپنے ملک کو بخشتا ہو جسے چاہتا ہو حمل کیے جائینگے اب ہا کلام نرخ کی بحث مین پس وہ یہ ہو کہ نرخ عبارت ہو
مقدار کرنے سے عوض و قیمت کے کہ اُسکے مقابل مین ہر چیز کو بیچتے ہین اور اسمین ناچاری ہو اعتبار کرنے سے
عادت کے اور وقت کے اور مکان کے اور یہ بھی خدا کی طرف اسناد کی جاتی ہو اور کبھی بندون کی طرف منسوب کیے جاتے ہین

جیسا کہ کہتے ہین خدا نے ارزانی کی ہے یا کہتے ہین کہ بنیون نے گران کیا ہے اور اسکا قاعدہ اکثر یہ ہے کہ جب فصل غلہ کی
یا اور کسی چیز کی اچھی ہو اور متاع بہت پیدا ہو اور آدمیون کو رغبت اسکے خریدنے کی طرف کم ہو اور نرخ اسکا کم ہو
تو کہتے ہین کہ خدا نے ارزانی کی ہے اور جب متاع کم پیدا ہو اور خریدارون کی رغبت و ضرورت زیادہ ہو اور نرخ
زیادہ ہو تو کہتے ہین خدا نے گران کیا ہے اور جبکہ کسی بادشاہ نے بسبب ظلم کسی چیز پر محصول زیادہ باندھا ہو یا اُسکی قدر کے
زیادہ ہونے اور کسی مصلحت کے لیے حکم کیا ہو کہ فلان چیز اسقدر اس قیمت سے کم کو نہ دی جاے یا غلہ فروشون نے
مثلاً اِس خیال سے کہ گرانی کے وقت مین زیادہ قیمت پر فروخت کرینگے اُسے رکھ چھوڑا ہو اور اُس سے وہ گران بکتی ہو
تو کہتے ہین کہ بادشاہ نے یا فلان اہل پیشہ نے گران کیا ہے اور اس امر پر احادیث کثیرہ دلالت کرتے ہین اور موافق
عقل بھی ہے پس اشاعرہ کا قول کہ نرخ کرنے والا نہین ہے مگر خدا بسبیل جبر بالضرورۃ فاسد ہے اور بعض احادیث مین
آیا ہے کہ حق تعالی نے نرخ پر ایک فرشتہ کو مقرر فرمایا ہے کہ نہ کمی سے غلہ کی نرخ کو کم ہونے دیتا ہے نہ زیادتی سے بڑھنے دیتا ہے
بلکہ وہ ما تیسر [illegible] ہے اُسکے موافق نرخ ہوتا ہے وہ محمول اسپر ہے کہ اکثر اسباب اُسکے خدا کی طرف رجوع کرتے ہین
منحصر قلت و کثرت مین نہین ہے یا یہ کہ اگرچہ آدمی سب یہ چاہتے ہین بسبب حرص کے کہ مال زیادہ پیدا کرین لیکن بیع
و شرا مین حد اعتدال سے یا قریب اُسکے جو مراتب ہون باہر نہین نکل سکتے پس اس سے یقینی ارادہ خدا کو نرخ کے معین
فرمانے مین مداخلت ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **فصل نہم بیچ بیان مسئلہ طینت کے** یعنے اُس مٹی کے کہ جو
مادہ انسان کی پیدائش کا ہے جاننا چاہیے کہ احادیث دلالت کرتی ہین اِس بات پر کہ طینت کا اختلاف باعث ہوتا ہے
بدی اور نیکی کا جیسا کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے کتاب کافی مین منقول ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ نے کہ حق تعالی نے پیغمبرون کو طینت علیین سے پیدا کیا پس اُنکے دل اور بدن دونو اُسی مٹی سے ہین اور مومنین کے
دلون کو اُسی مٹی سے بنایا اور بدنون کو اُنکے دوسری مٹی سے پیدا کیا اور کافرون کو طینت سجین سے پیدا کیا کہ دل
اور بدن دونو اُنکے اُسی سے ہین بعد اُسکے ملا دیا دونون مٹیون کو پس اسی جہت سے مومن سے کافر اور کافر سے مومن
پیدا ہوتا ہے اور اسی سبب سے ہے کہ کبھی مومن سے معصیت ہوتی ہے اور کافر سے نیک کام ہوتا ہے اور دل مومنین کے
اُس طرف رغبت کرتے ہین جس سے وہ پیدا ہوے ہین اور کافرون کے دل رغبت کرتے ہین اُس چیز کی طرف کہ
جس سے اُنکی خلقت ہوئی ہے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب علل الشرایع مین باسناد اپنے ابی اسحاق ابراہیم لیثی سے
کہ اُسنے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بڑی حدیث روایت کی ہے کہ ملخص اُسکا یہ ہے کہ ابو اسحاق نے عرض کی کہ
کیا سبب ہے کہ آپ کے شیعون سے بعض کو مین پاتا ہون کہ شراب پیتے ہین زنا کرتے ہین مرتکب کبائر کے
ہوتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اِسکے سوا کوئی اور بھی خلجان تیرے دل مین ہے اُسنے عرض کی کہ ہان اِس سے بھی بالاتر
اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دشمنون سے بعض کو مصروف بطاعت الٰہی اور مجتنب گناہون سے پاتا ہون یہ کس باعث سے ہے

بیان فرمائیے میرے لیے لیکن بیان ایسا ہو کہ دلیل و برہان کے ساتھ ہو کہ اس بات کے تصور مین مین نے بہت
فکر کی ہے اور بہت راتون کی بیداری مجھے نصیب ہوئی پس حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ بیان شافی مجھسے لاؤ
علم پوشیدہ جو خدا کے خزانون مین ہے وہ مجھسے سیکھ یہ بتا مجھسے کہ اہل حق اور اہل باطل کے اعتقاد کو تو کیسا پاتا ہے
مینے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا دوستون کو اور شیعون کو انکے ایسا پاتا ہون کہ جس حال مین فسق و فجور کرتے ہین
اگر اُس حال کے ساتھ کوئی جو کچھ مشرق و مغرب کے بیچ مین سونا چاندی ہے وہ سب انھین دے اسلیے کہ آپکی دوستی سے
دست بردار ہون تو ہرگز قبول نہ کرینگے اور اگر انکو آپکی دوستی اور ولایت سے آپکی غیر کی دوستی کی طرف طلب کرے
تو ہرگز آپکی محبت سے منھ نہ پھیرینگے اگرچہ تلوارین انکے سر پر ماریں یا انھین قتل کرین اور نواصب کو دیکھتا ہون
کہ باوجود اُس حال کے جو انکا حال عرض کیا ہے اگر سب سونا چاندی جو مشرق و مغرب کے بیچ مین ہے انھین کوئی
اسلیے دے کہ محبت جابرہ اور طاغوتون کی چھوڑ کر آپکی طرف رجوع کرین تو ہرگز ایسا نہ کرینگے اور ہمیشہ اس
حال پر رہینگے اگرچہ تلوارین انکی ناک پر ماری جائین یا مارے جائین مگر اپنے طریقہ سے نہ پھرینگے اور اگر انکے آگے کوئی
فضیلت یا منقبت اہل بیت علیہم السلام کی انسے کہی جائے تو چین بابرو ہوتے ہین اور آثار کراہت اس طرح
انکے بشرہ پر ظاہر ہوتے ہین کہ ہر ایک اُس سے یہ پہچانتا ہے کہ وہ انکے دشمن ہین اور دوسرون کے دوست ہین
پس حضرت ہنسے اور فرمایا کہ بس اسی جگہ سے ہے کہ وہ سب ہلاکت مین پڑے اور آگ مین جو جلانے والی ہے داخل
ہونگے اور چشمہ گرم سے پانی پلائے جائینگے اور اسی لیے حق تعالی نے فرمایا ہے وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ
ہباءً منثورا یعنے آتا ہون مین عملون کی طرف انکے روز قیامت مین پس گردانونگا انھین ریزہ ریزہ اور پراگندہ
کردونگا یہان تک حضرت نے فرمایا اے ابراہیم بدرستیکہ حق تعالی عالم و دانا تھا اور قدیم ہونا اسی کے واسطے ہے
جملہ اشیا کو پیدا کیا اس طرح کہ معدوم تھے موجود کیا اور جو یہ گمان کرے کہ ان سب کو کسی چیز سے پیدا کیا وہ کافر ہے
یعنے جو یہ گمان کرے کہ حق تعالی نے سب چیزون کو کسی چیز سے جو قدیم تھی پیدا کیا جیسا کہ حکما کہتے ہین وہ کافر ہے
چونکہ اگر حق تعالی ایسی چیز سے پیدا کرتا تو وہ چیز بھی مشارک ہوتی خدا کے لیے قدیم و ازلی ہونے مین اور یہ باطل ہے
پس ایسا نہین ہو سکتا بلکہ پیدا کیا سب کو کتم عدم سے نہ کسی قدیم چیز سے اور ازانجملہ کہ پیدا کیا ایک زمین پاکیزہ تھی
بعد اُسکے اُس مین سے میٹھا پانی صاف نکالا اور اُسپر ہم اہلبیت کی ولایت و دوستی کو عرض کیا پس جب وہ قبول
کر چکا تو اُسے اُس زمین پر جاری فرمایا سات روز تک یہان تک کہ وہ ہر مقام تک پہونچا بعد اُسکے اُس پانی کو منجمد
اُسی زمین مین کیا اور جو اُس گل اور مٹی سے خلاصہ تھا اُس سے طینت ائمہ کی قرار دی اور اُسکے تفل کو لیکر ہمارے شیعون کو
اُس سے پیدا کیا اور اگر یہ انتخاب بھی نہوتا کہ خلاصہ صاف سے اُسکے ہم اور دُرد و تفل سے اُسکے تم پیدا کیے گئے تو البتہ ہر آئینہ
طینت ہماری اور تمھاری ایک ہوتی عرض کی مین نے کہ پھر ہماری طینت کو کیا کیا فرمایا کہ مین خبر دیتا ہون تجھے

اور فرمایا کہ بعد اُسکے ایک ور زمین پیدا کی جو شورہ زار اور بدبو اور خبیث تھی اور اُس سے شور و تلخ پانی نکالا اور
اُسپر ہماری ولایت و دوستی کو عرض کیا اُسنے قبول نہ کیا بعد اُسکے جاری کیا سات روز اُس آب شور کو اُن زمین پر
یہان تک کہ ہر جگہ پانی اُسکے پہونچا اور اُسی مین جذب ہوا اور اُس سے پیدا کیا سب طاغیون کو اور سرکشون کو اور اُنکے
اتباع کو اور اُنکی طینت کو تمھاری ثقل طینت کے ساتھ ملایا اور اگر نہ ملاتے اُنکی طینت کو تمھاری طینت کے ساتھ
تو ہرگز نہ گواہی شہادتین کی دیتے نہ نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے نہ حج کرتے نہ کھلی امانت کو ادا کرتے نہ صورتون مین تمسے
مشابہ ہوتے اور یہ مومن پر بدی اور برائی نہین ہے کہ اپنے دشمن کی صورت کو اپنی صورت پر دیکھے عرض کی کہ اے فرزند
رسول خدا پھر دونون مٹیون کے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ اُن دونون مٹیون کو ملایا پہلے پانی اور دوسرے پانی کے ساتھ
گوندھا اور بعد اُسکے اُنکو مخلوط کیا بعد اُسکے اُس سے ایک قبضہ یعنے ایک مٹھی بھر لیا اور فرمایا کہ یہ بہشت کی طرف ہے
اور کچھ پروا نہین رکھتا ہون اور دوسری مٹھی لی اور فرمایا کہ یہ جہنم کی طرف ہے اور کچھ خوف نہین رکھتا اور بعد اُسکے اُن دونون
مٹیون کو ملایا پس بعض آخر سنخ مومن کی اصل کافر پر پڑے اور اسی طرح اصل کافر سنخ مومن پر پڑے پس جو کچھ کہ
شیعہ مین دیکھتے ہو زنا اور لواطہ اور ترک نماز و روزہ اور سب اجابات ور کبائر کا فعل پس یہ اثر اُس پانی اور ناصبی
کی مٹی کا ہے اور جو کچھ سنیون مین اچھے کام کرتے دیکھتے ہو یہ تاثیر آب و گل مومن کی ہے پس جسوقت کہ یہ سب اعمال
خدائے عزیز بزرگ کے روبرو عرض کیے جائینگے تو فرماویگا کہ مین ایسا عادل ہون جو جور نہین کرتا اور ایسا منصف
ہون کہ ظلم نہین کرتا اور ایسا حاکم ہون کہ ظلم و جور و میلان کسی طرف نہین کرتا ملحق کرو اعمال بد کو مومن کی طینت
ناصبی کے ساتھ اور ملحق کرو اعمال حسنہ کو جنکا اکتساب ناصب نے کیا تھا ساتھ اصل طینت مومن کے بعد اُسکے فرمایا
کہ پڑھو اس آیہ کو جو حق تعالی قرآن مین فرماتا ہے معاذ اللہ ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عندہ انا اذا لظالمون
یعنے پناہ بخدا اس سے کہ مواخذہ کرین ہم لیکن ہم اُس شخص کو جسکے پاس ہمنے متاع اور سرمایہ اپنا پایا ہے اور اگر غیر کو پکڑین
تو ہونگے ہم ظلم کرنیوالے بعد اُسکے فرمایا کہ یہ آیہ ظاہر مین وہ ہے جو تم سمجھتے ہو یعنے قصہ یوسف علیہ السلام مین
حکایت قول کی اُنکے ہے جو حضرت یوسف کی طرف سے برادران یوسف کی تلاشی اسباب کو آئے تھے اور باطن مین
خدا کی قسم وہ آیہ یہی تحقیق کہ قرآن کے واسطے ظاہر ہے اور باطن ہے اور محکم ہے اور متشابہ ہے اور ناسخ ہے اور منسوخ ہے بعد
اُسکے فرمایا کہ اے ابراہیم تو مجھے بتا کہ جب آفتاب نکلتا ہے اور اُسکی شعاع شہرون مین پھیلتی ہے تو آیا وہ قرص آفتاب سے
دور ہوتی ہے مین نے عرض کی کہ جب طلوع ہوتا ہے تو وہ شعاع اُسوقت اُس سے جدا ہوتی ہے فرمایا کہ آیا یہ نہین ہے کہ
جب آفتاب غائب ہوتا ہے تو شعاع اُس سے ملجاتی ہے عود کرتی ہے ہر چیز اپنی سنخ و جوہر و اصل کی طرف پس جب روز قیامت
ہوگا تو جدا فرمائیگا حق تعالی اصل ناصب کو اور اُسکی مٹی کو اُسکے ثقل و گناہون کے ساتھ مومن سے پس اُس سب کو
ناصب سے ملائیگا اور کھینچے گا اور علیحدہ کریگا جو ہر مومن کو اور اُسکی مٹی کو ساتھ جمیع نیکیون اور ابواب خیر و اجتہاد

اُسکی کے ناصب سے اور ملائیگا اُسے مومن سے کیا ہمین تو کچھ ظلم اور خلاف عدل دیکھتا ہون مین نے عرض کی نہین
امیر فرزند رسول خدا فرمایا قسم ہے خدا کی کہ حکم اُسکا فاصل اور حکم قاطع اور عدل ظاہر ہی نہین پوچھا جاتا خدا اُس چیز سے
جو وہ کرے اور سب پوچھے جاتے ہین پس نہو توان لوگون سے جو اُسے کاٹتے ہین اور رافع ہوتے ہین لیثی کہتا ہی کہ
مین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ الحمد اللہ اسقدر لائق تعجب یہ بات ہی کہ نیکیان آپکے دشمنون کی لیکر آپکے دوستون کو
دی جائینگی اور برائیان آپکے شیعون کی آپکے دشمنون کو دی جائینگی فرمایا ہان قسم ہی خدا کی جسکے سوا کوئی دوسرا معبود
بحق نہین ہی اور وہی شگافتہ کرنے والا ہی دانہ کا اور پیدا کرنے والا ہی انسان کا اور خلق کرنے والا ہی زمین و آسمان کا ایسا ہی
ہوگا مین نے تجھسے جو کچھ کہا ہی وہی حق ہی اور مطابق واقع ہی اور حق تعالی نے ہرگز ظلم اُنپر نہین فرمایا اور حق تعالے
اپنے بندونپر ظلم فرماتا ہی اور جو مین نے تجھسے کہا ہی وہ قرآن مین موجود ہی مین نے عرض کی کہ یہ بعینہ قرآن مین سب
موجود ہی فرمایا ہان موجود ہی اور تیس جگہ سے زیادہ قرآن مین مذکور ہی آیا تو چاہتا ہی کہ تجھپر پڑھون مین نے عرض کی
کہ ہان یا ابن رسول اللہ تلاوت فرمائیے فرمایا حق تعالی قرآن مین فرماتا ہی قال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا
ولنحمل خطایاکم وما ہم بحاملین من خطایاہم من شیئ انہم لکاذبون ولیحملن اثقالہم و اثقالا مع اثقالہم الخ
یعنے کہتی تھی وہ قوم جو کافر تھی مومنین سے کہ تم ہماری راہ اختیار کرو ہم تمہارے گناہون کو اپنے ذمہ لیتے ہین اور
وہ نہین اُٹھا سکتی اُنکے گناہون سے کسی چیز کو تحقیق کہ وہ جھوٹے ہین اور ہر آئینہ اُٹھائینگے وہ اپنے گناہون کے
بوجھ کو اور سوا اُسکے اور بوجھ گناہون کا اپنے بار گناہ کے ساتھ یہ فرما کر فرمایا کہ کچھ اور زیادہ کہون ای ابراہیم مین نے
عرض کی کہ ہان یا ابن رسول اللہ فرمایا لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیمۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم
الا ساء ما یزرون یعنے اُٹھائینگے وہ گناہون کو اور برائیون کو اپنی تمام و کمال قیامت کے دن اور اُٹھانا ہوگا اُنھین
برائیان اُنکی جنھین بے علم کے گمراہ کرتے تھے آگاہ ہو کہ کیا بُرا گناہ کیا ہی اُنھون نے پھر فرمایا کہ آیا ابھی اور کچھ اُسی سے
بیان کہون عرض کیا مین نے کہ بہتر ہی یا ابن رسول اللہ فرمایا خدا فرماتا ہی فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات و
کان اللہ غفورا رحیما یعنے وہ وہ گروہ ہین کہ جنکی برائیون کو خدا نیکیون کے ساتھ بدلیگا اور حق تعالی
بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہی آخرت مین تبدیل فرمائیگا ہمارے شیعون کی برائیون کو نیکیون کے ساتھ اور
ہمارے دشمنون کی نیکیون کو برائیون کے ساتھ اور قسم ہی حق تعالی کے جلال کی اور اُسکی ذات اقدس کی کہ یہ
اُسکا عدل و انصاف ہی اور کوئی رد کرنے والا اُسکی قضا کا اور پیچھے ڈالنے والا اُسکے حکم کا نہین ہی اور وہ سمیع و علیم ہی
آیا نہین بیان کیا مین نے تیرے لیے امر امتزاج کو اور دونون مٹیون کے بیان کو قرآن سے مین نے عرض کی کہ ہان
یا ابن رسول اللہ حدیث بڑی ہی جہان تک متعلق مقام تھی اُسے نقل کیا اور آخر مین اُنکے ابراہیم سے فرمایا کہ اسے
اپنے پاس رکھ لے قسم ہی خدا کی کہ وہ عزیز ترین احادیث سے ہماری ہی اور ہمارے بواطن کا راز ہی اور ہمارے خزانون کا

ملعون ہی اور اب جا اور کسیکو ہمارے زمانہ میں اطلاع نکرنا مگر مومن کامل کو اور اگر تو ایسے سب سے کہیگا تو تیرے نفس و
مال و اہل و اولاد کے لیے خوف ابتلا کا ہوگا فقط اور جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ ایسے اخبار اگرچہ موہم جبر و اضطرار کے
ہوتے ہین اور از جملہ متشابہات معلوم ہوتے ہین اور جولانگاہ شبہات اور جگہ نظر کرنے کی انکے بیچ مین جو مثبات جبر و
نفی اختیار کرتے ہین اور اسی واسطے عوام کے لیے اس مسئلہ مین غوض و فکر کرنے سے شرع مانعی وارد ہوئی ہی لیکن چونکہ
شبہون کا دفع کرنا واجب کفائی ہی اسلیے انکے اشکالات و جواب سے تعرض لازم ہی کیونکہ مثل جناب علم الہدی
یہ کہہ دینا اچھا نہین ہی کہ یہ حدیث منجملہ اخبار آحاد ہی طرح کرنا چاہیے جبکہ مخالف کتاب و اجماع کے ہوے کیونکہ اصحاب
حدیث نے ایسی روایات کو کتب اصول اربعمانہ مین بکثرت ذکر کیا ہی اب مجال انکار اس سے باقی نہین ہی بلکہ اب وہ
قریب متواترات ہی بلکہ مخالفت کتاب و اجماع کو انکی دوسری طرح دفع کرنا چاہیے لیکن غرض جناب سید مرتضی
علم الہدی کی ایسی روایات کے طرح کرنے سے بمقابل خصم جو ہوتے تھے وہ بہت صحیح تھے اور وہ طرح کرنا تاویل کرنے سے
مین جبر بہتر ہوتا تھا کیونکہ تاویل کا مرتبہ بعد تسلیم کرنے کے ہی اور دشمن کے استدلال مسلمات سے قوی ہوتی ہی اور
اصل عدم تاویل ہی اور چونکہ جناب علم الہدی کو اکثر مقابلہ مثبتین جبر کا اور نفی کرنے والون کا اختیار بندگان کے زیادہ
رہتا تھا اور ظاہر ہین یہ حدیث اور امثال انکے اسکے موہم ہوتے تھین جسکے تسلیم کرنے سے ضعف مذہب حق کا اور قوت
مذہب باطل کی ہوتی تھی لہذا انھون نے اسوقت مین بنظر ابطال استدلال خصم بحفظ قوت مذہب حق اسکا طرح
کرنا بہتر اور آسان تصور فرما کر طرح کیا مگر وہ غرض انکے زمانہ تک ہوگی اور اب بشادہ بہت کثرت علمائے قوم حق کی
اور انکے مصنفات و افادات کی ہو چکی اور مذہب حق مثل آفتاب روشن ظاہر ہو چکا اب ضرور نہین ہی کہ ایسے اخبار کو
طرح کرین ورنہ مثل انکے کہ جو ابن ادریس رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہی کہ یہ حدیث متشابہ ہین توقف چاہیے اور انکی
حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے طرف ائمہ علیہم السلام کے کیونکہ انکے کلام کی قسمین مثل قرآن کے ہین یعنے محکم و متشابہ ہین
کیونکہ اس حدیث کو ایک شیعہ پر القا فرمایا اسلیے کہ اور شیعون کو وہ سمجھاوے اور بتاوے اور انکے معانی کا وہ اعتقاد
کرین اور بقرینہ حالیہ و مقالیہ اسے سمجھین پس اب متشابہ کا بھی احتمال نہین ہو سکتا اور اسی طرح حمل کرنا اسکا
کنایہ و مجاز پر بھی اچھا نہین ہی کیونکہ اُسے کوئی فائدہ مفید اعتقاد نہین ہی بلکہ پہلے کہنا یہ چاہیے کہ مسئلہ طینت
ارباب انصاف کے آگے اہل سنت کے لیے مستند اور حجت جبر نہین ہو سکتا اسلیے کہ غایۃ ما فی الباب یہ ہی کہ طینت
داخل حقیقت بنی نوع انسان مین ہی اور مرجح انکے افعال نیک و بد کی ہی اور یہ مستلزم جبر کو نہین ہی اور اسکا بیان یہ ہی کہ
یہ قضیہ مشہور ہی کہ ذاتیات معلل نہین ہوتی پس بسبب اسکے کہ بدی بدون کی خمیر طینت مین داخل ہوئی تو نہین
کہہ سکتے کہ کیون ہماری طینت کو ایسا کیا کیونکہ حقیقت شیطانیہ اور یزیدیہ نہین ہی مگر مرکب ہی طینت خاص اور
اب و گل خاص سے کہ اگر طینت نہوتی تو شیطان شیطان اور یزید یزید نہوتا جیسا کہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ ممکن نے

کیون ہوا اور واجب واجب کیون ہوا اسی طرح نہین کہہ سکتے کہ فلان کی طینت ایسی کیون ہوئی اور فلان کی طبیعت
ایسی کیون ہوئی خالق موجد کا کام تقرر ماہیت ہی یا وجود ہی نہ یہ کہ ذات کو ذات گردانے اور نہ اثبات ذاتیات کا
ذات کے لیے اور شاید کہ یہ قضیہ بدیہیات اور اولیات سے ہی پس اس بات مین کوئی اعتراض پروردگار عالم پر وارد
نہین ہوتا پس توہم جبر و اجبار کا بہ نسبت پروردگار غفار گنجائش نہین رکھتا اور اسی طرح یہ خیال کرنا کہ اضطرار
مخلوقات کی ذات کی طرف سے ہی دفع ہو سکتا ہی ساتھ اس بات کے کہ ممکن ہی کہ مٹی کی تاثیر طبیعت کا مائل ہونا
طرف حق کے یا باطل کے ہو اور وہ سبب موجب و علت تامہ فعل و ترک فعل کا نہین ہو سکتا پس ہرگاہ میل طبع
انسان کو حد الجا کو نہین پہونچاتی تو کوئی قباحت نہو گی اور موید ہوتا ہی اِسکو قول آنحضرت کا خبر اول مین جو فرمایا ہی
ولذلک رغب قلوب الکفار پس سلب اختیار کہ مدار تکالیف اور ثواب کا دینا مطیعون کے لیے اور عذاب کا گنہگارون کے لیے
اُسپر ہی لازم نہ ائیگا اور کیونکر اِس طرح ہو حالانکہ حق تعالی نے خود حدیث قدسی مین فرمایا ہی انا اللہ عدل لا اجور و
منصف لا اظلم یعنی مین اللہ ایسا عادل ہون کہ جور نہین کرتا اور ایسا منصف ہون کہ ظلم نہین کرتا پس کیونکر ہو سکے
کہ مضطر پر جبر و تعذیب فرمائے کہ وہ ظلم واضح ہی بلکہ حق تعالی کمال عدل و داد کی راہ سے مجرد میل کرنے و خواہش
نفس کے برائی کے ساتھ جو بمفاد ان النفس لامارۃ بالسوء ثابت ہی مواخذہ نہین فرماتا اور اسی طرح نہایت تفضل سے
قصد حرام پر کہ باختیار بندہ ہوتا ہی مواخذہ نہین کرتا جب تک اپنے اختیار بد سے فعل شر کو نہ عمل مین لائے کتاب
کافی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مومن ہر آئینہ کبھی ارادہ اچھے کام کا
کرتا ہی اور اُسپر عمل نہین کرتا پس اُسکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور اگر عمل بھی اُسپر کیا تو دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور بدرستیکہ
کبھی مومن قصد گناہ کا کرتا ہی اور اُسے عمل مین نہین لاتا پس کوئی چیز اُسپر نہین لکھی جاتی اور اسی کتاب مین
فضل بن عثمان سے مروی ہی کہ بندہ ارادہ عمل خیر کا کرتا ہی پس اگر اُسے نکرے تو اُسکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور اگر
اُسے بجا لائے تو دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور کبھی ارادہ کرتا ہی بد کام کا پس اگر بجا نہ لائے تو کچھ نامہ عمل مین اُسکے نہین
لکھا جاتا اور اگر بجا لائے تو سات گھنٹے اُسے مہلت دیجاتی ہی اور نیکیون کا لکھنے والا فرشتہ برائیان لکھنے والے سے
فرماتا ہی کہ جلدی نکر شاید کوئی کام اچھے کامون سے ایسا کرے کہ وہ سبب محو گناہون کے ہو کیونکہ حق تعالی
فرماتا ہی کہ اچھے کام بُرے کامون کو لیجاتے ہین یا طلب مغفرت اپنے لیے کرے اور حق تعالی بخشدے اُسے پس
اگر کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشہادۃ العزیز الحکیم الغفور الرحیم ذو الجلال والاکرام
واتوب الیہ تو گناہ اُسکے ذمہ نہین لکھا جاتا اور اگر سات گھنٹے گذر گئے اور کوئی عمل خیر اُس سے عمل مین نہ آیا اور
نہ استغفار کی صاحب نیکیون کا بدی لکھنے والے سے کہتا ہی کہ اب شقی محروم پر لکھ لے پس خدا عادل جو میل کرنے
طبیعت کے بلکہ قصد عزم گناہ پر بھی مواخذہ نہین کرتا تو کیونکر احتمال جبر و ظلم نے کا اُسکی طرف کیا جا سکتا ہی یا کہ

اگر یہ میل بھی خداوند عالم کی طرف سے آزمائش کے لیے انسان کے خمیر طینت مین داخل ہو جب بھی جبر کے لازم
آنیکا باعث نہین ہو سکتا کیونکہ اگر یہ خواہش خدا نے دی تو قدرت و اختیار و عقل و فہم تو اُسے کرامت فرمایا اگر وہ
اگر بمقتضا اُسکے عمل کرے تو یقیناً اپنے تئین خواہش ہائے نفسانی سے باز رکھیگا اور جب اپنی شہوتون کو توڑکر حق تعالی کی
اطاعت کریگا تو مستحق ہوگا اُن درجات بلند کا جو خدا نے اپنے فرمان بردارون کے واسطے مقرر فرمائے ہین اور یہی
جگہ سے ہے کہ نفس کے ساتھ جو مجاہدہ انسان کرے اُسکا نام جہاد اکبر رکھا گیا ہے اور اسی سبب سے انسان جو مطیع خدا ہے
وہ فرشتون پر ترجیح رکھتے ہین کیونکہ ملائکہ کی طبیعت مین اعمال بد کی خواہش پیدا نہین کی گئی بخلاف انسان کے کہ
قوائے شہوت و غضب اُنکی خلقت مین موجود ہین پس جب اُسنے باوجود موجود ہونے اُن قوتون کے نفس قوی کو
مجاہدہ کرکے مقہور کیا اور گناہون سے اپنے تئین باز رکھا تو مرتبہ اُسکا فرشتون سے زیادہ بلند ہوگا پس یہ سبب بندے کے
حق مین اصلح ہوگا نہ یہ کہ ظلم و قبیح ہو اور روایت علل الشرائع کی اُس بیان شافی سے جو حضرت نے فرمایا توجیہ مین امر
مشہور کے واضح ہوتا ہے کہ ثواب اعمال صالحہ و طاعات اہل خلاف کا شیعیان اہلبیت علیہم السلام کو دلا دینا منافی
عدل کے نہین ہے اور خدا ظلم کرنے والا بندون پر اپنے نہین ہے بالجملہ ادلہ یقینیہ عدل و داد پر خداوند عالم کے قائم ہین اور
تاویل کرنا آیات و روایات متشابہات کی جو موہم اُسکی خلاف کو ہوتے ہین مثل تاویل کرنے روایات تشبیہ و تجسیم
خدا کے ضرور ہے نہ یہ کہ مجرد التفات کرنے کے متشابہات کلام کی طرف کہ وہ محل امتحان ہے اور باعث اوہام و وسوسون
کی تیری کا ہے اُس عدل و عادل حقیقی مین جیسے کیسے ادلہ عقلیہ و نقلیہ واضحہ منصوصہ سے ثابت کیا ہے اختلال کو
راہ دین واللہ الموفق والمعین وایاک نعبد وایاک نستعین لیکن واضح ہو کہ جسقدر یہان پر بیان ہوا یہ اُسکا خصم کو
اور بیان حقیقت امر کو اور دفع شبہات کو بوجہ اکمل کافی ہے کہ پھر سُننے والے کو اُسکے انشاء اللہ اشتباہ نہ ہوگا لیکن تاویل
بطور تاویل متشابہات ہے اور جب اسے غیر متشابہ تسلیم کیا جائے تو پھر تاویل اُسکی یہ بہتر ہے کہ مانا جائے کہ طینت کا پیدا کرنا
اور اُسکا ممزوج فرمانا صورت جبر و سلب اختیار بندگان اُسوقت ہوتا کہ بسبب قبل از علم حال بندگان سے ہوا ور
ہرگاہ حق تعالی نے اپنے علم کے موافق پیدا کیا تو طینت کس طرح مورث ہوگی اور بیان اُسکا یہ ہے کہ حق تعالی سب چیزون کو
قبل اُنکے پیدا کرنے کے ایسا جانتا تھا اور جانتا ہے کہ جیسا بعد پیدا کرنے کے جانتا ہے اور ازل مین حال مخلوقات کا
جو ابتک نہین ہونے والا تھا جانتا تھا کہ یہ افعال و اعمال ہر شخص سے باختیار اُسکے صادر ہونگے اسلیے موافق اپنے علم کے
اور اُنکے عمل کے جو باختیار اُنسے صادر ہونے والے تھے یہ معاملہ فرمایا یعنے کفار کو طینت خبیثہ بدبو سے پیدا کیا
اور مومن کو خوشبو اور اچھی مٹی سے بنایا جیسا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے جناب موسی ابن جعفر علیہ السلام سے
کہ پوچھا اُسنے معنی جناب سالتمآب کی ارشاد کے الشقی من شقی فی بطن امہ والسعید من سعد فی بطن امہ
یعنے شقی وہ ہے جسنے اپنی مان کے پیٹ مین شقاوت و بدی کی اور نیک وہ ہے جسنے اپنی مان کے پیٹ مین نیکی کی

مان کے پیٹ مین کوئی قادر شقاوت وسعادت پر نہین ہی کیونکہ ماں کے پیٹ مین بچہ کہ ابھی نہ مکلف ہی نہ کچھ نیک و بد کر سکتا ہی پھر کیونکر یہ صحیح ہوسکتا ہی تو حضرت نے فرمایا کہ شقی وہ ہی کہ جیسے حق تعالی اپنے علم مین جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ مین تھا جانتا ہو کہ یہ بدکارون کے اعمال کریگا اور سعید وہ ہی جیسے حق تعالی نے جانا ہو جبکہ وہ بطن مادر مین ہو یہ کہ وہ اچھے کام کریگا سائل کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ کیا معنی ہین آنحضرت کے اس قول کے جو فرمایا ہی کہ کل میسر لما خلق له یعنی ہر شخص کو وسعت دی گئی ہی واسطے اُس امر کے جسکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہی حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی نے جن و انسان کو پیدا کیا ہی اسلیے کہ خدا کی عبادت کرین اسلیے نہین پیدا کیا ہی کہ اُسکی نافرمانی کرین اور شاہد ہی اسپر قول اُسکا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس وسعت و اختیار دیا ہی سبکو اسلیے جسکے واسطے اُنہین پیدا کیا ہی پس وائے ہو اُس شخص کے لیے جسنے ہدایت کے عوض مین ضلالت اور اندھے ہونے کو اختیار کیا ہو پس اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ حق تعالی نے جیسے اپنے علم کے موافق شقی جانا اُسکے دل کو اور بدن کو طینت منتنہ سے پیدا کیا اور جیسے اپنے علم کے موافق سعید و نیک جانا اُسکے بدن و دل کو طینت خالصۂ علیین سے پیدا فرمایا اور دوسری تاویل اُسکی اس طرح ممکن ہی کہ کہا جاے کہ اخبار اہلبیت علیہم السلام کے دیکھنے سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ حق تعالی نے ارواح کو عالم ذر کے پیدا کرنے سے پہلے پیدا کیا تھا اور بعد اُسکے ایک آگ کو روشن فرمایا اور ان ارواح کو تکلیف فرمائی کہ اُس آگ مین داخل ہون پس اُسوقت بعض نے جلدی و سبقت امتثال حکم خالق مین کی اور بعض نے تاخر اختیار کیا اور فرمان الہی بجالاے بالجملہ ایمان و کفر اسی جگہ سے پیدا ہوا لیکن یہ باختیار تھا نہ باجبار پس جب حق تعالی نے چاہا کہ ان روحون کے لیے بدنون کو بناے جنسے یہ ارواح متعلق ہون تو بمقابل ہر نوع کے ارواح سے مناسب اُنکی نوع بدنون کے مقرر فرمائی مثلاً ارواح طیبہ کے لیے ابدان طیبہ خلق فرماے اور ارواح خبیثہ کے لیے ابدان خبیثہ پیدا کیے پس جو کچھ کہ حق تعالی نے اِس بارہ مین فرمایا وہ جزا اِس تکلیف سابق کی تھی ہان جب ان دونو چیزون کو ملایا تو اِس امتزاج و مزج نے تاثیر قبول کرنے کی اعمال حسنہ اور اعمال قبیحہ کے پیدا کی نہ یہ کہ اِس طینت نے بد اعمال اور اچھے کام کراے اور اُسکے باعث سے بندے باضطرار اچھے اور بُرے ہوے تا کہ عدل الہی کے خلاف نہو اور مستلزم جبر و سلب اختیار کے ہو پھر اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ایسا تھا تو اِسکی کیا وجہ ہی جو معصومؑ نے ابو اسحاق سے فرمایا کہ ہمارے راز پر ہر کسی کو مطلع نکرنا مگر مومن کو اور اگر تو ایسا کریگا کہ غیر کو مطلع کرے تو تیرے نفس و مال و اہل و ولد کے لیے ابتلا کا سبب ہوگا اور اِس تقیہ کے کیا معنی ہین تو اُسکے جواب مین یہ کہنا ممکن ہی کہ تقیہ مخالفین سے تھا کہ جب وہ اِس علم کو سمجھین گے تو بقرائن جانینگے کہ جو خبر مین اہل شمال مذکور ہین اُنسے مراد وہی ہین اور یہ بات ایسی ہی کہ جس سے تقیہ کرنا ضروری ہی اور یہ بھی جائز ہی کہ تقیہ کے لیے باتقا کرنے کو شیعون پر فرمایا ہو کیونکہ جب عوام اُنکے شل

ایسے اخبار کے سُنینگے تو طرح طرح کے گناہ عمل مین لائینگے پس جو مقتضائے فرع طینتین ہو اُس سے زیادہ معاصی عمل مین لائینگے کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہی خاص اِس روایت سے بھی کہ صغائر قلیلہ کو بھی مومن موافق اپنے مادہ و طبیعت کے کرتا ہی و لیکن گناہان کبیرہ مثل زنا و لواطہ وغیرہ کے پس اُنھین نہین کرتا مگر موافق مقتضائے خاطا کے جو تینون مین ہوا پس جب اِس حدیث پر مطلع ہونگے تو بتعمد افعال کبیرہ کو واسطے لذات دنیا کے حاصل کرنے کو عمل مین لائینگے اور یہ جانکر وبال اُخروی اُسکا دوسرے پر جائیگا جو مقتضائے طبیعت و مادہ ہو وہ بھی کرینگے اور اُس سے زیادہ جو مقتضائے خبیث کے ملنے کا ہی اُسے بھی عمل مین لائینگا اور وہ متعارف گناہ ہین کہ ہر زمان مین بمقتضائے دواعی شہوات واقع ہوتے ہین لیکن جانکر کہ ہمارے واسطے کوئی ملامت و وبال نہین ہی جو چاہین وہ کرین سب کا وبال دوسرون پر جائیگا جو گناہ متعارف بسبب دواعی شہوات مین ہین اُسے بھی عمل مین لائینگے جس سے اُنکی زیان کاری آخرت مین مخصوص تھی

اِسلیے تاکید الحکم ساتھ تقیہ کے فرمایا ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تم کتاب العدل والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع
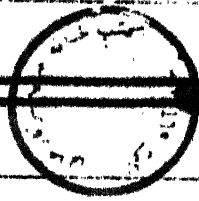
الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ علی رسولہ و حبیبہ محمد و آلہ الطاہرین اما بعد طالبان راہ خدا و جویندگان طریقۂ ائمہ علیہم التحیۃ و الثنا کو مبارک ہو کہ دربیولا چراغ راہ دین نجم فلک شرع مبین ہادی دارین مجموعۂ ارشادات حضرت رسول ثقلین رونق محفل عظمت و برتری گل سرسبد مذہب حقۂ اثنا عشری ہدایت ذخائر مسمی بہ انارۃ البصائر و کشف السرائر مصنفہ بلیغ علماء الزمان المحمود بالسنۃ الاکابر والاعیان - مرجع اعاظم العلماء الفحول راس فقہاء الفروع والاصول - حبر العلوم العقلیہ و النقلیہ بحر الفنون الفرعیہ والاصلیہ جناب شفاء الدولہ ذکاء الملک حکیم سید افضل علیخان بہادر مزبر جنگ اِس کتاب لاجواب مین اصول دین مذہب حقۂ اثنا عشری کا بڑی شرح و بسط سے بیان ہے تکمیل عقائد حقہ ہر فقرہ سے عیان ہے - ایک مقدمہ اور پانچ باب اور ایک خاتمہ مین کُل امور متعلق اصول دین کو بدلائل قاطعہ بیان فرمایا ہے - اسکو جو دیکھنے والا ہی کہیگا کہ گویا دریا کوزے مین سمایا ہے - اِس رتبہ کی کتاب جسمین سراپا براہین ساطعہ سے مطالب کو ثابت کیا ہو اگر کسی نے دیکھی ہو تو بتا دے - عبارت اردو عام فہم مین اسلیے لکھا تا کہ کم استعداد ون کے بھی کام آوے - شکر اللہ کہ یہ کتاب ہدایت انتساب مطبع عالی و نامور مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور واقع لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین حسب فرمائش و تصحیح جناب مصنف عالی مقام بماہ جنوری ۱۸۸۵ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۲ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ

ہوکر دست آویز مشتاقان ہوئی